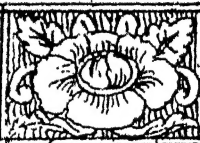


بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ دیوان نگارستان الفت کہ در تاج المطایع طبع شدہ



نالہ مرا کوئی جو کبھی تافلک گیا
قدسی یکارے بلبں سدرہ چمک گیا



سبحان اللہ کیا حکمت حکیم مطلق ہے کہ ہر شے کا قدر دان اُسکے ساتھ ہی پیدا کیا ہے
گلون کو رنگ و بو عطا ہوئی تھی ہمیں چشم و دماغ عنایت نہ ہوتی تو قدر کیونکر ہوتی
بلبلون کو ترانے بخشے تھے ہمیں گوش شنوا نہ ملے تو لطف کون اٹھا تا نعمتوں کو
لذتیں ملین تھیں ہمیں مذاق نہ ملا تو حظ کسے آتا خاتم النبیین سارہنما بھیجا تھا
ہمیں توفیق طلب ہدایت نہوتی تو دولت ایمان کسے ملتی صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ
اطہارین الی یوم الدین اگر انتظام دار الریاست رام پور کے واسطے ایسا فرمانروا
عادل نہصف خلق نہ فرماتا تو وہ مستحکم و امن و دولت اور عام خلق خدا کیس کے

ظل عاطفت میں آرام و آسائش پاتے وہ فرمانروائے رشک شاہان عالم
 کون یعنی سکندر رشوکت دارا منزلت سلیمان جاہ خورشید کلاہ زبندہ سیر
 حکمرانی درۃ التاج جہان بانی حاجی حرمین شریفین زاہر روضہ شہنشاہ واریں حافظ
 شرح بین حامی دین متین شیر قیصر ہند جناب نواب کلب علی خان صاحب بہادر
 فرزند ولی محمد دولت انگلشیہ رئیس دلاور اعظم طبقہ اعلا سے ستارہ ہند و ام ملک
 و اقبال ہم قیہ کہ یہ شہر یار عالی وقار رشک قیصر و خاقان بہتہ صفات جلیلہ
 موصوف سخاوت بین حاتم عدالت بین نوشیروان شجاعت بین رستم فراست
 بین افلاطون و جاہت بین یوسف شریعت بین پیر و رسول خدا طریقت بین ہمایا
 اولیاء رعیت پرور و مسافر نواز حق دوست حق شناس خلیق رحیم تقی پرہیزگار
 ساکنان ہر شہر و دیار فیض عام سے شکر گزار ارباب فضل و کمال جو د عطا سے
 آسودہ حال خداوند عالم عمرو اقبال جناب مدوح میں یوٹا فیو تا ترقی کرامت
 فرماے اب خاکسار مرزا پاکسار بندہ درگاہ لم نیری محمد صفدر علی خلیف جناب
 مغفرت مآب نواب محمد سعید خان صاحب بہادر جناب آرام گاہ خلیف اعلیٰ
 جناب نواب غلام محمد خان صاحب بہادر ام آشیان خلیف الرشید جناب
 نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل خلیف ارشد جناب
 نواب علی محمد خان صاحب بہادر غلد مکان و الیان داریاست مصطفیٰ آبا
 عرف رام پور خدمت ارباب سخن میں عرض پرواز ہو کہ بعد انتقال اعلیٰ حضرت

نواب جنت آرام گاہ اس وجد عالم ہیچانی کی ہر طرح سے تعلیم و تربیت جناب
 برادر بزرگوار نواب محمد یوسف علی خان صاحب بہادر فردوس مکان نے
 فرمائی کتب فارسی کا درس مولوی شیخ احمد علی اوستاد کامل و جدِ عصر سے
 ہوا بعد فراغ تحصیل خوشنویسی نشی میر عوض علی صاحبہ شندیس کینا سے
 روزگار سے ایک مدت مشق کی بعد تکمیل تحریر فنون سپاہگری کا ملین آفاق سے
 حاصل کی پھر تصویر کشی کا شوق ہوا نواب فردوس مکان نے بابونگل سین
 صاحب مصور عدیم المثال کو بلا کر تعلیم پر مقرر فرمایا بابو صاحب موصوف نے
 کمال قواعد تصویر بروغنی و آبی وغیرہ بخوبی تعلیم کیے البتہ اس فن کو میں نے اپنے
 فنون حاصل کردہ میں بہت نازک اور مشکل پایا جب بغایت اگلی اس سے
 بھی استغنا ہوا تو فوٹو گراف یعنی تصویر عکسی کھینچنا مشرتی تو رانا صاحب اور
 مشکور الدولہ بہادر سے بہت جلد حاصل کیا پھر کچھ دنوں طلسمات وغیرہ کا
 چرچا رہا پھر چندے کتب تواریخ و داستان و اخلاق و تصوف و مذاہب و لغت
 و طب و حساب وغیرہ کی سیر میں محویت رہی پھر ایک عرصے تک صحبت فقرا اور
 علما رہی اُس میں ہر طرح کے مسائل مشککہ شریعت و طریقت و توحید و تصوف
 حل ہوئے پھر ہوائے سیاحی سرزمین بھری سیر دیار و امصار ہندوستان
 بخوبی تمام کی اتفاقات روزگار سے اُسی زمانے میں ایک پری پیکر غارتگر
 مبر و مقرر سے دل اُلجھا میں کیا کمون وہ کیا عالم تھا دل کو اضطراب

جان کو پیچ و تاب خاطر کو گرانی حواس میں پریشانی آنکھوں کو حیرت طبیعت کو
 وحشت پیدا ہوئی ہمیشہ و عشرت و آرام سب چھوٹ گیا اُسی دھن میں شاعری
 خیال آیا شعر و سخن سے ابتدا سے طبیعت کو لاگ تھی آخر شوق نے اُڑا کچھ نظم
 کرنے کا ذوق ہوا شاعر سحر بیان اعجاز تقریر خباب نشی امیر احمد صاحب امیر
 آفتاب ہند کی صفائی زبان طرز کلام حسن بندش شوخی طبیعت نہایت پسند آئی
 انکو کلام دکھلایا انھوں نے کہاں دوسو زنی نکات شاعری تعلیم فرمائے رفتہ رفتہ
 ہر قسم کا کلام مثل قصائد و غزلیات و مثنوی و دو اسوحت و قصید و مثنویہ
 سلام و رباعیات و قطعات تا بیچ وغیرہ فراہم ہو کر کلیات تیار ہوا محمد بن علی خان
 وغیرہ بعض مخلصین نے کلیات چھپنے پر اصرار کیا مگر چونکہ ابھی نظر ثانی باقی ہو اور
 محکوئی الحال سفر کلکتہ درپیش ہو لہذا ایک مختصر سا دیوان غزلیات انتخاب کر کے
 سر دست چھپوا دیا اب اپنے محفل کے ہمنشینوں کو کچھ عجز کے نغمے انکار کے ترانے
 بھی سناؤں امیر سے ہمنفس ہم مشربو ہر چند کہ میں اور تم ایک ہی خم کے
 بادہ خوار ہیں مگر تم نر لال اشام ہو میں درد کی کش تم اپنے رنگ میں مست ہو
 میں اپنی بیباکی سے غش تم آفتاب میں سہا تم شہسوار میں نقش پانم سرود میں
 ساز شکستہ تم نغمہ میں آواز خستہ تم نشے کی ترنگ میں خار کا رنگ تم عرش پر د
 میں پرگستہ تم طوفان میں آب بستہ تم دریا میں چاہ تم سبزہ میں کاہ میں اس
 بزم میں چراغ ہوں لیکن مرد اس باغ میں پھول ہوں مگر تیر مردہ جواہر ہوں

گر بے رنگ جس ہوں لیکن بے آہنگ دریا ہوں مگر بے موج اختر ہوں لیکن
 بے اوج طوطی ہوں مگر بے زبان بلبل ہوں نوحہ خواں شیشہ ہوں مگر بے بادہ
 دل ہوں لیکن بے ارادہ حسرت ہوں مگر خون کشتہ نجت ہوں لیکن برگشتہ شمع
 ہوں مگر بے نور صبا ہوں لیکن بے سرور زمین سخن زمیری ملک نہ جاگیر البتہ
 فرمانروایان اقلیم سخن کا پیرو ہوں اس تصدیعہ پردازی سے فقط اتنی غرض
 ہے کہ اگر زبانہ انان سخن سنج کینین خطا پائین تو میری عاجزی پر نظر کر کے عیب کش

کو کام فرمائیں

صفدر مجھے سب کتنے ہن یکناے زمانہ لیکن نہیں معلوم کہ میں کون کون کیا ہوں
 نامہ

اسو آہ دو جہان کو دکھا اپنی تیریاں فرش زمین بساط سپہرین آلت
 ہاجر اول ہی کیا یارب کہ جسکا ہی یہ شوق لب کمر مشتاق ہن میرے فلسفے کے لیے
 سرورستان محبوبی گلبن جنستان خوبی نسیم گلزار محبت شمیم بہار مودت زاد الحسن
 و جلالہ اشتیاق ملاقات فرحت آثار و تمنائے دیدار مسرت اخبار زیادہ از
 حد و حساب ۱۰۰ گری بعد سال نویسم صفت مشتاقی + ماند از شوق تو صد سال
 حکایت باقی + جانمن قبل اس سے ایک اشتیاق نامہ شفقین کیفیت صدور
 تسلی نامہ و شرح درد فراق و امید وصال و بیان شہرہائے تنہائی و تصورات ناز و
 انداز و رسید تحائف روانہ کر چکا ہوں یقین ہے کہ ملاحظہ سے گذرا ہو گا مگر اس کے

جواب سے بہرہ مند نہ ہوا۔ فرمایا کہ دلدار خطا لے کر شادی مانا نہ نوشتم جواب
 نہ فرستاد۔ واہ کیا گردش زمانہ ناہنجار ہو اور کیا دورنگی میں دنہار ہو کہ ابھی
 چند روز پہلے آپ کی غنایتوں سے مجھ کو اپنے مقدر پر ناز تھا یا دفعہ آپ نے ایسا
 گوشہ خاطر سے فراموش کیا کہ ہر وقت حسرت و افسوس و مساز ہو۔ صبا غبار
 رہت را چشم ما نرساند۔ میان باد صبا این غبار خاطر ماند۔ ایک چشم زدن میں
 کیا تھا کیا ہو گیا میرا نخت خفته بیدار ہو کر سو گیا نہیں معلوم۔ وگر مرا بچہ
 تقصیر متهم کر دی۔ چہ کردہ ام کہ بن التفات کم کر دی۔ یا تو یہ غنایت تھی کہ ہر روز
 خط پر خط پہلے آتے تھے یا یہ فراموشی کہ جواب لکھنا بھی بار ہو گیا۔ فرمودہ
 وصلے نہ پیامے نہ حدیثے۔ در کوئے تو بستند مگر باد صبا را۔ اور ایک شعر اسی
 مضمون کا حسب حال یاد آیا۔ نمی آئی نینخواہی نینخوائی نے پرسی۔ چہ حال را
 آشنایان این قدر کس بنجیر باشد۔ اور یہ زمانہ ہفتے عشرے کا ایک مدت دراز
 معلوم ہوتا ہے ہر وقت چشم براہ گوش برآواز ہوں مگر۔ شد عمر با کہ از تو پیامی
 نیرسد۔ قاصد کجا و نامہ کجا و خبر کجا۔ اور کبھی میں دل سے کہتا ہوں۔
 سمجھو نگا میرے خط کا جواب آئے اب لکھا۔ اعمال کا ملیگا جو روز شمار خط
 اور کبھی دل تجھ سے کہتا ہے۔ جسمین تحریر تھا کچھ حال ہمارے دل کا۔
 وہی ظالم نے کیا خاج دفتر کا غذہ غرض کہ دونوں کا ایک سا حال ہے۔
 کھلتا نہیں کہ ہم سے دلدار کیوں خفا ہے۔ میں دل سے پوچھتا ہوں دل مجھ سے

پوچھتا ہے کہ خیر آپ سے شکایت نہیں اپنے مقدر سے شکایت ہے اب کچھ حال
 اپنا تحریر کرتا ہوں ہر چند سب خراشی ہوگی لیکن اپنا وہ حال ہے وہ نفرت
 تیموری چڑھائے گئے مگر حال دل ہم سنائے گئے ہر دم دل میں آہی یاد ہے
 ہر لحظہ لب پر نالہ و فریاد ہے تری محبت نے مار ڈالا ہزار ایدہ دکھا کر
 لڑ لڑا کر گھٹا گھٹا کر جلا جلا کر مٹا مٹا کر اور اس حال پر ہلال میں نہ کوئی نہیں
 نہ راز دار نہ منس نہ غمگسار کسی سے کہ نہیں سکتے معاملہ دل کا اکیلے
 بیٹھے کیا کرتے ہیں گلہ دل کا البتہ درد و بقراری کو کچھ راز دار اور غمگسار کہتے
 کس واسطے بقراری نے بدلوائی تو کروٹ بدلی درد دل نے جو بددی
 تو میں بستر سے اٹھا دن تو آپ کے تصویر بنانے میں اور ذکرِ خیر میں بسر ہو جاتا ہے
 لیکن شب تنہائی کا سحر کرنا سخت دشوار ہے کون شبِ غم کی کیا مصیبت سوا
 ایدہ ہوئی نہ راحت نہ موت آئی نہ نیند آئی نہ آنکھ چھلکی نہ خواب دیکھا اگر
 کوئی وعدہ یا وقت ملنے کا متقرر ہوتا تو بھی صبر آتا اور دل بیقرار کو سمجھانا لیکن
 یہ بھی موعود نہیں تراک وعدہ دیدار اور وہ بھی قیامت پر اور آپ
 صبر اتنا مے دل امیدوار دن کا خیر اسکا لکھنا بھی فضول اور سرسراٹل
 ہے بنگئیِ فرقت میں جو کچھ اپنے دل پر بنگئی ہو گیا جو کچھ ہمارے دل کا
 عالم ہو گیا تصویر میں آپ کی تیار ہو گئیں انکی تعریف میں زبان قاصر ہے سچ ہے
 کہ اچھون کی تصویر بھی اچھی ہوتی ہے کردن تعریف میں کیا اسکی مفہور

وہ اک تصویر ہی ناز و ادا کی بن جو دیکھتا ہو مثل تصویر کے سکتا ہو جاتا ہو خصوصاً
 مین و لدادۂ محبت پر و ن محو حیرت رہتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ کھینچی تصویر یہ
 کس آئینہ رو کی صفدر بن کر دیا حسن خدا داد نے حیران مچکود ہر صبح و شام شمس و قمر
 پر تو جمال سے مشر ماتے ہیں پردہ شام و سحر میں منہ چھپاتے ہیں ہلال و بدر دونوں
 ہیں تری تصویر کے خاکے بد وہ صورت ہو لڑکپن کی یہ نقشہ ہو جوانی کا بد ایک امر کا
 نہایت شکر گزار ہوں کہ ہمیشہ شیخ و واعظ تصویر بنانے سے ڈراتے تھے اب جو کوئی
 سمجھاتا ہو تو یہ شعر زبان پر آتا ہو یہ پرسش جو ہوئی تو حشر کے دن بد تصویر تری
 دکھائینگے ہم بد بان سچ تو یہ ہو کہ آفرین کیسے اس مصور کو بد جس نے صورت تری بنائی ہو
 اگر قدر دانی فرمائیے تو بہت کچھ اسکا صلہ ہو کہ پھر کوئی آرزو میرے دل میں باقی
 نہ رہے گی ورنہ ایک بوسے کا تم سے طالب ہوں بد اور کوئی مراسل نہیں بد کج شیخ حساب
 سب تصویر میں لیکر روانہ ہوتے ہیں میرا یہ حال ہو کہ قالب یہاں ہو اور جان ہمارہ تصویر
 کے روان ہو اور جس قدر کہ اشتیاق میرے دل میں تھے کچھ لکھے اور بہت کچھ باقی
 رہ گئے کچھ زبانی کہہ دیے آتی ہو بات بات مجھے یاد بار بار بد کہتا ہوں دوڑ دوڑ کے
 قاصد سے راہ میں بد اور کبھی قاصد سے کہتا ہوں کہ خط کو کمر سے باندھا آخر تو بوجھ
 اٹھایا بد میری زبان بھی رکھ لے ای نامہ بردہ میں بد اور کبھی یہ کہتا ہوں کہ
 قاصد ہمارا نام نہ لینا زبان سے بد کہنا کسی کی جان ہو ہو ٹھون پر آگئی بد اور کبھی یہ دعا
 مانگتا ہوں کہ وہ بد گمان نکلتے چین ہو بیڈھب کمین نہ قاصد ہو قتل یا رب

اگرچہ لکھا ہے حرف مطلب ہزار پہلو بچا بچا کر نہ ہر چند کہ میرے رفیق وہ عدم مجھے سمجھاتے
ہیں اور کہتے ہیں سے دیکھنا کیا فساد قاصد پر نہ تیرے طرزِ رقص سے اٹھتا ہی نہ مگر میں
کیا کروں مجبور ہوں کہ دل میرے کئے میں نہیں سے ہر سخن میں گرچہ سو پہلو بچا ہوں
مگر نہ آرزو میں ٹپکی پڑتی ہیں مری تحریر سے نہ اگر کوئی بات خلاف مزاج ہو تو معاف
فرمائیے آپ نے وقت ملاقات کے مجھ کو بہت گستاخ کر دیا تھا مہ شروع عشق میں
گستاخ تھے اب میں خوشامد گو بہ سلیقہ بات کر نیکانہ جب آیات اب آیات زیادہ اشتیاق
وصال سے شد نامہ ام تمام سخن ناتمام ماند نہ برگشت جام و بادہ فزون تر ز جام ماند

تحریر آور و گر حالت بیتابی دلا	نویسد خامہ جاسی تدبیر احمد لعلی
بیان کرتا ہوں اس نرے میں اچھتم ترین استا	پٹکے کرتی ہی بیار پہون زبان میں کوہن زبان کو

نورمال چین اخلاص نورس گلشن اختصا صوبے کل محبت لذت شہودت زاد احمد حسنہ
وجالہ۔ اشتیاق گلچینی بوستان جمال و آرزو سے گلگشت بہارستان وصال بجزیت کہ
سے زبان خامہ بعد سال اشتیاق مرا نہ ز صد ہزار کہ دارم کی میان نکلند نہ جان من
ایک مدت ہوئی کہ تسلی کوئی نامہ آنکا مجھ خیف و زار تک نہ پہونچا ہر چند کہ کمی اشتیاق نامہ
ارسال ہوئے لیکن ایک کے جواب سے بھی آپ نے یاد و شاد و نفرمایا سے نہ خط رسید و
نہ پیغام و ماہ و سال گذشت نہ ز ما خیال نماند چہ در خیال گذشت نہ حیران ہوں کہ
سے قاصد کا پتا ہو نہ گبو تر کا نشان ہو نہ پھر تا ہی نہیں کو چہ دلدار سے کوئی نہ آؤ بھی
گفتا ہوں سے جو وہاں جاتا ہی پھر اسکی خبر طبع نہیں نہ نامہ بر کے واسطے بھی نامہ بر

ورکار ہی کیا تحریر کروں کہ کیا کیا خیال دل پر ملال میں گذرتے ہیں اور کیا کیا تصور
 بن بن کر بگڑتے ہیں سہ کو چہ یار میں قاصد کو تو بھیجا ہو مگر نہ دل میں سو طرح کے
 آتے ہیں تو ہم محکوم کسی وقت خیال آتا ہی کہ شاید کوئی لفظ نامہ میں خلافت مزاج
 ہوا ہو اور مضمون اس شعر کا صادق ہو سہ مرا خط اُس نے پڑھا پڑھ کے نامہ بر سے کہا
 یہی جواب ہو اسکا کہ کچھ جواب نہیں دے اور پھر آپ ہی یہ کہتا ہوں سہ نہ ملا تھا جواب
 نامہ اگر نہ آئے قاصد جواب ہی دیتا دے اور کبھی قاصد پر بھیجھلا تا ہوں سہ قاصد بیان
 برق تھا پر نصف راہ سے بیمار کی ہو چال قدم نا تو ان کے میں دے اور کبھی تقدیر پر
 نامہ بر کی رشک کرتا ہوں اور کہتا ہوں سہ ہم رہ گئے یار تک وہ پہونچا دے تقدیر تو دیکھو
 نامہ بر کی دے اور کسی وقت دل سراپا انتظار کو یہ کہہ کر مایوس کر دیتا ہوں سہ کیسا
 جواب حضرت دل دیکھیے ذرا پیغام بر کے ہاتھ میں ٹکڑے زبان کے میں دے اور کبھی دل کا
 مجھ سے بیان ہو کہ شاید سہ کے احوال دل صد چاک خط پرزے کیا دے اُس نے
 قاصد کو دیا صفدر برابر کا جواب دے سبحان احد کیا قدرت پروردگار ہو کہ کوئی حرف
 یا جیہ اور کسی کو اپنی بے خبری اور بے پروائی پر ناز ہو سہ اک تر نام کہ ہر دم ہو فطیفہ
 محکوم اک مرئیات کہ برسوں میں سنی جاتی ہی دے غرض کہ ایسے ایسے تو بہات سے جب
 دل بیکار نہایت مضطرب ہو اقریب تھا کہ نوبت بخنون و خفقان پہونچے سو وقت
 عقل نے تدبیر بتائی کہ سہ دل کو فریب چاہیے کچھ مضطرب میں دے اُنکی طرف سے آپ لکھو
 خط جواب میں دے یہ تجویز مجھ سراپا انتظار کو پسند آئی اور قلمدان منگو اکبر دل کے سمجھانیکو

آپ کی طرف سے خط لکھنا شروع کیا ابھی تمام نہ ہوا تھا فقط اس شعر تک لکھا تھا ۔

کچھ توقع کچھ یقین کچھ یاس کچھ دہم و گمان	انتظار یا رکی ہو کیفیت تاخیر سے
--	---------------------------------

کہ دفعۃً رسید باد صبا تازہ کرد جهان مرا بے خوفۃً داوہن بوسے دلستان مرا بیجی سے

قاصد نے دیا لاکے مجھے یار کا نام نہ یا نہ کہت گل لیکے نسیم سحر آئی نہ مگر قاصد نے کیسے کیسے

اشتیاق والا کر اور کیا کیا انتظار دکھا کر محبت نامہ مجھ کو دیا ہے خط مجھے لا کر دیا لیکن بڑے

اغماض سے بے قاصد محبوب میں بھی ناز معشوق نہ ہوئے اسکے دیکھتے ہی قالب بجان میں جان

آئی اور ساتھ ہی اسکے وہ ہنگامہ صحبت اور وہ ہمنشینی یاد آئی ہے چون نامہات رسید

کشاوم گرستیم بے آمد روز وصل تو یاد دم گرستیم بے قاصد رسید و نامہ رسانید و من ز شوق بے

سر زیر پا سے اوہنا دم گرستیم بے اور کبھی خوش ہو کر یہ کہتا ہوں سے خط یار نے لکھا ہو تو ایسے

ہوئے ہیں خوش بے آنکھو پیہ سر پہ رکھتے ہیں ہم بار بار خط بے سبمان اند کیا صاف صاف

فقرے ہیں کیا سامنے سے لفظ ہیں کیا کیا مزید ارکنائے ہیں سے مزہ ہی نامہ و لبر میں کیا

جسوقت پڑھتا ہوں بے پھر ک کہ کتاب اعمال کو حفظ کرتے ہیں بے اور اگر کچھ کیفیت زبانی

نامہ بر سے دریافت کرتا ہوں تو کچھ نہیں کہتا اور کمال اشتیاق بڑھاتا ہوں مگر میں خوب

جانتا ہوں سے گوچپ ہی پر جنبش لب کہ رہی ہو صاف بے قاصد کے منھ میں پھرتی ہو شغنی

جواب کی بے ہزار دشواری و اصرار آپکے جواب اور کلمات عنایت آمیز بیان کرتا ہوں میں

ہر ہر کلمہ پر از خود رفتہ ہوا جانتا ہوں اور ہر دم بگوش دل سنتا ہوں سے مدت پیام کو

بنایا ہو قصہ خوان بے برسوں ترا جواب ہم اس سے سناسیے بے اب کچھ حال دل دار بھی

تحریر کرنا ضرور ہی سہ نالہ برآید از ورق گریہ کنان رو و قلم نہ کاتب اگر رقم کند حال دل
 خراب را یہ آپ کی جدائی میں ایک ایک گھڑی شب فراق کی بھاری ہی ہر دم آنکھوں کی ایک نہر
 اشک جاری ہو سہ چہ می پرسی زن حال دل غمیدہ ات چون شد یہ دلم شد خون و خون شد آب
 آب از دیدہ بیرون شد یہ یا وہ وقت تھا کہ دم بھر آپ کی جدائی ناگوار تھی یا اب سہ مدت
 گذر گئی نہیں دیکھا جہاں پاک پہ آنکھیں ترس گئیں ترسے دیدار کے لیے یہ عجب انقلاب ہو سہ
 کبھی یہ دل تماشا گاہ تھا عیش و مسرت کا یہ اب آہیں حسرت و یاس و تمنائیں کرتے ہیں یہ ہر دم
 صدمہ جدائی سے چشم پر آب ہو ہر خطہ آتش فراق سے دل کباب ہو سہ رونے کی آنکھیں
 خوگر چلنے کا شوق دل کو یہ الفت نے روک کیا کیا دل کو لگا دیے ہیں مگر افسوس ہزار
 افسوس کہ سہ بہار اس رخ رنگین کی ٹوٹا ہو خط بہم ایک عمر سے حبیب میں نہر کھائے ہوئے
 ہمیشہ دل کی جناب باری سے یہ آرزو ہو سہ جنت کا نہ میں خواہاں حوروں کا نہ میں طالب
 بوٹا سا وہ قد ہو تا چھوٹا سا مکان ہو تا یہ لیکن یہ صحن خیال ہی کیونکہ برآنا دے عاشق کا
 محال ہو ہی تمنا میں مر جائینگے دل کے خیالات ساتھ لیجا ئینگے اگر محشر میں سامنا ہوا تو بھی مانگی
 سے باز نہ آئینگے سہ خدا ہو کوئی پوچھے حشر میں ہم سے ترے آگے نہ کہہ دے ان تم کس پر
 مرتے تھے کہیں ہم اسبہ مرتے ہیں یہ جو جو کچھ آپ نے کلماتِ محبت آمیز تحریر فرماے
 سب بجا اور درست ہیں اگر آپ کو مجھ سے ایسی ہی محبت ہوتی تو کیا کہنا تھا پھر تو میں عید
 کے دن دیکھنے کے قابل ہوتا سہ لگا وٹری خوب میں جانتا ہوں یہ مری جان لینگے
 یہ جھوٹے دلاسے یہ اور یہ جو تحریر ہو کہ دل تو دے ہی چکا ہوں دل کا حال دل ہی خوب

جانتا ہوں حقیقت درد و بیدردی کی اس دم آشکارا ہو نہ ہمارا دل تمہارا ہو تمہارا
 دل ہمارا ہو نہ اور یہ جو ارشاد ہو کہ جان سے زیادہ کوئی چیز نہیں کہ نذر کردن آپ کی
 قدر دانی ہی کافی ہو نہ مل گیا ہکو وفا و عشق و الفت کا صلہ نہ بندہ پرور آپ کی بس
 یادگاری چاہیے بدوس گلواریاں آپ کی مرسلہ ہو بچپن میں کمال سرخرو ہوا اسکی تعریف
 میں زبان لال ہو گر نہ مر نہ ہو کہ ساتھ اسکے بوسہ بھی دیکھیے نہ یہ سادی گلواریاں کھلانے
 سے حاصل نہ اگر کوئی بات سبھا ہو معاف فرمائیے زیادہ اشتیاق مواصلت سے گر
 شب بھر سیا ہی شود و آہ قلم نہ نامہ شوق محال ست بپایان آید نہ خط طویل یا رکو
 میں نے لکھا مگر نہ مطلب کو دیکھیے تو کہ میں کچھ بتا نہیں نہ بھری ہو دل میں جو حسرت
 نکالوں میں اگر اسکو نہ قیامت تک یہ لکھے نہ نہایت کم سے کم لکھے نہ

نامہ	
این نامہ درومی نویسم	بر کا غذر درومی نویسم
می نویسم نامہ و مشتاق دیدار تو ام	بستہ ام ز گیس صفت بر خامہ چشم خویش را
<p>مردمک دیدہ اتحاد سر نہ چشم و داد غار زہ عذار محبت گلگونہ رخسار دود ز ادا مد حسنہ و جمالہ اشتیاق دیدار سراپا بہار کیا اظہار کردن کہ زبان محبت تر جان معترف بحر و قصور ہوا و آرزوے وصال دلدار مشتری جمال کیا تحریر کردن کہ خامہ مقطوع اللسان خود معذور و مجبور نہ انحرث دیدار چہ گویم چہ نویسم دل میکشد آزار چہ گویم چہ نویسم نہ خجلت کش شوق ست چہ تقریر چہ تحریر نہ آخر کم و بسیار چہ گویم چہ نویسم نہ ناچار بحر و مد عا دو چار</p>	

کہ یہ دل فگار صدمہ انتظار سے سہ چشم در رہ گونش بر در دل طلیان جان مضطرب یکسچسپس یارب
 سہاوا ابتلا سے انتظار کا مصداق تھا دفعۃً خبر از مقدم عیسیٰ نفی داد نسیم کہ تو ان کردیجا
 قدش جان تسلیم بدینی سے قاصر رسید و نامہ رسید و خبر رسید در جہنم کہ جان بکدامی کنم
 نشانہ اسوقت کی کیفیت کیا بیان کروں سے من دائم دل داغ کن نامہ چہا دیدم بہ صدمہ بار
 ز بتیابی واکروم و پیچیدم بہ اور کبھی بعد شوق سے نہا دم بر سر و بر دیدہ خونبار جا کر دم بہ
 گرفتہ در بر و آئینہ جانرا جا کر دم بہ اور گاہی سے بوسیدم و بر مردک دیدہ نہا دم پیچیدم و غم
 دل سوختہ کر دم بہ آخر ہزار استقلال دل بتیاب کو ٹھہر کر تمام و کمال چڑھا سے خط عنبرین
 رقم کسی کہ تسلی دل دیدہ شدہ بخیاں سرمہ سواد او بہ بیاض دیدہ کشیدہ شدہ لفظ لفظ سے
 انداز معشوقانہ پیدا اور حرف حرف سے ناز و بلرانہ ہویدا سے حرفش چو زلف بتان چگل بہ
 ہمہ جہے جان ست ماوئے دل بہ معانیش در نہ جرت سیاہ بہ درخندہ چون مہر روشن چو ماہ بہ
 لیکن جو تعریف نامہ عنبر شام کی لہجی اس مہلوب اکھوس صدمہ فراق سے غیر ممکن ہی۔ لہذا
 اس سے بھی گذر کر کچھ حال زار اپنا تحریر کرتا ہوں سے بیا و جلوہ محنت بچندین رنگ سوزانم
 شرام شعلہ ام طور میںم برق خشانم بہ باقی حال دل پر مال قابل دیدہ ہی نہ لائق شنیدہ سے
 کیا کمون حال ہی جو کچھ دل کا بہ رقص دیکھا ہی تم نے بسمل کا بہ اگر قلم محبت رقم مثل سوسن صدمہ زبان
 ہو تحریر الم مفارقت و شواہد ہو اور اگر ہر موسے قن زار ہزارہا مان ہو تقریر غم مہاجرت بیش از حد
 شمارے شب زہر دانہ شرح انتہا سے در پر رسیدم بہ کفن خاکستری افشانہ برداران قانونی بہ شب کو
 ہمیشہ آخر شمار ہی ہو اور صبح سے شام تک فریاد و زاری صرف آپکا ذکر حاصل کائنات ہی

دل غم پرور کو یہی سبب حیات ہی جسم دم وہ آپکی خوش بیانی وہ لذت شعر خوانی وہ
 بے تکلفانہ در پیچہ امام بارگاہ پرانا اور برہنہ سرسراہی معشوقانہ دکھانا یاد آتا ہو اسوقت
 دل حسرت پرور کیا کیا گھبراتا ہو بے اختیار یہ شعر زبان پر آتا ہو سہ درو دیوار من آئینہ شد از
 کثرت شوق نہ ہر کجائی نگہم روی ترائی میں ہمہ اور کبھی وہ خرام ناز وہ اداوہ انداز سہ وہ
 بھولی بھولی صورت وہ پیاری پیاری طلعت بہ آنکھوں میں پھر جاتی ہر کیفیت جلوہ تمام
 محبوبان جہان نظر سے گر جاتی ہو اسوقت یہ شعر یاد آتا ہو سہ اسکی لچک پر دل فدا اسکی
 ادھر جان نثار ہاے وہ شلخ سی کمر ہاے وہ قد نہال سا نہ جان من آپکی جلدی لہری شوق ہو
 کہ اگر دوارے آسمان وزمین کا نام جامع المتفرقین نہوتا تو دل سبیل صدمہ و فلق سے شوق ہو کہ
 جان کھوتا ہر دم خاطر پر غم کو یہ کہہ بہلا سہ رکھتا ہوں کہ اسکی ذات مقصد و اسے کل
 مخلوقات ہی اسکے نزدیک بگڑون کا بنا نامہجورون کا ملانا کیا بات ہے کوئی دن میں
 کو کب نجات جلوہ گر ہوتا ہو اور نخل تمنائات مراد سے بارور چندے اور صبر درکار ہے۔
 پلاسک بھپکی کہ شاہد مدعا ہو سہ خامہ لبیکستیم و لب بستیم از تعداد شوق نہ کین
 نہ در تحریر مانگہ نہ در تقریر مانگہ کوئی لفظ جا بجا ہوا ہو تو معات و زمانے کس لیے
 کہ یہ محبت نامہ میں نے نہایت جلدی اور بیاری میں تحریر کیا ہو سہ قاصد و مضطر
 و دل من در اضطراب بن من سرسری نوشتہ ام این شوق نامہ را +

تمام شد

نگارستان افست



بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل در حمد

بتلا پیش از ظهور جلوہ جانانہ تھا
خوب یکھا نور تیرا شمع ہر کاشانہ تھا
تیرے آگے حسن میں کیا آبر و پا تا کوئی
گھل گئی جیہ نکلہ دیکھا جلوہ تیرے حسن کا
شمع و گل و زونین تیرا جلوہ آتا تھا نظر
کسکی جانب تھا ازل میں گلہ کن سے خطا
تھا شب یثاق میں تیرے جلوہ پرندہ
اک طرف ذکر حمد تھا اک طرف شور و غم
عشق نے میرے بڑھائی زین تیرے حسن کی

شمع جیہ روشن نہ تھی محفل میں پر دانہ تھا
ایک ہی جلوہ میان کعبہ و تبخانہ تھا
دونوں عالم تھے مدد تو گوہر یکدانہ تھا
کان رکھ کر جو سنا جس سے ترا افسانہ تھا
صبح کو بلبل مراد دل شام کو پروانہ تھا
تو ہی تو تھا کوئی اپنا تھا نہ دان گیانہ تھا
شمع محفل میں روشن تھی میں پروانہ تھا
بچ میں ہم تھے ادھر کعبہ ادھر تبخانہ تھا
حیرت آئینہ دل مدد چاک میرا شانہ تھا

اگر موی کو غش سمجھے کہ اب بجلی گری بخودی میں کچھ بھی غیرت کی گنجائش نہ تھی دین دنیائے کبھیوں سے خبر نہ جھکونہ تھی کوئی قرآن میں نہ سمجھا معنی قالو ابلی غیر ذات حق جسے دیکھا اُسے پایا نسا گور میں جا کر حقیقت ہو کو دنیا کی کھلی	اور وہاں اک جلوہ انداز معشوقانہ تھا تھا یگانہ جنت ملک میں آپسے بیگانہ تھا ہوشیار اس وقت تک تھا جنت ملک دیوانہ تھا وہ مراد زہر است اک نعرہ مستانہ تھا بہمان سارا زمانہ ایک صاحبانہ تھا زندگی کی رات چھوٹی تھی دراز نسا نہ تھا
--	---

کھل گئیں آنکھیں تو صفدر ہو گیا روشن ہوا
محفلِ عالم میں وہ خود شمع خود پروانہ تھا

غزلِ دلعت

بست مشتاق ہو یا بین احمد کی زیارت کا ابھی کیا دیکھنا جو شرم دریا رحمت کا کھلا بند نقاب رواں احمد کیا قیامت میں ندامت کی لبت و عاصیوں نے آبرو پائی یہ آنا ہوں میں دین شیعہ قیامت و دلکش تجلی گاہ میں تیرے ہمارے چشمِ دل دوزن دل پر خوف پہلو میں نہیں ایسا نافع محشر قیامت ناز کرتی کیوں آئے میری بشت	مے بخت ہمایوں سے مجھے افسرِ سعادت کا کوئی قطرہ ٹپکنے دو مرا شک نہ امت کا گندگاروں کے شہویر کھلیا دروازہ جنت کا چمک کر اشکِ تنی نیکیا تاج شفاعت کا تہ و بالا نہو جا گئیں عرصہ قیامت کا وہاں عالم ہو جلو کا یہاں عالم ہو خلوت کا بغل میں ہم گندگار دنی کی محضرِ شفاعت کا نری قنار کا بسمل موشن تہ تیری قیامت کا
--	--

<p>ترا جلوہ نظر آتا ہے جس پر آنکھ بڑتی ہے مٹا یا تو مٹانے ترے بابوس کی محکو شفاعت تیری آگے روئی ہے بچ جان سرا پا جو عیا ہوں گے چار بار ہی ہوں</p>	<p>ترا شاہد بکھتا ہوں عالم کثرت میں وحدت کا اونی ہو ترا نقش قدم تعویذ تربت کا کھلے پردہ نہ محشر میں گنہگار ان امت کا بھر و خشر کے دن ہے مجھے یاران جھرت کا</p>
<p>دماغ اہل معنی تازہ ہونگے دیکھ کر صفد کھنچا ہے اس غزل میں عطر گلہا محبت کا</p>	
غزل منقبت	
<p>ہنام خدا کے ہیں یہ رتیاہر علی کا ہنام خدا دست خدا شیر خدا ہیں کعبہ میں ولادت ہوئی مسجد میں شہادت اسد کی بھی ہے نظر لطف اُسی پر</p>	<p>بندہ جو خدا کا ہے وہ بندہ ہے علی کا کیا جانے کوئی مرتبہ کیا کیا ہے علی کا آغاز بھی انجام بھی اچھا ہے علی کا سو جان سے عاشق شیدائے علی کا</p>
<p>صفدر ہے عیان گرمی خوشید قیامت پر خوف ہے کیا سر یہ جو سایا ہے علی کا</p>	
<p>پہر تو ہوں ایک میں بھی رب غفور تیرا چار و لطف جہان میں پھیلا ہے نور تیرا تو زنگ لالہ و گل تو نور ماہ و خستہ کعبہ کہ تہکدہ ہو و دونوں کان میں ترے</p>	<p>آنکھوں میں نور تیرا دل میں نور تیرا اک سنگ آستانہ ہے کوہ طور تیرا پیش نظر ہے جلوہ نزدیک و دور تیرا یان بھی نور تیرا وان بھی نور تیرا</p>

یہ بھولی بھولی صورت یہ پیاری پیاری طلعت سب جانتے ہیں عاشق تیرا چھپا نہیں ہون ابکی جو سامنا ہوین گریز پون قدم پر اسی روز خشر ابھی مدت گزر گئی ہے اک بوند کسی کو دیتا نہیں کبھی تو آتے ہیں کشور دن مشتاق دیکھنے کو اگے نہ خود نمائی اتنی مزاج میں تھی سمجھا رہا ہے کسکو میں اور ترک الفت عاشق ہنا کے بجو دو دنوں جہاں گھویا بدگو میں غیر کتنے کرتے ہیں روز شکوہ	پائین کہاں لکھتے غلمان و عورتیرا ہمراہ میرے چرچا ہوگا فرد تیرا امید ہی کہیں وہ بخشا تصور تیرا تا چند دیکھیں رستہ اہل قبور تیرا ایسے چرخ گر کے شیشہ ہو چور تیرا نام خدا ہے شہرا اب دور دور تیرا آئینے نے بڑھایا کسر و غرور تیرا چل بیٹھ جا کے نامح و دیکھا شور تیرا میں خوب جانتا ہوں اسی دل فتور تیرا تیرے حضور میرا میرے حضور تیرا
--	--

ہر چند وہ خفا ہے صفدر ہے عذر لازم

چل تو معاف کر دے شاید قصور تیرا

اُسے حال معلوم ہو کیا کسی کا عبان بیخودی میں تھا جلو کسی کا کبھی زخم ایسا نہ دیکھا کسی کا کیا تو نے پامال کیوں دل کو ظالم کلیجہ پکڑ کر ابھی بیٹھ جاتے	نہ عاشق کسی کا نہ شید کسی کا خودی ہو گئی اپنی پروا کسی کا پڑا ہاتھ سہل پر اچھا کسی کا ارے تھا یہ ناز وں کا پالا کسی کا سنا ہی نہیں تم نے نالا کسی کا
---	--

<p>ہوئی بلبیل و گل میں کیوں آج رنجش عجبت دل کو لیتے ہو ایجانِ جان تم بتوں کو جو دیکھوں نہ کر منع و عطف دم نزع پھر جاتی ہیں تلیانِ تک تماشا ذرا بام پر آ کے دیکھو وہ خوش ہو رہے ہیں کسے لوشے پر دل آیا ہر آپس تو آئے ہیں کیس وہ مردے کو مٹی بھی دینے نہ آئے زمانے میں ہر کیسا تلون مزاجی شب وصل آنا نہ تھا موت تجکو جو نرگس کو دیکھا مجھے یاد آیا اٹھائے جو یہ ناز بیجا تمہارے</p>	<p>ہم جن میں اگر تھا نہ چرچا کسی کا جو میرا نہیں کیسا یہ ہو گا کسی کا تماشا ہر انکا تماشا کسی کا کرے کیا پھر انسان بھروسا کسی کا اٹھا چاہتا ہے جس کا کسی کا ترپنا ہے میرا تماشا کسی کا مریگا وہی جائیگا کسی کا کوئی خاک رکھے بھروسا کسی کا کبھی ہر کسی کا کبھی تھا کسی کا بنا کھیل تو نے بگاڑا کسی کا وہ شرم کے آنکھیں جھپکا کسی کا ہمارے سوا حوصلہ کیا کسی کا</p>
---	--

سنا میرا مرنا تو بولے وہ صفدر

چلو ہو گیا قول پورا کسی کا

<p>آغاز ہر ابھی ترے حسنِ شباب کا کھلنا گلون کا اوردہ برسناسحاب کا موقع شب وصال نہیں ہر حجاب کا</p>	<p>شوخی کے ساتھ کچھ رہے پردہ حجاب کا ہر یادِ فصل گل میں وہ پینا شراب کا مدراب اٹھائے گوشہ نقاب کا</p>
--	---

<p>اتنا غرور حسن پہ لازم نہیں تو جھگڑوں میں میرے روزِ جزا ہو گیا تمام کس کس سطحِ تریکے بسر کی شبِ فراق چہرے کو تیرے سمجھے ہیں ہم آفتابِ شر بہرِ تیان سے مخمضہ خسرو بہر پردہ لڑک کی کسکو ہر لاسا قیاسِ شراب قطرہ ترے پسینے کا شاید ٹپک گیا دیکھے جو رویا رتو پوچھوں میں شمع سے نامِ صبح سے کون بحث کرے کون سر پہچا اے شمسِ وارِ حسنِ فرارِ روک لے عنان نرا ہدیہ تو بہ تیری سلامت نہ رہ سکے پی لے لوں اگر شراب تو نرا ہدیہ معاف کر اب زندگی بھی دیتی ہے قاصد مجھے جو کیسا پھنسا دیا ہے بلاؤں میں عشق کی</p>	<p>مہمان چند روزہ ہے عالمِ شباب کا قصہ نہ طر ہو ادل خانہ خراب کا پوچھو نہ حالِ مجھ سے مرے فطراب کا رکھا ہے نامِ صبح قیامت نقاب کا صدمہ اٹھیکا ہم سے کہاں اس عذاب کا جل جھلکے دل میں ہو گیا عالمِ کباب کا دریا میں ہر جہاب ہے شیشہ گلاب کا کیا حال ہے جنابِ تقدس مآب کا یاں ہے کسے دماغ سوال و جواب کا لے لوں میں چشمِ شوق سے بوسہ کاب کا دین اپنے ہاتھ سے جو وہ ساغر شراب کا یہ موسم بہار یہ عالمِ شباب کا کبتک میں منتظر رہوں خط کے جواب کا یارِ بڑا ہو اس دل خانہ خراب کا</p>
<p>دنیا کا حال خاک ہے اپنی نگاہ میں صنوبر ہے اتنا بقصدِ دربو تراب کا</p>	
<p>تھا شکایت کا جو اُسے حوصلہ جاتا رہا</p>	<p>سانا جب ہو گیا سارا گلہ جاتا رہا</p>

<p>کیا جنوں کا دل میرے دلولہ جاتا رہا تھا جو سرکار جنوں سے سلسلہ جاتا رہا دیکھے بھلانے کا یہ بھی مشغلہ جاتا رہا دل لگانیکا کسی سے حوصلہ جاتا رہا خاک اُڑاتے رہ گئے ہم قافلہ جاتا رہا بیچ سے ارض و سما کا فاصلہ جاتا رہا ہاتھ سے دل جو ہوتے فیصلہ جاتا رہا سر سے وہ سودا وہ دل دلولہ جاتا رہا ہاتھ اب بیکار ہیں وہ مشغلہ جاتا رہا محتسب کا شکوہ قاضی کا لگہ جاتا رہا شکوہ اب میرا نکے فاصلہ جاتا رہا دل سے وہ فریاد کا اب حوصلہ جاتا رہا دل سے اپنے دشمنوں کا بھی گلہ جاتا رہا</p>	<p>ہاتھ سے اُن گیسوؤں کا سلسلہ جاتا رہا فصل گل میں ٹیریاں کٹیں جیت حد اُن کے وا قے قسمت بخودی میں کھو گئی تصویر یار اس قدر حد سے بنے تہوں کے عشق میں ساتھ یاروں کا چھڑا تے احوال ماندگی برہم و درہم مرنالوں سے دونوں ہو گئے طرفہ یہ ہو خوبرو حاکم تھا ہم عاشق مزاج تھیں وہ ساری حشمتیں جنوں تک اب کما آستین اب گن بیان میں نہیں ہو ایک تا جام ٹوٹے اتنے دور چرخ مینارنگ سے اٹھ گیا پردہ دولی کا ایک دنوں ہو گئے ہو گئے مانوس مرغانِ قفسیں دے سے دوستوں ہاتھ سے مگر اٹھائے سقد</p>
---	---

<p>عبد پیری میں کہاں صفدر جوانی کی ترنگ وہ بہارِ آخر ہوئی وہ دلولہ جاتا رہا</p>	
<p>کون جانتا تھا جو یاسِ ہر شہر و دور کا آدمی کا قد پری کا رنگ چہرہ حور کا</p>	<p>وصفِ اعط سے سنا کرتے ہیں حسن حور کا دیکھ کر تیرے سراپا کو یہی سب کا ہر قول</p>

<p>پر دہ لٹا رخ سے آئے دیکھیے ہوتا ہے کیا نالہ و زاری بیباکی و فریاد و فغان ہر فرشتے کی زبان پر لالہ مان کی ہو لپکا نالہ کرتا قبر سے اٹھا جو تیرا نالہ کش ہو سکا ہرگز نہ در عشق کا اُنسے علاج گو شہ گیر و پوچھتے ہو حال مجھ رہبر کا کیا</p>	<p>سا منا ہو مثل موسیٰ آج برق طور کا رات دن ہو شغلِ عیبت یہ تکررِ رنجور کا میرے نالوں نے کیا شاید ارادہ ور کا پھونکنا محشر میں اسرافیل بھولے صور کا رہ گئے منہ دیکھ کر عیسیٰ ترے رنجور کا دور سے آیا ہوں کھتا ہوں ارادہ دور کا</p>
<p>سرفردشون کا کبھی صفدر نہیں ملتا ہر نام ذکر اب تک ہر زبان دار پر منصور کا</p>	
<p>جو وہ آئے نرمین رات کو تو عجیب نرم حال تھا کوئی مست تھا کوئی بیخبر کہیں وجد تھا کہیں حال تھا جو فرغِ حسن نظر ٹپا میں ازل سے اُسپہ نہ اہوا مرے مرغِ دل کا تھا آشیان وہی طہر پر جو تھا حال تھا سوئے غنیمت کا ہے کو دیکھتا میں ترے دہن کا تھا مبتلا رگ گل سے مجھ کو غرض تھی کیا کہ تری کمر کا خیال تھا رہے جب تک کہ زمانے میں ہوس وصالِ تباہ ہی نہ ہوا اے حشمت و جاہ تھی نہ خیالِ دولتِ مال تھا وہ عجب مزے کا زمانہ تھا کہ جنوں سے طبع تھی آشنا</p>	

نہ کسی کی تھی مجھے کچھ خبر نہ کسی کو میرا خیال تھا
 کبھی بزمِ عیش میں لطف سے جو وہ دیتے مجھ کو جگہ کنیز
 کوئی امر غیر محل نہ تھا انھیں سہل مجھ کو محال تھا
 یہ کمال شوق سے بنجر رہے بزمِ وصل میں چشمِ دل
 نہ اُسے کچھ اسکا خیال تھا نہ اسے کچھ اُسکا خیال تھا
 یہ خزان نے آگے غضب کیا کہ فسر وہ پھولوں کو کر دیا
 کوئی سبز تھا کوئی زرد تھا کوئی نیلگون کوئی لال تھا
 رہے چند روز جہان میں ہم چلے نامراد سوے عدم
 ہی زندگی کا نتیجہ تھا ہی اس جہان کا مال تھا
 کبھی عیش و وصل تھا اور ہم نہیں اب نصیب سوا غم
 ہی سوچ دل میں ہر دم ہم کہ وہ خواب تھا کہ خیال تھا
 نہ پسند آیا انھیں کبھی مرا ایک شمع بھی جلتے جی
 میں گذر گیا تو یہ کہتے ہیں کہ اُسکی دم سے کمال تھا
 کروں صفدر اور تلاش کیا نہیں مجھ کو حص جہان سوا
 جو خدا نے مکر عطا کیا یہ مرے موافق حال تھا

تصورِ رفِ شیبِ طہین ہو گیا جو جان کا	دل صد چاک شانہ بن گیا زلف پریشان کا
مقابلِ نیچرِ رنگین ہو گیا منہ جو جہان کا	کہ اس کے شک سے دل غن ہر عمل خشان کا

رگین گردن کی دم بھر لگیں شمشیران کا
 دعا مغفوت کرتا ہوا تب تک بیچہ مرجان کا
 لگیں دل پر نئے نقش ہر مہر سلیمان کا
 ستون آہ سے روکا ہر گنبد چرخ گردان کا
 زبان قیس ہر جو خار ہوئے بیابان کا
 خاک اعلیٰ کا قوت کا خون شہیدان کا
 کفن بلبیل کو دینا چاہیے گلچین کے دامان کا
 سبق مرغ چین بھو ورتی لٹا گلستان کا
 وہ شیرازہ کھلا مجموعہ حال پریشان کا

تصور کیا قاتل کا جب شوق شہادت میں
 بڑی قسمت ہر عالم میں قتل دست رنگین کی
 نکلسکتی نینب کا بوسے پر یان نام کی صورت
 بلائے آسمانی سے بچایا اینٹ عالم کو
 انالیلی کا غل ہر کان رکھ کر آبلے سن لین
 تمھاری سرخی لب اڑایا رنگ نہیں منسکر
 مری جانب سے اسی کیٹ صیاد سے کہنا
 ہوا سب ہو گئے عاشق جو سبزہ چہر پر آیا
 اڑے پر ز گریبان کے تو نہیں منسکر خون لا

بجا ہر بلبیل خوش لمحہ گر تجھ کو کہیں صفدر

نہیں تیری غزل ہر زمرہ مرغ خوش احسان کا

خدا کی مہر عالم ہر خوشید درخشان کا
 دم گلگشت پر تو پڑ گیا کس رو خندان کا
 سنو گرز زمرہ کوئی ہمارے طائر جان کا
 خط عارض یہ ہر تجھ کو یقین تفسیر قرآن کا
 کہ قاصد جا کے نظارہ کریگا رے جانان کا
 معلم نے پڑھایا تھا سبق جس دن گلستا

ترقی پر ہر جوئی جھل سناہ تابان کا
 چین میں آج گل نہتے ہیں غنچے سکرانے میں
 رہے باقی نہ دنگو کچھ ہوا سے نغمہ بلبیل
 وہ مومن یوں رخ دلدار کو قرآن سمجھا ہوا
 روانہ تو کیا خط دیکے پریشک آتا ہر
 ہوا تمھارا س گل خسار کا بلبیل میں بسند سے

<p>نہیں بیوجہ جانا آسمان پر آہ سوزنا نکا ترسی نکلھو نہیں عالم دکھتا ہو چرخ گردنا نکا شب وصل صنم میں بھی تصور روزِ بھرا نکا جہاں بادِ بہاری غبار اٹھا گلستانِ نکا چھپانا ہی عبت فانوس میں شمعِ خوشا نکا</p>	<p>ارادہ ہو جلا کو کب بخت سید میرا پھر ہی ہتی ہیں تجھے رات میں یہ صورتِ مرگان کھٹکتا تھا بزرگِ خار سے غنچہ دل میں ہو آشوب میں سرمہ بنایا چشمِ بلبل نے کمان کی شرمِ اٹھو بھی بے رُو روشن کو</p>
--	--

نہ فرصت وصل کی دی رات بھر اس شونخ نے صفدر

ایک چیلہ سحر تک پان کا مٹی کا افسان کا

<p>گلا مشتاق ہو آب دم شمشیرِ خنجر کا کہ بر بارِ اندن ہتا ہو اک ہنگامہ محشر کا ہماری خاک سے اٹھتا ہو طوفانِ آگِ ہر کا صدانا قوس کی نعرہ ہو یانِ اسدِ اکبر کا پھر آنا جلد قاصد واسطہ تجھ کو پیہر کا ثوابِ حیاتِ مکیو مبارک حجِ اکبر کا ابھی پوشاک کیچہ شوق ہو انگو نہ زیور کا جگر دہے کا دل کہتے ہیں یہ سیرِ حرمِ تھیر کا کہ سودا سر میں ہو اس گل کے گیسو مغبر کا کہ پیسے ڈالنا ہو جو جہاں احسانِ خنجر کا</p>	<p>ہو اہرِ عشق جب ابرو و ترگانِ لبر کا مری زنجیر نے زندانِ ایسا غلِ مچا یا ہو فیکری سے ہمارے ابرو و تاجِ دولت کی فرہ ہو حقِ برستی کا ہمیں بختِ برستی میں مرا مکتوب لیکر لے سکے کوچے میں تو جانا ہو طوا کو چہ محبوب سے فرصت نہیں ہو پسندِ طبع نازک سا دگی ہو دہنِ طفلی کے پکھلتے ہی نہیں مل عشقوں کی آہِ دزاری سے تماشا خانِ خوش آئے ہمیں سب کا گلشن میں خدا کی واسطے ای سخت جانی رحم کر مجھ پر</p>
--	---

نگاہِ دلستین سے دیکھ لوں حسرت نہ رہ جائے اندھیرا کیوں نہ چھاؤں کیوں تہہ وبالا غالم	نہ گھبراؤ ٹھہر جاؤ فقط وقفہ ہر دم بھر کا درق پہونچا ہر محشر میں مر عیساں دفتر کا
بلاگردان اگر ہوں خانہ دل کا تو زیبا ہوں اسی گھر سے پتا ملتا ہے صفہ ریا کے گھر کا	
نظارہ روزِ شہباز ہے اُسکے رُخِ نور کا مرا سر کٹ گیا تو کٹ گیا کچھ غم نہیں قابل ٹھہر جائیگا دل بیشک وہ اپہونچے آہِ بونچی چلے دہن اٹھا کر ناز سے جب قدم وہ گل سراپا مجھ میں ہم دیکھ کر اُسکے سراپا کو تسلسلِ باشینِ بار کا ہے کیا صحنِ گلشنِ مین نہیں اشکِ مسلسلِ ٹری ہے کوئی موتی کی وہ لبِ لبوں کہ وقتِ فوجِ خونِ گرم سے میرے ہمیں ساقی سے مطلب ہے نہ مینا نیکی حاجت ہے نہی طالع ہوئی معراج کیسی خواب میں محکوم ہوا سے اڑ کے کیا گیسو وہ چہرہ چھپایا ہے فراقِ یار میں کوئی تکلف خوش نہیں آتا	بنا آئینہ دل اپنا طارتہ سکندر کا بہت اچھا ہوا اُترا اتفاقاً تیرے خنجر کا ٹھکانا ہاتھ آیا محکوم کشتی کے لنگر کا اکھڑ جائے قدم صحنِ گلستا نہیں صندوق کا خنجرِ بانوں کی مطلق نہ ہو موش ہے سر کا ہی ہے وقتِ ساقی جلد کوئی دوسرا غر کا تن لاغر ہے یا ان مویوں میں رشتہ گوہر کا پیرین تلوار میں جھالے تو نہ آجائے خنجر کا ازل سے مست ہیں یا گم کیا مینا وسا غر کا پہناں کو دیکھ آئے ٹھیک نقشہ ہے ترے گھر کا غضب ہے دستِ زرنگی میں ہے آئینہ سکندر کا سبیدی ہے مکان کی یا سپیدہ روزِ محشر کا
بھلا پھر فکرِ دین و رنجِ عقی کیا رہے اُسکو	

	جہان چدر سا مولا سے جہان حامی ہو صفدر کا	
<p>اچھا میں قیس سے بھی بُرا پھر کسی کو کیا خود ہو گیا اسیر بلا پھر کسی کو کیا رسوا ہوا خراب ہوا پھر کسی کو کیا اچھا کیا کہ ہمنے بُرا پھر کسی کو کیا بھرم ہوا میں پیش خدا پھر کسی کو کیا دل خاک میں ملا تو ملا پھر کسی کو کیا کرتا ہر وہ جفا پہ جفا پھر کسی کو کیا وہ بت اگر نہ ہمسے ملا پھر کسی کو کیا جو بن ہر ہم پہ نام خدا پھر کسی کو کیا سب سے جدا ہر دین مرا پھر کسی کو کیا</p>		<p>رسوا اگر جہان میں ہوا پھر کسی کو کیا زلفوں کو آنکلی تین چھو پھر کسی کو کیا اجباب منع کرتے ہیں کیوں مج کو عشق سے اُس بی وفا کو کچھ تو سمجھ کر دیا ہر دل سج رہ گیا تبوں کو تو تماشہ ہر کیوں خفا اپنی خوشی سے ہمتو چلے راہ عشق میں مگر بھی ہم نہ ہاتھ دفا سے اُٹھا کھنگے کیوں روز طغے دیتے ہیں ہکو خدا پرست کرتا ہوں وصف حسن تو کہتے ہیں ناز سے ہند دے کچھ غرض نہ مسلمان سے کچھ غرض</p>
	<p>جو ہر جہان میں اُسکے ہیں اعمال اُسکے ساتھ صفدر ر بُرا ہر خواہ بھلا پھر کسی کو کیا</p>	
<p>یہ درد و غم یہ مصیبت یہ اضطراب نہ تھا تمھاری چال کا لیکن کوئی جواب نہ تھا فروع عارض پر نور کیا حجاب نہ تھا حجاب سے بھی ترا حسن بے حجاب نہ تھا</p>		<p>خوشا وہ روز کہ دل عشق میں خراب نہ تھا قیامت آئی تو فتنوں کا کچھ حساب نہ تھا بھپایا آپ نے چہرہ نقاب میں ناق خوشا وہ دن کہ جیسا سے بھی جیسا تھا</p>

<p>کرم تھا لطف تھا احسان تھا عتاب تھا مجھے تو بادہ پرستی سے اجنباب نہ تھا کفن سے بڑھکے زمانے میں خت خواب تھا ترپ تھی دلگی یہ بجلی کا اضطراب نہ تھا خیال گورین سونے کا وقت خواب تھا نقاب کی یہ جھک تھی وہ بے حجاب تھا وہ دن بہار کے تھے عالم شباب نہ تھا جناب خضر کچھ آب بقا شراب نہ تھا فقط یہ چھٹری باتن تھیں کچھ حساب تھا</p>	<p>میں کیا کمون جہزہ اُسکی گایوں نے دیا دکھا رہا ہر عبت آفتاب خسر آنکھیں پنکے اُسکو نہ چونکا کوئی قیامت تک تمام عمر ہی ایک دم میں کیا جاتی لحد میں کستی ہر عبرت یہ اہل غفلت سے کلیم طور پہ سمجھے تھے تم تجلی ذات عجبے مانع میں تو تھی عجب مزاج کا رنگ میں لیکے مفت میں منت پذیر کیوں ہوتا لگنے لگے جو قیامت کے دن ہمارا گناہ</p>
---	--

ہم اٹھے صور کی آواز سنکے کیوں صفدر
یہ تھلکہ تو سزاوار اضطراب نہ تھا

<p>ہمارے بعد انھیں لطف امتحان نہ رہا وہ ہم صفر وہ گلشن وہ آشیان نہ رہا مگر وہ ماہ کبھی آ کے میہان نہ رہا شریک حال مرا غم کمان کمان نہ رہا فسانہ شب غم قابل بیان نہ رہا دل آج تک ہر جوان گو کہ میں جوان نہ رہا</p>	<p>ستم کا نام مشاظم کا نشان نہ رہا تیران کے آتے ہی وہ رنگستان نہ رہا پیراغ کو نسی شب گھر میں گلشن نہ رہا چمن میں دشت میں نہ نہیں کوئے جاناں نہ رہا یہ بھساب اٹھائے فراق میں صدے وہی میں جوش وہی دلوے جوانی کے</p>
---	---

نہ مدرسہ کوئی چھوٹا نہ تباہ مجھ سے فسانہ لیلیٰ و مجنون کا رہ گیا باقی یسا جو ایک دل اُس نے تو دو دیے ہوئے فسادِ پرین دیکھا لڑائی سجد میں نہ میں سکندر و دارا نہ قیصر و خاتان کروں عنایت عیاد کا ادا کیا شکر نقاب میں نظر آیا مجھے نور جمال یہ ہنسنے سنگ دریا سے جین رگری	کہ صر کہ صغر نہ گیا میں کہاں کہاں نہ رہا وہ شہت نجد وہ ناقہ وہ ساربان نہ رہا ہزار شکر یہ سودا بہت گران نہ رہا مقام اسن کہیں زیر آسمان نہ رہا کسی کا اوج زمانے میں جاودان نہ رہا تفس میں آ کے مجھے یاد آستیان نہ رہا فروغ شمع کا فانوس میں نہان نہ رہا کہ نام کو خط تقدیر کا نشان نہ رہا
---	--

توں کی سنگدلی دیکھ کر میں صفدر

ذر ابھی حوصلہ نالہ و فغان نہ رہا

جب حسد نقاب اس گلِ عنانے اٹھایا نقہ عجیب اس لہف چلیپانے اٹھایا اٹھانے درشتوں سے بھی جو بار محبت گلشنِ مین تری نرگسِ نچور کے آگے دم بھر بھی ٹھہرنے نہ دیا باد فنا نے دل نہھایہ ہمارا کہ جلے عشق میں برسوں میں نے سے وہ مست کیا محتسب آیا	کیا لطف تماشا دل شیدائے اٹھایا جس سے نہ کبھی شراب یدائے اٹھایا وہ بوجھ ترے عاشق شیدائے اٹھایا نخلت سے نہ سر نرگس شہلائے اٹھایا سر لاکھ جناب لب دریا نے اٹھایا کیا داغ تھا جو لاکھ مہرا نے اٹھایا صد مہ یہ بڑا سا غر و مینا نے اٹھایا
---	--

<p>نخوت نہیں اچھی کہ مٹا چشم زدوں میں عالم کو یقین ہو کہ قیامت ہوئی برپا جب سبب زرخندان کا دیا یا رنے بوسہ کب باد یہ گردی سے ہر بہتر کوئی نعمت بچتا نظر آنا نہیں بیمار محبت</p>	<p>سر کو جو جہاب لب دریا نے اٹھایا نقد یہ عجب اُس قدر غنائے اٹھایا کیا ذائقہ اپنے دل شیدائے اٹھایا کانٹوں کا مزہ آبلہ پانے اٹھایا مجبور ہوے ہاتھ میسجائے اٹھایا</p>
<p>شاعر نکھایا میں ایسا کہ پس درگ بھی صفہ تا بوت مرا میر نے سودا نے اٹھایا</p>	
<p>رونق فراے باغ جو وہ گلبدن ہوا کیا انقلاب حال دل پر محن ہوا کسکی شمیم زلف سنگھما دی نسیم نے کو بچے میں اُسکے خون شہیدان ناز کا رہتا ہوں دل جو شانے کے مانند چاک چاک جھٹکوا بیگی کنوئیں کسی یوسف نقا کی چا پھر فصل گل میں دست درازی خون کی کعبہ نصیب شیخ کو ہو برہمن کو دیر چو کے تم انجمن سے اٹھانا نہ تھا مجھے شعر و سخن میں نکلنے مضمون نئے نئے</p>	<p>بلبل تو کیا نہال چمن کا چمن ہوا جو تھا خدا کا گھر وہ تمون کا وطن ہوا مغر سراپا نافہ مشک خستن ہوا جس سنگ پر گرا وہ عقیق میں ہوا شاید اسیر زلف شکن در شکن ہوا بھر دل ہمارا مائل چاہ ذوق ہوا پھر گل کی طرح چاک مرا پرہن ہوا مدت سے کوئے یار ہمارا وطن ہوا بدنام کیسے کون سر انجمن ہوا پھر دل کو اپنے شوق شراب کمن ہوا</p>

<p>مچھا کوئی جان میں نہ تو بے شکن ہوا بیل کو اور دغ فراق وطن ہوا میرا دہن کبھی یار کا گویا دہن ہوا دشت کو میری دیکھ کے آبدہن ہوا سر کچھ گیا مرا جو جس نعرہ زن ہوا کبھے کا سنگ راہ ہی برہمن ہوا خامہ ہمارا شاخ گل یا سمن ہوا آتر اوجشہ جو رہسا را بدن ہوا</p>	<p>تا سب خزان بین فصل ساری میں بادہ کش بوسے چن لائی نفس تک کبھی صبا تا صبح منہ میں وصل کی شبہ زبان ہی مجھوں گا وہ جنوں کہ کہو تھے اسکے گرد اس قافلے میں طرفہ میں نازک دماغ ہون گیسو نے دیکھنے نہ دیا مجھ کو رو سے یار لکھا مصباح رخ محبوب کا جو وصف اندر سے صفت تاب نہ آئی خمار کی</p>
---	---

صفدر کے دل سے اسکو نکلنا نہ تھا کبھی

نارہ عبث لکھے عنبر یب الوطن ہوا

<p>یہ دونوں ہو گئے دشمن ٹھکانا اب کہاں اپنا زبان کا ذکر کیا دل بھی نہیں ہر راز دان اپنا بہار آبد گل میں جلایا آشیان اپنا کسی دن تو بنا قیس میں کو ساربان اپنا ہر سان ہو دیکھا جو خنجر خنجران اپنا گلستا میں بنایا جس شجر پر آشیان اپنا عجب عالم ہر وقت میں ہاں نکایا ہاں اپنا</p>	<p>یہ گلچین خوشنقشا پناہ منوس باغبان اپنا بیان کیا قصور بھی ہر قصہ نہان اپنا بنزرا فوس منزع بوستان آہ سوزان سے صبا میرے صاحب محل سے کدینا کیا سب مجھے لیکن ابھی وہ ایسے نادان ہیں مری آہ و فغان سے تلخ تاہم نیکیا اکشر وہ گھبراہٹ میں فی سے ہم غم سے تر تپے میں</p>
---	---

<p>رگ گل ہر کمر آسکی شبِ بہ محض باطل ہر ہمین کیا کام تھا اس گلشنِ یراکنے سے</p>	<p>دہن کس گل کا غنچہ ہر غلط ہر یہ گمان اپنا بچھڑا یاد آنے پانی نے قیدی آشیان اپنا</p>
<p>اگر دار ستلی اچھی نہیں صفدر کے مذہب میں جدادِ یرد حرم سے کیوں بنایا ہر مکان اپنا</p>	
<p>تصورِ حبیبِ ابرو کا ہر کعبہ ہر مکان اپنا جگر کا دماغ کل تک انجمنِ افروزِ الفت تھا سراپا حسن یہ ایک چوبِ ناتراشیدہ ریاضِ دہرین ہر ختمِ مجھیر خانہ بردوشی ہمین مطلبِ یرین کچھ قصرِ وادیانِ مجازی سے شبِ صلت ہوئی آخر عدم کو ہم بھی چلتے ہیں</p>	<p>بجا ہر سجدہ گاہِ خلق اگر ہو آستان اپنا بچھڑا آج قسمتِ چراغِ خانمان اپنا کہانِ سروچمنِ قمری کہانِ سرِ روان اپنا کہ اپنے مشت پر کو جاتا ہوں آشیان اپنا طلبِ گاہِ حقیقتِ یرین مکان ہر لامکان اپنا کہو شمعِ سحر آگے بڑھے یکر نشان اپنا</p>
<p>شکرِ یرینِ نہایت ہر سخن میں اپنے اے صفدر بجا ہر گر لقب ہو طوطی شیرین زبان اپنا</p>	
<p>کبھی چہرہ ہم سے چھپا لیا کبھی پردہ اُس نے اٹھا دیا کبھی دن کو رات بنا دیا کبھی شب کو روز دکھا دیا نہ تو صبر ہر نہ مست ہر شب و روز ناگہ زار ہو دلِ بیقرار کو عشق نے یہ کہانِ کاروگ لگا دیا کبھی بیرون سے جنون میں ہم ہو تو فنا کے طوق سے</p>	

سرانکسار جھکا دیا تدم ثبات بڑھا دیا
 ترے کوچے میں جو گزار تھا فقط ایک دم کا قرار تھا
 پر کاہ یہ تن زار تھا کہ ہوانے آکے اڑا دیا
 ہوا جلسہ شب کو تو کیا ہوا ترا ہجرا اور بلا ہوا
 نہ ملا شراب میں ذائقہ نہ کباب ہی نے مزا دیا
 رہے جتنا تک وہ حجاب میں رخ نازین تھا نقاب میں
 جو حجاب دل سے اڑا دیا تو نقاب رخ سے اٹھا دیا
 وہ غنی ہوں میں تہ آسمان مجھے حرص ہم دھلا کمان
 جو زمین نے گنج اگل دیا اسے ایک دم میں لٹا دیا
 وہ خفا ہوئے تھے جو نامہ بر کی تو نے مجھ سے یہ کیوں خبر
 ہوئے پاش پاش دل دگر مرا درد اور بڑھا دیا
 عث آپ کو یہ خیال ہے کہ نظیر اتو محال ہے
 کہیں اور بھی یہ جمال ہے تمھیں آئینہ تو دکھا دیا
 کہیں کیا جنون میں جو حال ہے کسی پر یہیں کا خیال ہے
 جو کسی نے لاکے پٹھا دیا وہیں بڑے بڑے اڑا دیا
 مجھے غیر رنج خوشی کمان کہ فلک ہوا ہے عکس جان
 کبھی بھول کر جو ہنسا دیا تو ہنسی کے ساتھ رلا دیا

جو دیا خدا نے کسی کو دسی جو گداہین اُنکی دعا میں لیں
 ترے کام آئیگا اسی غسنی ہی ایک روز لپسا دیا
 ہوے صفدر را تو وہ مرہبان کہ سنے جو شعر کہا کہ ہاں
 یہ زبان ہے سحر فسون بیان تری شاعری نے فرادیا

<p>اکیلے بیٹھے کیا کرتے ہیں گلہ دل کا نکالنے دو ذرا مجھ کو حوصلہ دل کا بٹھرتے جاتے ہوں تم آپ ہی گلہ دل کا کسی طرح نہیں ہوتا ہر فیصلہ دل کا ابھر چلا ہے پھر ان روزوں آبلہ دل کا لٹا ہوا راہ میں کعبے کی قافلہ دل کا چلو وہ چال کہ طر ہو یہ مرحلہ دل کا ملا دیا ترے گیسو سے سلسلہ دل کا اندھیری رات میں لٹتا ہے قافلہ دل کا کہ مرنے مرنے نکلیاے حوصلہ دل کا کوئی تو پھوٹ گیا آج آبلہ دل کا یہاں تو جان کا کھونا ہے مشغلہ دل کا</p>	<p>کسی سے کہ نہیں سکتے معاملہ دل کا شب وصال ہی رہ جائیگا گلہ دل کا یہ کیا ادا ہو لگاتے ہوں تیغ رک رک کر گلے لگاتے ہیں اُسکو نہ قتل کرتے ہیں کوئی یہ نشتر مرگان کو دے مبارکباد گئی ہیں الفت ابرو میں اپنی تاب و تون حرام ناز سے اپنے اسے کرو پا مال کمال مجھ پریشانیوں کا احسان ہے وہ رخت لینے کو آئی ہے ہوش و صبر و قرار خدا کرے وہ دم ترعہ دیکھنے آجائیں بجائے اشک جو آنکھوں سے خون آتا ہے کوئی حسین نظر آیا ہم اُسہ لوٹ گئے</p>
---	--

گلے میں طوق نہ پاؤں میں بٹیراں صفدر

گیابہار کے ہمراہ ولولہ دل کا	
<p>وصل کا آج اُس کی سی ہو کے سامان رہ گیا اٹھنے اٹھتے ناد کی سے دست جانان گیا ایک سیر قتل نے دو بوجھ رکھے دو طرف بڑھ چکا تھا دستِ حُشّت غصّہ آگے گیا سارمی نیا دیکھ آئے ہم نہیں دل کا پتا شکر ہو اتنی تولدِ دستِ گردی میں ملی واہ کیا شوقِ شہادت تھا کہ ہر عضو بدن اہل دنیا ہیں مسافر وار دنیا ہر سدا استغدر چھڑکا ننگ سب بھر زخموں کے منہ اوجِ بردستِ حُشّت ہر ہماری اسی خون ورودِ غم رنجِ عالم سے کب باخالی یہ دل دائے قسمت ہم نہ گلشن کے نہ صحرا کے ہو آدمی رہتا نہیں دنیا میں رہتا ہر نشان اور تو سب حسیں نکلین پہ شمشیرِ ناز ہم رہے کنجِ نفس میں ہو چکی فصل بہار</p>	<p>شرم تیرا ہو میرا دونوں کو ارمان رہ گیا جھکو حُشّت رہ گئی قابلِ کوارمان رہ گیا تیرے سر پر خونِ سیرِ سر پر احسان رہ گیا چاک ہو ہوئے آج اپنا گریبان رہ گیا ہاں گرا گئے حوٹے حُشّت کو طاقِ نسیان رہ گیا آبِ مین ٹوٹ کر خارِ میندان رہ گیا اُسکا دم بھرتا نہ شمشیرِ بران رہ گیا ایک شُبّ ایک شبِ مینِ اسمین جہان رہ گیا ہاتھ مین جلا دے خالی نکلداں رہ گیا ماہ نو کا کس طرح ثابت گریبان رہ گیا چار دن کی نہ کوئی اسمین مہمان رہ گیا پھول کیا کاٹوں مجھے محرمِ دامان رہ گیا نوکرِ جمِ باقی رہا نامِ سلیمان رہ گیا پر تر پنے لوٹنے کا دل مین ارمان رہ گیا حُشّت گل رہ گئی شوقِ گلستان رہ گیا</p>
اتو صفدر دلیں ہر آسکو بھی چکر دیکھ لین	۱۸

سیر کی دنیا کی پر شہر خوشانِ رنگیا

وہ جو بن پرچہ ایں لطیف اٹھے زندگانی کا
دکھا دو دای ساقی شرابِ ارغوانی کا
نہیں ہے امتحان کچھ لطیف دعویٰ زبانی کا
ہلائی بدرد و فون میں تری تصویر کے خال کے
کروں تین ک میخواری ذرا غنیمتِ خدا در
نگاہوں میں ہماری قدر کیا بھول گویا
کلیجہ منہ کو آجاتا ہے جو فریادِ سختی ہے
جیسے برقِ تجلی جانکر موسیٰ کو غش آیا
چمن میں حبیبی بن کر کو بھولا بھلا دیکھا
کہا دغِ جدائی عاشقوں کے دل کا کافی ہے
ہمارا آئی ہے گل پہچھو میں سبرہ لہلہاتا ہے
ہمارے عشق تیرے حسن کا چرچا ہوا ایسا
سرگردوں میں کھنکھان جسکو سمجھتا ہے
پریر دیوں کے بھی ناز مجھ سے اٹھ نہیں سکتے
مرا اک جام میں کیا ہو گا دیا توں میکش ہو

ابھی گھونگھٹ میں چہرہ ہی عروسِ جوانی کا
کہ وقفہ چند روزہ ہے ہمارا زندگانی کا
نزاکتِ آزمائے زور پہلے ناتوانی کا
وہ صورت ہے ترکین کی یہ نقشہ ہے جوانی کا
یہ فصل گل یہ جوشِ عشق یہ عالمِ جوانی کا
نثار ہے بوندِ آتش کا یہ اک قطرہ ہے بانی کا
مرا سرِ نالہ اک صبح ہے دیدانِ نغماتی کا
تجلی کیسی وہ بھی ناز تھا اک نثرانی کا
نظر میں پھر گیا عالمِ تھکاریِ نوجوانی کا
وہ مخلصت جو میں طلب ہوا اُنسے نشانی کا
پلا ساقی کوئی ساغرِ شرابِ ارغوانی کا
کہ دفترِ شہ گیارہ راو و بخون کی کہانی کا
ہو کہ ہو جو مری پر طبیعت کی روانی کا
بڑھا ہے رفتہ رفتہ زور ایسا ناتوانی کا
لگا دیکھو ہے ساقی ختمِ شرابِ ارغوانی کا

نہ جاسکتا ہوں میں صفہ نہ آسکتا ہوں یہ بات تک

	نزاکت کا ہی اُسکو عذر مجھ کو نا تو انی کا	
<p> بڑے بچہ یہ دل اٹھاتا رہیگا مرا زخم رو کر ہنساتا رہیگا زمانے کے تھے سناتا رہیگا جلیگا وہ خود جو جلاتا رہیگا جسے ہو گا آنا وہ آتا رہیگا جو دنیا میں کھاتا کھاتا رہیگا فقط جھوٹی باتیں بناتا رہیگا میں اپنی وہ اپنی سی گاتا رہیگا لحد میں یہ ہر دم جگاتا رہیگا ترا بدل بالا ہی داتا رہیگا </p>	<p> وہ گیسو جو مجھ کو دکھاتا رہیگا جو ہنسکر وہ قاتل رلاتا رہیگا مصاحب بناؤ تو تم میرے دل کو ہوا شمع و پردانہ سے صاف روشن عدم کو چلین دیر ہوتی ہر دم کو رہیگا وہی ملک عقبیٰ میں اچھا نہ جائیگا قاصد وہاں جانتا ہوں جو نا صحت سے مجھ سے ملاقات ہوگی ملا ہو جو بیتاب دل مجھ کو خوش ہو اگر سنسکے بودیگا تو مجھ کو اسے </p>	
	<p> اگر رہ گیا نرم جانان میں چند سے بڑے رنگ صفہ رجھاتا رہیگا </p>	
<p> کسی میں مگر اُسکا جلوہ نہ دیکھا کبھی ہم نے ایسا تماشا نہ دیکھا تو مقتل میں کچھ بھی تماشا نہ دیکھا جو دیکھا تو دیکھا نہ دیکھا نہ دیکھا </p>	<p> ان آنکھوں نے دنیا میں کیا کیا نہ دیکھا سہراہ پر یوں کا غنچہ نہ دیکھا جو بسمل کا تنے ترپنا نہ دیکھا لگا ہوں اُنکے گراؤ نہ بھی </p>	

<p> کبھی تمنے آکر تماشا نہ دیکھا کسی نے پھر آکر دوبار نہ دیکھا مگر ایک میں آسکا جلو نہ دیکھا پر اُس بیروت نے اصلا نہ دیکھا جہاں فتنہ حشر برپا نہ دیکھا شب و روز کو کس نے اکجا نہ دیکھا کسی نے بھی پھر کر نہ دیکھا نہ دیکھا </p>	<p> ٹپتے رہے در پہ بسمل تمھارے ہوئی ایسی یاروں کو دنیا سے نفرت بہت ماہوش و مہوش بننے دیکھے دکھایا کیے آمنہ دل کا عاشق دم میر کس راستے سے وہ گزرے زمانہ ہو اُس نف و عارض سے تفت بہت تیز قدموں کو بہنے پکارا </p>
<p> وہ ہمیشہ سب حسنین میں صفدر بہت دیکھے محبوب ایسا نہ دیکھا </p>	
<p> لباس عاریتی میں وہیں اتار آیا کمان کمان تجھے جا کے میں پکار آیا زمین میں گرٹے نہ کجبت کو قرار آیا ہٹو ہٹو کہ ہمارا گناہ گار آیا بہو بچ شباب کہ پھر موسم بہار آیا ہزار بار گیا میں ہزار بار آیا جگر کو تھامے بھر پر وہ بیقرار آیا چمن میں جھوم کے یا ابرو بہار آیا </p>	<p> عدم میں ساتھ نہ ہستی سے جسم زار آیا حرم میں دیر میں مسجد میں تکیہ میں صنم ہمارے دل کی ٹرپ بعد مرگ بھی نہ گئی ہوا میں خشر میں حاضر تو غفونے پہ کسا کیا ہو تنگ گریبان نے ایجنوں جھکو نہ آنکی نرم میں پوچھا کسی نے کون ہو تم پس فنا یہ اثر جذب دل نے دکھلایا ہوا سے کوئی ہو وہ زلف رو رنگین پر </p>

برنگ آئندہ دیکھی کبھی نہ شکل ملاں مجھے بلایا تھا و اعطائے وعظ سننے کو	میں اور صاف ہوا دل میں جب غبار آیا میں جا کے شیشہ مر اس کے سر پہ مار آیا
--	---

پچھپاؤں راز محبت میں کس طرح صفدر کہ جا کے نالہ مرا عرش تک پکار آیا

دیوان میں لکھ کے وصف دلِ اعدا کا مشہور ہے جو روزِ قیامت جان میں بھولے سے بھی کیا جو کبھی قصہ فاتحہ اس سال کیخنامری وحشت کے ولے شونجی بولے وہ جو گیا میں لکے بھیس دشمن سے میرا دل نہ مکر ہوا کبھی دو تونکا تیرا سنے بھی شاید کیا تھا و صف مجنونِ دشت میں ہر نہ فرما دو کہ پر پڑھتے ہیں کھلے دستِ خانی وہ فاتحہ تم ایک بات بھی مری سنتے نہیں کبھی رود کے مر گئے ہیں جو ہم ہجرِ یار میں راہ انکی تکتے تکتے یہ مدت گذر گئی	تختہ ورق ورق کو کیا لالہ نزار کا بہلا پہری میری شبِ انتظار کا رستہ بہک گئے وہ ہمارے مزار کا آیا ہر دھوم دھام سے موسمِ بہار کا بوجھ تو رہنے والا ہے یہ کس دیا کا اس آئنے نے منہ نہیں دیکھا غبار کا خاق نے موتیوں سے بھرا منہ انا ر کا باقی رہا نہ کوئی ہمارے دیا ر کا روشن ہوا چراغ ہمارے مزار کا گل کاں رکھکے سنتے ہیں نالہ ہزار کا ہنستا نہیں چراغ ہمارے مزار کا آنکھوں کو حوصلہ نہ رہا انتظار کا
---	---

گستاخیوں سے یار کو آرزو کر دیا

صفدر ہر اہو میرے دل بیکار کا	
<p>ترے غم میں بد لایہ نقشہ ہمارا بڑھا رفتہ رفتہ یہ سودا ہمارا پرانا ہوا ذکرِ سیلی و مجنون تہ تیغ دو کچھ ٹرپنے کی ملت گوارا نہیں ہے جنھیں بات کرنا گئے گھر کو سب دفن کر کے لحد میں پیامِ اجل کیون نہ در درِ فرقت غضب ہے جو اب بھی نہ ملنا ہو تم سے عیادت کو وہ ساتھ غیر وں کے آئے کفن کیون بٹاتے ہیں رو سیہ سے بڑی بات یہ ہے کہ قاصد کسی نے بھلا دیکھیں کس طرح رہتی ہے بخشش</p>	<p>کہ کوئی نہیں اب شناسا ہمارا کہ پر یون میں ہوتا ہے چرچا ہمارا نیا اب فسانہ ہے اُنکا ہمارا اگر دیکھنا ہو تماشا ہمارا سینکے وہ کاہیکو تھا ہمارا دیا ساتھ یاروں نے اچھا ہمارا کہ ہم سے خفا ہے مسیحا ہمارا کہ نزدیک ہے گھر تھا را ہمارا ہوا در دل آج دونا ہمارا کرین فاش جہم نہ پردا ہمارا لکھا ہے ہمیں خط میں شیدا ہمارا ذرا سامنا تو ہو اُنکا ہمارا</p>
<p>رہی یون ہی الفت جو زلفِ سیہ کی نہ جایگا صفدر یہ سودا ہمارا</p>	
<p>آئنگ پر آ کے محوِ زینت کبھی بد وہ گلزار ہوگا پسینے منہ ہی پہ دل گلوں کے جن میں جن بہار ہوگا</p>	

دم فنا بھی یہی جو دل کو تصور زلفت یا رہوگا
 ہوا سے پھر کو بکوپریشان یقین ہے میرا غبار ہوگا
 نہ مال و دولت نہ جاہ و شہمت نہ دور بیل و نہار ہوگا
 فقط ہے یہ چارون کی ہستی ہم اور کُنج مزار ہوگا
 ادھر ہے پہلو میں دل تڑپتا ادھر جگہ کو ہے بقراری
 یہ دونوں لگجاٹینگے ٹھکانے ترا جو ناوک و سار ہوگا
 چھپا چرا کر کبھی چوپی لی تو اس سے کیا فائدہ عافِی
 نہ میکدے میں جگہ ملیگی نہ میکشون میں شہسار ہوگا
 فراق گذر اوصال آیا کہو کہ اب حشر میں ہوں خست
 کہ ایک پہلو میں ہوگا ساتی تو ایک پہلو میں یا رہوگا
 یہی بن جا لیں اگر تمھاری تو دیکھنا مرٹینگے ہم بھی
 جہان پڑیگا قدم تمھارا وہیں ہمارا مزار ہوگا
 اگر ہر منظور قتل کرنا تو خاک بھی مجھ پہ ڈال دینا
 وگرنہ رسوا سے خلق ہو گے یہ راز اگر آشکار ہوگا
 طواف کرنے کو آئی مرمہ مگر نہ لے خون ہفت سر پر
 مریگے پر دانے سرنیک کر جو گل چراغ مزار ہوگا
 کر دے تم غیر کو نشانہ چلیگا خنجر ہمارے دل پر

کہیں پڑیگا تمہارا نادک جگر ہمارا فگار ہوگا
 جو قتل کرنا ہو آگے قاتل کرے نہ کھوئی ہماری منزل
 مسافرانِ رہِ عدم کو کمال ہی انتظار ہوگا
 نہ کھینچو تلوار کیا ہر حاجت ہمارا دل ہر شہید ابرو
 یہ آپ ہو جائیگا تصدق یہ آپ تم پر نثار ہوگا
 بھلا ہوا یہ کہ مٹ گیا میں بزرگ نقشِ قدمِ جہان سے
 نہ اب اٹھیں گامرا جنازہ نہ دوش یاران یہ بار ہوگا
 یہ رات بھر کے ہیں سارے جلے جہان ہوئی صبح پھر وہ صفہ
 نہ شیشہ ہوگا نہ جام ہوگا نہ شمع ہوگی نہ یار ہوگا

<p>تو اے دل خستِ تیرا ہر کسی کا گزر میرے دل میں ہوا ہر کسی کا خزانہ میں نے اٹھ کے خلو میں سن لے پہنچ جلدِ جام و سبویکے ساتھی عیان جلوہ طور ہر صفتِ نرج سے نگاہوں سے شمسِ قمر گر گئے ہیں قیامت ہر پر پا ذرا چلے دیکھو نہیں پوچھتا ہر جو کوئی نہ پوچھے</p>	<p>بھجھ نہ کوئی بھی ہوا ہر کسی کا سویدائیں نقشِ پا ہر کسی کا خدا جانے کیا مدعا ہر کسی کا گھٹا اٹھی ہر دل بڑھا ہر کسی کا عجب حسن نام خدا ہر کسی کا تصور جو صبح و مساء ہر کسی کا سنا ہر جنازہ اٹھا ہر کسی کا مقرر مرا کیا گلا ہر کسی کا</p>
---	--

<p>نہیں خوف کیا کچھ خدا ہر کسی کا کبھی حال تم نے سنا ہر کسی کا لب لعل معجز ہر کسی کا اجارہ کو آئین کیا ہر کسی کا کہ دور وزمین فیصلہ ہر کسی کا زمانہ کمان آشنا ہر کسی کا</p>	<p>اگر دشمن جان ہر وہ بت بلا سے توجہ کمان درو مندوں پہ تم کو بسم سے زندہ کیا ایک عالم ویا دل تو ہمنے کیا اپنا نقصان غفیت ہر جودم ہر ٹھکرو نہ جاؤ نقطہ چار دن کا یہ جاہ و چشم ہر</p>
<p>وہ مستی لبوں پر جاتے ہیں صفدر مگر آج نقشہ جسا ہر کسی کا</p>	
<p>تو تمام عمر دل کو نہ کبھی ستمار ہوتا تو کسی سے اس کے دلین نہ ذرا غبار ہوتا جو اسے قرار ہوتا تو مجھے قرار ہوتا جو خدا سے بھی یہ ملتے میں امیدوار ہوتا مجھے مرگ و زندگی میں اگر اختیار ہوتا ترے در پہ گر نہ کرتے تو نہ یہ وقار ہوتا تو وہ ذوق شوق ہوتا نہ وہ چاہ بیار ہوتا جو وہ بیجا بے تو میں شرمسار ہوتا کہ میں پاس جب نہ ہوتا تو وہ بتیار ہوتا</p>	<p>وہ مزہ ملا ترپا میں اگر اختیار ہوتا جو میری طرح سے زاہد کبھی باوہ خوار ہوتا جو سکون دل کو ہوتا نہ یہ اضطراب ہوتا مجھے پاس سلیم ہر کہ یہ بت میں سخت تیار ہوتا ترے وصل میں جیتا ترے ہی میں نہ جیتا جو میں اس نعل میں رہتا میں نعلین غلام ہوتا انھیں دیکھتی زینجا تو غریزہ مرکیسا تو اٹھی نقاب جانان رہی آبر و نظر کی کوئی عامل ایسا ملتا مجھے نقش لکھ کے دیتا</p>



کہ عدو کو خار ہوتا وہ گلے کا ہار ہوتا
ابھی زندہ پا کے آہستہ میں تہ مزار ہوتا
کوئی بنگ نوش ہوتا کوئی بادہ خوار ہوتا
جو زبان نہ لڑکھڑائی مجھے اعتبار ہوتا
جو فلک کی گردشوں میں مجھے اعتبار ہوتا

نے جو بون بون کے کوسوں پہ
پے لگا کر جوتا جوتا کھول کر بھی
نہ کسید کا زہر ہوتا جو وہ خلد و لب کھاتے
مردست غیر بیکر مہر سے منکر آپ لیکن
شب بھر کو گھٹا ناشب وصل کو بڑھاتا

جو مٹا تھا دل تو دیا وہ جگر کو دل صفہ

کہ مسانہ عدم کا یہی یادگار ہوتا

گزر گئیں مرے سر پر قیامتیں کیا کیا
دکھار ہا ہر وہ صنائع صنعتیں کیا کیا
اٹھائیں جتنے شب وصل لذتیں کیا کیا
کہ باغیاں ہیں کتنی حکایتیں کیا کیا
اگرچہ دل میں بھری تھیں شکایتیں کیا کیا
آغاش یار میں بیش آئین کیا کیا
لٹی ہیں منزل ہستی میں دلین کیا کیا
بھری ہیں سنگد نو میں بشرار میں کیا کیا
للا میں خاک میں گردوں میں دلین کیا کیا
جو لوگ رکھتے تھے ہم سے محبتیں کیا کیا

فراق یار میں جھپٹتیں کیا کیا
نئی نئی نظراتی ہیں صورتیں کیا کیا
لب لکے لب پر رہے سینہ انکے سینہ پر
تفس سے چھوٹ کے جاؤں کہیں گلستا کو
حضور یار کوئی بات ہم سے ہونہ سکی
کہاں کہاں نہ گئے ہم کہاں کہاں چھرے
ہزار و کسیم بدن زیر خاک سوتے ہیں
دل اک جہاں کا جلائے ہیں گرمیوں سے بیت
رہا خزانہ فار دن نہ گنج کینچہ و
محد پہ فاتحہ خوانی کو بھی نہ آئے کبھی

<p>نہیں ہو گور غریبان سے کم دل مایوس اچھلتے دوتے بہتے تمام عسر کٹی</p>	<p>کہ آسمین دفن ہوئیں مر کے حشر میں کیا کیا محیط عشق میں کھینچیں شقیں کیا کیا</p>
<p>جو دیکھی گور میں تنہائی مکان صفدر تو یاد آگئیں یاروں کی صحبتیں کیا کیا</p>	
<p>ہم ہونگے نہ حسن رخ جانانہ رہیگا مینوار رہینگے نہ یہ مینانہ رہیگا شب بھر فقط آرایش محفل ہو سجدہ کو مسجر کی طرف جاتے ہیں تو جائیں نازی رستے میں اگر کوئی پریر نظر آیا جب تک کہ نہ ہاتھ آئیگی وہ زلف مسلسل آئینگے جو یوں طالب دیدار ہوں گے بنو آئینگے خط وہ رخ رنگین کا مقرر اس دھوم سے آتی ہو اگر فصل بہاری الفت جو یہی زیست میں ہو سکو ہوں سے سرخ خرقاں سے جو کچھ ہے تو کچھ ہے دور و زلف دور و محیش ہو سانی زندگیاں جن وحشی کو ترے قید کرینگے</p>	<p>عالم میں مگر عشق کا افسانہ رہیگا ساقی کے کرم کا فقط افسانہ رہیگا یہ شمع رہیگی نہ یہ پروانہ رہیگا بندہ تو مقیم در مینانہ رہیگا فتاب میں نہ اپنا دل دیوانہ رہیگا صد چاک دل اپنا صفت شانہ رہیگا محشر میں دیوار صنم خانہ رہیگا گلزار میں کیا سبزہ بیگانہ رہیگا کب خانہ زنجیر میں دیوانہ رہیگا منجھ قبر میں بھی جانب تجنا نہ رہیگا شہرہ ترا ہی بہت مردانہ رہیگا یہ شیشہ رہیگا نہ یہ پیمانہ رہیگا منجھ خواب میں بھی جانب ویرانہ رہیگا</p>

معمور کہاں تک درمیانہ رہیگا	اے پیرِ مغان یوں ہی سہی بیٹھے ہیں ہم بھی
موسیٰ بھی جو دیکھیں گے رخِ یار کو صفدر کچھ ہوش آنجہیں وقت تماشا نہ رہیگا	
یہ بامِ فلک زیرِ دیوار تھا بڑے چین سے یہ دل زار تھا کبھی مین بھی آئینہ رخسار تھا کہ مین بھی کبھی ناز بردار تھا کہ گرم اس سے الفت کا بازار تھا کہ یوسف کا عالم خریدار تھا جو آزاد تھا وہ گزشتار تھا گلہ بیوفاؤں سے بیکار تھا گنہگار تھا مین سپہ کار تھا	مین جب تک مقیم دربار تھا کسی سے نہ جب تک سروکار تھا جو انو نہ حیرت سے دیکھو مجھے وہ کا ندھا جناز کو دین کیا عجب کیا ہر عبت دل نے نالوں کو ضبط حسینو کے خوابان ہمیں کچھ نہیں گرہ کھلتے ہی زلفِ پیچ کی کئی بات نکلا نہ کچھ اس کام کیا اسکی رحمت عصیان پاک
کبھی ہم نے صفدر کے دیکھے تھے رنگ جوان سیکڑوں میں نمودار تھا	
کسکی آنکھوں کا وہ تار نہوا یہ بھی کبھی ہمت ہمارا نہوا قتل کرنا بھی گوارا نہوا	خالِ عارض کسے پیارا نہوا ہو گیا دل بھی آنجہیں کجباب وصل کا ذکر تو کیا قاتل کو

<p>ایک بھی کام ہمارا نہوا کیا کرے آنکا اشارا نہوا دور سے بھی تو لٹنارا نہوا ہم کو اتنا بھی گوارا نہوا میری قسمت کا ستارا نہوا سُج دشمن بھی گوارا نہوا</p>	<p>یار آیا نہ اجل فرقت میں تھی قضا تو مرے سر پر موجود کچھ بھی آنسو نہ پیچھے اپنے کلیم در دہل آنکو سناتے شب وصل ہاے وہ خال رخ ماہِ جبین غیر کا دل نہ دکھایا ہم نے</p>
<p>ہو رہے تم تو اُسی کے صفِ در وہ نہ ہونا تھا تمہارا نہوا</p>	
<p>یا شرم سے لیتا نہیں اب نام ہمارا اس دل کی بدولت یہ ہونا نام ہمارا کچھ کرنے سکی گردشِ ایام ہمارا اس محو سے نہ بس نہ ہو اجام ہمارا یہ کفر ہمارا ہی وہ اسلام ہمارا یہ شیشہ تمہارا ہی تو وہ جام ہمارا سدرہ بد نام کر دنا م ہمارا کچھ تم سے نکلتا نہیں اب کام ہمارا اس گل سے صبا کہہ دے یہ پیغام ہمارا</p>	<p>یا بھول گیا وہ بت خود کام ہمارا بیدل ہمیں کہتا ہے وہ خود کام ہمارا ہم دیکھنے والے تھے کسی ایسے کی نگہیں جی بھر کے نہ دیکھیں کبھی آنکھیں تہی ساقی یا درخ و گیسوے صنم ہی سحر و شام کیون آنکو چراتے ہو جو ہی مد نظر دل قاتل جو کہا میں نے تو شرم کے وہ بولے بوسہ ہی نہ دشنام و قافہ نہ جفا ہو بو کا گل مشکین کی سنگھا د کبھی آکر</p>

ہم جاتے ہیں اب کچھ نہ کام ہمارا	مقتل میں جو وہ آئے تو بڑے ملک الموت
ہر کام یہی صبح سے تا شام ہمارا	یا تذکرہ زلف ہی یا تذکرہ رخ
یہ کام تمہارا رہی تو وہ کام ہمارا	ہم بوسے لیے جائینگے تم وارنگاؤ
دزدیدہ نگہ لے گئی آرام ہمارا	اب چین نہیں سینے میں دلو کسی پہلو
ہم کیا کہہ پونچھا نہیں پیغام ہمارا	پونچھا ہی یہ اب ضعف کا رتبہ کہ وہاں

نوا ب بہادر ہی ہیں کتنے ہیں صفدر
پورا کبھی لیتے نہیں وہ نام ہمارا

ہو کے دام و نفس میں اسیر جو ہم تو ذرا ہمیں لطف چمن نہ رہا
کرین کس سے بیان کشاکش غم کہ سفر میں خیال وطن نہ رہا
نہرا نہی نہیں ہی حضور کو کچھ گئے چاہنے والے عیان ہوا خط
کوئی بستہ زلف و دوتا نہ رہا کوئی قیدی چاہ دقن نہ رہا
تھے جوان تو بدن میں بھی تاب تو ان شباب گیا تو وہ لطف کما
وہ زبان نہ رہی وہ بیان نہ رہا وہ دہن نہ رہا وہ سخن نہ رہا
مرے گھر سے گیا ہو وہ جان جہان نہ ہو اس ہی اب میں تاب تو ل
ہوئی جس سے کہ روح نکلے روان کسی کام کا پھر وہ بدن
نہ وہ دانت گمر نہ عقیق وہ لب نہ وہ آئینہ رخ نہ وہ مشک سے مو
وہ عدن نہ رہا وہ بین نہ رہا وہ حلب نہ رہا وہ حستن نہ رہا

نہ شراب میں ہر کوئی ذائقہ اب نہ کباب میں ہر کوئی ذائقہ اب
وہ نضار ہی وہ ہوا نہ ہی وہ مزہ نہ رہا وہ چمن نہ رہا
جو زبان سے دعویٰ عشق کیا رہے صفدر بابل کا خیال ذرا
کوئی یہ نہ کہے کہ یہ مرنے والا ہے پاس و لحاظ سخن نہ رہا

جلوہ گر آئینے میں پر تو سرا کیونکر ہوا آپ ہی بسمل کیا تیغ نگاہ ناز سے ہنسنے قاتل سے نہ پوچھا یہ بھی فوط شوق آج تک آئینہ اسکی نزم میں پہنچا نہیں کس طرح سیبِ فن کی یاد میں دل بست ہو حال میرا دیکھ کر آنسو ٹپک پڑے ہیں اب یکہ آیا کس سے تو احوال عملِ تنجیہ کا نام تک آیا نہیں ب پر محبت کا کبھی بھاگنے سے پہلے سائے سے میں وہ محتاط تھا دلگوزنہ گردیا اس کے خیال خال خال نے جب کشیدہ تیغ ہو خنجر ہے منہ مٹو ہے	تو تو کیسا تھا یہ پیدا دوسرا کیونکر ہوا آپ ہی کتا ہو وہ یہ کیا ہوا کیونکر ہوا لاٹھ تعزیر بندہ بن خطا کیونکر ہوا ہر تعجب خود بخود وہ خود نما کیونکر ہوا جب شکر کھچا نہیں حاصل مزا کیونکر ہوا نرم دل اس سنگدل کا اے خدا کیونکر ہوا آشنا ایسا بت نا آشنا کیونکر ہوا پھر میں حیران ہیں یہ چرچا جا جا کیونکر ہوا انکی زلفوں میں گرفت رہا کیونکر ہوا طفل زنگی عیسیٰ معجزہ نما کیونکر ہوا پھر سرگردن کا قاتل فیصلہ کیونکر ہوا
--	--

کیسی جزوقت میں اسکی چھوڑ دینا لڑتین
کوئی کیا جانے کہ صفدر پارسا کیونکر ہوا

<p>بیٹھ کر مین نہ دریا رہ اصل اٹھا انکا اٹھنا تھا کہ بیتاب ہوا دل میرا کبھی رخ کے کبھی بوسے لب جانان کے لیے ہوں وہ دیوانہ کہ زندان میں سمجھے نکلا یہ تو کیسے کہ ملا وصل سے جب صاف جواب دور ساغر ہو کوئی چلکے جن میں ساتی دعوم بتانے کی آخریہ اڑی عالم میں جمع خلقت تھی سر راہ تماشے کے لیے نہو جب مرفع عشق کا کچھ اس سے علاج کشتہ تیغ تھانے تھے نہ آنکھ اپنی کھلی آنے ہی گلشن ہستی سے جے مثل نسیم ترے وحشی نے ندی قیس کو تعلیم خون</p>	<p>ہاں جو اٹھا تو پس مرگ جنازا اٹھا حشر برپا ہوا اور یہ فتنہ اٹھا کیا کہوں میں کہ مزہ وصل میں کیا کیا اٹھا پہلے تعظیم کو صحرا میں بگو لا اٹھا کس سے پھر آپ کا یہ غمرہ بجا اٹھا دیکھ تو ابرو دھو نہ صابر کیسا اٹھا شیخ صاحب کب بھی مسجد سے مصلیٰ اٹھا دعوم سے آپ کے مقتول کا لاشا اٹھا تنگ اگر مرے بالین سے مسیحا اٹھا نہیں معلوم کہ کب حشر کا غوغا اٹھا ایک دم کے لیے کیا لطف تماشا اٹھا جب ملک کان پکڑ کر نہ وہ بیٹھا اٹھا</p>
---	--

سننے میں کوچ زمانے سے کیا صفدر نے

نا تو ان تھانے ترے سحر کا صد ما اٹھا

<p>وارد و نرم کسی شب جو وہ قاتل ہوتا مہر عارض سے تمھارے جو تھا بل ہوتا اسکی رسوائی نے کیا کیا نہ کیا جگو خجل</p>	<p>اک نگہ میں کوئی زخمی کوئی بسمل ہوتا ماہ نو چرخ پر اک رات میں کامل ہوتا عرصہ حشر میں مین یا مرا قاتل ہوتا</p>
--	---

<p>ساتھ مجنون کے اگرین پس محل ہوتا دعویٰ صبر جو مجھ کو تھا وہ باطل ہوتا آرزو مجھ کو ہوئی کاش مراد ہوتا کسکو پروا تھی کہ واعظ سے مقابل ہوتا بھربلا کیا میں کسی اور سے سائل ہوتا میں جو گلشن میں ہم آواز غدا دل ہوتا میں گلابچین کا زمانہ میں نہ قابل ہوتا شمع و پروانہ میں جھگڑا سر غفل ہوتا کاش میں دشت میں پابند سلاسل ہوتا بے پیکان کجناوک میں مراد ہوتا روح کو تن سے اکٹھا تو نہ مشکل ہوتا</p>	<p>پردہ سوار تماشے کو اٹھاتی سیلے چہرہ پردے سے وہ کاش مجھے دکھاتے پانوں سے کھیل میں سننے گل بازی جو ملا اٹھ کے میخانے سے سجدہ گئے مست ہوا دینے والا ہر زمانہ میں خدا ہی سہا بخیر رہتے نہ گل و بو سے متا آج ہوا توڑنا تھا اپنے بل سے ہر کون کو شب کو پروا نہ تھی عار و شہ اگر اچھا خار پالنے پر ہر کسی غافل ہوا رنجی ہونا تو ان رسم رسم اٹھ جانی ہجر میں آئی اہل محل میں آنا آتا</p>
<p>کیا جانے لادان کا صدمہ کیا کیا آئینگی جوش پر چہ چشم پر آب کیا کیا نام خدا اب نکا جوں ابھار پر ہر کنتا ہر کوئی مفتون کنتا ہر کوئی مجنون</p>	<p>کیا جانے لادان کا صدمہ کیا کیا آئینگی جوش پر چہ چشم پر آب کیا کیا نام خدا اب نکا جوں ابھار پر ہر کنتا ہر کوئی مفتون کنتا ہر کوئی مجنون</p>
<p>شر پار ہا ہر ہکویاں اضطراب کیا کیا نخلت سے پانی پانی ہوگا سحاب کیا کیا جلوہ دکھا رہا ہر حسن شباب کیا کیا افت تیج ہی پہنے پائے خطاب کیا کیا</p>	<p>شر پار ہا ہر ہکویاں اضطراب کیا کیا نخلت سے پانی پانی ہوگا سحاب کیا کیا جلوہ دکھا رہا ہر حسن شباب کیا کیا افت تیج ہی پہنے پائے خطاب کیا کیا</p>

<p>اپنے سوال کیا کیا اُنکے جواب کیا کیا تڑپا رہا ہی ہو کہو پر اضطراب کیا کیا لے لیکے پی لے میں جامِ شراب کیا کیا ہمراہ لیگیا ہر عہد شباب کیا کیا طوفانِ اٹھارہی ہو چشم پر آب کیا کیا ہر خند ہنسنے کھولے بند نقاب کیا کیا تا صبح دم پریشان دیکھے میں خواب کیا کیا کھاتے ہیں اپنے یلین ہم چچ و تاب کیا کیا پر ہنر کا بھی میں مست و خراب کیا کیا بنکر بگڑ گئے ہیں دم میں جناب کیا کیا بوسوں کے دینے میں ہر جھوٹ کیا کیا لوٹے فرے پلا کر اُنکو شراب کیا کیا</p>	<p>جھکڑا چکانہ اکدن یوں ہی رہے ہمیشہ رخصت تو اُنکو دی ہر صبح شبِ جدائی وہ مست ہیں کہ ٹکر ساقی سے ہنسنے اکثر وہ حوصلے وہ ہمت وہ دلولے وہ طاقت ڈر ہی تمام عالم ڈوبے نہ نسلِ یونان خاطر کا اُنکے عقدہ ہم سے کھلانے ہرگز جب شام سے بندھا ہر اُس لطف کا تصور جب گیسوؤں میں لٹکے کرتا ہر غیر شانہ اُس چشمِ مست کا ہر یہ دور دور اتو ہر قدمِ جہان میں پائے ثبات کسکو ہشیار تو بڑے ہیں دیکھو مگر بڑکین آغوش میں بھی کھینچا بوسے بھی ہم پائے</p>
--	--

ہو اعتبار دولت کیا اس جہان میں صفہ
 مٹی میں ملگئے ہیں عالی جناب کیا کیا

<p>وابستہ محبت رسوا ہوا تو پھر کیا کلیوں میں مچھلے نہیں چرچا ہوا تو پھر کیا میں اور ہی کسی کا شید ہوا تو پھر کیا</p>	<p>دکھلاؤ زلف مجھ کو سودا ہوا تو پھر کیا میں جانتا ہوں تم کو تم جانتے ہو مجھ کو جو رو چٹا کیا تیکہ مہر و وفا ہر لازم</p>
--	--

ہنگامہ قیامت برپا ہوا تو پھر کیا عالم میں راز الفت افشا ہوا تو پھر کیا اس حسن عارضی کا شہرا ہوا تو پھر کیا دشت میں فاش لپٹا ہوا تو پھر کیا بالفرض چار دن کو ایسا ہوا تو پھر کیا چار دن طوفان تھا رات شہرا ہوا تو پھر کیا مسلم کے گھر میں کا فر پیدا ہوا تو پھر کیا سو سے عدم ہمارا جانا ہوا تو پھر کیا بعد فنا مقدر سیدھا ہوا تو پھر کیا گرد و نل سے پار ایسا ہوا تو پھر کیا	ماز و ادا سے چلیے لیکن ذرا سنبھل کر اے دل تڑپے اتنا لازم ہے ضبط نالہ ایام نوجوانی مہمان ہے چند روزہ میں نے کبھی جنوں میں بھارا نہیں کیا بیجا ہے فکر شہرت یہ حسن ہے دور روزہ ہر جا اگر شبیبین کھنجر گین تو حاصل یہ عارضی صفا ہے نکلیگا خط مقدر آیا ہے دم لبوں پر آنا ہو تو آؤ کیا آئے وہ جو آئے مرقہ پہ فاسکے کو کافون تگائے پہونچے ایسا کہاں مقدر
---	--

یہ بیوفا ہے صفدر کیا اعتبار دل کا

میرا ہوا تو پھر کیا اڑکا ہوا تو پھر کیا

خوب آتی ہے تھین فتنے جگانیکی ادا یا داتی ہے تمھارے مسکرائیکی ادا پان کھانے کی ادا اسی لگانیکی ادا کس سے سیکھی خاک میں بکھو ملا نیکی ادا فاس کر دینی ہے پردہ منہ چھپانیکی ادا	تہہ ہر آفت ہے یہ آنکھیں ٹرائیکی ادا جب کسی غنچے کو گلشن میں کھلانی ہے نسیم لاتی ہے کس کس طرح بخون دل عشاق پر چلتے ہو مرقہ پر ہم دہن اٹھا کر ناز سے کلرے ہو مین گریبان دیکھ کر تیرا حجاب
--	---

نہرم میں لاکھوں ہو بسمل ہزاروں نیمجان گر میان کرتے ہو غیروں کے ہمارے سننے خون ہو جائینگے لاکھوں دیکھنے والوں کے دل دیکھتے کس کس کی گردن پر کرے خنجر رون بیوفائی کج ادائی ہر گھڑی تازہ ستم	قہر تھی شبکو تری محفل میں آنی ادا یہ نئی سیکھی ہر تنے دل جلائی ادا رنگ لائیگی نیا صعدی لگائیگی ادا قاتل عالم تری تیوری چڑھائیگی ادا تم بھی کیا سیکھے ہو اس ظالم زمانہ کی ادا
---	--

یاد ہو صفدر شب و صلت وہ اپنا چھیڑنا
اور وہ انکی شرم سے آنکھیں جھٹکائیگی ادا

صفدر آنکا خیال تھا کیا تھا غم جو دل کو کمال تھا کیا تھا دفعاً مٹ گیا جو وعدہ شباب دل شگفتہ مرا کبھی نہ ہوا چار ہی دن میں ہو گیا جو فرق جو چھتے ہیں وہ تپسین دید کر رات جو بن کو کیوں چھپاتے تھے انکے آنے ہی ہم جان سے گئے ظلم لاکھوں سے زمانے کے عرش منہ سا ہوا جو نالہ دل	کل جو چہرہ بجال تھا کیا تھا ختم روز وصال تھا کیا تھا وہم تھا یا خیال تھا کیا تھا سبزہ پائمال تھا کیا تھا جان و تن میں ملال تھا کیا تھا شب ترا غیر حال تھا کیا تھا کیا یہ جو ری کا مال تھا کیا تھا وصل تھا یا وصال تھا کیا تھا یہ دل پر ملال تھا کیا تھا شاعرون کا خیال تھا کیا تھا
---	---

<p>مانگتے تھے جو دل کو وہ سستا دہن یار کی ملی نہ مثال تیرے وحشی کو خلق مان گئی</p>	<p>کسی مردے کا مال تھا کیا تھا یہ عذیم مثال تھا کیا تھا کوئی صاحب کمال تھا کیا تھا</p>
<p>کس سے بگڑی تھی سچ کو صفدر کل جو بسمل کا حال تھا کیا تھا</p>	
<p>مسجد نہ میکہ نہ صنم خانہ دیکھنا مد نظر ہر جلوہ جانانہ دیکھنا دلچسپ ہر بہت سی الفت کی داستان یوں دیکھ بار بار نہ اس چشم مست کو کچھ پریر خان میں جاتا ہر شادشاہ مستوں کو ساتی آج چھکا د شراب ساتی غرض کیسی تجھے بخود سی کیا افسون پڑھا ہر قلعہ منانے کچھ ضرور پھر تاج گرد شمع زون کے دل خیزن آنکھیں بین میری لائق دیدار سن دیکھا تھا اک نظر تو قیامت گذری چمکی ہزار بار مرے سر پہ تیغ ظلم</p>	<p>اور دل کسی کی نر گستانہ دیکھنا منظور کب ہی ہنگو پر نجانہ دیکھنا آئینکے وہ بھی سننے کو فسانہ دیکھنا ساتی گرے نہ ہاتھ سے پیمانہ دیکھنا بر باد ہو گایہ دل دیوانہ دیکھنا کیا آئی ہر گھٹا سوے پیمانہ دیکھنا ہم تجکو دیکھیں تو سوے پیمانہ دیکھنا و اعظ بھی میکہ بین ہرستانہ دیکھنا جل جائی گایہ صورت پروانہ دیکھنا کیا جانے آنہ رخ جانانہ دیکھنا اب دیکھیں کیا دکھا تھا رانہ دیکھنا جھپکی نہ آنکھ ہمت مردانہ دیکھنا</p>

عالم میں ان تبوں کا جو صفدر یہی ہو
کبھے کو ایک روز صحنہ خانہ دیکھنا

کبھی شب کو نہ آیا وہ رشک قمر کبھی جلوہ نور سحر نہ ہوا
کسی اشک نے دل کی نہ کھولی گرہ کسی آہ میں نگ اتر نہ ہوا
دم سرد سے پیری میں فائدہ کیا کہ فسرہ تو داغ جگر نہ ہوا
جلی تیز ہزار سیم سحر کبھی گل یہ چہ رخ سحر نہ ہوا
رہوں پائوں سے اپنے میں کیوں خفا کہ کیسی گلی میں انہوں
مجھے ہاتھ سے اپنے ہو کیوں نہ گلا کہ کسی کا یہ طوق کمر نہ ہوا
نہ گیا کبھی ہجر کا عزم نہ گیا کبھی وصل کا ہم کو فرہ نہ ملا
یہی بیل و نہار ہمیشہ رہی یہ زمانہ ادھر سے ادھر نہ ہوا
یہ جنوں میں ترقی و لولہ ہو کہ زمین پہ چال سے زلزلہ ہو
قدم اپنا پڑا کو کون سی جا کہ وہ مرحلہ زیر و زبر نہ ہوا
کہو کام بھرا آئینے کون سے دن مریں میں کہے قیام جگر
جو یہ سبیل تیغ مرہ نہ ہوا وہ نشانہ تیر نطنز نہ ہوا
ہمیں مشغلہ رونے کا کیوں نہ رہے جو نہاں نظر سے ہر شک قمر
ہے اشک دماں سحاب صفت کبھی خشک یہ دیدہ تر نہ ہوا
ہمیں روز خوشی جو نصیب ہوئی تو غریب و رفیق بھی ساتھ رہے

رہ ملک عدم کی طرف جو چلے کوئی اپنا شریک سہنہ نہوا
 یہ فقط مرے دُفع کو رتبہ ملایہ فقط مرے اشک کو اوج ہوا
 کوئی ذرہ چمک کے نہ مہر بنا کوئی قطرہ ٹپک کے گہر نہ ہوا
 کہیں تشک کو بین نے تلاش کیا کہیں سعی نمک میں خراب پھرا
 جو مزہ ہر مجھے وہ کسے ہر مزا کوئی مجھ سا بھی خستہ جگر نہوا
 کبھی ہتکونہ لطف وصال ملا کبھی ہجر کا رنج دالم نہ گيسا
 کبھی گریہ شب نے مزہ نہ دیا کبھی نالہ دلمین اثر نہوا
 جو ریاض جنان سے کرینگے فضا ہمیں بادیہ آئینگی خال فضا
 جو نال امید اُگے بھی تو کیا کہ نصیب کسی سے عمر نہ ہوا
 رہ داوی غم میں نہ چین ملا مجھے صفدر رالم ہی ہمیشہ رہا
 کہیں زیرِ شجر جو ٹھہر بھی گیا کبھی سایہ فگن وہ شجر نہوا

جلوہ جو اپنے حسن کا اُس نے دکھا دیا	دم میں فروغِ شمس و قمر کا سُدا دیا
ہمنے جو اپنے غم کا فسانہ سُنا دیا	کچھ اور تو نہ سُنے سے کہا سکر ادا دیا
اُس مہر نے جو پردہ چمن میں اُٹھا دیا	جو بن گلون کا صورتِ شبنم اُڑا دیا
سر کا کے زلف اُس نے جو چہرہ دکھا دیا	مَتّاب کو کلنگ کا ٹیکا لگا دیا
جلد ہی تھی کیا نہ صورِ سرافیل بھونکتے	سویا تھا میں ابھی مجھے ناقی جگایا
جب خستہ مجھے دلِ گم گشتہ کی ہوئی	ملک عدم کا اُسکی کرنے پسا دیا

ساتی بہار بادہ کشی کیا فراق میں تعظیمِ اغیاس سے ہر کیا فقر میں غرض غیرِ دن کو موہلا کے رُلا یا مجھے ہو میرے دلِ دو نیم کا تم بھی کر د علاج خط آتے ہی رہا نہ سرخ یار کا وہ حسن اے آتشِ فراق کیا تو نے کیا غضب کچھ دے کسی فقیر کو منعمِ ثواب لے یارِ دن نے بعدِ مرثیہ اچھا کیا سلوک بہل کو نالہ کر کے جو میں نے کیا دلیل	اٹھکے گھٹانے دلو ہمارے بٹھا دیا کھینچا جو ہاتھ پاؤں کو ہنسنے بڑھا دیا دیکر کہاب اور کلیجہا جلا دیا دو ٹکڑے کر کے چاند بنی نے ملا دیا اے سب نے چاند کو کیسا چھپا دیا جنت تھا میرا گھر اُسے دوزخ بنا دیا کام آئیگا ترے یہ کسی دن لیا دیا چھاتی پہ رکھکے سنگِ زمین میں دبا دیا گل ہنسنے تو غنچوں نے بھی مسکرا دیا
--	--

تیرے جفاے یار بھی صفتِ رعبیب ہو

مانندِ زخمِ مجھ کو ہنسا کر رُلا دیا

جو دل میں ذرا آپکے گھر ہوگا کوئی گل ترے رخ سے ہم نہ ہوگا نزاکت بھی ہو تو اُس فتنہ گر سے سمجھ لینے ہم بھی کر د ظلم ہم پر نہ کھینکے جب تک مجھے آپ نہ کئی فرقتِ یار میں عمر ساری	گزارہ مرا بندہ پرور نہ ہوگا کوئی سرو قد کے برابر نہ ہوگا روان میری گردن پہ خنجر نہ ہوگا بیا کیا کسی روز محشر نہ ہوگا کبھی ختم شکوہ کا دفتر نہ ہوگا کسی کا بھی ایسا مقدر نہ ہوگا
--	--

کسو گے تو کیا ضبط فریاد مشکل نہو نگا میں قسمت جب ہوگا خضر نہ چھڑو گے جب تک نہکِ خم دلیر لکھو نگا جو احوال ل میں تو نامہ وہ میکش ہوں مینا سا غریب کمان کو کہن اور کمان وصل شیرین اٹھاؤں سر سجدہ اس انسان سے اگر کوئے قاتل میں جانا چھوٹا	کسی بات سے بندہ باہر نہوگا ماونگا آنھیں میں تو خجہ نہوگا مزدہ زندگی کا میسر نہ ہوگا رسالہ تو ہوگا جو وقت نہوگا اگر ہوگا مینا تو سا غر نہوگا کرے محنتیں خاک پیچہ نہوگا یہ مجھ سے کبھی بندہ پرور نہوگا بدن پر مرے ایک دن نہوگا
--	---

ایسا خواب میں جسے چوری سے بوسہ

کوئی اور ہوگا وہ صفدر نہوگا

جو گل تھا باغ میں ترا آئینہ دار تھا قابلِ ستم کے چرخ نہ میں خاکسار تھا کیا بد معاملہ ہو کہ تم پھیرتے نہیں ہر صبح راہ کو چہ جانان تھی ادہم ہمکو بلا کے کیوں نہ ملاقات میں نے کی وہ نونِ طرف سے شوق ملاقات تھا جو کل بے پردگی کے خون سے وہ شب کو چھڑ گئے	پر تو ترے لباس کا رنگ بہا تھا پیا عبت میں آپ ہی مشقِ غبار تھا ہمنے جو دل دیا تھا بڑا اعتبار تھا زندہ تھے جب تلک یہی اپنا شعار تھا آنے نہ آنے میں تو تمھیں اختیار تھا عاشق کو تھا قرار نہ اُنکو قرار تھا روشن غضب ہوا کہ چراغ مزار تھا
--	---

<p>شاید کہ اسہین جلوہ محل سوار تھا جنگ نہ یاس تھی مجھے امیدوار تھا اب تک تو یار ہم کو ترا انتظار تھا اُس کو چے میں مرا جو نشان مزار تھا یاروں کے دوش پر مزار باوت بار تھا پیدل تھا یا وہ چار کے کاند سوار تھا دل جا چکا تھا سینے میں یہ یاد گار تھا</p>	<p>و ڈری جو ایسی پیچھے گوئے کے قیس اب کیا کروں سوال کہ پایا جواب صاف مایوس مچ کے موت کے اب ہم ہیں منتظر اندری ضد کہ غیر نے وہ بھی مٹا دیا اچھا ہوا کہ جلد میں تربت میں گر گیا کشتے کا تیرے اوج کل یا ہمیں طنز شے سے دغ کے یہ ہوا غم کہ ہم شے</p>
---	--

اب دوست بھی عدو نظر آتے ہیں ہر مین
 صفدر گئے وہ روز کہ دشمن بھی یار تھا

<p>قتل پر سیر کر باندھے قضا تھی میں نہ تھا رات اُس محفل میں سب خلق خدا تھی میں نہ تھا غمزدہ بولا وہ نزاکت تھی ادا تھی میں نہ تھا دل مرا سا تھی نہ تھا کچھ دلا سا تھی میں نہ تھا میں یہ کہتا ہوں سی زلف سا تھی میں نہ تھا زلف تیری جسے برہم کی صبا تھی میں نہ تھا ساری محفل ہوا سنگار و نہایت تھی میں نہ تھا کی گلوں جسے سرگوشی صبا تھی میں نہ تھا</p>	<p>یار تھا قتل تھا شمشیر ادا تھی میں نہ تھا مطرب ساتی تھے خالی میری جاتی تھی میں نہ تھا اُس نے جب چھا کہ تو نے قتل عاشق کو کیا کیا ہوا مجھ سے جدا ہو کر جو دلبر تک گیا کہتے ہیں وہ رخ کے بوسے وہ ہیں کس لیے جلوہ گاہ خاص تکیا گل گذر میرا کہا یار نے منہ دی گئی مجمع عشاق میں بن خطا ہوں مجھ کیوں کہ ہم ہر نوا و رنگ</p>
--	---

<p>دھونڈھتی تھی رات بجو نہ مرن کی نگاہ کہنے میں وہ مجھ سے محرومی کا بیجا ہو گلہ وہ کہیں گے حشر میں قاتل کو پوچھو نگا اگر عرض کرتا سنگدل تنانہ آسن مت کو بنا</p>	<p>کیا کروں تقدیر میری ناراستھی میں نہ تھا مانع دیدار تو میری جانتھی میں نہ تھا وہ قضائے تیری تھی یا میری اد تھی میں نہ تھا عالم ایجاد کی جب ابتدا تھی میں نہ تھا</p>
<p>رات اُس محفل میں کیا موقع تھا صفدر کیا کہوں سرمہ تھا مستی تھی غازہ تھا خاتھی میں نہ تھا</p>	
<p>اندازِ نرالا ہر تری جلوی گری کا لائیکگی نہ ہو جائے محبوب کی جب تک صد شکر کہ عیسا نے تیکہ تو بسایا ہر جنبشِ فرکان سے ہو مقتول زمانہ اٹھا ہی یہ کسکے رخ پر نور سے پردہ اس عہد میں خاک اہل ہنر چھپانے میں گل پاس ہو کیا حد مدہ ہو دل پر سر بلبل یاد آئی مجھے اپنے دم باز پسین کی عشاق کی محفل سے وہ اٹھے تو یہ کہکر تربت پہ غریبوں کے چراغان نہیں لڑ گل کون اٹھ گیا ہو نیم سے یارب کہ سر شام</p>	<p>ہر چاند سا چہرہ تو چلن کبک دری کا دامن میں نہ چھوڑو نگا نسیم سحری کا کچھ رنج نہیں ہو مجھے بے بالی پری کا کیا تیرے ہر خنجر تری بیدادگری کا نور شید میں عالم ہو چراغ سحری کا چمکا ہوا اختر ہو فقط بے ہنری کا ہر رنگ ترانوں میں ترے نوہد گری کا دم ٹوٹنے دیکھا جو چراغ سحری کا انسان کی صحبت میں نہیں کام پری کا بھولا ہو چین یہ تری بیدادگری کا ہر شمع پہ عالم ہو چراغ سحری کا</p>

مچپی اگر انجام پہ کچھ تجکو نظر ہو	زادہ سفر آسان ہو خشکی سے تری کا
اندر کا اکھاڑا ہو چین موسم گل میں	ہر پھول پہ ہر شاخ پہ عالم ہو پری کا
ہر یاد مجھے وہ شب و صلت کا گزرا	پروانوں سے ملنا وہ چراغ سحری کا

پھر چاکلی گل کی قبا باغ میں صفدر
پھر شوق ہوا دل کو مرے جامہ دری کا

کس سے کس سے میں جا بجا نہ ملا	پر کہیں دل کا مدعا نہ ملا
جسکو احمد سار بہنہ نہ ملا	ڈھونڈھتا ہی رہا خدا نہ ملا
ربط آس شوخ سے ہوا نہ ملا	کیا اجسا رہے ہو دل ملا نہ ملا
ایسے اہل جان عدم کو گئے	کہ کسی کا کہیں پتا نہ ملا
کھو لتا جو گرہ مرے دل کی	کوئی ایسا گرہ کشا نہ ملا
ایک حسن و جمال میں تم ہو	تم سا عالم میں دوسرا نہ ملا
در با سیکڑوں ملے لیکن	کوئی معشوق با وفا نہ ملا
تم نہ جسکو ملے خراب ہوا	کہے میں بھی گیا خدا نہ ملا
دین و دنیا کی مل گئی دولت	تم جو مجکو ملے تو کیا نہ ملا
فقیرین عیشیں پر دماغ رہا	بادشاہوں سے میں گدا نہ ملا
راہ ہستی میں سب تھے بیگانے	آج تک کوئی آشنا نہ ملا

دل جو سینے سے گم ہوا صفدر

لاکھ ڈھونڈھا کہیں تیانہ ملا	
کیا کون حال ہو جو کچھ دل کا ہو عدم کتنی دور ہستی سے شور و محشر ہو جسکا نام جنوں اتفاقاً وہ آگئے ہیں ادھر اے صبا فیس دیکھے یسے کو ہجر جاتان میں مہر و ماہ نہیں بنگے بیٹھے ہیں غیر پر معنائ کون آیا کہ باغ میں ہو خوشی وہ اٹھایا ہو ہجر کا صدمہ وام صیادے کے آیا ہو مرنے دم وہ مجھے کوئی بوسہ ہو میں بسمل کی مشکلیں سان	رقص دیکھا ہوتے بسمل کا فاصلہ کل ہو ایک منزل کا شور ہو وہ مری سلاسل کا خوب نگلیگا و صدمہ دل کا کہیں پردہ الٹ دے محل کا دفع ہو وہ جگر کا یہ دل کا رنگ بگڑا ہو آنکی محفل کا نغمہ تون میں ہو جلاجل کا اب کی بچنا محال ہو دل کا اب نگہبان خدا عسادل کا ہو سوال آخری یہ سائل کا دم غنیمت ہو تیغ قتال کا
نزع کتے ہیں جیکو اے صفدر فی الحقیقت ہو وقت مشکل کا	
صانع نے اسکا آپ ستمگر بنا دیا مافی نے کھینچیں ذنون شہیدیں لگ لگ	ابرو کو قتل کے لیے خنجر بنا دیا اسکے قدم پہ کیوں نہ مرا سر بنا دیا

آنکھوں نے میری وقت نظارہ بہا کے	مارنگہ کو رستہ گو ہر بنا دیا
فرقت سے دلیں خون ہزار آرزو ہوا	تمنے تو قتل گاہ مرا گھر بنا دیا
جگر اسی نے مج کو سلاسل میں جو جلا	جسنے کہ اسکو بچو لون کا زیور بنا دیا
صدے دیے یہ فرقت محبوب میں مجھے	میناے دل کو چرخ نے تہجر بنا دیا
سرگشتی میں عمر ہساری گزر گئی	دور ملک نے پائون میں چکر بنا دیا
لکھتا تھا ایک بند ہزاروں کیے رفم	نامے کو فرط شوق نے دفتر بنا دیا
پردہ اٹھاتے ہی رخ روشن سے پار	ذرون کو آفتاب منور بنا دیا
بخشا جو اسکو حسن تو مج کو خدا نے عشق	قمری مجھے تو اسکو صنوبر بنا دیا

پہلے تو ایسے عشوہ و ناز و ادا نہ کھے

معتوق بہمنے یا رکھ صف در بنا دیا

سفر میں اگر کبھی ان آنکھوں نے روئے اہل وطن دیکھا
 قفس میں ایسے ہوئے مقدمہ خواب میں بھی چمن نہ دیکھا
 سداے زخار و خال و گیسو کسی کا ہم نے دہن نہ دیکھا
 حلب بھی دیکھا حبش بھی دیکھا ختن بھی دیکھا یمن نہ دیکھا
 پھرے زمانے میں بدتون ہم رہی حسنین کی ہکو صحبت
 کسی کی ایسی ادا نہ پائی کسی میں یہ بانگین نہ دیکھا
 نگاہ ترچھی کلاہ ترچھی روش ہر ترچھی ادا ہر ترچھی

جو بانگین ہننے تم میں دیکھا کسی میں یہ بانگین نہ دیکھا
دہن ہر غیچہ تو آنکھ نرگس جو زلف سنبل تو سرو قامت

تھیں تو دیکھا بلا سے ہننے جو فصل گل میں چین نہ دیکھا

کہیں تھیں خوبوں کا مجمع تمہارے عشاق کیا سمجھ کر

وفا و الفت کا ذکر کیا ہے کس نہ دیکھی دہن نہ دیکھا

جلا جو دل سوے زلف جاناں پھنسا بلا میں گرا کنوین میں

بنا دیا شوق نے یہ اندھا کہ اسنے جاوہرِ ذقن نہ دیکھا

جو دیکھیں وہ خال زیر ابرو بڑھے نہ کیونکہ تعجب اپنا

گئے ہیں کبھے میں ہم تو اکثر وہاں کوئی برہمن نہ دیکھا

عذاب سے میری لاغری نے مری لحد میں مجھے بچا یا

فرشتے آئے جو بہر پریش تو کچھ سوائے کفن نہ دیکھا

ہزار جادو زبان ہر سببان ہزار معجز بیان ہیں القمان

مگر کسی روز آسکے آگے کسی کو گرم سخن نہ دیکھا

دکھائی قسمت نے دل کی شب ٹھاٹھا چہرے انبوگ سو

عجب کی جاہر کہ شب کو ہم کیا کسی نے سوج گشت نہ دیکھا

کمال یاروں سے تنگدل تھے عبث گرفتار آبِ گل تھے

چلے سفر کو کبھی جو صفدر تو پھر کے سوے وطن نہ دیکھا

<p>تقدیر جو دکھائے وہ ناچار دیکھنا کیا باغ پر ہر ابرو دھواں دھار دیکھنا کستی ہر دونوں باگون یہ تلوار دیکھنا ہم سب سے پہلے ہونگے گرفتار دیکھنا گل کو سمجھ کے بلبل گلزار دیکھنا کیسا یہ شور ہر پس دیوار دیکھنا حسرت سے جانب درو دیوار دیکھنا بھریون مری طرقت نہ خبر دار دیکھنا بارہ برس کے ہو گے تو بازار دیکھنا آسان نین ہر جلوہ دلدار دیکھنا ہنسکر کہا کہ آپ کی گفتار دیکھنا یار ب نصیب ہو ہمیں گلزار دیکھنا</p>	<p>کیا ہم سے پھر گئی نگہ بار دیکھنا چہرے پہ اُسے گیسوے خمدار دیکھنا کہ میری سمت گاہ سو غیسر ہر نگاہ صیاد دام لیکے تو آئے سوئے چین آنکھیں تری کیش نکلو اے باغبان ہم نالہ کرتے ہو کچے تو بولے وہ غیر سے مگر چھوٹا وہ عالم غربت میں یاد ہی دیکھا جو میں نے پیار سے جھجھکا کے کہا یوسف تو ہو مگر ہوا بھی نر سال تم دیکھا جو برق طور کو موسیٰ غش کیا گستاخ ہو کے میں نے جو بوسہ طلب کیا مدت ہوئی کہ دام و قفس میں ہوا سیر</p>
--	--

صفہ رنجن میں بھی ہوا ترسوز عشق کا
کس درجہ گرم میں مرے شعار دیکھنا

<p>اب رہا کون آشنا میرا ہر نگہ میں ہن سیکر دُن ران مترود ہر دل کمون کمون</p>	<p>دل ہی مجھ سے جدا ہوا میرا کوئی دیکھے تو دیکھنا میرا پوچھتے ہیں وہ دعا میرا</p>
--	---

دیکھو کیا حال ہو گیا میرا کوئی دیکھے نہ نقش پا میرا مل گیا مجھ کو خونہا میرا رنگ چہرے سے اڑ گیا میرا بخشد و تم کہا سنا میرا لیگیا دل وہ دانا میرا خوب نکلیگا حوصلہ میرا ہر یہ مدت کا آشنا میرا کوئی دیکھے تو حوصلہ میرا ساتھ مدد تھے ہر ترا میرا اے تو کیا نہیں خدا میرا	چار ہی دن میں ہو کے تم سے جدا اُس گلی میں گیا تو یہ چنا ہوا دست رنگین سے اُسے قتل کیا صبح پیدا ہوئی جو صبح کی شب اب میں ملک عدم کو جاتا ہوں پوچھتے کیا ہو بیدلی کا سبب گر خدا نے دکھائی وہل کی شب لیے جاتے ہو تم کہاں دل کو اُس ستمگر سے دل لگا یا ہو بھٹوڑ کر دل مرانہ جاو غم پاس تمکو اگر نہیں تو نہ ہو
--	---

جب بہار آئی باغ میں صفدر

داغ دل ہو گیا ہر امیرا

بتلاے زلف پابند پریشانی ہوا قد پر خم خاتم دست سلیمانی ہوا یک قلم معدوم خط لوح پیشانی ہوا کوئی زندانی ہوا کوئی بیابانی ہوا	روئے تابان جسے دیکھا حیرانی ہوا کیا تو اضع سے مسخر عالم فانی ہوا استعد سجده کے یکے سنگ درجوبت خضر و یو دونوں عاشق ہیں سرتانا ہر فرق
--	--

<p> شکل سیری دیکھ کر تپھر کا دل پانی ہوا کب بٹھا کب چاک اپنا رخت عریانی ہوا خانہ تن میں مرے سامان مہمانی ہوا ایک شب میں ختم قرآن کیا باسانی ہوا ذرہ ذرہ صورت خورشید نورانی ہوا شور اٹھا ہر سو کہ پیدا یوسف ثانی ہوا رفتہ رفتہ سایہ محبوبہ یزدانی ہوا مصرع اول سے ہتر مصرع ثانی ہوا میں جو بند ہو گیا وہ شوخ نصرائی ہوا پافون اپنا شائد زلف پریشانی ہوا </p>	<p> ہوں وہ بکریل آنے سے ہماروٹن ہر مجھے عالمِ وحشت میں کیا پروارِ نوگر کی رہے کس کا غم آیا کہ میری خونِ نختِ دل کب دل باندھا دھیان جب گیسو و خسار کا دو قدم چل کر کیا تنے زمین کو آسمان اس حسین کے آئے جہدم باغِ ہستی میں گھٹنے گھٹنے نہ کو کیا معراجِ معدنی ملی قامتِ آدم سے بالا قدر احمد کیوں نہو میں مسلمان جب تک تھا صد وہ بند و را زینتِ وحشت عجب کا ٹون کے چھدے سے بڑھی </p>
<p> کھنچ گیا نقشہ مضامین سراپا کا ترے خانہٴ صفدر بھی گویا خانہٴ مانی ہوا </p>	
<p> اک نیا ہر روز ہنگامہ تہ افلاک تھا ربطِ حسنِ عشق ربطِ شعلہ و خاشاک تھا نخلِ ماتم ہر شجر ہر گل گریبانِ چاک تھا لکے سر جھکا بدن بستہ فراق تھا پڑ گیا ہوا گم میں دم بھر میں جگر خاک تھا </p>	<p> جب کیا اپنے دل کو شغلِ آہِ آشناک تھا وصلِ توجہ ہی بیانِ بستی کا قصبہ پاک تھا اسکے جانے ہی گلستان ہو گیا ماتم سرا سرخروہ بھلوئین تیرے تھا اتر شہسوار غم کبھی میرے دل پر سوز میں ٹھہر نہ عیش </p>

یا اگئی عمر بھر پھر تارہا کیوں سہ مرا کیوں کمی قاتل نے کی تلوار رو کی کس لیے ایک دم میں عرصہ ہستی کو یہ طح کر گیا جب روانہ ہوا پھونچ جاتا فقط بہت بھیڑ تھا بڑا مجرم مگر شرم گنتہ کام آگئی پیش عاتل بود و نابود جهان کیوں نہ آئی	گرد باد دشت تھا یا کاسہ گر چاک تھا گردن سر کا تو اک ضربت میں قصہ پاک تھا تو سن عمر روان چلاک سا چلاک تھا دور کتنا آستان صاحب دولاک تھا آنکھ سے آنسو کا گزرا تھا کہ دہن پاک تھا خاک سے پیدا ہوا جو عاقبت وہ خاک تھا
--	---

لوٹ کا کیا کام صفدر بر طرف تروا منی
بڑھکے حسن پاک سے بھی اپنا عشق پاک تھا

ہر پری بیکر کا میں عالم میں دیوانہ ہوا دل جو عشق نرگس میگوں میں دیوانہ ہوا ہو گیا کیا انقلاب لہو کے عشق میں وصل کی شب طے آنکھیں مٹنے کیا دے مرے وہ مگر مگر سے گئے کیا دل بھی پہلو سے گیا ذکر میں ذکر آگیا ان صاف انتوں کا اگر آج نہاں ہوا اگئی کون شکے قناب کر گیا ملک عدم کو کوچ عامل حسن کا ہو یہ رنگ بے نیاتی بزم خالی ہو گئی	شمع رو دیکھا جہا نین اسکا پروانہ ہوا رفقہ رفقہ عمر کا بسیر پیمانہ ہوا پیشتر اس سے جو کعبہ تھا وہ تبخانہ ہوا بہنچہ مرگان کسی کی زلف کا شانہ ہوا ہجر ہوتے ہی جو اپنا تھا وہ بیگانہ ہوا دانہ گوہر ہر اک تسبیح کا دانہ ہوا منزل خوشید تا بان میرا کا شانہ ہوا خط رو دیار معزولی کا پروانہ ہوا جتنا کہ ساتی لبالب دے سے پیمانہ ہوا
--	---

حال اُسکے حسن کا قصہ ہمارے عشق کا	رفتہ رفتہ لیلیٰ و مجنون کا افسانہ ہوا
ہر مری و چشت بھی اے صفدر کوئی نازہ ظلم چار دن بیٹھا جو پیر پاس دیوانہ ہوا	
عنہم عاشقی کا گر ہو چکا کر و غصہ موقوف برہم نہ ہو نشانہ ہو جلد اے دل نجیہ کسی بات پر وہ نہ راضی ہو نہ آیا کبھی جسم اُس شوخ کو کہ ورت یہی ہو اگر در میان صبا کا گذر اُس گلی میں نہیں کسی کے وہ اب دلوں کی گلیوں پھرین کیا سو دیر کبے سے ہم	جو ہونا تھا اے نجیہ ہو چکا زمانہ ادھر سے ادھر ہو چکا روانہ وہ تیر نظر ہو چکا کئی رات وقتِ سحر ہو چکا یہی آہ ہو تو اثر ہو چکا دل یار میں اپنا گھر ہو چکا گزارہ ترانہ اسے بر ہو چکا کہ آئینہ مد نظر ہو چکا رخ اپنا ادھر سے ادھر ہو چکا
بہت سجد اُس در پہ صفدر کے چلو بس اٹھو درد سر ہو چکا	
گریہ میناے مویا خندہ پیمانہ تھا قتل گاہ شوق میں معشوق تھا قاتل کہا پائے قاتل پر جوین کاٹ کر سر رکھ دیا	غور سے دیکھا تو اُس کا جلوہ مستانہ تھا تیغ رکھ دینا گلے پر ناز معشوقانہ تھا یہ بھی اکا دن فی سا جوش بہت مردانہ تھا

<p>آج ہر منبر نشین کل ساکن میخانہ تھا جی بہلا تھا مرا وہ بھی عجب یوانہ تھا خانہ صیاد میں اپنا تو آب و دانہ تھا</p>	<p>حال واعظ ہمیسے پوچھیں اہل سجدے کو میرے مرنیکی خبر پائی تو اُسے یہ کہا کیس طرح گلزار میں رہتے کہ قسمت پھر گئی</p>
<p>نکے وہ حال اُن صفدر یہ کہہ سو گئے فی الحقیقت خوب ہی دلچسپ یہ افسانہ تھا</p>	
<p>صدہ جو دپیر ہر وہ کون میں بان سے کیا درکار مرنیں ہر تو مع کی دکان سے کیا میں ام میں پھنسا ہوں مجھے بوستان سے کیا حیران میں اب گدہ کروں باغبان سے کیا فرصت تمام عمر میگی نغان سے کیا کیا جانے اُسکے سامنے نکلے زبان سے کیا تشبیہ اُسکی مانگ دوں کہکشان سے کیا طائر جو اڑ گیا تو غرض آشیان سے کیا طالب ہاں کے میں ہمیں مطلب یہاں سے کیا جاؤں کہیں میں اٹھکے ترے آستان سے کیا مجنون کو اتحاد ہوا سارا بان سے کیا غائب ہوں ہر آنکا کہیں گے زبان سے کیا</p>	<p>کم ہوگی درد عشق کی شدت نغان سے کیا راحت طلب ہر کون مجھے آسمان سے کیا لئے ہمارے خزان تازہ ہوں نہال بوسے نور و گل کے لیے فرط شوق میں خلقت ہماری زکی ہر خلقت جہان میں ڈرتا ہوں کیا پیام کون نامہ بر سے میں ردے قمر ہر جسکی کف پا سے منفعل تن میں نہیں جو روح تو کس کام کا ہر تن دنیا نظر میں خاک ہر عقبنی کی فکر میں بہترین ہر دیر و حرم اس تعام سے بڑھتا نہیں ہر ناتہ کیلی جو نجد سے دل کھوکھلوں گا اکیلے تو وہ ملیں</p>

ویدار دخت رزکانیں آج تک نصیب بہر قدم بہ بین دل عشاق پائمال باتین لڑائی کی مین لب لعل یا رہر راہ جہان مین مد نظر ہر رواروی	حاصل ہر مجکو خدمت پیر نغان سے کیا سیکھی ہر تمنے ظلم کی چال آسمان سے کیا وصلت کی شب بان یلگی زبان سے کیا اترون گاہشت تو سن عمر روان سے کیا
--	--

ہوں سرفروش قتل کی صفدر ہر آرزو سر کینکے پائون معرکہ امتحان سے کیا	
--	--

بیان کرتے ہو تم جو صفدر کو شب آسے بہ نقاب دیکھا
کہ تو پائی ہر جاگتے مین یہ تمنے دولت کہ خواب دیکھا
جہان فانی خراب پایا یہ بحر ہستی شراب دیکھا
تمام عالم کا کارخانہ برنگ چشم جہاب دیکھا
سراے فانی کے میلے مین ہر اک بشر کو خراب دیکھا
کسی کو مست جمال پایا کسی کو مست شراب دیکھا
کہون شب غم کی کیا مصیبت سوائے ایذا ہوئی نہ جت
نہ موت آئی نہ نیند آئی نہ آنکھ چھلکی نہ خواب دیکھا
اگرچہ کعبہ بھی خوب گھر ہر صنمکہ بھی ہر اچھی محفل
مگر نہ دونوں کو بننے اپنے مکان دل کا جواب دیکھا
کہین تو میخوار بنس رہے تھے کہین تھے پرہیزگار گریبان

عجیب ہنگامہ اٹھ کے تربت سے بہنے روز حساب دیکھا
خیال آیا کہ عشق قامت میں پھک رہا ہو جگر ہمارا
جسلا بھنا سینچ پر کسی دن جو ہم نے کوئی کہا دیکھا
وہ گردش چشم مست ساتی لگی نظر میں ہمارتی پھرنے
شراب خانے میں جا کے ہم نے جو در جام شراب دیکھا
ہوا جو آئینہ بھی مقابل تو عکس سے تم نے منٹھ چھپایا
تمھاری آنکھوں نے بھی نہ تم کو کسی طرح پہچان دیکھا
ترقی داغ غنیم نہ پوچھو فراق جاناں میں ہم نشینو
جو شام کو ماہ اُسکو پایا تو صبح کو آفتاب دیکھا
کلیم سے کوئی جا کے کدے کو تم نے کہنا مرا نہ مانا
رہا ذرا بھی نہ ہوش باقی نہ تاب آئی جناب دیکھا
جسے سمجھتے ہیں سب محبت وہ ہے حقیقت میں عین ذلت
کسی کو شیدائسی کو رسوا کسی کو خانہ خراب دیکھا
نہ چین صفدر تھا زندگی میں نہ بعد مرثیے پائی حُریت
بیان بھی بننے عذاب دیکھا وہاں بھی بننے عذاب دیکھا
دل صد جاں اپنا جب کسی گیسو شانہ تھا
مراسم جنگ تھا اور اسکا آستانہ تھا
وہ دن کیا خوب تھے یا رب کیا اچھا زمانہ تھا
موافق دور گردن میر پلے پڑا نہ تھا

کہ شوہر بل نام تم میری مین شادیا نہ تھا
ہر اک پتا تھا آئینہ حین آئینہ خانہ تھا
کہ تیر ظلم جج ناوک افکن کا نشانہ تھا
نہ تھی آزر دگی کی بات شکوہ و ستا نہ تھا
جو دیکھا کچھ عجب رت کا اُسکی کارخانہ تھا
کار سر جھکا نا پا سے جانان پر دوگانہ تھا
وہ اسی دیش تھا تو مجھ کوں ترسا سا زمانہ تھا
گھرا ایسا دھواں نا لون کا گویا شامیانہ تھا
ہمارا سر تھا برسوں اور اسکا آستانہ تھا
خطا صیاد کی کیا ہو تارا کہ وہ ورنہ تھا
سحر کو قافا نہ جس وقت منزل سے روانہ تھا

اُٹھا تھا جب مین دنیا عبث گریا نہ تھا
اُسی کی شکل دیکھی ہر طرح سیر گلشن کی
نکالے بھی نہ تھے بال پر اپنے طائر دل
عبث چین پر چین ہو تم ہمارا حال دل
ضمینا نے کو پیٹا کچھ نہ ہم اسی شیخ سمجھے تھے
نہ کیونکر شکر کرتے ہم کہ پونچے اسکے قدموں
رہا حشر انی جب تلک تو قوت کیا ہم پر
بحد کر کے جب احباب نے برپا کیا ماتم
براہو دور گردوں کا کمان اب کیا بھینکا
کبھی گلشن مین ہتے تھے نفس مین ایضاً مین
مقدور دیکھنا ہم پر موی نینداور بھی غالب

پریر کو سطح گاتے نہ خوش ہو کے اسی صفہ ر

ہوا جو شعر موزون اس غزل مین عاشقانہ تھا

زنگ کچھ بگڑا ہوا ہر محبت صیاد کا
پیار لیکن آگیا شہد دیکھ کر جلا د کا
کس چین مین شیان تھا بلبل نا شاد کا
پوچھتے پھرتے ہین ہر کوچے مین گھر صیاد کا

دیکھیے انجام کیا ہو بلبل نا شاد کا
قصہ تو روز قیامت تھا بت فریاد کا
کچھ نہیں ٹھکتا برا ہو چرخ کی بیداد کا
کہ قدر رشوق اسیری نے کیا ہو بقرار

دیکھ پایا ہی جو اندازِ حرامِ نازیبا سائے میرے جو کچھ چچی اسکے ترکان کی تسلی ہوا بھی آنکھوں میں دم آنکھوں بھی جبر سے تھا طرفہ مشیتِ خاک کو اس نے بخشا شرف ذوقِ نظارے کا تھا ایسا نہ کچھ ایذا ہوئی وادیِ حشر میں سرگرداں ہوں اتقدر ایک بھی بت تیری صورت کا نہیں ان میں صنم غیر پر بجلی گرگی یا پس بجے گا وہ بت	کچھ چلن بگڑا ہوا ہر باغ میں شمشاد کا تیر نکر بڑ گیا دل پر تسلیم ہزار کا رحم کا یہ وقت ہر موقع نہیں بیداد کا دیکھنے آتی ہیں پر یانِ حسن آدم زاد کا روح ہوتے وقت ننہ دیکھا کیے جلا دکا تھک گیا ہی پاؤں اٹھ سکتا نہیں ہزار کا دیکھ آیا ہوں میں تجانہ الہ آباد کا کچھ نہ کچھ آخر دکھائیگا اثر فریاد کا
---	---

یا علی شکلا کثانی کیجیے صفدر کی اب

دیر سے یہ نظر ہی آپ کی ادا دکا

راتوں کو مری سنکر فریاد بہت رویا وہ عاشق پر غم ہوں سنکر مرا افسانہ پر درد وہ افسانے بلبس نے کہے شب بھر میخانے سے مسجد میں آنے کو تو میں آیا نحا کوں جھنجھٹ میں غمخوار مرا ہوتا دل میں یہ ترجمہ ہوں سب کا شریکِ غم دشمن کو خوشی میری کس طرح پسند آتی	دل تھا مایا اپنا صیاد بہت رویا مجنون نے کیے نالے فریاد بہت رویا گلچین کے بجے آنسو صیاد بہت رویا صحبت کے جلسے کے جب یاد بہت رویا سائے نے کیا ماتم ہزار بہت رویا رویا میں جسے دیکھا ہر باد بہت رویا جب زخم ہنسے میرے جلا وہ بت رویا
---	---

وہ عاشق گریان ہوں کھینچا جو مرانقشہ تھی طوق و سلاسل سے تہ کی جو کجائی	مانی کو ہو کی رقت ہزار دہت رو دیا زندگانی ہو واجب میں آزاد دہت رو دیا
ہر بیت میں مضمون بجا پر در دجوا صفدر دیکھی جو غزل میری استاد دہت رو دیا	
پھر آج سنا ہر کسی ماہ عید کا ارمان ہی رہ گیا خ قاتل کی دید کا حد سے بڑھا ہر اس دل زخمی کا ابلہ بیشل ہو وہ رو کے کتابی ہزار میں قاتل سے کدو دیکھ لے سراک نظر سننے میں سب کسی بھی دیکھا نہیں کبھی دور نہ آئے آمد جانان میں محکو موت شب کو نبات نعش پہ جب پڑ گئی نظر آگشتی سے کچھ دہن یا رکم نہیں	تار اچھک گیا مرے بخت عید کا ابکی ہمیں سفر میں ہوا چاند عید کا گنبد بنے گا کیا یہ مزار شہید کا مکن نہیں جواب کلام مجید کا دنیا سے کج کوچ ہر تیرے شہید کا عقا ہر نام اس دہن نا پدید کا انجام ہو بخیر شب روز عید کا سمجھے یہ ہر جنازہ کسی کے شہید کا خال سیہ ہر اس میں نگینہ شہید کا
صفدر رکمان مراد کا ملنا نصیب میں ڈھونڈھیں جو ہم فرار نہ پائیں شہید کا	
غخون میں ہر چہ چاتری ناز کبدنی کا حکمران ہر لب لعل عقیق مینی کا	پھولوں میں ہر شہرہ تری گل پیرنی کا دانتوں پہ گمان ہر مجھے ہیر کی کنی کا

سینے میں جو ہر دانِ غریب الوطنی کا
تو وصف لکھوں میں تری نازک بینی کا
صدہ جو ادھر ہے مجھے اعضا شکنی کا
طاقت ہے کہوں منہ سے میں کلہ ارنی کا
خاتم میں نگینہ ہر عقیقہ بینی کا
شہرہ ہے سر قند میں شیریں دہنی کا

کافی ہر وہی ہم کو چراغِ شبِ غربت
شاخِ گل تر خامہ ہو کا غنہ ورقِ گل
انگڑائی اُدھر لی کسی تجھو نے بیشک
اک جھوک میں موسیٰ ہوسے غش طور پہ کیسے
دیکھے تو دہان اب معلین کا کوئی رنگ
مشہور ختن میں ہے ترا گیسوئے شکنیں

انظروں میں سہمائی ہر کمانِ دولتِ دنیا

صفدر میں گدرا ہوں در شاہِ مدنی کا

بلبلِ قفس سے چھٹ کر گلزارِ تنک پہونچا
پہونچا نہ یا رحمتِ تک میں یا تنک پہونچا
لیکن کسی کی زلفِ خمد از تنک نہ پہونچا
قصہ ہمارا گوشِ دلدارِ تنک نہ پہونچا
قسمت کا یہ بھی لکھا خطِ یا تنک پہونچا
کیا دھوم ہو کہ یوسف بازارِ تنک پہونچا
سیلابِ خیر گزری دیوارِ تنک نہ پہونچا
رندوں کا ہاتھ اسکی دستارِ تنک پہونچا
و اعط ملک تو پہونچا خاتک نہ پہونچا

میں گھر سے چلے بزمِ دلدارِ تنک نہ پہونچا
افت تھی دونوں جانب تقدیر کی کمی کی
دل چاک چاک ہو کر برسوںِ باہرِ نشان
چرچا جنوں کا پھیلا آفاق میں تو حاصل
فاصلہ جہان سے گزرا سختی سے منزِ نوکی
پرک میں جب ہیں وہ کس طرح کوئی دیکھے
قصرِ فلک تو گرتا پر تھم گئے یہ آنسو
تجھی فکر پر تجھی ادھی منبر پہ جاے عظم
کچھ نجات کی رسائی کچھ اپنی نارِ رسائی

<p>اک بوسے سے زیادہ ہرگز دیا نہ اُس نے ظاہر وہ ہوں کہ جسکی قسمت کو تہی کی</p>	<p>دس کیا شمار اُنکا دو چار تک نہ پہنچا چھوٹا اگر نفس سے گلزار تک نہ پہنچا</p>
	<p>اگر سے ضبط صفدر رفقت میں عمر گزری انسانہ محبت اغیار تک نہ پہنچا</p>
<p>دیکھنے کا ترے ارمان نکلنے نہ دیا سر کو ڈبرھکے قدیار نے چلنے ندیا شوق نظارہ گلزار نے مجھ لاغر کو روح پہلے ہی نکل آئی مرے قالیب سے سب بڑھکے ہیں تیری نزاکت سے گلے کم جنم سے نہ تھی آتش عصیان لیکن ہو گئی جان ہوا پر نہ چھٹے گیسو سے ایک فلک سوزش دل معجزہ ہوتی آخر تسخ مقل میں کھنچی ہر وہ بلاتے ہیں تجھے تاب رخ سے ترے آئینہ گھٹتا لیکن</p>	<p>لاکھ سنبھلا دل مضطر نہ سنبھلے ندیا میں نے قمری کو اطاعت سے نکلنے ندیا دوش پر باد صبا کے بھی سنبھلے ندیا میاں سے بھی ترے خنجر کو نکلنے ندیا دو قدم ساتھ جہاز سے کے بھی چلے ندیا آنسو دن نے مجھے اس آگ میں جلنے ندیا مر کے بھی سچ سے قسمت نے نکلنے ندیا دست موٹی کی طرح کیوں سے بٹنے ندیا یہ پیام آ کے کبھی پیک اجل نے ندیا ٹھنڈی سانسوں مری اسکو گھٹنے ندیا</p>
<p>ایک ہی دار میں صفدر کا ہوا کام تمام حوصلہ خنجر قتال نے نکلنے نہ دیا</p>	
<p>دنیا میں کچھ سوائے رنج و محن نہ دیکھا</p>	<p>انج نفس میں ہمنے رنگ جن نہ دیکھا</p>

<p>ایسی کمر نہ دیکھی ایسا دہن نہ دیکھا تجھ سا جہان میں ہنسنے شیریں سخن نہ کھا باتیں سنی کسی نے لیکن دہن نہ دیکھا شاداب بھول تجھسا ای گلبدن نہ دیکھا بہتر جان میں اس سے جب پیر نہ کھا بت کوئی ہنسنے گویا ای برہمن نہ دیکھا قدس کو ملا پر سبب ذوق نہ دیکھا پیارا کسی نے ایسا دیوانہ پن نہ دیکھا گزری بہار ہنسنے روئے چمن نہ دیکھا غربت میں آکے ہنسنے خواب وطن نہ دیکھا عضو بدن نہ دیکھا تار کفن نہ دیکھا</p>	<p>یہ غیرت رگ گل مچھتے سے وہ سواہر جو بات منہ سے نکلی گویا نبات تھی وہ اسکی صدا نہیں کچھ آواز طور سے کم باغ جہان کا ہنسنے برسوں کیا تماشا کی اختیار ہنسنے بر شمر سے چشم پوشی پایا نہ تہکدون میں جز عالم تجھ سے رخسار گل نے پایا زلف اسکی سی پنائی جو دماغ ہر بدن پر تصویر ہر پری کی تقدیر کی بُرائی دیکھو رہنے نفس میں اہل وطن جو چھوٹے ہنسے تو ایسے چھوٹے قبر میں کھدیں ہزاروں مردوں کی برکسی</p>
--	--

عالم میں سب بخندان کہنے ہیں تجکو صفیر

ہنسنے کسی کا ایسا رنگین سخن نہ دیکھا

بجا ہر ٹرپے جو طائر دل کہ شوق غربت میں ہر وطن کا
 نفس میں تقدیر نے پھنسا یا خیال بیل کو ہر چمن کا
 بیان ہو کیا وصف اُس بدن کا کہ صاف عالم ہر باسن کا
 جو حلقہ ہر زلف پر کن کا وہ مشک نافہ ہر اک عفتن کا

وہ چہرہ گل ہر وہ قد صنوبر وہ زلف سنبل وہ چشم نرگس
 نظارہ اُس شوخ گلبدن کا ہوا تماشا ہمیں جن کا
 ہماری ہستی کا ہر یہ عالم عدم کی کرتے ہیں سیر ہر دم
 کبھی تصور ہوا اس کمر کا کبھی تصور ہوا اس دہن کا
 آنکھیں جو بد نظر ہر زینت تھی ہر زیور کی قدر و قیمت
 چمک گئی دھمک گئی کی قسمت بلند اختر ہر نور تن کا
 مردال خوبی کا وقت آیا کرین نہ اب حسن کا وہ دعویٰ
 نمود خط سیہ ہر رخ پر قمر کو دجّا لگا گھن کا
 نیا وہ جو بن ہر رنگ لایا کہ کھنڈر اسلام کو طایا
 نہیں ہر خال سیاہ رخ پر گندہ ہر کچھ مین برہن کا
 یہ خویش و اجباب مہربان ہیں کہو تو مجھ ناتوان پہ کیسے
 کہ بعد مرنے کے بوجھ رکھا ہر میری چھاتی پہ لاکھ من کا
 ذرا ترحم بھی دست وحشت کہاں تلک تیریاں یہ تیری
 کوئی تو رہنے دے تا ثوابت ہمارے بوسیدہ پیرہن کا
 اُو اس شمعین بین شیشے روتے ہیں چپ ہر مطبّل ساقی
 گئے وہ کیا انجن سے اٹھکر بدل گیا رنگ انجن کا
 تری نزاکت کا حال کچھ کچھ رقم کیا ہر جو پہنے اہو گل

ورق جو دیوان کا ہر سارے وہ ایک تختہ ہر یاسمن کا
اگرچہ مجرم بہت ہوں صفہ زینیں ہر کچھ مجھ کو خوفِ محشر
جلالینگا آفتاب کیونکہ سر پہ سایہ ہر پنجستن کا

<p>دو گم ہو گا اسی پڑھ دین اکدن عیان ہو گا لگا و ناز سے دل زخمی نوک سنان ہو گا غریز مصر کی ہر حسن خوبی کا بہت شہر نہدائے رنگ گل ہو گیا بیا بگل تجکو ترا دو بانہ ایسا گھل گیا ہر ناتوانی سے مسی ملک و دب پر بان کی سرخی چھائیں ہفت کی ٹنگی بیدار ددن کو تہذیب و کیسی سند گاکوٹل گفتگو کو از زبان چپ ہو خیال قامت جانان اگر یوں ہی ہا دین وہ نالان موتی ہم کھونگا جب محوِ چشتین بزرگ مرغ بود و بلبل نازک طبیعت ہوں وہ وحشی ہوں دیگا ساتھ میر کوئی وقت</p>	<p>نشان بے نشان پائیگا جو خوبے نشان ہو گا چلیگا تیر جب ایماے ابرو کمان ہو گا نہیں وہ حسین کے شبہ قرآن دیان ہو گا جہان تیر امکان گاہ دین اپنا مکان ہو گا کہ سر پر سایہ بال بری کوہ گران ہو گا اگر بیان چاک سون کیطح اب انخوان ہو گا بدن ہو گا جو اپنا زرد شاخ زعفران ہو گا کمر بھی سخن نکلا جو منہ سے داستان ہو گا اٹھیکا نالہ جو سینے سے وہ سر روان ہو گا دبان نقش با سے جادہ سر گرم نغان ہو گا کھلیگا پھول گلشن میں اپنا آشیان ہو گا نکلیا ییگا پیرا ہن جو دقت امتحان ہو گا</p>
---	--

میں وہ دامنہ ہوں ہمارے یوں کا ذکر کیا صفہ
مرا سایہ بھی مجھ کو چھوڑ کر آگے روان ہو گا

۹

بیکار آئینہ ہر جب اُسین بال آیا مجرم رہا نہ بندہ جب انفعال آیا بیچ کہ کہ دلمین تیرے کسکا خیال آیا کعبے میں یہ اذان کو شاید بلال آیا خوش خوش گیا چمن میں ہو کر نہال آیا ارمان بھرے تھے دلمین اعظ نکال آیا بمیاختہ زبان پر یاد و اہمال آیا چو کا کہ میں کنوین تین مسفت کو ڈال آیا پہونچا کمال کو جو اس پر زوال آیا	کس کام کا ہو وہ دل حسین ملال آیا اسد مرغان ہر رحمت ہسانہ جو ہی محفل سے بیٹھے بیٹھے گھبرا گئے اٹھ چلا تو وہ خال خال یہاں برو دیکھا تو ہم یہ سمجھے آمد شد آنکے گھر میں کیا کیا پھلی نہ جگہ کیا کفر ہر رہا میں دو دن جو میکہ میں بیداد سے تیر کی تنگ گیا دل لسا اسکے چہ ذفن میں دلو عبث پھنسا یا گھٹنے لگا جو بڑھکر متاب ہم یہ سمجھے
--	---

شکر خدا کہ صفدر عہد ہم کی انتہا ہو

فرقت کی رات گزری روز وصال آیا

ہر روز جو جھنکا کنوین اسکی چاہ کیا کیا ہم ضعیف اور ہمارے گناہ کیا ہر عرش سے قریب تری جلوہ گاہ کیا کرتے نہیں گدا پہ کرم بادشاہ کیا تھوڑی سی ہو جو تہنے پھی پی لی گناہ کیا اُس صاف چہرے پر ہو نہ زہت سیاہ کیا	گڑھے جو بار بار ہو اُس سے بناہ کیا محشر میں پوچھے جائینگے جو میں شہرے آنکھیں جو قد سیون کی جھپکتی ہیں عیب کیا بات ہو جو مجھ پہ ہے آپ مرغان نر باد بھی تو نشہ نخوت سے مست ہیں نیرنگیان میں قدرت پروردگار کی
--	---

<p>کوپے میں آنے میں جو گیا ہنسکے یہ کہا واعظ یہ کوئی بات خلاف ادب نہیں الفت کا ہو بڑا ہمین برباد کر دیا دشمن ہو دین کا جو صنم اسکے سامنے ساقی خدا کی واسطے لا اب شراب سرخ لکھا ہر خط جو میں نے بڑے فطرات میں</p>	<p>آئے کہ صحر کو بھول گئے آپ راہ کیا بوسہ لیا جو مصحف رخ کا گناہ کیا کیا جانتے تھے ہم کہ ہر ترچھی نگاہ کیا آئے زبان پہ اشد ان لا الہ کیا گلشن میں کھر کے آیا ہوا برسیاہ کیا پھر تا ہر آسن گلی میں کبوتر تباہ کیا</p>
---	---

ہو گا اسی کا دور محشر کو بھی لحاظ
 صفدر میں اسکا حشر میں دن دو خواہ کیا

<p>تراقہ قیامت سے بڑھ کر بنایا حد نے مرے تن پہ جب سر بنایا پسند ایسے آئے وہ ابرو وہ گیسو عدو باغبان ہر تو گلچین ہر دشمن جنون میں ترنگ آگئی میکشی کی دکھایا کرکین نے اعجاز عیسی نہ خندان نہ گریان ہوا کو اثر دہن اسکا پنہان کر اسکی غائب نہ مرتے جو ہم تمکو شرت نہوتی</p>	<p>بنایا جو کچھ اُسے بہتر بنایا جبین پر اُس ابرو کو خنجر بنایا کہ صانع نے اُنکو مکر بنایا کمان آشیان ہننے اکر بنایا سب توڑ کر ہننے ساغر بنایا جو پر اُسے پھونکا کبوتر بنایا بنایا جو بیت خاک تبصر بنایا وہ نقشہ مصور نے کیونکر بنایا تمھیں ہننے ايجان بگر کر بنایا</p>
--	--

<p>مرے ہاتھوں میں پہلے چکر بنایا زر گل سے زر کرنے زیدور بنایا عبث آئے اسے اسے سکندر بنایا تمہیں چاند اور دن کو اختر بنایا</p>	<p>بیابان کو حق نے کیا پیچھے پیدا نزاکت تمھاری جو ظاہر تھی ایجا حسین دیکھ کر خود نہا ہو گئے سب حسینان عالم کو کیا تم سے نسبت</p>
<p>بنے دین دنیا یہ مشکل ہے صفدر جو یہ گھر بگاڑا تو وہ گھر بنایا</p>	
<p>سرد سادہ قد وہ غنچہ سادہ بن یادا گیا چاہ گلشن دیکھ کر چاہ ذوق یادا گیا دیکھ کر غنچہ وہ چھوٹا سادہ بن یادا گیا گورا گوریا رکار کا نازک بدن یادا گیا سنبل تر سے وہ گیسو پر شکن یادا گیا اس گل عنا کا رنگ انجن یادا گیا کوہ پر ہو بچے تو ہم کو کوہن یادا گیا</p>	<p>بارغ میں جا کر مجھے وہ گلبدن یادا گیا وہ رخ گلگون دم سیرچن یادا گیا سرد سے ہکو بندھا آس موزوں کا خیال جب کیا نظارہ اوراق نسیرین و سمن دیکھ کر زگرش تھش آئی آنکھوں کا بندھا باعث حیرت ہوا کیسا تماشا ہے چمن سیر صحرای کی تو رستے غربت مجھوں پر ہم</p>
<p>کیسے کیسے یاد آئے ہکو یا ران وطن ہو بچے غربت میں جو ہم صفدر وطن یادا گیا</p>	
<p>ہمنے انصاف اسکا اعتراف خدا پر رکھ دیا موت نے شہر حکر گلا اپنا برابر رکھ دیا</p>	<p>بیخدا تو نے جو تن سے کاٹ کر سر رکھ دیا گردن سنبل پر جب قاتل نے خنجر رکھ دیا</p>

جو نبی تقدیر دیکھو آئی جب نوبت مری
 ماتوانی سے بیان قبر ہم دب دب گئے
 حشر ہوا وہ اگر اپنا مقابل دیکھتے
 کاتب اعمال نے کیا کام محشر میں کیا
 حشر میں نکلیگی جو بازیب جاناں صدا
 یسکا تھا مانگ کر بچے سے فلک دافع دل
 دقت پیدا ایش تو کچھ جو دستم ظاہر نہ تھے
 محمدؐ کی قسم وہیں مجھی کو کر لیا ہر مشرق
 وہ قسمت ہوئیں جب آگئی نوبت مری
 اسنے یکتائی کا جب عوی کیا میر حضور
 ہوں تیرہ بخت جب شن ہوئی شمع مزار
 دوستوں نے دفن کر کے دوستی کیا خوب کی
 نخت دل خون جگر حاضر ہر اہل عمام
 حق سے ہم شکوہ کریں کاتب اعمال کا
 جب شراباں بٹینے میں کمی ساتی نے کی
 کھینچ دی ساتی نے اپنی چشم و بٹی کی شبیہ

رحم آیا ہاتھ سے قاتل نے خنجر رکھ دیا
 فاتحہ کو جس نے رکھا ہاتھ تھم رکھ دیا
 اُنہ اچھا ہوا ہنسنے چھپا کر رکھ دیا
 غیر کے سر پر عقیان کا دفتر رکھ دیا
 سب کے نام اُسکا ابھی سے شور محشر رکھ دیا
 نام اُنکا اُسے ماہ و مہر انور رکھ دیا
 باخبر تھا جس نے نام اُسکا ستمگر رکھ دیا
 ہاتھ جب جا ہا اٹھا کر میرے سر پر رکھ دیا
 ہاتھ سے ساتی نے میخانہ میں ساغر رکھ دیا
 میں نے آئینہ فقط اُسکو دکھا کر رکھ دیا
 شام ہی سے اُسکو صرہ نے بھجا کر رکھ دیا
 سیکڑوں میں گامے سیلے پہ تھم رکھ دیا
 حاضر جو تھا وہ میں نے آگے لا کر رکھ دیا
 دل میں جو آیا وہ دل میں لکھ کر رکھ دیا
 میرے اشک سرخ نے چھلک کے ساغر رکھ دیا
 اجام کو لا کر جو شیشے کے برابر رکھ دیا

صفہ روز افتہ کو جب قتل دہ کرنے لگے

آرزوؤں کے گلے کو زیرِ خنجر رکھ دیا	
<p> مین تیرِ قضا کا نشانہ ہوا وہاں مغفرت کا ہسانہ ہوا مین تڑپا یکساں وہ روانہ ہوا کہ دل اپنا جا کر نشانہ ہوا کہ حال اپنا آئینہ فسانہ ہوا جو قاصدِ ادھر کو روانہ ہوا جہاں رہ گئے آشیاں ہوا گئے جوش کے دن زمانہ ہوا ازل سے ادا کا نشانہ ہوا حد پر مری شایساں ہوا ہمارا جہاں آشیاں ہوا جو یگانہ تھا وہ یگانہ ہوا ادھر سے ادھر اک زمانہ ہوا نزاکت کا انگوٹھاں ہوا بزرگ صبا میں روانہ ہوا نزاکت سے دانِ دردِ شانہ ہوا </p>	<p> وہ پہلو سے جسم روانہ ہوا ندامت سے یاں اپنے آنسو بے نہ آیا ذرا رحمِ بیدرد کو کمان سے ابھی تیر چھوٹا تھا محبت میں اس درجہ شہرت ہوئی دل بدگمان پیچھے پیچھے چلا کمان جسے خانہ بدوشوں کا گھر ہوا ہو گئی وہ بہارِ شباب ہمیشہ حسینوں پہ مرتا رہا وہ میخوار تھا مین کہ ابر بہار جگہ برق کو وہ پسند آگئی طبیعت ہوئی جبکہ وحدت پسند جفا آنے چھوڑی نہیں وفا دمِ قتل چھوڑا مجھے نیم جان نہ دیکھا ریاضِ جہاں اک نظر یہاں ہم ہوئے خواہمیں ہم نعل </p>

آنحضرت قتل صفہ تمھارے نظر نقطہ جہم الفت ہسانہ ہوا	
<p>جو حسین دیکھا کہیں میں آسکا دیوانہ رہا عمر بھر دلیں خیال روئے جانانہ رہا کوئی زینت خوش آئی خاکسار کی سوا یان دل مضطر رہا وقت میں آنکھی چاک چاک ابتدا میں بادہ کش تھا اب بن پر سیکہ کوئی ہوگا اس خرابات جہان میں ہوشیار انقلاب ہر سے کوئی جگہ خالی نہیں دلیں تھے تھے جوانی تک حسینوں کے خیا ساتھ اسکے ہو لیے ہم جو بلا وحشی مزاج منزل آفاق میں تھا میں عجب وحشی مزاج اب ساقی ہونہ مینا ہونہ ساغر ہونہ جسم وہ غم فرقت کو ہیکر رات بھر سنتے رہے رات بھر نیم حریفان میں عجب ذوق رہی خاک بھی اپنی پریشان کو بکو بھرتی نہی جلوہ رخسار سے اس نہ طلعت کے مدام</p>	<p>باغ میں بلبل ہا محفل میں پروانہ رہا بادہ گلزنگ سے بسر زیر پیمانہ رہا عیش و عشرت میں مزاج اپنا فقیرانہ رہا اور وہاں الفت رسا میں ات بھر شانہ رہا نہ سب و مشرب مرا ہر وقت زندانہ رہا عمر بھر میں تو محو وحدت سے مستانہ رہا ایک مدت دیکھ لو کعبہ صنم خانہ رہا یہ خرابہ ایک مدت تک پر نجانہ رہا دشت میں سودا ہون سے اپنا یارانہ رہا آشنا تو آشنا اپنوں سے بیگانہ رہا مہکشون کے دم تلک آبا و میخانہ رہا عاشق و معشوق میں دھپک پفسانہ رہا سرنگون شیشہ رہا گر دوش میں ہیمانہ رہا بعد مردن بھی خیال زلف جانانہ رہا منزل نور شید تابان میرا کاشانہ رہا</p>

<p>اتحان عشق میں صفدر رشتہ ثابت قدم حوصلہ فضل خدا سے اپنا مردانہ رہا</p>	
<p>پس فنا ہمیں گردون ستائے گا بھر گیا ضعیف نامہ دل اُسکا ہلا نہیں سکتا شریک جو نہ ہوا ایکدم کو پھولوں میں خدا کو مانو نہ بسمل کو اپنے ذبح کرو کہا سنا جو یہ لوگوں سے بخشوا کے چلا کہو مصور نقدر سے کہ خیر تو ہی</p>	<p>مٹے ہو دن کو یہ ظالم ستائے گا بھر گیا یہ جا کے عرش کا پایہ ہلا بٹکا بھر گیا وہ پھول آکے لحد پر چڑھائے گا بھر گیا ٹرپ کی سیر یہ تمکو دکھائے گا بھر گیا گلی سے یار کی قاصد نہ آئے گا بھر گیا لگاڑ کر مرا چہرہ بنائے گا بھر گیا</p>
<p>ہلال بدر بھی ہوتا ہی ایک شب صفدر گھٹا کے محکونہ گردون بڑھائے گا بھر گیا</p>	
<p>روایت بابے موصدہ</p>	
<p>سیر حین کو آئیں گے وہ گلزار کب روندیں گے میری خاک کو وہ شہسوار کب روز فراق و روز وصال ایک حال ہر بیگانگی کا میں نے جو آنسے ٹھکے کیا تا صبح شوق دید میں آنکھیں کھلی رہیں مدت سے ہر عشق میں کشتی تباہ ہر</p>	<p>گھونٹ تراٹھیں گے عوس بہار کب آئیں گے یارب امج پہ میرا غبار کب تیری ٹرپ ٹیگی دل بقیہ ر کب بولے بکڑ کے ہمنے بنایا تھا یار کب مٹھدے ہوئے چراغ شب انتظار کب بیرا مر لگا بٹکا ای خضر یار کب</p>

اسد ہوگی صبح شب انتظار کب کرتی ہوا تنفات گریخ یار کب پروردگار آئینگار روز شمار کب مایوس ہوگا تو دل امیدوار کب	مین اپنی دھن میں حشر کے دن بھی کہا کیا مدت سے قلم گاہ میں نہیں تو حشر کب گھر یان شب نوا کی کبتک گنا گردن انکار صاف مادہ کرتے ہیں صیل سے
--	--

توبہ جو کی شراب سے آئی نہ اسے غیب
ہتھکڑی بھاری بات کا ہر اعتبار کب

افزہ جسکے در کا ہر خورشید محشر کا جواب نکلت گیسو شمیم مشک وغیرہ کا جواب رنگ بھی اُڑنے میں ہر جو گل تر کا جواب بن گیا نامہ مرا بال کبوتر کا جواب آتی فرصت کسکو ہر لمحے جو دفتر کا جواب عقد پروین سے کیا اسکے جھومر کا جواب رہبر پائے بخت چکین ہو سکندر کا جواب یار کو مد نظر ہر ماہ و اختر کا جواب نکلت اس نف مغبر کی ہر سہر کا جواب جسم لاغر ہو گیا طاؤس کے پر کا جواب تیرے بازو کا ہوا بمقابلہ نہ خنجر کا جواب	کوئی عالم میں نہیں ہر اس شکر کا جواب وہ رخ روشن ہر مہر و ماہ انور کا جواب کسکے رخ کی ہر خجالت بال پرواز چمن خط کیا تحریر جب اسکو ہو اسوق میں خط کو میرے دیکھ کر قاعدہ کئے لگے وہ فلک پر جلوہ گریہ آسمان حسن پر خدمت آئینہ داری جسکو دے وہ جو بر دیکھ کر افشان جبین صاف پر تابت ہوا خضر کی حاجت نہیں وہ مکان یارین وزع کھائے ہتھکڑی اس گلبدن کی یاد نزع میں پائی ہر لذت کہ کتا ہر گلا
---	--

ہون وہ یکیش خانہ تن بھی مرا میخانہ ہو نامہ بر کیسا نقاضا ہو یہی گر شوق کا ذخت ز میخانہ شیشہ جام ہو میر حضور پھر پسند آئی انھیں پوشاک بھائی اندون	دل مرا شیشہ ہو میری آنکھ ساغر کا جواب اپنے کانوں سے سینے چلکے دہر کا جواب حور کا فردوس کا طوبی کا کوثر کا جواب پھر انھیں مد نظر ہو چرخ اخضر کا جواب
---	--

نکے احوال مل حد چاک خط پڑے کیا
اُس نے قاصد کو دیا صفدر برابر کا جواب

ول میں ہیں رنج و حشر داران عجب عجب سمجھا میں حال موج دگل و صبح دیکھ کر بجز میں دباغ میں سنبل ختن میں مشک ولیم خیال رو حسینان ہو اندون سو سو طرح کی دل کو ہو دشت بہار میں بکار بے میں میری طرف اُسے قیب گردن میں طوق حلقہ زنجیر باؤن میں کوئین وقت بادیر گردی میں دو قدم ساتی ہو زہرہ مہر ہو ساغر سدو ہو چرخ ہمسے کبھی کھنچا ہو کبھی ہو رکا ہوا	گھر میں ہمارے ہیں مہمان عجب عجب میں شیر غم میں چاک گریبان عجب عجب میں تہلے زلف پریشان عجب عجب پریان میں جمع گرد سلیمان عجب عجب لایا ہو رنگ ابکی گلستان عجب عجب انسان کی صد تون میں ہیں شیطان عجب عجب دیتی ہو ہرچ زلف پریشان عجب عجب دشت دکھا رہی ہو بیابان عجب عجب اپنی بھی میکشی کے ہیں سامان عجب عجب کر تا ہو بل وہ خنجر بران عجب عجب
---	--

رہتا ہو دل میں دل و خط و زلف کا خیال

<p>صفدر ہمارے گھر میں مہمان عجیب</p>	<p>حکم آئیگا جو اس کے چہ میں پائے عندلیب</p>
<p>آشیان کو آتش گل سے جلانے عندلیب طرز اگر کچھ میرے نالوں کے اڑائے عندلیب دیکھ لو گل سے زیادہ ہر بائے عندلیب ہر قدم خلخال پا میں ہر صدائے عندلیب ہر صریر کلک اپنی یا نوائے عندلیب دراستان کسکو گلستان کی صنائے عندلیب سر سے پائے گل ترے چھلوانے کھائے عندلیب دام خنجر دھڑکے اسی صیادائے عندلیب قلقل مینا ہر ساتی یا صدائے عندلیب موج بوبے گل ہوئی زنجیر با عندلیب سبزہ بیگانہ ہر آب آشنائے عندلیب کون سنتا ہر چین میں نا اہلے عندلیب</p>	<p>باغبان نالے کرے گلچین کلیجا تھام لے قدر عاشق اک تھامی ہی نگاہوں میں یہ بھول بجاتے ہیں نقش یا خرام یا سے صفیہ دیوان بہ ہر آبہ تختہ گل کا گمان قید کر کے دام میں آتا نہیں صیاد پاس میں تو کیا ہو جائیں عاشق بھیلہ کی گل خانور بدلے رشتوں کے اگر تار گل گل صرف ہو سکدے پر صفا ستون کو بگوشن کا گمان یہ گلستان بھی نفس باندی عشاق کو باع میں خل خزان ہر اثر کے سبب جمہ صغیر باغبان بیدار ہو گل بیوفا گلچین رقیب</p>
<p>ہم بھی اک گل کے تصویر میں ہوں دم ناکہ کش کون ہی ہمدرد ای صفدر سوئے عندلیب</p>	<p>فرقت میں مین عیش کے سامان تمام شب تھی بسکہ یادناک شرکان تمام شب</p>
<p>اندوہ و درد و نوح میں مہمان تمام شب دل میں مگر چڑھائی کے پیکان تمام شب</p>	<p>فرقت میں مین عیش کے سامان تمام شب تھی بسکہ یادناک شرکان تمام شب</p>

پیرے مریض ہجر کا غمخوار کون، گیسو کی یاد میں اگر آئی بھی مجھ کو نیند کھا کھا کے رناعِ الفت گیسو میں مر گیا جتنا ہر اس لیے کہ ہوئیں کشتہ حشر تین دل ہو چراغ گورِ غربان تمام شب سویح تمام دن مہتابان تمام شب انکلا نہ دل سے ایک بھی ارباب تمام شب	پیرے مریض ہجر کا غمخوار کون، گیسو کی یاد میں اگر آئی بھی مجھ کو نیند کھا کھا کے رناعِ الفت گیسو میں مر گیا جتنا ہر اس لیے کہ ہوئیں کشتہ حشر تین دل ہو چراغ گورِ غربان تمام شب سویح تمام دن مہتابان تمام شب انکلا نہ دل سے ایک بھی ارباب تمام شب
---	---

صفدر شبِ صال جو آئے تو دیکھنا

میرا ہی ہاتھ اُسکا گریبان تمام شب

ردیف باے فارسی

ایمانہ دیکھتے نہیں جادو کے دُور سے آپ دُنکو نکلتے ہیں نہ کبھی شبِ گھر سے آپ سینے سے میرے ہاتھ اُٹھاتے نہ عمر بھر صحنِ چمن میں نرگس جیران کو دیکھ کر رخصت کی وقتِ مجھ سے کہا ہنس کے یار آنکھیں ملائیں دُنوں کا ہو جائے امتحان خط کے لفافے پر انھیں سینے یہ لکھ دیا میرا غریب خانہ تھا رے قدم کمان	ایمانہ دیکھتے نہیں جادو کے دُور سے آپ دُنکو نکلتے ہیں نہ کبھی شبِ گھر سے آپ سینے سے میرے ہاتھ اُٹھاتے نہ عمر بھر صحنِ چمن میں نرگس جیران کو دیکھ کر رخصت کی وقتِ مجھ سے کہا ہنس کے یار آنکھیں ملائیں دُنوں کا ہو جائے امتحان خط کے لفافے پر انھیں سینے یہ لکھ دیا میرا غریب خانہ تھا رے قدم کمان
---	---

<p>بس بس حضور اب نہ گرائیں نظر سے آپ کتا ہر دل کہ گزرے ہیں اس گزرتے آپ</p>	<p>آنسو کی طرح خاک میں ملجاؤنگا ابھی ہنگامہ دیکھتا ہوں یہ ہر پا جان کہیں</p>
<p>محفل میں انکے سامنے سو بار ہم گئے پوچھنا یہ بھی آئے ہیں صغیر کہہ رہے آپ</p>	
<p>اروین تارے فرشت</p>	
<p>یاں سر ہوا اور بلائیں ہیں سر پر تمام رات دیکھا ہر کھینچ کھینچ کے خنجر تمام رات جا کر کہیں رہے ہو مقرر تمام رات گھلنا ہوں شل شمع برابر تمام رات چمکا کسی طرح نہ مقدر تمام رات زندہ رہو نگاہِ بحر میں کیونکر تمام رات تھکا ماتھاب جاے سے باہر تمام رات شیشہ بغل میں ماتھ میں ساغر تمام رات انگاروں پر ٹٹاتے ہو دن بھر تمام رات گھر کا مرے کشادہ رہا اور تمام رات ہم خاک پر پڑے رہیں باہر تمام رات</p>	<p>دو ہاں شانہ اور زلفِ معبر تمام رات کیا جانیں کس کو آج وہ ظالم کریگا قتل آنکھوں میں نیند بکھری ہوئی زلفِ رنگ پردانہ میں نہیں ہوں دم بھر میں جل بجھوں راضی ہوا نہ وصل پہ ہرگز وہ ماہر دم ہر شام ہی سے موت کی چمکی لگی ہوئی سویا تھا چاندنی میں جو منہ ٹھوکر وہ مہر اپنی تو یوں گزرتی ہر ساقی کی یاد میں ایجان یہ بھی کوئی جلائے کا طور ہو آسنیت کے استغایں آغوش کی طرح قدرتِ خدا کی غیر سے خلوت سرچھو جان</p>
<p>فرقت میں چال کرے صغیر میں کیا کہوں</p>	

	بسترِ باہرِ بانی کی چادر تمام رات	
<p>جلا صبح تک شمع محفل کی صو اکہی یہ کیا ہو گئی دل کی وہ خنجر کی صورت یہ قاتل کی صورت جو صورت ہو میری وہی دل کی صورت نہ دیکھی دم ذبح قاتل کی صورت وہ رخسار ہو ماہِ کامل کی صورت نہ دیکھی کبھی ہنسنے منزل کی صورت بہتر کئے لگے گلِ عنادل کی صورت مسا فرنے دیکھی نہ منزل کی صورت ذرا دیکھ لینے دے قاتل کی صورت</p>		<p>یہ شب بزمِ جانان میں تھی دلی صورت نہ آہوں میں گرمی نہ نالوں میں تیزی ہلالِ دُفک دیکھ کر کیوں نہ ترپون میں افسردہ ہوں تو یہ پر مردہ غم سے رہی مرتے مرتے بھی سہل کو حسرت وہ ابرو نہ خمدِ ارشئل مہ نو رہے دشتِ غربت میں آوارہ برسوں چمن سے چلا جب وہ رشکِ گلستان نہ آرام عاشق نے الفت میں پایا چل اتر تیغِ دم لے کے گردن پہ میری</p>
	<p>جو دیکھا مرقعِ حسینوں کا صفدر نظر آگئی اُسکی محفل کی صورت</p>	
<p>باقی ابھی ہو دلیں مگر آرزو کے دست بھو لو نہیں بودو دست ہو کا نونین کے دست نرگس ہو چشمِ دست تو سبیل ہو بودو دست سبکی زبان سننے میں ہم گفتگو کے دست</p>		<p>ہر خنجرِ جسمِ زار ہو خاک کو کے دست کیا صحنِ باغ بھی ہو کوئی جلوہ گاہِ حسن نظارہِ حبیب تماشا ہو باغ کا اُس نے دیے شنوا ایسے ہمو گوش</p>

<p>کعبہ ہر وہ تو قبلہ نما ہم یہ ہر سبب روتا ہوں میں تو اور چلکتا ہر زنگِ حسن ہنسنے غضب کیا اُسے خود میں بنا دیا خاک مزار بھی مری دیگ روانِ نبی</p>	<p>رہتا ہر شہ جو اٹھو پہرا پنا سو دست شرمقتی ہر آنسو دن مری ابرو دست رکھتا تھا اُس نے نہ کبھی رو برو دست مرنیکے بعد بھی نہ گئی جستجو دست</p>
<p>عمر شب وصال زیادہ کرے خدا صفدر ہمارے ہاتھ میں طوقِ گل و دست</p>	
<p>دکھلائے اُس نے دستِ حنائی تمام رات دلیں جگر میں سینے میں پہلو میں اپنے اک سلسلہ جو زلفِ سلسل سے دکھو تھا کس کو خبر ہر برقِ تجلی کی اکلیسم درپردہ یہ بھی تھا مری تقدیر کا بگاڑ رویا کیا اور صبر میں دھروہ ہنسا کیا ہم اور شمع جلتے ہیں دنوں فراق میں وہ خواب میں بھی آئے تو ہر اہِ عیس کے بیٹھے جو وہ کچھ کے شبِ ماہِ بامِ بہار</p>	<p>منجھدی سے دلیں آگ لگائی تمام رات بجلی کمان کمان نہ گرائی تمام رات کیا کیا کر ٹی نہ ہنسنے اٹھائی تمام رات آنکھیں بھین اور وہ پا حنائی تمام رات اُس ناز میں نے زلفِ بنائی تمام رات کیا آنسو دن سیر دکھائی تمام رات اپنی بیان کریں کہ پرائی تمام رات خوش ہوں کہ مجھ کو نیند نہ آئی تمام رات عتاب نے نہ آنکھ ملائی تمام رات</p>
<p>آنکھ اٹھائی آنکھ سے تو زبان سے زبان لڑی صفدر رہی مری کی لڑائی تمام رات</p>	

<p>سحر ہوئے تو دودھ انجن کی انجن رخصت یہی ہر تیری چالاکی تو ہر سب پرین رخصت لیے جاتا ہر قاتل تیغ ہوئی ہر دھن رخصت مقدور چھڑا تم سے اہل جن رخصت ہوئی رو رو برو انوں سے شمع انجن رخصت چھٹی مجھ کو لیلی یا ہوئی مل دین رخصت یقین ہے پہلے ہو جاؤں برہمن رخصت فردری ہے سفر جاؤں اہل وطن رخصت ہوا یعقوب کیا یوسف گل پرین رخصت جہاں سبزہ لکڑی یا ہوا سب دین رخصت وہ بد قسمت ہو دیا پودا شمع دین رخصت بدن روح جاتی ہے کہ ہوئی ہر دھن رخصت</p>	<p>ذرا ٹھہر و ہویا روں تم ای جان من رخصت گریبان ستین امن میں ہر دست بخون پرین بجا ہر بھلوں کے زخم تن جو خون روہن پھنسنے ہم دم میں دے کے جاہن گلشن سے سحر کیا آئی آفت کی قیاس کی گھڑی آئی جدائی جان تن کی ہر ہر معشوق عاشق کا کرو نہیں قصہ کہے سے جو تنجہ میں آئیکا قضا سر پر گھڑی ہے ایک ساعت ٹھم نہیں کھینچا دل جو تیرا سکا کما حشر نے رو رو کر حسینا جان میں کم نشی تک یہ کہ قابل شرب کر مر گیا پانی نہ پایا تیغ قاتل سے غزیرا جاب سب کے روہن قتل نزع بالین</p>
--	--

چلو صفدر رڑھو گے سانسے اب کسکے شر اپنے
ہوئی برخواست صحبت ہو گئے اہل سخن رخصت

پہلو تھا اور وہ حور شمال تمام رات
گردن تھی اور خنجر قاتل تمام رات
رکھا نصیب مجھے غافل تمام رات

جنت سے بڑھکے تھی مری مفضل تمام رات
اسدرا شتیاق شہادت کہ خواب میں
افسوس بنجودی میں جوانی گذر گئی

آئینہ دیکھتے ہیں سحرِ مک وہ شام سے وہ ماندگی سے شام ہوئی مجھ کو راہِ مین ہر بسکہ بال بال گرفتار عشقِ زلف مست و شبابِ ہر وہ شوخ اندون قاتل نے لی نہ خنجر قاتل نے لی خبہ مجھ کو تھما خوف اُنکو جیاتھی شبِصال پھولوں کے ہار اتار کے بولا وہ گلبدن	رہتے ہیں آپا اپنے مقابل تمام رات تکٹا رہا مین جانبِ منزل تمام رات سر پہ بلائیں سہتی ہیں نازل تمام رات رقص و غنا کی رہتی ہر محفل تمام رات ٹپا تمام روز یہ سبیل تمام رات پردہ رہا حجاب کا حائل تمام رات سونے ندیگا شورِ عنادل تمام رات
--	--

صفدر وہ شوخ جب کہ مریلو سے اٹھ گیا
بیٹھا رہا مین تھامے ہو دل تمام رات

ردیف تارےِ ثقیلہ

کچھ توڑ پکے اے دلِ ند و گین اکٹ اے آہِ دو جہان کو دکھا اپنی تیریاں اتنا مٹا نہ اے اثرِ نجاتِ دارِ گون انسان تو کیا ملک سے مشتاق دیدہ مین اے اندھیری شبِ مین نظرِ چوڑھو مین چاہ مازک بہت ہے دل نہ اُٹ جائے مار کا	اُٹے نہ آسمانِ حجب سے زمین اُٹ فرشِ زمین بساطِ سپر برین اُٹ سیدھے ہوں شہِ تمام کے نقشِ نگین اُٹ رخ سے نقابِ اے بتِ زہرہ جبین اُٹ چہرے سے زلفِ بہرِ خدا اے حسین اُٹ جادِ ہمارے منہ سے نہ اے ہمنشین اُٹ
---	--

گیت مک ہلا کے عرش کو زورِ آرمائیگی

صفہ رکوپکار کے آہِ خزین اُٹ

ارویفِ ثنائے مثلثہ

گوشتے میں چھپ کے بیٹھ رہی ہے جا عبت
 سنتا نہیں جن بات ہو اس سے گلا عبت
 تم مجھ سے پوچھتے ہو مرادِ دعا عبت
 اب میری جان کرتے ہو مجھ سے جیا عبت
 مسی عبت ہے سرمہ عبت ہے خا عبت
 آئی ہے آج ساتھ تمھارے جیا عبت
 احوال ہو اُن سے حوصلہ خوبنا عبت
 محکوم جلاتے ہیں لب معجز نما عبت
 اب کہنچے ہو قتل کو تیغ ادا عبت
 آنکھیں بچھاؤں کیوں صفتِ نقش پا عبت
 سوئے فلک اُٹھاتے ہیں دعا عبت
 آنکھوں کو جستجو ہے تری جا بجا عبت
 خونِ نزع عبت ہے امیدِ جزا عبت
 گھیرے ہیں اب جنازہ کو سب شنا عبت
 تربت پہ گل چڑھاتی ہے بادِ صبا عبت

آنکھیں چرائے ہمسے ہے وہ دلربا عبت
 جو کچھ کہہئے اس سے کہا سب تمھارا عبت
 آئینہ رکھ کے دیکھ لو کیا چاہتا ہے دل
 شب کو لحاظ ٹوٹ چکا شرم اٹھ چکی
 جب ہم نہیں تو کون تمھارا ہے قدرون
 خلوت میں کام غیر کارِ روزِ وصال کیا
 دکھلائیے نہ دستِ خنائی وہ عمر بھر
 تکلیف ہوگی پھر نگہِ خشمناک کو
 تیرنگہ نے کام مرا کر دیا تمام
 رکھتے نہیں وہ پائوں زمین پر غور سے
 دل سینے میں ہے قاضی حاجات کا مکار
 دل میں ہمارے مثل سویدا کیمن ہے تو
 روزِ حساب چاہیے احوالِ رضا دوست
 آیا نہ زندگی میں ملاقات کو کوئی
 لائی نہ زندگی میں کبھی جو زلف یا ر

اس بحر میں ہر بستی مودوم نقش آب سماں تن ہر روح برنگ شیم گل ہو سے تو لیکر رخ کے فرے میں اٹھا چکا بستر پہ لاغری سے ملیں گے نہ ہم کبھی	مثل جاب سر میں بھرتی ہو ہوا عبث شوق نظارہ چمن دکشا عبث منہ پھیرا اب وہ بیٹھے ہیں کچھ خفا عبث بھرتی ہو دھونڈھتی ہوئی ہو کو قضا عبث
--	--

نام وفا وہ غیر جفا جانتا نہیں
صفہ در بر اس صنم سے امید وفا عبث

نظر آتا ہی ہر پردہ گل خسار کیا با عبث نہ وہ منہ دیکھنا ہر دم نہ وہ گیسو کی آرائش نہ لب پر بان کی سرخی نہ مٹی ہو نہ سرمہ ہو نہ وہ شوخی کی باتیں ہیں وہ گرمی طبیعت کی رخ نازک رشک لہ احمر تھا سرخی میں بیان کرتے ہو کچھ منہ زبان سے کچھ نکلتا ہو نہ شوق ساغر مل ہو نہ ذوق لالہ و گل ہو صد آفتل مینا سے کانو کو ہوئی نفرت مسیحا تم تو تھے ایجاں جان سا کر رضیوں کے چھپاتے ہو عبث راز محبت جان راز سے	پریشان اندون میں گیسو خمار کیا با عبث خفا آئینے سے شانے سے ہو نیزا کیا با عبث ہو اکیون منہ صدمی سے تھیں انکار کیا با عبث لبوں پر دمدم ہوا آتش بار کیا با عبث ہو اکیون زرد مثل زنگس بیمار کیا با عبث ہوئی کیون بچو دانہ آپکی گرفتار کیا با عبث ہوئی ہر مرد کی ایسی گلے کا بار کیا با عبث یہ آفت لب میگون یہ کیوں ہر بار کیا با عبث انصیب شہمان کیوں ہو گئے بیمار کیا با عبث نہیں کہتے جو ہم سے حال دل اٹھا کیا با عبث
--	---

جان سے اٹھ گیا صفہ رسا کیا صاحبِ فاکوئی

	سیہ پہنے ہو کپڑے مثل ماتہ دار کیا باعث	
<p>خیمین ذرا وفا نہیں اتنے ہر التجا عبث جرم نہیں خطا نہیں مجھے ہیں ہخفا عبث سیر جہاں فائدہ جام جہاں نما عبث فائدہ روٹ ٹوک سے پھرے ہیں جا بجا عبث اس سے بچگی جان کیا کرتے ہیں سب عبث چارہ نہیں بخر فنا خواہش کی کیا عبث ساتھ مر جائیے آئے ہیں آشنا عبث کس سے کمون میں دل کس سے گردن لگا عبث</p>		<p>ماکل جو رہیں یہ بت جان ندے دلا عبث کب لُ جان فدائیں غدر کبھی کیا نہیں اُن سے حصول کیا کون ہو مفت خود نما جوش جنوں اگر ہوا ٹھہرنے کے ہم نہ قید میں عشق کا نام ہر قضا در دیسی ہر لا و ا دولت اگر ہوئی تو کیا عمر بھر بے بقا کرتے ہی فن گورین جائینگے اپنے اپنے گھر ویرین بت ہیں مست نازشاں اہر بے نیاز</p>
	<p>صفدر اگر یہی ہر دل چین نہوگا ایک دن رکتے ہو تھام تھام کس صبح عبث</p>	
	رویت حسین عزی	
<p>جی بھر کے پانی لذت بوس و کنار آج دکھلا رہی ہو وہ مجھے رفتار آج ٹھہرے نہ ایک دم بھی دل بیقرار آج آزردہ ہو بار سے باد ہزار آج شب بھر منہسا کیا ہو چراغ مزار آج</p>		<p>صد شکر بے حجاب ہوا مجھ سے یار آج ہوئی ہر کل جو خشر میں سا گر جان پر پہلو میں تھام تھام کے رکھو نہ میں اگر بے لطف ہو گئے تم جو چین سے چلے گئے مرنے سے میر خوش ہو مفرودہ شمع رو</p>

کس کسِ کُنجِ شعی سے روند رہا ہو وہ شہسوار
 پہ کھولا سماؤن کیا کہ وہ رشکِ چین ہو یا
 صیادِ چوڑا نہیں آئی ہر فصل گل
 جل جلکے دل بھی سینے میں شاید کبھی گیا
 اسدِ ری بقرائی ل شوقِ وصل میں
 خسارِ روزِ غمِ دنوں میں آمادہ ظلم پر
 گنتا ہر پوچھ پوچھ کے قاتل مرے گناہ

چمکا ہوا ہوا ختر نجت غبار آج
 مہمان ہو میرے گھر میں عروس بہار آج
 کرتی ہو ایک لایک کی منت ہزار آج
 ہو کچھ اُداس صورت شمع مزار آج
 کاٹی ٹپٹ ٹپٹ کے شب انتظار آج
 کیڑنگ ہو دورنگی لیسل دنار آج
 ہوتی ہو مجھ سے سرش روز شمار آج

صنعدرجو بقیرار نهین هو فراق مین

کیون کر دین بدلتے ہو تم بار بار آج

ابرا یا گھر کے سانی پھر سو میخانہ آج
پھر گرج بادل کی تری پانی ہر میخواروں کے دل
باغ میں چھوٹے پتے ہیں جھولتے ہیں جنہیں
بلبلوں کے زفرے کوئل پیچھے کی صدا
شاہد گل کیطرح باد صبا کس شوق سے
ابر ہر ٹھنڈی ہوا ہی بار ہر گلزار ہر
ہر طرف ہر شہر میں ہر گامہ محشر پیا
سننے تھے مدت سے ہم افسانہ برق طور کا

پھر جوتی تو بے شکستہ پھر چلے پیمانہ آج
 پھر فلک پر کوندتی ہر برق بیتا نہ آج
 ہر طرٹ گلزار میں ہر ناز معشوقانہ آج
 ہر روش پر قرص طاؤسوں کا ہر ستارہ آج
 ہر قدم پر کر رہی ہر ناز معشوقانہ آج
 بادۂ گلگدست چھلکے سا قیام پیمانہ آج
 اوہی زندان چھوٹا کیا ترا دیوانہ آج
 دیکھ آئے شل موسیٰ جلوہ جانا نہ آج

نہ تو تائی پھر ہوئی اُس شوخ کو مد نظر انہما تو نہ لال چمن کا ذکر کیا بہ خودی میں ہو گئی اتہو خطا کیجے معاف بعدت خفگان خاک کے جاگے نصیب یہ دل سوزان مرا اک شمع رو کی یاد میں عشق کتا ہی جانا کوئے جانان کہیں کل ملک مشہور تھے ہم ناز پرورد چمن سب سے پہلے جاگے رکھ دیے تیغ قافل پر گلا اسطون ہمزہ غیر دون کے وہ پتے ہیں شراب کیون پریشان ہو اگر افسانہ گو یا نہیں بعدت پھر ادھر اُس رکے آئے قدم خانہ زندان ہو ویران شیریاں ہیں آئے ہیں وہ کھینچ کر تلوار بہر امتحان کسکی آنکھیں پھر گینچ جو میکہ ویران	قابلِ نظارہ ہو پھر جلوہ جانا نہ آج الہام تائی خوشی سے سبزہ بیگانہ آج لے لے دو چار بوتے بنے گستاخانِ آج مرد عاشق پرانے وہ بیباکانہ آج صبح تک جلتا رہا صورت پر و انرا آج نورِ شش جوشِ خون ہو چل سو ویرانہ آج وہم میں صیاد کے لایا ہو آبِ دانہ آج حوصلہ دکھلا دے اپنا ہمت مردانہ آج ہر ادھر لبریز اپنی عمر کا پیمانہ آج حکم ہو تو میں کون اپنا کوئی افسانہ آج بڑھکے باغِ خلد سے ہو رونق کاشانہ آج ای پریر و مر گیا شاید ترا دیوانہ آج جو ہر اپنے تو بھی دکھلا ہمت مردانہ آج چو ہر شیشہ شکستہ ہو ہر اک پیمانہ آج
--	---

کسبتِ کافر کی آنکھوں سے دیا صفدر زور

کعبہ کل تھا گھر مرا سکون ہوا تخانہ آج

مشور زمانہ ہو تری جلوہ گری آج

دیوانہ ہو کوئی جو کرے فکر پری آج

<p>آیا ہر جو دلیں رخ جانان کا تصور بیمار محبت کی بھی کچھ تم کو خبر ہو بیمار ہر صبا دہنیں قصد گلستان افسر کرے غم سفر تم کو مبارک آمد ہو مگر صحن گلستان میں خزان کی بیوجہ نہیں درد زیادہ مرے سر میں</p>	<p>کیا بند ہوئی ہر مریشے میں پری آج کل سے بھی زیادہ ہو اسے سحری آج مرغان چین کے ہیں کیوں نوحہ گری آج ہو جائینگے ہم پہلے جہان سفری آج ہو مضطرب حال نسیم سحری آج ستارہوں کو صندل سے ہانگنا سے بھری آج</p>
<p>کشتی نظر آتی نہیں صفہ شب فرقت کچھ شام ہی سے ہم میں چلیخ سحری آج</p>	
<p>بعد مدت کے ملاقات ہوئی یا سے آج جلوہ فرما ہو کسی دوست ثانی کا خیال شکر احسان میں لازم ہو اسیر نفس تاک میں بیٹھے ہیں قاضی کے سر رہ جاسو قطع امید ہوئی یا گیا غیر کے گھر مرض عشق کی جب ہونہ سکی کچھ تدبیر سر بازار وہ نکلے ہیں کلہر کج رکھکر منتظر لوگ ہیں فردا قیامت کے عبت</p>	<p>سامنا عید کا ہر طالع بیدار سے آج کم نہیں کشور دل مصر کے بازار سے آج بوے گل یکے صبا آئی ہر گلزار سے آج ہم نکلنے کے نہیں خانہ خمار سے آج سر ٹپکیے کبھی در سے کبھی دیوار سے آج ہاتھ اٹھا بیٹھے مسیحا ترے بیمار آج غیر ممکن ہو کہ جھگڑا نہ دو چار سے آج خشر بر پا ہو جہاں نہیں تری رفتار سے آج</p>
<p>شاید اس نزم سے تا شام ہر نصرت صفہ</p>	<p>۴</p>

کیا سبب ہے جو وہ ملتے ہیں بڑے پیار سے آج	
ردیفِ حاکِ حطی	
درد بھی اب اے دیتا ہے مجھے دل کی طرح دیکھتی ہے خستہ جانان مجھ کو قائل کی طرح رات بھر کا یہ یہ جلوہ ماہ کامل کی طرح میرے ہلو میں جو ابٹھو مکہ دل کی طرح آنکھ لیسو غل کرین میری سلاسل کی طرح کیجیے پھولوں کا نظارہ غنادل کی طرح جلوہ لیلی سے ہے پر نور محل کی طرح پاس ہے دریا مگر پیاسا ہوں محل کی طرح التجا کرنے کو میں آیا ہوں سائل کی طرح جلتے جلتے گھل گیا میں شمع محفل کی طرح جب اٹھا اٹھلا دیا پھر گردن زل کی طرح	حال بزمِ تڑپا ہے وہ بسمل کی طرح ہر نظر پر دل تڑپ جاتا ہے بسمل کی طرح ای پری حسن جوانی پر نہ کراتنا غور پھر تھیں بھی دردِ الفت کا مزہ حاصل تو کچھ کچھ مرے دردِ اسیری سے اگر آگاہ ہوں خوبیاں کیجیے وہ رد گلاؤں دیکھ کر قیس کا دل بھی فرغِ حسن سے خالی نہیں قتلگدین اب خیر بھی نہیں مجھ کو نصیب اچھنم اک بوسہ لب و خدا کے نام پر اہل محفل نے نہ لی مجھ سوختہ دلی جب ضعف کی راہ میں کیسی مری ٹہنی خراب
لیگیا ہے نامہ ای صفہ رکبوتر کی ہو خیر دل بٹھرتا ہے مر سینگے بسمل کی طرح	
قسمت نصیب ہو کو برائی ہو کس طرح ایسی کدورتوں میں صفائی ہو کس طرح	مثل رقیب اس سے صفائی ہو کس طرح بڑھتا ہے روزِ ہمسے دل یار کا غبار

<p>دو دنوں پسے ہو میں تیری چالِ محال خالی نہیں تصورِ جاناں سے ایک دم لکھتا ہوں نامہ یار کو رد و کے شکِ خان اس تک خیال کا بھی تو جانا محال ہر مغرب سے بار بار پلٹتا ہر آفتاب ہوتے ہیں درِ عشق کے بندے نئے نئے دل سے میں خیر خواہ ہوں سارِ جہاں کا</p>	<p>طاؤسِ کبک میں نہ ٹرائی ہو کس طرح غیروں کی اپنے دلیں سمائی ہو کس طرح قرطاسِ تھو میں نہ خنائی ہو کس طرح خلوتِ سرزمینِ اپنی رسائی ہو کس طرح یارب تمام روزِ جدائی ہو کس طرح باطل بھرانِ تہوئیِ خدائی ہو کس طرح حق میں کسی کے مجھ سے برائی ہو کس طرح</p>
--	--

صفدر میں سب قیبتِ سائین کوئی

بزمِ پریرِ خان میں رسائی ہو کس طرح

<p>اُدھر تیرے چمنِ بیچ پر بے طرح بچکتی ہے تیری کمر بے طرح نظر آتی ہے وہ نظر بے طرح برسے لگا ابر تر بے طرح یہ جالین میں پیدا کر بے طرح ستا تا ہر دردِ جگر بے طرح فقیروں نے گھیرا ہے گھر بے طرح اُڑی ہے کچھ اسکی خبر بے طرح</p>	<p>اُچھتے ہیں گیسو اُدھر بے طرح قدم رکھ نہ اے وقت نہ گربے طرح یہ بجلی گر لگی انہی کسان لکھا خط تو رونے پر لکھیں گین نہ پامالی ہو جائے سارِ جہاں نکلا جائے تن سے نہ گھر کے روح ہو بے جمع طالب تو بولا وہ شوخ مرہضِ محبت کی یارب ہو خیر</p>
--	--

فلکِ مجکود کیوں دکھاتا ہوں کیا کہ صفدر ہر دورِ قمر بے طرح	
ر و لغت خاے مجھ	
کیا تاشا تھا ہمیں اُس ستمِ ایجاد کا رخ خیر ہو خیر اسیرانِ نفس کی یا رب اے منم چہرہ زریبا کا ترے کیا کنسا آپ رکھ دیتا گلا شوق سے زیرِ خجسہ اور امید تو کیا پر یہ دعا ہر متاقل ہر یقینِ شامِ ملک آج خوشی میں گزرے ہم وہ وحشی ہیں جو تصویر ہماری کھینچی دلمیں اُس بُت کے مری آہ کرے کیا تاثر	اُنچ کی وقت بھی دیکھا کیے جلا د کا رخ آج بدلا ہوا پاتا ہوں میں صبا د کا رخ نہ سنا حور کا ایسا نہ پریزا د کا رخ کچھ بھی پاتا ہوا دھرم میں کبھی جلا د کا رخ نہ پھرے مجھ سے ترے خجسہ بیداد کا رخ دیکھ کر صبح اُٹھے ایک پریزا د کا رخ رنگ اُڑا زرد ہوا خوشے ہزار د کا رخ اُڑ گیا رنگ اُٹھ دیکھ کے فریاد کا رخ
نہیں معلوم خطا کیا ہوئی ایسی صفدر پھر گیا ہم سے جو چنچ ستمِ ایجاد کا رخ	
اِس طرح روئے بار ہر پیکرِ شرابِ سرخ آبِ روان ہر سنبہ ہر ابرِ سیاہ ہر مدِ نظر ہر قتل کسی کا اُسے ضرور موئے مژدہ پہ صاف ہیں اُن اپنے نختِ دل	ہوتا ہر جیسے وقت طلوعِ آفتابِ سرخ ساتی مجھے خدا کے لیے دے شرابِ سرخ آیا ہر رخ پہ ڈالے قاتلِ نقابِ سرخ ہوتے ہیں جیسے سرخ پہ بھنگ کر کیا سرخ

مضمون کسی کے دست خانائی کے جو لکھے	مثل بیاض گل ہوئی ساری کتاب سرخ
گلگون ہر سینہ یار کا پستان ہر لالہ فام	کیونکر نہ آب سرخ سے اٹھیں جناب سرخ
شہرت سے خط آئے لکھا میں نے خون سے	اچھا یہ میں نے سرخ کا بھیجا جواب سرخ
نازک گلے میں اسکے نہیں پاؤں گایہ زنگ	میناے سبز میں یہ بھری ہر شراب سرخ

تب میکہ میں لطف ہر صفدر شراب کا
زادہ کی ریش میں جو لگے یہ خضاب سرخ

ردیف دال مہملہ

دام الفت میں کوئی دل نہ پھنسا میرے بعد	مختصر ہو گئی وہ زلف رسا میرے بعد
حسن انداز و کرشمہ نہ رہا میرے بعد	نازنین بھول گئے ناز و ادا میرے بعد
ہائے اس شوخ نے کی ترک جفا میرے بعد	امتحانِ غیر کا کچھ بھی نہوا میرے بعد
بلبلین لوحہ کرین گی مری تربت پہ دم	برگ گل روز چڑھائیگی صبا میرے بعد
دور عالم میں نہ مجھ سا کوئی میخوار ہو	ساغر مری مٹی سے بنا میرے بعد
میرے دم تک تھی فقط قفلِ مینا کی صدا	ساقیا میکہ ویران ہوا میرے بعد
دُخل اغیار ہر آسِ شک چمن کے گھر میں	کیسی بدلی ہر گلستان کی ہوا میرے بعد
مجھ سا جانا زلیگانہ مرے قاتل کو	کند ہو جائیگی شمشیر ادا میرے بعد
میرے مرتے ہی مٹی گرمی ہنگامہ عشق	باغ میں شور و غنا دل نہ رہا میرے بعد
بوسے کا کل کے عوض جان صبا کو بخشی	دُھو دھتی بھرتی ہر آب کسکو قضا میرے بعد

<p>خشل ای خار جنون کوئی نہ باقی رکھنا کشتگان رہ الفت کا مین تھا ممدار</p>	<p>پھر نہ آئگا ادھر آبلہ پا میرے بعد بجھ گئی شمع مزار شہد امیرے بعد</p>
<p>دل پہ لالہ کے مراد نع رہیگا صفدر خون دل غم مین بہائیگی خامیرے بعد</p>	
<p>نہ پوچھ درد اسیری کی داستان صیاد نغان کو شکے مری تو عبث بگڑتا ہے فسانہ گل و بلبل تو مجھ کو یاد نہیں افس مین کے مرے بال پر گرتے تو گرے وہ آشنائے فقس مین دعاین کرتا ہوں اصدا سنا کے پھنسا تا ہوں ہمہ فیر و نکو خوشی سچوں کے بیٹھا ہوں مین گلشن مین نہ جاؤ تم مجھے اسی ہمہ فیر و تہلا دو نغان کا ضبط ہوا ب اختیار سے باہر کبھی تو پوچھ لے کچھ حال ہم اسیروں کا چمن سے بڑھکے ملی تیرے گھر مین آسائش</p>	<p>سنی نہ جائیگی تجھ سے مری نغان صیاد مرا گلا ہی مرا انتھ مری زبان صیاد سنے تو حال کچھ اپنا کروں بیان صیاد ہری بھری رہیں پھولوں کی ڈالیاں صیاد خدا کرے کہ نہو مجھ سے مریاں صیاد ملیگا تجھ کو نہ مجھ سے سافر اجداں صیاد کہ تجھ کو چھوڑے سمجھ کر نہ ناتوان صیاد شکار گاہ مین کتنے کمان کمان صیاد کے مین دل ہی نہ قابو مین ہی زبان صیاد نہ منہ دیکھ گانہ تھا جائیگی زبان صیاد افس مین بھول گیا ہوں مین آشیان صیاد</p>
<p>اسیر تازہ ہی صفدر رخصتا نہ ہوا آنا ابھی نہیں ہو وہ تیرا مزار اجداں صیاد</p>	

کب بھولتی ہر چشم بت دشکن کی یاد بھولی نہ عند لب نفس میں جن کی یاد پھندے سے نیستی کے نہ چھوٹا کسی طرح مدت ہوئی ہر کعبے میں آئے ہوئے مگر تو بہ تو کی ہر محو سے مگر کیا ہر اعتبار صحن چمن میں سنبل پہچان کو دیکھ کر مرد میں بھی خیال نہ اجاب کا لگسا پایا نیا مکان تو کیا گور کا خیال مدت سے ہر صغیر و اسیر نفس میں ہم	شوخی رہی ہم کو غزال ختن کی یاد غربت میں ہر غریب کو کتنی وطن کی یاد بھولی مگر کی یاد تو آئی دہن کی یاد ہیں کاوشیں ہنوز مجھے برہن کی یاد پھرتی ہر دلمین ساقی تو بہ شکن کی یاد آئی کسی کی زلف شکن دشکن کی یاد خلوت میں ہوں مگر ہر مجھے انجمن کی یاد پہنا نیا لباس تو آئی کفن کی یاد بھولوں کی شکل ہر نہ شبابت چمن کی یاد
---	---

بھولے نہ پانچ وقت تھیں نچن کی یاد

صفدر یہی وظیفہ رہے بعد ہر نماز

نہ بخیر ہو اسیروں سے اس قدر صیاد نہ حال زار سے میرے ہو بے خبر صیاد خزہ ملا حرمی فریاد میں کہانی کا میں آشیانے سے صحن چمن میں کیا آتروں کہان ہر طاقت پر داز ہم اسیرن میں نظر جب آئے گا خالی نفس بھر آئے گا دل پھٹک پھٹک کے نفس ہی میں جان کھودو لگا	انجمن کے دم سے ہر آباد تیرا گھر صیاد اسیر دام مصیبت ہوں رحم کر صیاد سنا کیا مرے نالوں کو رات بھر صیاد ادھر تو تاک میں ہر باغبان ادھر صیاد کہ آب دانہ کی لیتا نہیں خبر صیاد لیگا ہاتھ مجھے کھو کے عمر بھر صیاد نہ جا چمن کی طرف مجھ کو چھوڑ کر صیاد
--	--

نغان سنا چکا پرواز بھی دکھا دوں گا	نکل تو آنے دے اچھی طرح سے پروا دے
پھنسنے میں نہ تیرا دل نہ تیرا شانے پر	لچک نہ جاگین بوجھ سے کمریسا د
نفس میں ہم ہیں نفسِ ام میں ہر اسیر بھی	جکڑ کے باندھ رہا ہر ہمارے پر صیاد

یہ مجھ کو شوقِ اسیری چین میں تھا صفا	اُسی طرف کو گیا میں گیا جدِ صیاد
--------------------------------------	----------------------------------

رویتِ ذالِ معجزہ

نہ ملا پر نہ ملا دردِ جگر کا تعوید	تیرے بیمار نے کس کس سے نہ مانگا تعوید
اضطرابِ دل مضطر نہ گیا پر نہ گیا	اور بیتاب ہوا میں نے جو باندھا تعوید
و اسے قسمت کہ نظر اپنی نہ دانک پہنچے	اور فرے لوٹے ترے سینے پہ کیا کیا تعوید
جب کسی طرح کی تاثیر نہ دیکھی میں نے	غرقِ رور و کے کیا جگے جلایا تعوید
نظر بد کا ہر کیا خوف کہ پئے ہو وہ شوخ	ہیکلینِ ناد علی دھولنا گستاخ تعوید
میری فرقت میں آنھیں چین نہ دم بھرا آنا	نہ دیا لکھ کے کسی نے مجھے ایسا تعوید
غمِ فرقت وہ مرض ہر کہ بجائے ہر گز	لکھ کے بھی چین جو فلک سے مجھے عیسیٰ تعوید
دردِ فرقت نہ کسی طرح سے موتوف ہوا	کبھی بازو پہ چین پر کبھی باندھا تعوید
کسی تدبیر سے یہ سوزشِ دل کم نہوئی	لاکھ احباب نے لکھ لکھ کے جلایا تعوید
قیس و فرہاد جو اس عید میں زندہ ہوتے	پتے دھو دھو کے مرے سنگ بچا تعوید
کبھی بازو پہ جگے ہر تو کبھی سینے پر	لطف اٹھا تا ہر ترے صل کے کیا کیا تعوید

لکھو کے عامل نے دیا تھا جو ترے وحشی کو	پھاڑ کر راہ میں پوانے نے پھینکا تعوید
مرضِ عشق کی تدبیرِ عبث ہے صفتِ ر	فکرِ بے سود ہے بیکار ہے گنڈا تعوید
سوزِ دل سے وہ لکھوں جانبِ لبر کاغذ جسمینِ تحریر تھا کچھ حالِ بہارِ دل کا روز و شب اس دل بیتاب کے بہانے کو صفتِ خال میں لکھے ہیں یہ دفترِ ہمنے کوئی پرچہ تو مجھے آپ نے لکھا ہوتا خط لکھا انکو مگر خط کا لافانہ نہ لکھا یاد آئیں جو وہ آنکھیں دمِ تحریرِ ہمیں نہیں لیتے ہیں وہ اخبار بھی اس قسم سے آ تیری خوشبو سے بدن کی صفت لکھی ہے	خاک ہو جائے جو ہو بالِ سمندر کاغذ وہی ظالم نے کیا خارجِ دفتر کاغذ انکی جانب سے لکھا کرتا ہوں اکثر کاغذ کہ نہیں اب کہیں بازار میں تل بھر کاغذ استقدر کیا نہیں آتا ہے میر کاغذ قاصدِ آوارہ بے پھر تا ہے گھر کاغذ استقدر روئے کہ اشکوں سے ہو تر کاغذ اسمیں بھیجا نو عشاق نے رکھ کر کاغذ شاخِ مندل مرا خامہ ہے معطر کاغذ
نامہ آسِ قاتلِ عالم کو لکھوں میں بھی فرد	ہاتھ آئے جو خانی مجھے صفد رکاغذ
ردیفِ رائے معلّم	
خدا سے عالم رہِ رضا میں وہ دلِ دہِ ہمت مجھے عطا کر چھری کے نیچے کروں میں سجدہ قلم کے مانند سرِ جھنگا کر	کہا تھا

کہا تھا بلبل سے حالِ مین نے ترے ستم کا بہت چھپا کر
 یہ کس نے آنکھوں خبر سنائی کہ ہنس ٹپے پھول کھل گیا کر
 کبھی رکاوٹ کبھی کھنچاؤ کبھی ہرجم کی کبھی ہو گالی
 بُری بلاؤں میں مبتلا ہوں میں ان حسینوں سے دل لگا کر
 اگر وہ سمجھے ہیں شمع مجھ کو کشتہ کرتے ہیں وصل کی شب
 جلا جلا کر بجھا بجھا کر رُلا رُلا کر گھلا گھلا کر
 بلند تیغِ نگاہِ قاتل ذرا جو ہو جائے قتل گاہ میں
 زمین پہ خورشیدِ ماہِ لوہین ہرنگِ بسملِ فلک سے آکر
 مریضِ دردِ فراقِ ہوں میں کمالِ مرنے کی ہر تنہا
 طے جو کوئی فقیرِ کامل کہوں کہ حق میں مرے دعا کر
 مرے جنازے کو آنکے کوچے میں ناحقِ اجاب لیکے آئے
 نگاہِ حسرت سے دیکھتے ہیں وہ رخ سے پردہ اٹھا اٹھا کر
 فغانِ بکا آہِ نالہ زاری ہی رہے شغلِ روزِ احوال
 یہ عاشقوں کا ہی بیجانہ قضا نہ کر اسکو تو ادا کر
 نماز میں بھی ہر فکرِ دنیا کدھر ہی تیرا خیال صفدر
 خدا پرستی میں بت پرستی خدا خدا کر خدا خدا کر
 کہا تھا کیا مجھ سے یاد ہی کچھ یہ کہ کے پھر نافرِ اجا کر

ضرور دل میں فساد ہو کچھ یہ ظلم ظالم خدا کر
 عجیب دنیا کا حال دیکھا کہ جسکا جاہ و جلال دیکھا
 اسی کو پھر خستہ حال دیکھا بگاڑتے ہیں وہی بنا کر
 ہمیشہ کی جنگی خیر خواہی وہی ہوئے درپے تباہی
 مقام انصاف ہر انہی بتوں میں اور مجھ میں فیصلہ کر
 سحر ہر نزدیک شب ہر آخر سراسے چلتے ہیں ہم مسافر
 جنہیں ہر ملنا وہ سب ہوں حاضر جس کہہ کوئی صدا کر
 کیا تھا قاصد جو میں نے راہی گذر گئی اُسپہ کیا تباہی
 بھرا نہ اب تک وہ یا انہی گلی میں اُس فتنہ گر کی جا کر
 کڑھی اٹھاتا ہوں بے تکلف نہیں ہر صفدر مجھے بہت
 زبان سے میں کبھی کہوں آفت یہ مجھ سے ہو گا خدا کر

بعد فنا میں دل و محبت بہا پر جو بن عجب شباب میں ہر رویا پر کھایا ہر ز سر سبزہ رخسار پر نوشاہ کی طرح سے چمن ہر سجا ہوا لاغر ہوئی نفس میں یہاں تک عند لب کشتے نگاہ شوخ کے میں کچھ عجیب نہیں	لالہ کھلا ہوا ہر ہمارے مزار پر فصل بہار میں یہ چمن ہر بہار پر چادر بھی سبز چاہیے میرے مزار پر کیا جو بن آجکل ہر عروس بہار پر دو چار استخوان رہے دو بین چار پر بجلی جلائے شمع ہمارے مزار پر
--	---

منطور تھا جو اسکی سواری کا دیکھنا ای جہج یہ بھی ہو کوئی نصاف کی روش مین نے کہا جو آنسے کہ شب کو سین رہو مین نامور ہوں نام کی کافی ہو روشنی	مثل کلیم چڑھ گئے ہم کو ہمار پر یہ بارش بلا مری مشت غبار پر آنکھیں جھکا کے بولے کہ کس اعتبار پر حاجت نہیں جبرغ کی اپنے مزار پر
صفا در گری کی خندہ گل کی اُسی پہ برق بلبل کا آشیانہ ہے جس شاخسار پر	
حسینانِ مہرین کیا کیا اسکے جو بن پر یہ کتنا ہر نظر پڑتی ہے جسکی اُسکی چوں پر سراپا سے کسی کے قدرت خالق نایان ہو رہی ہے سرحمی قائل نہ خجرت قائل مین مین ایسے صاحبِ عصمت پری پکا کا عاشق ہو ہجومِ خلق ہو لازمِ جانِ حوسن کا جلوہ جنو کے جوشِ مینِ فسوس اتنا بھی سمجھا مین توئی کوں رشکِ ماہِ امین جلوہ فرما ہو	جیا پر حورِ قربان ہو پری صد ہر چوں پر یہ بجلی کو ندھ کر یا رب گری کیسے خرمن پر ازل سے لوٹ ہو برق تجلی رود روشن پر قیامت تک مگر احسانِ با بسمل کی گردن نمازین پڑھتی مین رہن ہمیشہ جسکے دہن پر فدا ہوتے مین پر دوا ہزاروں شمعِ روشن پر کہ ہاتھ اپنے گریبان پر پڑایا اسکے دہن پر شعلِ عمر تابانِ گمانِ ہر کج چلن پر
ہجومِ حسرت دیاس تمنا ہر طرف دیکھا بہت رو گئے جسوقت ہم صفدر کے دفن پر	
ہوئے دیوِ اہلِ مہر کیا کیا اسکے جو بن پر اگر بیان چاک تھا کوئی کسی کا ہاتھ دامن پر	

<p>بسنی گِ خنا کی طح نرگس اُسکی جتوں پر مڑو جو ہاتھ لوٹے بوجھ ڈالے اُنکی گردن پر چھری چلتی ہیں تنہیں کھینچتی ہیں فرکی جتوں پر بگولے بھی نہ لے خاک اُڑانے میرے مدفن پر اٹھایا پاؤں نشتر سے تو رکھا میں سوزن پر کہ مرجھا جاتے ہیں گل کٹے رکھتے میرے مدفن پر بہت رویا میں بات آواز تا قوس برہمن پر بہارِ آبد گل میں عجب عالم ہر گلشن پر</p>	<p>گریبان چاک کیا کیا گل ہو خسارِ روشن پر اُسی صورتِ شاخ شکستہ خشک ہو جائے قدم رکھتے ہی وہ بازار کو قفل بناتا ہو بیابانِ جنوں میں ایسا کشتہ بیکس نہ بوجھو کس طرح کاٹی ہر راہ الفت نرگان پسِ دل بھی بڑ پروردہ دلی کا ہر اثر اتنا صنمنا نہ کی گلی صحبتیں دکشن جیاد آئین چلو او وحشو صحرا سے اب سیرِ حرم دیکھو</p>
---	--

تکلف سے نہیں خالی ہر لُٹ اُس لُٹ مشکین کی
کہ مسکن طائرِ بوکا ہر صفرِ راس نشین پر

<p>ہم گرے بھی توجا کے منزل پر سر گرے کٹ کے پائے قاتل پر کچھ اُداسی ہر آج منزل پر دیکھ لو ہاتھ رکھکے تم دل پر حسَم آیا انہیں جو بسمل پر گرد آؤ کر پڑے نہ جممل پر بر چھیاں پڑتی ہیں مڑ دل پر</p>	<p>رکھ دیا سر کو تیغِ قاتل پر آنکھ جب بسملوں میں ادبچی ہو کون و اماندہ رہ گیا تیجھے ایک دم بھی تڑپ سے چین نہیں اور اک تیر تاک کر مارا استقدِ رخاک اُڑا نہ اچھون اُنکی ترچھی نگاہیں آفتِ ہین</p>
--	---

<p>تجھ پر اے گلِ نثار ہونے کو ہم سے وحشی کہاں مانتے ہیں پھول بہتے ہیں شمعِ روتی ہر</p>	<p>تو لے بیٹھے ہیں سب عنادِ دل ہر گمانِ زلف کا سلسلِ پر رات بھر حالِ اہلِ محفلِ پر</p>
<p>جب گزرتے ہیں وہ ادھر صفدر کیسا کمون کیا گزرتی ہر دل پر</p>	
<p>پس کیا دلِ انکی آرایش کا سامان دیکھ کر ہم کہاں بھریہ تماشا باغِ ہستی کا کہاں سرد کو دیکھا تو آیا قدموزوں کا چہل دیکھتا ہوں جس طرح پاتا ہوں عالمِ نور کا وصلِ میں اسِ دیدہ ترے بڑا احسان کیا سوزِ دل چھالانہ ڈاپائے نازکِ کین نہند آتی ہر جو گیسو کے تصور میں کبھی اتفاقاً لیگی عبرت جو تیکے کی طرف روزِ محشر کیلے کوچے کی فضا یا داگنی پوچھ اے واعظ نہ ہے عشق کی افتاد کو کیا رفوگر پر ہمارے رعبِ حشر چھا گیا جو صیل سے جو صیل تھے دلوں سے دلوں</p>	<p>لبِ پیسی دیکھ کر ماتھے پہ نشان دیکھ کر چار دنِ خوش ہو چلے سیرِ گلستان دیکھ کر روے جانانِ بادِ مایا گل کو خندان دیکھ کر آج اٹھا تھا میں کسی کا رو تباہان دیکھ کر ہنس چکے بے ساختہ وہ جھوگر یاں دیکھ کر پانوں کھو میرے سینے پر مری جان دیکھ کر جو تک چمکا اٹھتے ہیں ہم خوابِ نشان دیکھ کر خوابِ میں سب مٹ گئیں گورِ غریبان دیکھ کر پھر مڑا میں دہری سے باغِ رضوان دیکھ کر پانوں بھسلا کر پڑے چاہِ زرخندان دیکھ کر ہاتھ تھمرا نے لگے چاکِ گریبان دیکھ کر آج وہ سب مٹ گئے گورِ غریبان دیکھ کر</p>

	دیرین کہے میں کچھ آیا نہ اے صفدر نظر گھر میں پھر بیٹھے ہم یاں دیکھ کر دان دیکھ کر	
ایک دن بجلی گر گئی حسانہ صیا د پر بھٹ پڑا آسمان مجھ خانمان برباد پر قصے اڑتے ہیں ایسی بے اثر فریاد پر یہ مصیبت ایک مشت خاک بے بنیاد پر یہ جفا ہیں اے سہی قد بندہ آزاد پر تبع گویا ہنرے رکھ دی گردن جلا د پر باغبان کا دل دکھے بلبل تری فریاد پر ختم ہر عمان نوازی بلبلو صیا د پر جلد یے ہم رکھے احسان گردن جلا د پر گل گریبان چاک ہیں بلبل تری فریاد پر اب ترجمہ بلبلوں کو چاہیے جلا د پر کوئی روئے کو نہ آیا کشتہ فولا د پر بھینکے جو بلبلوں کے کاٹ کر صیا د پر جی میں آتا ہے کہ جا بیٹھوں در جلا د پر	روز بہشتا ہر رنگ گل مری فریاد پر باغبان ہر جم گل بیدرد گلچین ہونا یہ جن روتا ہوں تو ہنس سکر یہ کتا ہر شوخ برنج دنیا خوف عقبی جو ربت فکر معاش باغ میں آکر قریب سردیہ رنستا رنماز زیر خنجر کی نگاہ یاس ایسی وقت قتل ہم تو جب جانیں کہ ہر نالے میں تیرے کچھ اثر آبِ دانہ رز دیتا ہر نفس میں بطلب یاں جدا سر ہو گیا کھینچنے نہ پائی تیغ دان باغبان سننا نہیں نالے تو کیا پروا ہے تھک گئے ہیں دست نازک نا کجا تیغ افگنی سخت دل کی بھر مرنکی بھی ہو ٹی خرا شوق کہتے ہیں اسے آڑ جائیں وہ بھی ہو باغ موت کو ڈھونڈھا بہت لیکن نہ پایا کچھ تیا	
۴۹:	مرے مرتے بھی وہی صفدر رہی نظارہ کا شوق	

<p>تین گزوں پر نظر ہی جیسے کہ جلا دہر</p> <p>ہنستے ہیں اکثر مری تپالی دل دیکھ کر دم بچرک جانا ہی خنجر کا مراد دل دیکھ کر شمع و اسکو بنایا جس سے روشن ہو جان خاک جسکی راہ میں وہ کرے مٹی غریز وقت راحت جب یہ کیا مصیبت برھائی بیچ میں وہ دلربا تھا دونوں ہلو میں برفیاب سو جھپٹی ہو چکو اسی اشتیاق قتل میں رو دیا قاتل نے جب دیکھی مرد کی تڑپ قصد چلنے کا ہر مقتول میں مبارک ہو مگر یہ دل کا کام اول ہی سے تھا وقت پسند غیر وحدت عالم کثرت نہ تھا بھگو پسند</p>	<p>کیا خوشی ہوتی ہر آنکو قص بسمل دیکھ کر لوٹ جاتا ہر اسے بسمل کو قاتل دیکھ کر ہمکو پروانہ کیا جلنے کے قابل دیکھ کر جان دینا چاہیے جلا د کا دل دیکھ کر اگنی کشتی بھنور میں رو سائل دیکھ کر ہم پھر آئے دوری سے رنگ محفل دیکھ کر دیکھتا ہوں ہاں فوشمیر قاتل دیکھ کر جائے خنجر آؤ کھینچی سوئے بسمل دیکھ کر اک ذرا اپنا پر ایا تین قاتل دیکھ کر عشق آسنے لے یا شکل سے شکل دیکھ کر بلغ سے بھاگائیں ابوہ غنادل دیکھ کر</p>
<p>قاسم روز راز ل بھی تھا بڑا مردم شناس عشق صفدر کو دیا شکل سے شکل دیکھ کر</p>	
<p>گلستانِ بونون کو رکھ دینا قنیاں پر گھٹائیوں کی کالی چھا گئیں کسی گلستان پر قدم رکھتے نہیں کھجور سے بھی تخت سلیمان پر</p>	<p>نظر پڑ جا سعدی کی جو اسکے روتا بان پر ہوا آگے لیسو رنج رنگین جانان پر گدگد آرزو سے مغرور ہیں یہ اعوشہ خوبی</p>

<p>دل کم گشتہ کا محک اگر غم ہے تعجب کیسا زمانہ انقدر مانگے نہ کیونکر میرے رونے سے ترسے جاننا زائرِ قافلِ شتیاقِ شہادت تھے بہت دیوانے ہیں لیکن جنوں کو ربط ہے مجھ سے حسینوں کی شرارت ہونے کیونکر باعثِ نفرت لگا کی ایک کس حسی کے نالوں نے یہ صحرائیں ملے جب خاک میں مظلوم تب ظالم کو جسم آیا بنایا ہر گلستانِ داغ کی کثرت نے سینے کو جبرائی نہیں بت سے کچھ یارانِ فتہ کی</p>	<p>گر ان تھی کشتہ ریزی کی فرقت کیرنگان پر تلامذہ تیرا ظلم ہے عجب طوفان ہے طوفان پر کہ خود اگر گلے رکھ رکھ دے شمشیرِ زبان پر اٹھا جھوٹ ہاتھ اُسکا پڑا میرے گریبان پر نہ دیکھا فاختہ کا آشیان سرور چراغان پر گمان سرور چراغان کا ہے نخلِ مغیلاں پر چڑھائی چادرِ مہرِ جج نے گورِ غریبان پر گمان کو چہ گلزار ہے جاگ گریبان پر ذرا ای بیکسی ہے چل مجھے گورِ غریبان پر</p>
---	--

ملا لعل جانان کا بوسہ ہم کو ای صفد

عملِ تقدیر سے اپنا ہوا شہرِ بخشان پر

<p>ہجر میں نیند آئے کیا ای ماہِ بیکرات بھر زلفِ درخ کا یا کبرِ دم جو رہتا ہے خیال شام سے بھولی نہ اکدم صبح تک مڑ گائی یا وصل کی شب صبح تک سو یا میں کس آرام سے دلِ فغان کہتا تھا فریادی تھی فرقتِ مین از غمتِ ساتی میں کیا بزمِ ضربِ برہم رہا</p>	<p>تیری درمی سے گنا کر تا ہوں اخترِ رات بھر لوتا ہوں دل کے سینے میں دن بھر رات بھر تھا گلا دل کا ہمارا اور خنجرِ رات بھر شکر ہے زانو جانان پر رہا سر رات بھر میرے گھر پر پا رہا محشرِ ساحرِ رات بھر شیشے پر شیشے گسے ساغرِ پیاسِ رات بھر</p>
--	---

کوے جانان میں لگائے میں چکر رات بھر	بٹھنے دیتی تھی کب بیتابی دل ہجر میں
کیا کون کس طرح گزری ہجر کی شب بزم میں	شمع کے ہمراہ میں وہا ہوں صفہ رات بھر
<p>کہہ دل پہونچا تر دست خانی تک نہ ہو ہو کر گریبان تنگ کرنا ہر مجھے طوق گلہ ہو کر تم آئے قہج بکر فلک آئے سب ہو ہو کر مگر مطلب نکلا رہ گئی کچھ گفتگو ہو کر تو گل میں ایسے سترہ کہ رنگ اڑ جا ہو ہو کر نصیحت کو جو آنکلا گیا بے آبرو ہو کر نکلتا ہر کوئی آہو جو میرے روبرو ہو کر دعا مسجد میں کرتا ہوں یہ اکثر قبلہ ہو کر گریبان جاگ سکتا نہیں کیا پھر زو ہو کر مرے دلیں اگر آئے کسی کی آرزو ہو کر</p>	<p>عدم کو کیوں میں سستی سے جاؤں خود ہو کر مدد لازم ہوا دست جنوں بخش و شین جو اس کو شتاب میں ہو شوق منجھواری پڑے اجاب اکثر میرے آنکے درمیان ہدم نقاب ٹوٹ کر رخ سے دم گلگشت گلشن میں کسی کی تابک سنتے ہیں سیکشن جوش سستی میں ترمی نکھوئی شادی صاف چھ جاتی ہر نظر میں کسی کے ابروے پر خم کا نظارہ میسر ہو عبت تکلیف کرنا ہر زوگر جوش حشر میں جگہ حور جنان کو کیا تعجب ہو کہ مل جائے</p>
تھکا نا کیا نہیں ملتا ہر غم کو دو دنوں عالم میں	کہ میرے دل میں آتا ہے یہ صفہ رجا سو ہو کر
رہتی ہو جسکو خدا کی دیکھ کر آپ کی نازک کلائی دیکھ کر	انکھ کس چہرے کو آئی دیکھ کر شاخ گل نے سر جھکا یا شرم سے

<p> دوشی ہر خود سر متقل قضا کچھ رسا ہوتی چلی ہر اپنی فکر بحر میں ہر دست مر جان آبِ ب مین تو کیا آئینہ بھی سکتے مین ہر تم وہ ہو جسکو کہ ہو سنی کی طرح آئے مین آپ کا ہمنس بھی ہر </p>	<p> دست قاتل کی صفائی دیکھ کر تیری زلفوں کی رسائی دیکھ کر پنجہ دست خنائی دیکھ کر اس کے عارض کی صفائی دیکھ کر غش ہوئی ساری خدائی دیکھ کر کیجیے اب خود نمائی دیکھ کر </p>
<p> کیا کرین صفہ ربوں سے اتحاد بیوفائی کج ادائی دیکھ کر </p>	
<p> قاتل رُکا جو حسرت بسمل کو دیکھ کر قاتل ہر میر قتل سے غمناک قتل رذوق ہر محب سے بزم کی لیکن بزرگ شمع رکھا تو پاؤں مین نے رہ عشق مین مگر گل کی طرے جن مین بڑھایا تو مین نے ہاتھ زند ان مین میر ہو جو گد رقیس کا کبھی قاتل نہ تیر پاؤں مین بڑھائیں آئے شک ہو گد ا کے بھیس مین عاشق نہ کوئی حسرت سے دنوں عشق مین رہیں رزا </p>	<p> بسمل تڑپ گیا رخ قاتل کو دیکھ کر مین شاد شاد چہرہ قاتل کو دیکھ کر رومہوں بے ثباتی محفل کو دیکھ کر جی کا پتا ہر دوری منزل کو دیکھ کر پر رک بے اقرب عنادل کو دیکھ کر جی چھوٹ جا طوق و سلاسل کو دیکھ کر سینے پہ رکھ قدم پیش دل کو دیکھ کر دیتے مین جواب بھی سائل کو دیکھ کر دل محکوم دیکھ و کیو کے مین دل کو دیکھ کر </p>

منصور وقت کہتے ہیں مفسدہ کو آپ کیوں	انسان کیجیے حق و باطل کو دیکھ کر
<div data-bbox="322 264 712 410"> <p>صفدر ربون سے چاہ کو مانع نہیں کوئی دل دو مگر کسی کے ذرا دل کو دیکھ کر</p> </div>	
<div data-bbox="401 410 643 492"> <p>روایت رائے ثقیلہ</p> </div>	
<p>جل غندیب دام میں صحن چمن کو چھوڑ دنیا و دین حصول ہوں دنوں مجال ہی آنکھیں ہوئے ہیں سیکڑوں ل بال بال میں اچھی نہیں ہر ایک سخن میں نہیں نہیں گر رحم میرے ضعف پر ایسی بچہ جنوں گیسو سنوار منھ دی لگا دیکھ آئینہ منعم کے حق میں دولت دنیا ہر قسم مگر ہستی بہت خراب ہر غافل عدم ہر خواہ</p>	<p>ہر غریب فصل خزان اب وطن کو چھوڑ ای دل بگاڑ شیخ سے یا برہن کو چھوڑ آہستہ اپنی زلف شکن دشمن کو چھوڑ ہاں ہاں نہ کہ بلا سے مگر اس سخن کو چھوڑ مگر اکوئی لباس میں سیر کفن کو چھوڑ ہاں ای بری خدا کے لیے سا دہن کو چھوڑ دو طہا فدا ہر کون کہے اس دھن کو چھوڑ اس انجمن کا قصد کر اس انجمن کو چھوڑ</p>
<div data-bbox="322 1109 712 1263"> <p>مومن ہی ہر حسین ہر خلق محمدی صفدر غرور خوب نہیں مومن کو چھوڑ</p> </div>	
<div data-bbox="412 1263 664 1344"> <p>روایت زائے معجمہ</p> </div>	
<p>یہ شیشہ یہ سہو یہ پیمانہ چند روز گل پر کبھی فدا ہوں کبھی شمع پر شمار</p>	<p>ہر مہمان رونق میخانہ چند روز لیل ہوں چند روز تو پر دانہ چند روز</p>

<p> حسرت نکال لے کوئی دیوانہ چند روز آئینہ چند روز رہا شانہ چند روز ساقی کھلا رہے درمیخانہ چند روز کس شمع پر رہا نہ مین پروانہ چند روز سمجھو تم اپنا گھر مرا کا شانہ چند روز کیا لطف ہو رہا جو مین دیوانہ چند روز ہم بھی رہے مین ساکن تنجائے چند روز یہ گھر بھی رہ چکا ہے برنجائے چند روز چلتا ہے بزم عیش مین پیانہ چند روز آباد ان تبون سے ہو تنجائے چند روز ہر جی مین رہیے آپ سے بیگانہ چند روز </p>	<p> اسی موسم بہار تو اتنا قیام کر گیسو پہ تھا فدا کبھی رخسار پر یہ دل دور فلک ریگا موافق نہ عمر بھر پھر کا نہ دم جان مین مرا کس حسین پر همان یہیں رہو اگر آئے مزاج مین یا رب جنون ہ دے کہ رہے نام جیا معلوم برہمن ہو مین سب تبون کا حال پر یون کے جھگڑے تھے مردل مین تاشا شیشے کو ہو بقائے بیان جام کو ثبات پھر ہم کہاں یہ دیر کہاں لو لے کہاں ہشیار پا کے ہکو ستاتے مین آشنا </p>
--	--

صفدر وہ شوخ گستاخون مزاج ہو

اپنا ہی چند روز تو بیگانہ چند روز

<p> آفت کے غم سے قبر کے عشوے بلا کے ناز گل کے ستم سے کہ اٹھائے صبا کے ناز پختار ہے مین بیٹھے ہو ہم اٹھا کے ناز غم سے اٹھاؤن تیغ کے مین یا قضا کے ناز </p>	<p> کیونکر اٹھا کے کوئی اس دربا کے ناز بلبس کی جان پر مین ہزاروں مصیبتیں سہ سہ کے ظلم اور انہیں کر دیا شہریر یہ کھنچ کے رکے ہی ہو وہ آتی نہیں قریب </p>
--	--

<p>خون شہدِ ناز کا کیونکر اٹھائے بار ہر چند جان زار ملی اپنی خاکِ مین بل کر رہا ہر سنبلِ بچان جو باغِ مین آگے ترے کرشمہوں کے اور کجہ جمال کیا نعم گلے پہ رک کے جو چلتی ہر تیغِ یار خوش بھی ہی کر یگا خفا تو کیا ہوا</p>	<p>جس دستِ نازین سے نہ اٹھیں خبا کے ناز اتک وہی مین ناز پہ اُس دربا کے ناز یکے مین اسنے بھی ترے لب و تا کے ناز بالا سے طاق رہ گئے ہر دربا کے ناز اہلِ وفا اٹھاتے مین اہلِ جفا کے ناز آنکھوں پیر مری اس دلِ دردِ شہنا کے ناز</p>
<p>صفدر کہیں وہ پھیر بھی لبِ مسکرا کے منہ اٹھیں مزے جو ساتھ ہوں شرم و جہا کے ناز</p>	
<p>یہ تمنا ہر ٹپے مثلِ بسملِ چند روز پھر بہا آئی خونِ پھر سلسلہِ جنباں ہوا مہوشوں کو ہر عبتِ حسنِ دورِ روزہ پر غرور اب کچھ انکی خبر مجھ کو نہ کچھ میری اٹھیں لوں تبوں سے مین بھی خاطر خواہ بدِ ظلم کا سر پہ فصلِ خزان و چاروں کی ہر بہا صفحہ ہستی غلطِ آخر فنا نقشِ وجود چشمِ جو ہر سے بہا یا میرے نام مین ہوا قصہ ہر گے جانان مین بجا نا چاہیے</p>	<p>دیکھیے ناز واداسے تیغِ قاتلِ چند روز پھر رہیگا کو کبوشور سلاسلِ چند روز جنج پر رہتا ہر اکثر ماہِ کاملِ چند روز آپہ مائل مین رہا وہ مجھ پہ ملِ چند روز یا خدا از نکا سا ہو جائے مرادِ چند روز پہچے کر مین گلستانِ مین عنادِ چند روز ایک کا ہر دوسرا مد مقابلِ چند روز قتل کر کے روئی جھک تیغِ قاتلِ چند روز ہر مناسب امتحانِ قاتلِ دلِ چند روز</p>

اور چلنا چاہیے منزل بمنزل چند روز	دور ہر خد کوے یار پر عشق دل
آج کل صفدر بہت تیغ نگہ کی دھوم مچا رہا ہے	ہم بھی ہو کر دیکھ لیں قاتل پہ مائل چند روز
سیکھے ہیں جینوں کے مرے یار کے انداز البتہ پسند آتے ہیں دو چار کے انداز بگڑے ہوئے کچھ ہیں تیرے بیمار کے انداز کیا تھنے اڑائے کسی میخوار کے انداز دونوں نے اڑائے تری رفتار کے انداز ہم خوب سمجھتے ہیں یہ لغتار کے انداز	کب مجھے یہ کسی آنہ رخسار کے انداز معتشو تو نہیں بھی سب نہیں کھتے ہیں سلیقہ گر آج قضا سے وہ بچا کل نہ بچسکا ہلکی ہوئی باتیں ہیں جو ہر وقت زبان پر نہی کبک کی یہ چال نہ طاؤس کی یہ چال اور دن جو ہو گرم سخن ہو کوسنا کر
دل خاک لگے قات و جان میں مرا صفدر	پریوں میں حور دن میں مریار کے انداز
رویف سین حملہ	
لیجائے عندیسیب کو قسمت چین کے پاس صیاد کا مکان ہر صحن چین کے پاس ایک اور انجن بھی ہو اس انجن کے پاس سمجھے یہ ہم شگفتہ چین ہر چین کے پاس ثابت ہوا ہیں کہ حلب ہر ختن کے پاس	پہنچوں کہیں میں آسنت غنچہ دہن کے پاس شکر خدا کہ سنتے ہیں آواز عصفیر آئینہ سامنے ہو ذرا خوب دیکھئے جس وقت دنوں گاون پر اس کے نظر پڑی آئی کبیر کے زلف جو رخسار پر

دل چھوڑا مہون لہن شکن شکن کے پاس لب لبک تریب لبک دہن دہن کے پاس دو طعنا ہو شاہ جیسے ہو بچکر وطن کے پاس تعوذ جب ہر زلف شکن شکن کے پاس	نازک بہت ہو آپ کو اس کا ہے خیال کیسی جیا کہاں کا تکلف وصال میں ایسی ہر زبیر خنجر قاتل مجھے خوشی دم بلا میں کیوں نہ بھنسن غشتوں کے ل
---	--

صفدر یہی دعا ہے خدا کے کریم سے
تریت ہو میری روضہ شاہ زمین کے پاس

نکلے کبھی تو اس دل ناشاد کی ہوس کب تھی بہار گلشن ایجاد کی ہوس لائی نظارہ رخ جلا دی ہوس گلچین کی آرزو رہی صیاد کی ہوس نکلی کبھی نہ خاطر فریاد کی ہوس ہر اسیلے ہمیں عدم آباد کی ہوس کب ہر نظارہ گل و شمشاد کی ہوس فصاد کی ہوس ہر نہ حداد کی ہوس	یار بے وصل رہی ریزا دی ہوس اُس گل کے اشتیاق میں آئے عدم ہم آرام سے تھے کیا ہمیں قتل سے کام تھا بلبل چمن سے اڑ گئی گل کبھی ہوا ہو ہم کیا سمجھ کے کو کہنی عشق میں کرین یاران رفته سے ہو ملاقات بعد مرگ دلو ہر شوق قامت و رخسار یار کا نشر جنون میں خار ہر زنجیر یا ہر ضعف
--	--

مشکل تو سانس لینی بھی ہر فرط ضعف سے

صفدر ہر ہم کو نالہ و فریاد کی ہوس

گل کھلاتی ہر نئے فصل بہار ان ہر برس	داع و خشت میر موتے ہیں بیاں ہر برس
-------------------------------------	------------------------------------

<p> یون پر پیریاں پرتی میں اپنے پانوں میں فصل گل میں جام مہنتے میں گل غنچے سب سال جب گذارم دلیں نئے چھاپے پر ہم میں درمخل گلستان میں اتنا ہر فرق وہ پہنتے ہیں نئی پوشاک ہر نور میں عمر ٹہرے سے ہر شیش اتنا نہیں دلیں خیال کوچہ قافل میں یوں اپنا گذر گاہ گاہ سال بھر چلتی ہو تیغ ناز اس سفاک کی کل تلک ہر نیک گل تھا آج یوں اڑتی خاک </p>	<p> ملوک اک منت کا ٹھہرتا ہر اگر وہ ان ہر برس بادہ خواری کا مہوتا ہر سامان ہر برس جیسے لاتے ہیں عمر نخل گلستان ہر برس وہ خزان میں فصل گل میں ہم میں ہر برس قتل کا میرے نیا مہوتا ہر سامان ہر برس ہوتے جاتے ہیں کیمیک انسان ہر برس عید گاہ میں جاہن جیسے مسلمان ہر برس سیکڑوں نجاتے ہیں گنج شہیدان ہر برس زنگ نیرنگی دکھاتا ہر گلستان ہر برس </p>
---	--

اس سے کیا بہتر اگر ہر بار تازہ ہو ثواب
جاہیے صفدر غم شاہ شہیدان ہر برس

روایتِ شہین معجم

<p> یہ آج کیا ہر کہ بٹھے ہو میری جان خاموش کمان کا دم کرو نہیں ہوں کمان خاموش میں غش میں یوں مہر پانوں کی ہر زبان خاموش اُداس بٹھی ہو بلبل تو باغبان خاموش زبان تیغ بھی ہر وقت امتحان خاموش </p>	<p> کبھی تمھاری تو ہوتی نہ تھی زبان خاموش ہر ابتدا سے محبت تجھے تمہیں نہیں یہ بے سبب نہیں انسان خانہ زندان چمن سے رخصت فصل بہار ہو شاید قضا تو کیا ہر کہ دم مارا گئے قافل کے </p>
--	---

ہمیں ہر شہر خوشان فراق میں عالم گیا چہے اکھی یہ کون سرور دان کسی نے لی نہ خبر میری بزم جانان میں کیا جو قصہ کہ قاتل سے کچھ کہے دم قتل یہ دیکھتا ہوا قاتل کہ سرفروش ہر کون شبصال کی صحبت بھی بزم حیرت بھی یہ اضطرابِ قلبی نالہ و فغان کب تک	زمین ساری ہر نسان آسمان خاموش کہ آج سرور پہ میٹھی مین قمریان خاموش تمام رات جلاہوں میں شمع سا خاموش ترپ کے دل نے صدا دی کہ اوزبان خاموش کھڑا ہو تیغ لیے بہراستحان خاموش میں بیزبان تو چپ تھا وہ بیدان خاموش ٹھہر بسا دل بیتاب بیزبان خاموش
--	--

چمکے چپ ہوا صفہ تر تو بولے روحِ مین
میں سن ہاموں نہو میر خوش بیان خاموش

یار کو ہر شراب کی خواہش ہر رخ بنے نقاب کی خواہش ایک دن خاک میں ملائیگی وصل میں چھپیر تے مین ہم آنکو مجھ کو شوقِ نظارہ خسار آئے آغوش میں سمٹ کر بحر دختر رز کو تاملت ہر شیخ پردے پردے میں قتل ہو عالم	مہ کو ہر آفتاب کی خواہش کیا کروں آفتاب کی خواہش دل خانہ خراب کی خواہش لطف میں ہر عتاب کی خواہش آپ کو ہر نقاب کی خواہش ہر یہ ہر دم جناب کی خواہش پیر کو ہر شباب کی خواہش ہر یہ اُنکے نقاب کی خواہش
---	--

دل پر اضطراب کی خواہش دیکھو لی بس جناب کی خواہش موی خواہش کباب کی خواہش نہیں ہم کو جواب کی خواہش کیون تو ہم کو کباب کی خواہش کیون تو انکو نقاب کی خواہش نہیں جام شراب کی خواہش بس یہی تھی جناب کی خواہش	مجھ کو تڑپا کے مار ڈالے گی پھیر بھی دیکھے دل بیتاب یہی دو خواہشیں ملی ہیں ہمیں نامہ اس شوخ کو پہنچ جائے دل سوزان مرا تو حاضر ہو دیکھ سکتا ہو کون صورت مہر مست ہوں یا چشم ساقی میں بوسہ مانگا تو بولے وہ ہنس کر
--	---

لے آئی گی نجف کو اسی صفہ ر

روضہ بوتراب کی خواہش

ادھر مومن ہیں غش کا فرا دھر غش پیرے رہتے ہیں ہم دو دو پھر غش ادھر صیاد ہیں گلچین ادھر غش ابھی موسیٰ کرین بار در غش ہمیں رہنے لگا آٹھون پھر غش رخ دیکھو یہ ہیں شامہ اس غش	ہوئی اک خلق تم کو دیکھ کر غش پس دیوار جانان مثل سایہ تم آئے بلب دگل کی بن آئی جو برق چہرہ جانان کو دیکھیں تو فرقت سے یان تک بڑھ گیا جان پہ عاشق لعل و گوہر
---	---

جواب نامہ لائے کون صفہ ر

اُسے دیکھا ہوا خود نامہ بخش	
رویت صادقہ	
<p>کس طرح کون وصل کی تدبیر ہر ناقص کچھ کندہ ہو ایسی کہ گلاکت نہیں سکتا وحشی ترا توڑیگا فقط زور خون سے دن وصل کا آتا نہیں جاتی نہیں فرقت کیا شعر کے سست جو ہو شاعر کامل اکثر مرے گھر آ کے وہ پھر جا ہیں اُٹے رک رک کے کہا حال اُن سے تو وہ بولے زاہد نہ عبادت پہ ابھی ناز کر اتنا مائے کومرے دیکھ کے قاصد وہ بولے ہر روز ملتا ہوں جو ان خاک میں کیا کیا بلبس نہیں پھنسنے کی کوئی دم میں تیرے نفرت ہو کر آشک مری آہ سے تجھ کو</p>	<p>قسمت مری گشتہ ہر تقدیر ہر ناقص اے قاتل عالم تری شمشیر ہر ناقص یہ طوق ہو کمزور یہ زنجیر ہر ناقص گردش تری کیا اے فلک پیر ہر ناقص ہوں نقص معصوم کا جو تصویر ہر ناقص شاید کچھ ابھی آہ کی تاثیر ہر ناقص لکنت ہر زبان میں تری تقریر ہر ناقص سجدہ ترا ناقص تری تکبیر ہر ناقص کیا خاک پڑھوں میں کہ یہ تحریر ہر ناقص کس درجہ مزاج فلک پیر ہر ناقص صیاد ترے خواب کی تعبیر ہر ناقص یہ آب دہوا کیا بت بے پیر ہر ناقص</p>
صفہ رخصتہ سارہ جانان نہیں اچھا	
آئینے میں طوطی کی یہ تصویر ہر ناقص	
کرنا ہر کام سارے جان کا تمام نقص	رکھا ہر تئے خسر خرامی کا نام نقص

دیکھیں ترا جواو صنم لالہ فام رقص قاتل کے دلیں شوق تماشے کا ہر وہی کس مست بادہ نوش کے آنیسی ہر خوشی ایسی ہر آکے خانہ صیا دین خوشی ٹھنڈی ہوا ہر لطف شب تاب ہر دیکھیں گا کون تیرا تماشا فراق میں	سہرگز کہیں نہ اہل شریعت حرام رقص بسمل ہوا تمام رہا ناتمام رقص پھر پھر کے بزم حرمین جو کرتا ہر جام رقص طاؤس دار کرتے ہیں مرغان دم رقص کچھ دیر چلے کیجیے بالائے بام رقص اچھوٹی تیرپ تیرپ کے نہ کر صبح و شام رقص
--	--

صفدر رہنما رشکر کہ گا کر مری غزل
اکرتا ہر ناز سے وہ بت خوشترام رقص

رولیف ضا د مجملہ

لیکن گوشہ غزلت ہوں کیا جہاں غرض حرم سے دیر سے مسجد سے بیکر ایسے صنم سبجو د کعبہ و تہ خانہ سے ہر کیا مطلب فقط تفاوت شاہ و گدا ہر حاجت سے ہیں ابو خانہ صیا دین اسیر قفس تقسیم کو چہ جانان ہوں کد و خدواں سے شب فراق میں سنا ہوں دستان دلی کوئی خفا کوئی آزر وہ ہو مگر دل کو	زمین سے مجکو نہ مطلب آسمان سے غرض تری طلب میں اٹھا دی کہاں کہاں سے غرض ہمارے سر کو ہر اس سنگ آستان سے غرض سب ایک ہیں جواؤ جادریاں سے غرض رہی نہ ہجو چین سے نہ اشیان سے غرض یہیں بہشت ہر کیا گلشن جہان سے غرض فسانہ گوئی نہ حاجت نہ قصہ خواں سے غرض تیرپ ہے آہ سے فریاد سے فغان سے غرض
--	--

کوئی یہ پوچھے کہ قتل میں آئے کیوں اغیار نقطہ انھیں تو ہر صفدر کے امتحان سے عرض	
صاف بنتے ہیں چراغ تہ دامان عارض شکر آئینہ برہے دیکھ کے حیران عارض سو مرض ہیں مجھے ای عیسیٰ دران عارض کیوں نہ چاند رتبے میں و چندان عارض چاند سا محکو دکھا دوشب ہجران عارض کیا چھپاتے ہو جیاسے تہ دامان عارض سرقد زلف ہر سنبل گل خندان عارض بوستان ایک ہوا ایک گلستان عارض	تم دوہنے میں چھپاتے ہو جو ایجان عارض دیکھے آسنت کا اگر مردرخشان عارض حق یہ ہوا ہے کس کی دوا چاہوں میں دو مہ نوہن یہ دوا بروئے خمدار نہیں دم اکھتا ہوا میر سے تاریکی میں شمع کا نور بھی فانوس میں چھپتا کہیں چشم بد و نہیں باغ سے کم باغ جمال ہر یقین سعدی شیراز بھی دیکھیں تو کہیں
روز روشن ہر شب تار نظر میں صفدر کس شکر نے کیا زلف میں نہان عارض	
ردیف طائے مہمل	
لونگا جو ایک میں وہ لکھنے کے ہزار خط اعمال کا ملیگا جو روز شمار خط دکھلائے کس طرح نہ چن کی بہار خط آتے ہیں روز چار طرف سے ہزار خط	یہ کہکے پھیر دیتا ہر قاصد کو یا رخط سمجھو نگا میرے خط کا جواب گئے لکھا مضمون لکھے ہیں عارض گلزنگ یار کے مکتوب ایک ہو تو وہ نازک واپٹرھے

<p>قاصد نے مجھ کو لاکے دیے ہیں جو چار خط لایا ہے نامہ بر جو پس انتظا ر خط نازل ہو مثل رحمت پروردگار خط گھر گھر لیے پھر اصفیٰ اشتہار خط دم بھر نہ لیگا ہاتھ میں میرے قرار خط ڈالے ہیں لکھکے ڈاک میں نیلے ہزار خط لکھتا ہے کب گدا کو کوئی شہر یا ر خط</p>	<p>ٹکڑے بن سیر نامے کے میں جانتا ہوں ب سر پر میں اپنے رکھوں آنکھوں پہ وہ جلہ جبریل بنکے آئے کین اسکا نامہ بر قاصد نے میرے خلق میں رسوا کیا مجھے مضمون اشتیاق جو کچھ بھی رسم ہوا اس واسطے کہ ایک تو پہونچیکا یا ترک امید خط یا ر کی ہو کس طرح مجھے</p>
---	---

صفہ رہی یہ بھی اک مری تقدیر کا لکھا
 پڑھتے نہیں وہ دیکھتے ہیں بار بار خط

<p>مجھ سے بگاڑا سکو ہر سار جہاں سے ربط ہو جیسے ناتوان کو کسی ناتوان سے ربط صیاد کو زیادہ ہوا باغبان سے ربط دربان سے دوستی ہو بڑھے پاسبان سے ربط ہر اسکو کچھ نہ کچھ ترے مویاں سے ربط دل میں ہر اب بڑھائیے پر مغال سے ربط ملتے ہیں سب آنکھوں ہر سار جہاں سے ربط حیران ہو نہیں یہ دونوں میں کیا لہان سے ربط</p>	<p>کیونکہ بڑھاؤں اس بہت نامہ زبان سے ربط مجھ نزار کو ہر یار کے موئے میان سے ربط گلشن میں عندلیب کا حافظ ہر خدا پائین کسی طرح تو جلہ کوئے یار میں دلوں میں میرے رشتہ جان اس لیے غزیر کیا پر خانقاہ سے حاجت روا ہوئی نفرت ہر اک پہن سے ہمیں بن گناہگار گردن میں طوق بنکے وہ شمشیر رہ گئی</p>
---	---

صفدر شب صال میں کیا کیا مزا اٹھے لب کو تھما اسکے لب سے زبان کو زبان سے ربط	
ردیف ظار معجز	
مست ہم نشہ میں تم اتو ہو دشوار لحاظ نازک کتاب کہ ٹوٹے نہ خبر دار لحاظ دم ز قنار جیسا ہر دم گفتار لحاظ آج رہتا نظر آتا نہیں ز نہار لحاظ سہل سی بات کو کر دیتا ہر دشوار لحاظ نئی صحبت ہر اکھی کرتے ہیں میخوار لحاظ اپنے کشتوں کا بھی رکھیے دم ز قنار لحاظ کچھ قضا کا بھی نہیں کرتی ہر تلوار لحاظ شرم کی بات ہر آئینا گنجے یا ر لحاظ نامہ بروقت پہ کرنا نہ خبر دار لحاظ کچھ خدا کا بھی کراہی آہ شرر بار لحاظ	صحبت بادہ ہر اس وقت کہان یا ر لحاظ شوق کہتا ہر شب وصل اٹھا دو پروردہ کونسی ہر وہ ادا جہین نہیں تلو حجاب ابر ہر باغ ہر بنبرہ ہر مگر گلگون ہر ہاتھ پھیلا کے پٹتے تو لپٹ ہی جاتے کیا عجب پیر مغان کا بھی ادب پھر نہ کریں آپ کی چال سے پامال ہو جاتے ہیں بڑھکے مقل میں گلے سے جو لپٹ جاتی ہر پوچھ مجھ سے سر محفل نہ تمنا میری خوش جو پاتا اسے سب حال مرا کہینا آگے ہر عرش پلٹ بھونک چلی گرد و نگو
حال ل یار سے سب چلے کو ای صفدر اپنے عیسی سے نہیں کرتے ہیں بیمار لحاظ	
شراب میں بھول گئے آشنا خدا حافظ	چلا جو میں نے کسی نے کہا خدا حافظ

<p>دست ٹھیک مناسب بجا خدا حافظ چٹنگ کے دیتے ہیں غنچے صد خدا حافظ کلا کے منجھ میں جو جاتا ہی خدا حافظ بری بلا میں ہو تم بتلدا خدا حافظ یہی جفا بر تو اری ہوتا خدا حافظ کبھی نہ بھولے تھے کہا خدا حافظ قدم قدم یہ ہی بانگ ورا خدا حافظ</p>	<p>ابھی تم آئے ابھی کہتے ہو کہ جاتے ہیں چمن سے رخصت بلبل ہر گل ہیں ہر مردہ دل اُسکے زلف کی جانب چلا تو ہنسنے کہا جو آئے بھی مری بالین یہ وہ یہ کیلے گئے سواے ترک ملاقات کیا مال اسکا سزار بار ہو ہو گئے تم سے ہم رخصت یقین ہر چھوٹ کے ہم قافلہ سے رہ جائیں</p>
--	--

مٹا ہوا ہر عیش خوش قد و نگی جانوں پر
یہی چلن ہو تو صفدر تر احدا حافظ

ردیف عین محلہ

<p>اوڑالی قاف میں پر یونے تمھاری وضع جو بھولی بھولی میں تین پیاری پیاری وضع ہی ہر گل ہی دھج ہی ہر ساری وضع ہمیں یہ ختم ہو جو کچھ کہ ہر ہماری وضع ہزار شکر کہ کچھ آپ نے سنواری وضع نہ یہ روش ہر ہماری نہ یہ تمھاری وضع کیا وہ نہ ہڈیاں اتنا سدھاری وضع</p>	<p>وہی نظر وہی جہون ہی ہر ساری وضع میں ٹھیک ٹھیک تپا اسکا دون تجھے قاف میں نکو دیکھ کے یوسف کو آج دیکھ آیا کہاں ہے ہم ساد فادار کوئی دنیا میں بدن چرا کے نکلتے ہیں اب بجائے ہوئے تمام فتنے اٹھائے ہوئے ہیں خیر دن کے شرانجھانے میں مرنے کے شیع مست ہوئے</p>
---	---

شراب رات کو پی دیکوروزہ دار رہے	خدا کا شکر کہ اچھی نہجی بہاری وضع
شرانچوار ہو چاہے بنے نماز گزار	ہر ایک شخص کی صفہ رہی اختیار وضع
<p>رکعتی ہر شاید کہ عشق عاری نہ جاننا شمع واع کھانے میں سرگدسوز جاہن جان ہون و میکش کچھ نہ سو تھجا خوش مٹی میں کچھ ہر سحر نزدیک کرے ابو پروانوں کے ربط پون بھی عاشق سے کوئی معشوق نہ ماسلو خستہ جانوں کا کہان بابا سو کو خال خط نکلنے سے کہان باقی رہا وہ فروغ دل جلوں کا ہر دہی مہر دوجہر دل جلا</p>	<p>سوز غم سے جل ہی ہو صورت پر دانہ شمع جلتی ہی یکساں بیان کعبہ دہنا نہ شمع جا کے مسجد اٹھا لایا سوئے مینا نہ شمع ہو چکا لبریز تیری عمر کا پیمسا نہ شمع مرگ پر دانہ ہی تیرا ناز معشوقانہ شمع کون لقا ہی جلا کر جانب دیرانہ شمع یاد آ یا محو کہ تھا وہ چہرہ بے پردانہ شمع تو مرا سن میں ترا شب بھر سنو افسانہ شمع</p>
یاد رکھنا ہر کسی کو کون صفہ ر بعد مرگ	لایگا اپنا نہ میری قبر پر بیگانہ شمع
ردیف غین مجھ	
<p>دماغ آشنا سے دل ہر دور آشنا دماغ دل تو تھا ہر سینے میں کہ کیکے ہاے دماغ اب کوئی دلوں اور نہیں ہر سو اے دماغ</p>	<p>سینے سے کیوں آئے صد اہا ہاے دماغ پلو میں بعد مصل جو خالی ہر جا دماغ کیا بیکسوں کے پوچھتے ہو اجراے دماغ</p>

<p>کیا موسمِ بہار میں یاں کام آئے داغ کتنے ہیں دل جسے وہ ہر دوسرا کے داغ بھٹو یا جو آبلہ ہوئی آواز ہاے داغ انگارہ اگل کوئی رکھ دے بجا داغ متابِ آفتاب سے آنکھیں ملاے داغ تپھر کا نقش ہو کوئی کیونکر مٹاے داغ بھوکے ہوئے تو فرقتِ جانا میں کھا داغ سینے سے میرا تھ نہ یار بٹھا داغ باقی رہی نہ جب کمر سینے میں جا داغ چھوڑے نیا شگونہ نیا گل کھلاے داغ یہ اشناے دردِ ہر وہ آشناے داغ بھول سکو ہاتھ آئے ہمیں ہاتھ آئے داغ</p>	<p>لائے سے جا کے باغ میں جہنم ملائے داغ سینے کو میرے حق نے بنایا براے داغ دلوں کو مرے پسند ہو ایسی جفاے داغ اٹھتی نہیں ہر اب کمر دل جفاے داغ اسی سوزِ عشق سے یہ کمر دل کو روشنی دل سے کبھی تیر کی محبت نہ جائیگی شدت ہوئی جو پیاس کی خونِ جگر پیا تسکینِ دل جو ہجر میں کچھ بھی اسی سے ہر دو چار داغ لاد گلشن کو بھی ملے دوڑاے گل سمجھ کے مرے دل پہ یار ہا غمخوارِ جان زار جگر ہر نہ دل مرا بوسے ملے رقیب کو ہم جل کے رہ گئے</p>
--	--

بعد فنا بھی حقِ رفاقت ادا کیا
 صفدر ہمیشہ یاد رہے گی دفا داغ

<p>ہر عرش سے بلند دل زار کا داغ اقرار کا داغ نہ انکار کا داغ تازگ بہت ہر مجلسِ گلزار کا داغ</p>	<p>پروا نہیں جو عرش پہ ہر یار کا داغ ایسے ہیں بید داغ وہ شکر سوالِ صل یوں تیز تر چل نہ گلستان میں ہر نیم</p>
---	--

ای منسکر و نکیر ہٹو میری قبر سے منہ سے لگائے غیر کے جھوٹی شراب کو بھولوں کے ڈھیر گردِ مین مطلق نظر نہیں چپکے سے نبض دیکھ کے اٹھ جائیں چارہ گر دربارِ مین نہ یاد کیا کیجیے مجھے یوسف کو کھونٹے دامو بھی لتیا نہیں ہر مول	بختمِ آس سے جسکو ہوتو مکرار کا دماغ ایسا نہیں ہر آپ کے میخوار کا دماغ دیکھو نفسِ مین مرغِ گرفتار کا دماغ کمد و بہت ضعیف ہر بیمار کا دماغ مین خاکسارِ عرش پہ سرکار کا دماغ پونچا کہاں تمہارے خریدار کا دماغ
--	---

صفدر مین مدح ساقی کو تر سے مست ہو
کس کو ہر وصفِ بادہ و خمسار کا دماغ

حاصل ہر بہکونجِ نفسِ مین فضا باغ موج بھی چلے جو سرد چلی ہر ہوا سے باغ قسمت ملی ہر سبزہ بیگانہ کی مجھے ہر روز کوے یار مین جاؤں نہ کس طرح مدت ہوئی کہ دمِ نفسِ مین پھنسے مین ہم لگتی ہر دل پہ تیر سی آواز عندِ یسپ آئے کبھی جو سیرِ چمن کو وہ رشک گل جو شیشہ ہر وہ سردی جو جامِ ہر وہ گل آنکھوں سے خون کے کھلاتے مین بازہ گل	دل باغ آہ سردی اپنی ہوا سے باغ ساقی گلابیوں مین کھا دے فضا باغ باغ آشنا ہر محج سے نہ مین آشنا سے باغ بلبل کا دل کہیں نہیں لگتا سو باغ اسدِ بحر کہ بھر مین قسمت دکھائے باغ مقتل ترے بغیر نظر کیوں آئے باغ ہوا سعدِ خوشی کہ نہ بھولے سما سے باغ گلزارِ سیکدہ ہر مین کوے جاے باغ ڈالی ہر قید خانہ مین بھنے بنائے باغ
--	---

صیاد ایک شب نین ستا ہی دواستان | بلبیل بیان کس سرے ماجراے باغ

پھونکا ہی باغبانوں نے بلبیل کا آشیان
صفدر کہیں نہ آہ سے وہ بھی جلا باغ

ردیف

ہم جان دینے جاتے ہیں نازم جان کی طرف
تو نے پھنسا یا قید میں دیوانہ کو ایسی خودی
بلبل شکرنا دل میں آنا تو حشت کا اثر
مجھ عشق مشرب کی طرف جان کی نہیں
آنکھیں اشکار کرتی ہیں ہم مار لیں تو باندھ لے
ڈرتا ہوں میں زیرین مرونہ سنکس فقس
نظارہ خسار ہے رویا جو میں مجبور تھا
فریاد میری ایک سنتا نہیں امی گلبدن
آنکھوں کی الفت نے مجھے ردِ اجل دکھلایا
فصل گل کی گل کھلے سنکس فقس میں یہ خبر

پروانہ کے جس طرح اڑ کر چراغاں کی طرف
جاتے تھے گلشن کی طرف آنکھیں زندان کی طرف
گلچین گریبان بھاڑ کر جا بیابان کی طرف
گیسو ہی ہند و کی طرف غافل مسلمان کی طرف
دلو بہار دیکھ کر اس زلف پیمان کی طرف
تبکیر جا کر کتے ہو گئے غریبان کی طرف
آنکھیں بھرائیں دیکھ کر خوشید تابان کی طرف
ورنہ گلوں کے کان میں مرغ خوش الحان کی طرف
آہو رگا کر لینگے شیر نستان کی طرف
ہوش اڑ گئے دل کھینچ گیا اپنا گلستان کی طرف

بھولینگے صفدر زخواب میں کوچہ نہ قابل کا بھی

جو مرد میں سوتے ہیں وہ منہ کر کے میدان کی طرف

ہونے دو باغبان پر جو صیاد کی طرف | پھولوں کے کان میں مری فریاد کی طرف

<p> بھرائی دان سے کوچہ جلا دیکھ کر آمانہ کوئی گلشن ایجاد کی طرف دل ہر تمھارے حسنِ خدا داد دیکھ کر گل کی طرف میں بدوں کہ شمشاد کی طرف تقدیر لائی کو جسہ جلا د کی طرف دیکھوں نہ بھول کر گل و شمشاد کی طرف آجائے خود اثر مری فریاد کی طرف </p>	<p> ہونچی جو روحِ خلد میں کچھ دیکھ بھا لکر اُس گل کے دیکھنے کا نہوتا جو اشتیاق آنکھیں تو سو برقِ تجلی ہیں طور پر مشکل یہ ہے کہ قمری دلیل میں بحث ہے عیسیٰ کے اشتیاق میں نکلے تھے گھر سے ہم مشتاق ہونہیں قامت و رخسار یار کا مانع ہے ضبط ورنہ ارادہ اگر کروں </p>
---	--

غم ہوا الم ہو درد ہو حسرت ہو یاں ہو
صفدر ہو کوئی اس لاشاد کی طرف

<p> ای تو خوب ہے حسد واقف کوئی واقف ہے کوئی ناواقف تہہ تہہ سے ہے صبا واقف تیرا غمہ تری ادا واقف میرے گھر سے نہ تھی بلا واقف کچھ نہیں اس سے دوسرا واقف چاک سے خاک ہو قبا واقف درد دل سے جدا جدا واقف </p>	<p> حال سے میرے تم ہو کیا واقف کوچہ عشق شاہراہ نہیں حال گلشن چھپا نہیں گلچین میرے درد دل و جگر سے ہے یاد اس زلف کی لگا لائی ایک میں راز دار الفت ہوں دست و حشمت ہے ضعف مجبور تم نہیں میرے بند بند تو ہیں </p>
---	--

کہ انکی غفلت تو ہر برابر بجلدین چٹھڑ کون گلاب کب تک
 وہ بہ عنایت پہ جلد آئے خدا کرے منہ سے منہ ملے
 تکلف اٹھے لحاظ جائے کریگا شرم و حجاب کب تک
 کہیں وہ خونریز مہربان ہو کہ تن سے بس کی جان و ان
 کمان ملک خاک پر طیان ہو کرے غریب اضطراب کب تک
 یہاں ہر جینے کا کیا بھروسہ کہ حادثوں سے بھری ہو دنیا
 یہی جو ہر موج کا تماچہ تیرا بھرتیام حجاب کب تک
 ضرور آفاق سے سفر ہر سر دربان قابل حذر ہو
 مقام عبرت یہ خشک و تر ہو شراب کب تک کباب کب تک
 چھپا جو لیتا ہو ابر گھس کر تو بچہ نکلتا ہو ہر انور
 حجاب سے تم بھی آؤ باہر رہیگی منہ پر نقاب کب تک
 خفا نہ صفدر ہو مانو کہنا تغافل اتنا نہیں ہو اچھا
 سحر ہوئی آفتاب چمکا اب آنکھ کھولو یہ خواب کب تک

اس قدر ہر دلتنی پس گئے ہیں ارباب تک
 اتو جانیں سکتا ہاتھ بھی گریبان تک
 اہل نرم ہین دشمن بھر گیا ہو دربان تک
 نوک بانگیں کی ہر اس نیلی مرگان تک

حوصلہ ہو جانیکا خاک نرم جانان تک
 ضعف میں چلون کیونکر اسی خزان بات تک
 کس طرح رسائی ہو اپنی نرم جانان تک
 ایک دل نہیں قاتل کشتی ہر گرجان تک

فصل گل قریب آئی اے خون مبارک تو	باتھو پھر لگا جانے خود بخود گریبان تک
خاک میں ملا یا ہر چہ نے تو کیا پروا	گر دن کی ہو نچینگے ہم کسی کے دامن تک
یہ تو کہ نہیں سکتا اچھوڑ دے مجھے صبا	جل مرا نفس لیکر ایک دن گلستان تک
حال ہو ہو کہنا میرے دم اب کھنکھنے کا	اے صبا اگر جانا اسکی زلف بچان تک
مجھ میں طاقت اُٹھنیکی ضعف کا نہ صبا	بر ہی سیر ہو نچینگے اُس کے گلستان تک
یادہ زور حشمت تھا نوڑتے تھے زنجیریں	چاک ہو نہیں سکتا ہستے اب گریبان تک

حال گریہ صفہ رکھا بیان کروں ہمد

موجزن ہر اک دریا شہر سے بیابان تک

دیا تو ہی نصیب ہیں کو سے یا ترک	دیکھیں گزریا ہو یا ہو اُس گلستان تک
تو بہ تو موسے کی گم آتا ہے یہ خیال	دیکھیں کہ کس طرح ہو طبیعت بہار تک
سر سے گئی نہ بعد فنا بھی ہو کر زلف	ہم خاک ہیں مگر ہر پریشان غبار تک
بوسے لیے زیادہ تو بولے وہ ناز سے	بس بس مضائقہ نہیں و دین چار تک
اتنے ہیں میر جرم فرشتے اگر لکھیں	ہرگز نہ لکھ سکیں انھیں روز شمار تک
احسان یہ ہو گا بعد فنا ہم پہ اے صبا	پہونچا ناشت خاک کو اُس شمسوار تک
واسن پہ بگل کو سمجھتے ہیں جو غبار	اے دل وہ خاک آئینکے مجھ خاکسار تک
بوسہ تو ایک اور ہی لینکے شبِصال	سرکار سے پراون رہے پانچ چار تک

صفہ غم فراق میں جینا محال ہے

ایسی تو زندگی ہر نقطہ وصل یا رنگ	
ردیف کا فارسی	
<p>کہ جسکو دیکھ کے صاف اڑ گیا بہار کا رنگ خزان نے اور بڑھایا مرے بہار کا رنگ بدل گیا ہر عجب باغ روزگار کا رنگ کہ بعد مرگ ہو گلگون مرے غبار کا رنگ چمن میں اور ہر کچھ آجکل بہار کا رنگ نظر میں اپنے سمایا ہر حسن یا رنگ کہ چند روز ہو ای باغبان بہار کا رنگ تسو گا اس سے کبھی بڑھکے لالہ زار کا رنگ</p>	<p>چمک گیا یہ جوانی میں رد یا رنگ ہوا فراق سے دونا وصال یا رنگ چمن میں گر یہ بلبل پہ پھول ہنستے ہیں میں کسکے دست خنائی کا کشتہ ہون یا رنگ نہیں لائی ہر اس گلبدن کی ہوشاید اور این حج رونکی جنت میں کیا خوش آئینگی گلگون کو ہنسنے دے بلبل کھالے کرنے دے ہمارا سینہ برداغ دیکھیے آکر</p>
<p>لکھے ہیں وصف جو ابرو یار کے صفہ ہر ایک شعر میں اپنے سوز و افکار کا رنگ</p>	
<p>ہر ایک مانگتا ہر مراد الگ الگ بھولوں سے ہیں جو آج غنادل الگ الگ کیا کیا مڑا آتا یہ دل الگ الگ گنتہ جائینگے تو ہونگے مشکل الگ الگ دونوں کے اب وہ دیکھتے ہیں الگ الگ</p>	<p>رخسار بار پر ہیں جو یہ تل الگ الگ کس نے چمن میں آکے یہ ڈالا ہر تفرقہ جا کر ہمارے سینے سے گیسوے یا زمین کمال کے حشود کو ابھنے نہ دیکھیے ہر آنکھ ہر سحر و ایک سوے غیر</p>

<p>سب ہونگے زیرِ پنج قاتل الگ الگ باندھے ہیں عاشقوں کے گرد الگ الگ ایجان چاہیے عشق و باطل الگ الگ آنکھیں جدا جدا جگر و دل الگ الگ کرنا نہ حلقہ سے سلاسل الگ الگ گستاخ مجھ سے وہ مہ کامل الگ الگ</p>	<p>اعضا کے ارتباط کا کیا اختیار ہے عقدے ہیں کیوں یہ آپ کے گیسو میں جا بجا غیر دلوں کو محکو ایک نظر سے نہ دیکھیے کس بت کے نظارین ہیں گرم جستجو ہوتا جو تجھ میں زور کچھ ایسی بیچہ جنوں جب چاہتا ہوں جا کے پھروں ہالہ اگر گرد</p>
	<p>منزل ہی ایک ہو چھینکے صفہ رسیب بین بلکہ جلیں کہ رہے و منزل الگ الگ</p>
ردیف لام	
<p>مرا بیچن میسر اچھلا دل بہت لوٹا بہت تڑپا مراد دل فقط میں دیکھتا تھا آپ کا دل بہت نازوں کا پایا تھا مراد دل ارے ظالم نہ مٹی میں ملا دل کہیں پاتا نہیں تیرا پتا دل بھلا تم لے تو مجھ سے مراد دل ہوا کیا ہاے کس نے لے لیا دل</p>	<p>پے پھرتا ہی محکو جا بجا دل وہ شوقِ فتنہ گرجا بیچلا دل نہ تھا منظور محکو پھیرنا دل ملایا خاک میں کیوں اسکو تو نے ہزاروں حسرتوں کا خون ہو گا پھر آیا دیکھ کر دیر و حرم کو مراد دل بیکے مٹھی میں وہ بولے ابھی تک یہ نہیں معلوم ہو گا</p>

<p>جسے دیکھا اُسی پر ٹکیا دل نہیں کہنے کا پھر تھنے یاد دل ہر اک کتنا تھا میرا کھو گیا دل ہمیں آفت رسیدہ اک ملا دل اگر ہو تا مرے بس میں مراد دل کیا دل ہاتھ سے میسر گیا دل ارے ادبِ مروت بیوفا دل مچل کر سو جگہ رہ رہ گیا دل عبت کرتا ہر اب مجھ سے گلا دل مری جان ہو گیا ہی آبلہ دل</p>	<p>بنا پردانہ سر شمعِ سرو کا ذرا سیدھی نظر سے دیکھ لو تم نظر ملتی ہو اُن سے انجمن میں ملا روز ازل عالم کو سب کچھ اٹھاتا کیوں تو نکلے تازہ بیا ادا و ناز جہانان کی دہائی ہمارا بھی کبھی تو آشنا تھا گلی سے اُنکے گھر تک آتے جاتے اسی نے مجھ کو آنت میں پھنسا یا تری فرقت کے صدمے ستے ستے</p>
---	--

خوشی ہو غم ہو کچھ ہو بسنے مقدر
 بس اتنا اک صنم کو دیدیا دل

<p>عیشِ خدا ہی کعبہ پروردگار دل یارب ہی بوسے گل کہ نسیمِ بار دل المختصر ہو قدرت پروردگار دل سریشکیش ہی جانِ فدا ہر شاردل ایسا دیا تھا کیوں مجھے پروردگار دل</p>	<p>کیا پوچھتے ہو کتنا ہی عالی وقار دل ہو دجہِ نزہت چمن روزگار دل بجلی شدارِ شعلہ سمندر ہزار دل قاتل کی ہر طرح مجھے منظور ہی خوشی ہوتا ہی بیعتِ اور حسینوں کو دیکھ کر</p>
---	--

<p>تا چند یہ تڑپا ٹھہرا ہی بقتہ ار دل ہر مبتلاے گردشِ لیل و نہار دل تھا ورنہ یہ کبھی گسرا آبدار دل سو نگھے نہ بوی نافہ مشکِ تار دل طاقت کمان کہ جبر کرے اختیار دل کتنا تری طرف سے ہے بے اعتبار دل آباد ہو انھیں سے مراد اعدا دل</p>	<p>افلاک ہل کے تہ و بالا ہوا جہان جاتا نہیں خیال کبھی چشمِ یار کا افت نے اسکو خاکِ مینِ آخر ملا دیا سوداے زلفِ یار مین رکھنا ہی کیا دماغ محکم نہیں ہر وقت جانانِ مین ضبطِ آہ وعدہ وفا ہو دھول کا ہر گز یقین نہیں اندوہ و یاسِ محشرِ ارباب کا ہر سچم</p>
<p>صفہ رمدار زیست تڑپنے پہ ہر مرا مر جاؤں ایک دم جو نہو ہمتہ ار دل</p>	
<p>پھر تڑپے مین پڑے سہل پہ سہل آجکل ہر فضاے باغِ نظارے کے قابل آجکل صبر کرنا چاہیے ہر طرح ای دل آجکل پھر مین درکار مین طوق و سلاسل آجکل قابلِ نظارہ ہو مستون کی محفل آجکل شاید آئینگا ادھر لیلی کا محل آجکل ہو گیا ہو خون کس سہل کا شال آجکل روزِ تڑپو لیتا ہوں مین اک ادھر منزل آجکل</p>	<p>آبداری پر ہی پھر شمشیرِ بران آجکل پھر بہا برائی چلتے مین عناد آجکل تیسرے دن کی عادت ہو کہ ملجا مین آب پھر مودا سودا کسی کے زلفِ پیجاں کا مین خم کے خم اٹھے پڑے مین میکد مین چار قیس نے ہلاک کر دی اپنی صاف کی مین نسرین شوخی ایسا تو نہ تھا پہلے تری نہدی رکانگ یادِ فنا مین جتنِ قرآن کی تلامذ کا ہر شوق</p>

<p>پھولے بیٹھے ہیں گلستانِ عباد آج کل یاد گیسو میں پریشان ہو بہت ل آج کل</p>	<p>باغبان گلشن میں ہر کس گل کے آنکھیں خوشی دو گھڑی گلشن میں چکر سیرِ نبل دیکھے</p>
<p>تھنڈھی سانسین کیوں ہیں بے کچھ تو صنفِ کمر کس پر پردہ پر موسے میں آبِ مائل آج کل</p>	<p>بلبل نہو بہار میں تو آشنا سے گل پردہ انہیں جو قبر پر کوئی نہ لائے گل</p>
<p>انگاروں پر نہ باغ میں بجھو نائے گل باد صبا نے لاکے چمن سے چڑھائے گل لڑکوں نے جاے سنگستان پر لگا گل ایک کٹنا سے سرو ہر ایک کٹنا سے گل افسانہ عندلیب کا یا ماجرا سے گل وہ بھی ہوئی ہوا کی شرارت سے ہا گل مرقد پر عندلیب کے ہنسنے چڑھائے گل پاؤں میں عندلیب کے منھ دی لگا گل کیا آگئی نفس میں جن سے ہوا سے گل بلبل خدایکو اسطے کہنا نہ ہاے گل بلبل کے پر تراش کے ہنسنے ہاے گل اسد کیا بہار پہ تھی ابتدا سے گل اک سمت ہا سرو ہوا کی سمت ہا گل</p>	<p>سنبھلے مجھے کہ خوشی نازک مزاج ہوں جان اُسکے پنج پہ صد پر ہر دل تیار جو آپ کو پسند ہو کیسے وہی کہوں مدت کے بعد آئی مری قبر پر جو شمع یوں فصل گل میں حقِ محبت ادا کیسا نیز لگیان دکھائے اگر عشقِ حسن کو صیاد عندلیب کا ملتا نہیں دماغ کھٹلا کے پھول خاک میں بلجائینگے ابھی انصاف ہاتھ سے نہ دیا کھیل میں کبھی باوخران نے خاک میں آجندہ ملا دیا تمام سرا ہر قمری و بلبل سے بوستان</p>

کانٹے نہیں بہا رحمن میں سوائے گل	کاوش عدو کے ساتھ بھی مد نظر نہیں
صفدر وہ گل جو آئے جن میں تو شل بو	شادی سے پہلے میں چھوٹے سہاے گل
<p>جے دل کو میرے جلانے سے حاصل پھر آنکھوں میں سرمہ لگانے سے حاصل مری جان آنکھیں چرانے سے حاصل یہ منہ پھیر کر مسکرانے سے حاصل بناوٹ کی بائیں بنانے سے حاصل غریبوں پہ تیوری چڑھانے سے حاصل قسم تم کو اسی جان کھانے سے حاصل بس اٹھ بیٹھو اب دم جرانے سے حاصل پھر آنے سے حاصل بلانے سے حاصل دکھے دل کو میرے دکھانے سے حاصل</p>	<p>رقیبوں میں منہ دی لگانے سے حاصل یوہن فتنہ پرداز عالم ہر جتوں جو چوری ہر مد نظر دل ہر حاضر جو ہنستا ہر تم کو ہنسو بے تکلف جگہ دل میں تیرے کسی کی نہیں ہر جو چو رنگ کرتا ہر تلوار کھینچو ہراک وعدہ ہوتا ہر سچا تمہارا جنازے پہ میرے کما آئے ہنسکر نہ میری سنو کچھ نہ اپنی کہو کچھ نہ لو چکیاں غیسر کا ذکر کر کے</p>
نکلے ہی گھر سے نہیں ہن وہ صفدر	سر راہ آنکھیں کچھانے سے حاصل
بلاؤں اگر ہوں بلانے کے قابل	مرا گھر کہاں آنے کے قابل
یہ سر ہر ترے آستانے کے قابل	غرض دیر سے ہونہ کبے سے بہکو

کبھی بوسہ مانگا دہن کا تو بولے ہنسا میں تو ہنس کر کہا آسنے مجھ سے مرے خون سے سرخ کر ہاتھ قابل کیا بزم میں یاد غیر دن کو آسنے دریا پر نقش پائے کے بیٹھے خازے پر میرے کہا سنبے آسنے کہا سو چکر آسنے کچھ اپنے دلیں کہا کچھ جو میں نے وہ بولے بگڑ کر	چلو تم نہیں بیٹھو لگانے کے قابل ہوے آپ بھی مسکرائیں گے قابل یہ تازہ خنہ لگانے کے قابل ہمیں کو نہ سمجھا بلا نیلے قابل کہاں ضعف سے ہم اٹھائیں گے قابل سیسا ہو تم یہ جلانے کے قابل یہ فتنہ نہیں ہر جگانے کے قابل ہوے تم بھی باتیں بنائیں گے قابل
---	--

پڑھو نگا دبان اس غزل کو میں صفدر

جہاں جمع ہونگے زمانے کے قابل

افسس بھول کھنے سے تم ایجا دیا حاصل مرے دلیر حقا او تم ایجا دیا حاصل کرو زمین آسمان شکوہ پیدا کیا حاصل شکایت دور انجم کی بھلا کب خراج مستہا خزان آئی چین میں خاک ایسا ڈارتی ہو تہیں جو نوج کے قابل شست استخوان مین خبر خجور کستا ہوں آسارخ سے فوراً پردہ	اگر فسادوں کے تڑبانے سے ایسا دیا حاصل کسی کا گھر اگر تو نے کیا برباد کیا حاصل شکایت ظلم کی پیش ستم ایجا دیا حاصل برہمن سے ہون کے ہم کرین فریاد کیا حاصل افسس سے اب جو کرتا ہو مجھے آزاد کیا حاصل پنھنا تا ہو جو محکوم میں ایسا دیا حاصل تو کس اغماض سے کستا ہو وہ جلا دیا حاصل
---	--

جو کچھ کبھی فہم رکھتا ہو در شیریں بہ سر بھوڑا بچھکا لیتا ہو سر قد کے آگے کچھ نہیں جلتی رہی شب بھر تو صحت عیش و عشرت کی توفیق سے عبث ہی پیش نہ ہر ساغر بھر نہ لیجانا کوئی سنتا نہیں ہر دروہن پہ قافلے والے	اٹھاتا ہی سختی کوہ پر فریاد کیا حاصل اگر نہ سے تجھے گلشن میں شمشاد کیا حاصل ہوئی ہر صبح کرتے ہو مجھے اب یاد کیا حاصل اگر وہیں دخت رز کی آبر و بر یاد کیا حاصل کے کوئی جس سے بے اثر فریاد کیا حاصل
---	---

سناؤں جا بلو کو معنی روشن میں کیا صفہ

جلانا شمع پیش کو را در زاد کیا حاصل

کھینچ کر تیغ جو آیا سوے بسمل قاتل جس طرف جاتا ہی سب کہتے ہیں قاتل قاتل کون ہر قابل حمت کوئی پوچھیکا اگر بوج کی وقت نہ اتنا دل بیتاب تڑپ دم زخمت ترے بوج سے گلے ملتا ہوں جس طرف دیکھ لیا لوٹ لیا مار لیا مر گیا رشک سے میں تیغ عد پر جو چڑی اب بوج نے ترے زندہ جاوید کیا محفل عیش ہی یہ گنج شہیدان نہ سمجھ مزع بسمل کی طرح نجد میں بیتاب ہوئیں	وہ ادا کی کہ قضا بول اٹھی قاتل قاتل قتل سے میرے ہوا یہ تجھے حاصل قاتل صاف محشر میں یہ کہہ دو لگا کہ قاتل قاتل ایسے صد مونکا نہ ہو گا تحمل قاتل کہ عدم کی مجھے در پیش ہر منزل قاتل آنکھ رہن ہر تری آنکھ کا ہر تل قاتل ہو گیا حق میں مرا آپ کا بسمل قاتل خضر کی عمر ہوئی اب مجھے حاصل قاتل رقص کرتے ہیں خوشی سے ترے بسمل قاتل ہو گئی کیا نگہ صاحب محل قاتل
--	---

<p>کاٹ دی الفت گیسو کی سلاسل قاتل بات جب ہو کہ میسجائے قاتل قاتل کوئی بیدار نہیں تیرے مقابل قاتل</p>	<p>قید بہتی ہے اگر مسکو رہا کرتا ہو کیا رکھتے ہو جو دم بھرتے ہیں اسل تیرا یوں تو خونریز ہیں عالم میں ہزار دان بسکین</p>
<p>لوگ دیوانے ہیں جو دھوٹے پہن رہے ہیں قتل کر کے تجھے پہنچائے منزل قاتل</p>	
<p>جھپٹتا ہے چنچ پر ہر درخشاں آجکل بڑھ چلا ہے میرے دہن گریبان آجکل نوب نکلیں گے دل شیدائے ارمان آجکل پنچہ رنگین ہر رشک شاخ مرجان آجکل قاف سے اُڑتے چلی آتی ہیں پریان آجکل ہاتھ میں بلبل کے ہر گل کا گریبان آجکل کیا نکلتے ہیں سر بسمل کے دربان آجکل دشت دل تنگ ہے مجھ پر بیابان آجکل کیا مڑ قاتل کے گھر ہے عید قربان آجکل شوخیوں سے ہیں وہ آنکھوں کے شیمان آجکل رنگ یا ہر نیا خون شہیدان آجکل گر میان دکھلا رہی ہے آہ سوزان آجکل</p>	<p>کیا ترقی پر ہے حسن کے جاناں آجکل کیا جنوں انگیر ہے فصل بہار ان آجکل میرے گھر میں وہ پری پیکر ہے حمان آجکل لب میں آنے غیرت لعل بدخشاں آجکل وہ دم یہ ڈالی ہو دیوانے تیرے ای پری کس قیامت کی بہار آئی ہو اب کی ای جنوں ایسے ابرو تیرے مرگانِ دلوں میں مضرو قتل خاک اڑاؤں کھو لکر جی جل ایسی جگہ کس خوشی سے کت ہے ہن گردِ عشاق کی بے لکھو کج قتل میں کیا کیا کر شے کر گئیں منہ دی ملنے کا ہوا ہے شوق پھر شوق کو دیکھیے کہ کس کو چلا کس کو چھوٹے خیر ہو</p>

<p> بان مہی سرسہ کا جل غاڑہ منھدی آئندہ پھر کمان فیصل گل یہ جوش سیت جنون پانوں میں اُنکے ملا جاتا ہر منھدی کے عوض یاں شب تاریک میں اختر شمار سی ہر ہمیں اک صنم کے عشق نے دلیں ہمار کی جگہ برق لرزان ہو ترپے اس دل تیا بکے لعلہا تاسنہ نہرین جزن ٹھنڈی صی ہوا آگیا ہر پھر کسی کم سن کے زلفوں کا خیال </p>	<p> جمع دان کیا کیا ہین لیش کے سامان آجکل رہ نہ جائے حسرت چاک گریبان آجکل صرف ہوتا ہر جان خون شیدان آجکل دان چنی جاتی ہر پیشانی پر نشان آجکل بت ہوا ہر خانہ کعبہ میں مہمان آجکل جھپٹتا ہر چشم تر سے ابر نیسان آجکل قابلِ نظارہ ہر صحن گلستان آجکل پھر ہوا ہر نیل نادان پریشان آجکل </p>
---	--

گند و شتا توں جلدی کیا ہر طجاری کا جلد
 لکھ گیا چھپنے کو ہر صفدر کا دیوان آجکل

ار دلیف میسم

<p> گویا برنگ بو ہو ہر اک پیر ہن میں تم میں ہوں کہ بولتے ہو مگر پیر ہن میں تم دیکھا تو تھے چراغ ہر اک انجن میں تم موتی میں آب نگ عقیق میں میں تم خم گلرخون کی زلف شکن شکن میں تم شمشاد و فاختہ گل و بلبل چمن میں تم </p>	<p> نسرین میں تم ہو بیلے میں تم یا سمن میں تم طاقت دل و جگر میں زربان ہو دہن میں تم مسجد میں میکدے میں کلیسا میں دیر میں گل میں شبنم نشہ مولد نام میں موے میان نازک مہر تلعتان میں بل نیرنگی جمال میں سورنگ حسن عشق </p>
---	---

ہم عیش ہر امیر کے بیت السردر میں	ہم درد ہر فقیر کے بیت انحر میں تم
وجہ صفاے چہرہ آئینہ حلب	خوشبو لباس نافہ شک خن میں تم
بل کر گدن کی شاخ میں چتے کے تن میں داغ	جرات مزاج شیر میں شوخی ہرن میں تم
زینت کے وقت زانو سے شیریں برائندہ	ہنگام جد تیشہ کف کو بکن میں تم

کہتے تھے کیا زبان سے کیا کچھ نکل گیا
صفدر کمال آج تو بکے سخن میں تم

جانے کو گھر اُسکے جائینگے ہم	دل روز کمان سے لائینگے ہم
پہلو میں جو تم ہو حضرت دل	اک دم بھی نہ چین پائینگے ہم
پرسمش جو ہوئی تو حشر کے دن	تصویر تری دکھائینگے ہم
بگڑیگا جو میکدے میں زاہد	مسجد میں اُسے بنائینگے ہم
ہنستے ہوئے اُسے اس چمن میں	روتے ہوئے بانسے جائینگے ہم
کیون خاک میں ہو ہمیں ملائے	دیکھو تمھیں یاد آئینگے ہم
جی بھر کے کریں گے دل کا ماتم	چھوٹی سی لوح بنائینگے ہم

صفدر اک روز وصل ہوگا

کب تک صدمے اُٹھائینگے ہم

کسی کو اُسکے دہن کا نشان نہیں معلوم	سوا خدا کے یہ راز نہاں نہیں معلوم
گلی میں یار کے یاد دی خون کی طر	کیا ہر یہ دل وحشی کمان نہیں معلوم

تمہارا دل جو کہین آئینگا تو سمجھو گے نہ پوچھو خانہ بد و شون کا کچھ تپہ صیاد کبھی تو پیک صبا آئے بھول کر یارب چلی جو ہجر میں اندھی ہمارے نالوں کی کبھی وہ میلون میں یا مغلون میں عجبت بہار دور وزہ پہ ناز کرتا ہوں عدم کو لوگ چلے جا رہے ہیں جوتی سے رہے وہ گور غریبان میں یا گئے سب خلد	ہماری قدر رنجی جان جان نہیں معلوم کہ ہر جن تھا کہ ہر آشیان نہیں معلوم تفس میں کچھ خبر بوستان نہیں معلوم کہ ہر کوڑے گیا آسمان نہیں معلوم انہیں مرا تجھے انکا مکان نہیں معلوم خزان کا حال تجھے باغبان نہیں معلوم یہاں سے کیا ہر زیادہ دہان نہیں معلوم مسافرانِ عدم کا نشان نہیں معلوم
--	--

عجبت بگڑتا ہر صیاد آہِ صفدر سے

اسیر تازہ ہر طرزِ فغان نہیں معلوم

دل دیکے تمہیں تو چلے ہم اس باغ میں مثلِ شبنم و گل کیا خاک اس انجمن میں دیکھا اب جلد لگا دے منہ سے سناغ ای عشق جو آبر و تھی باقی اُس چاہِ ذوق پہ دل کو لا کر تنگ آگئی جانِ سختوں سے	کیا مفت یہ مال کھو چلے ہم بستے ہوئے آئے رو چلے ہم بس کھلتے ہی آنکھ سوچے ہم ساقی ہشیار ہو چلے ہم اب اُس سے بھی ہاتھ دھو چلے ہم یوسف کی طرح ڈبو چلے ہم لودیر سے ای تو چلے ہم
--	--

<p>وہ بت نہ ملا یہاں بھی اسی شہنچ اس دل تجھے دیکے ایک گل کو ہم دفن ہوئے تو روح بولی</p>	<p>کہے میں بھی کج ہو چلے ہم کانٹے ترے حق میں بو چلے ہم کشتی اپنی ڈبو چلے ہم</p>
<p>یانِ شمع کی طرح آکے صفدر احوال پر اپنے رو چلے ہم</p>	
<p>صفدر کمال تنگ ہیں جو روحِ جفا سے ہم دل کو خیال کیسو بے پیمان نہیں رہا بہ چلا چرا کے ایک تو دے دست یار کا جس جا کبھی ہوا نہ فرشتے کا بھی گذر دعویٰ کرینگے حشر میں کیا تجھ سے خون ایسی دماغ کو ہر تمنائے بوئے گل سینہ فگار ہو کہ جگر چاک چاک ہو کی شوق نے جو راہِ محبت میں ہم رہی پوچھا مزاج ہمنے تو بولے کہ شکر ہی نفرت ہی دل کو دولتِ دنیا سے اسقدر</p>	<p>فریادانِ تیون کی کرینگے خدا سے ہم اچھا ہوا کہ چھوٹ گئے اس بلا سے ہم کہتے ہیں ہاتھ جوڑ کے دزدِ خفا سے ہم پہونچے دہانِ رسائیِ نختِ رسا سے ہم قربانِ تجھ پہ ہوتے ہیں اپنی ضا سے ہم گلشنِ میں دوز جاتے ہیں پہلے صبا سے ہم موڑینگے منہ نہ یار کی تیغِ جفا سے ہم دو چار گام بڑھکے چلینگے ہوا سے ہم اچھے ہیں آج تک تو تمھاری غا سے ہم چلتے ہیں بیکے سایہِ بالِ ہما سے ہم</p>
<p>صفدر رہا رادل جو پیشانی یوہن رہا کھینچینگے ہاتھ الفت زلفِ دو تا سے ہم</p>	

<p>وہ بلیقے ہر تو سلیمان ہیں ہم وہ ابرو کمان ہر تو قربان ہیں ہم سکندر ہیں قیصر ہیں خاقان ہیں ہم حقیقت میں دیکھو تو سلطان ہیں ہم اجل سخت کج سے پشیمان ہیں ہم کہ مشتاق سیر گلستان ہیں ہم کہ مدت سے سرور گریبان ہیں ہم خبر لو کہ دودن کے نمان ہیں ہم</p>	<p>وہ شیریں ہر پردہ زور دان ہیں ہم نشانہ پے تیر مژگان ہیں ہم فقیری ہماری فقیر سی نہیں بظاہر ہیں کو چہ میں اُسکے گدا نہ آنے نظر لاغری سے نہ کچھ دکھا دو کبھی بھول سا رخ ہمیں بنایا ہمیں غنچہ کس فکر نے اجل سر پہ ہر وقت حلت قریب</p>
<p>جو سرور خرا مان ہر صفدر ردہ گل تو داغون سے سرور چراغان ہیں ہم</p>	
<p>اور کچھ ہو گئے بہار میں ہم اتو ہیں تیرے اختیار میں ہم ایسے اندھے ہوئے بہار میں ہم ساقیا ہیں ابھی خسار میں ہم مست تھے ساقیا بہار میں ہم یا خدا آئے کس دیار میں ہم ایسی سننے نہیں بہار میں ہم</p>	<p>نہ رہے اپنے اختیار میں ہم قید کر ہم کو یار ہا صیاد گل کو کہنے لگے ترا عارض پی چکے ہیں ہزار خشم لیکن اب خزان آئی ہوشیار ہوئے کوئی پہچانتا نہیں ہم کو داغلو بس زبان بند کرد</p>

شورِ محشر نے کیا قیامت کی	سو گئے تھے ابھی مزار میں ہم
نہیں آئی نہ رات بھر صفدر	تھے کسی کے جو انتظار میں ہم
ردیفِ نون	
کیفِ مکن ہوں میں بوسے گل و سمن ہوں میں	
لالہ ہر چمن ہوں میں شمع ہر انجمن ہوں میں	
میکدے میں مین بادہ نوشِ مدرسی میں تمام ہوش	
کچھ میں شیخ جبہ پوشِ دیرین برہمن ہوں میں	
رنگِ رخِ فحل ہوں میں حسرتِ منفعل ہوں میں	
گر یہ چشمِ دول ہوئیں خندہ زخمِ تن ہوں میں	
سایہ سرِ شجر ہوں میں لذتِ سرِ شجر ہوں میں	
آتشِ بعلِ تر ہوئیں آبِ درِ عدن ہوں میں	
ساکنِ بے مکان ہوں میں بسببِ بے سان ہوئیں	
نادرِ بے زبان ہوں میں خندہ بے دہن ہوں میں	
بلیں نادرِ کش ہوں میں پھوونکی بوغِ بخش ہوئیں	
طوطیِ خضر و ش ہوں میں آئینہ چمن ہوں میں	
اگر یہ آئینہ میں تازگی ہمارے میں	

سبزی سبزہ زار میں زردی یاسمن ہوں میں
 صفدر اگر ہو سر عیان حشر میں بہر عاصیان
 سایہ رب دو جهان رحمت ذوالمن ہوں میں

کوئی کیا جاکچو مرکز عالم میں کیا ہوں میں
 شہید و نکو و بت مطلوب توغبنا ہوں میں
 اگر سرمہ بھٹی ہو تو سرمہ چشم بعیرت ہوں
 شکرچی سے سوسونگ عالم میں لبتا ہوں
 قلعی پر اگر آؤں فروغ تازہ دکھلاؤں
 مری فریاد سے زندہ ہو عالم ہو اگر مردہ
 کوئی پھٹکے کسی صحرا میں خضر راہ ہوں اسکا
 کیا ہر شہرہ آفاق مجکو گنج عزت نے
 بروز قحط تاثیر دعاے احمد مرسل
 کبھی برق تجلی ہوں کبھی نور رخ یوسف
 بہ ادا درو کے حق میں مرہم داغ کے حقیق
 نہ چھوٹے شل چہر خون میرا تیغ قاتل سے
 عتاب لطف دونوں ایقے بنات میں میری
 تماشا اس چمن کیا سائے میری نظروں میں

نقط نصف النہار آسمان اعتدال ہوں میں
 حینونکو جو زینت کا خیال آئے خاناہوت
 اگر شبنم بھی ہوں تو شبنم باغ صفا ہوں میں
 سمن ہوں یا سمن ہوں گہت گل ہوں صبا ہوں میں
 قمر ہوں مشتری ہوں مہربان ہوں سہا ہوں میں
 صد اکھو ہوں ہنگامہ روز و رجب ہوں میں
 کوئی کشتی ہے دریا میں اسکا تا خدا ہوں میں
 لیکن ہوں ایکجا عالم میں لیکن جا بجا ہوں میں
 دم پیکار زور بازو سے مشک کشا ہوں میں
 کہیں بدرالدجی ہوں کہیں شبنم الفی ہوں میں
 غریبوں کا سہارا ہوں مریضوں کی شفا ہوں میں
 بنائے مہر الفت یا مناموس وفا ہوں میں
 دم آب بقا ہوں جرعہ زہر فنا ہوں میں
 دل بے آرزو ہو تارک برگ دنوا ہوں میں

<p>مقابل ہونے سے ہو کر کون بیج سکتا ہوا صفد</p> <p>نشانہ سانسے آئے تو تیرے بنے خطا ہوں میں</p>	
<p>سیہ بختی میں شل سایہ بال ہا ہوں نہیں</p> <p>مسی لیدہ لبٹن میں چشم ہر سان نہیں</p> <p>سر با غرق خون گرچہ لعل بے بہا ہوں نہیں</p> <p>حرارت میں آن آتش تیر چنے میں ہا ہوں نہیں</p> <p>نہ موج سبزہ مخمل نہ موج بوریا ہوں نہیں</p> <p>حجاب ستین میں شل دست مارا ہوں نہیں</p> <p>سپند سوختہ کی شمع آتش زیر ہا ہوں نہیں</p> <p>السی پا خوابیدہ کہ دست بے عصا ہوں نہیں</p> <p>نہ نقش بار ہر ہوں نہ آواز درا ہوں نہیں</p> <p>یہ جب تک سانسے ہیں ان سے صورت آشنا ہوں نہیں</p> <p>جو مجھ کو دیکھتا ہے بس اسی کو دیکھتا ہوں نہیں</p>	<p>تبدستوں کو دو لہندہ کردوں گدا ہوں نہیں</p> <p>پسند طبع عالم خاک ہو میری سیہ بختی</p> <p>بزرگ گل ہیر کرنا ہوں میں قات کاٹو نہیں</p> <p>پریشان خاک کی صورت شا بان آب کی صورت</p> <p>جدہ میری خلقت سب سے گلزار ہستی میں</p> <p>نجل کھتی ہر مجھ کو خود مر طالع کی کوتاہی</p> <p>قدم ثابت ہر میرا غم میں جگہ خاک ہوئے ہر</p> <p>نہ طاقت مجھ کو خدیش کی نہ قدر دفع دشمن کی</p> <p>کسی کام میں شل میں مجھ کو نکلتا ہر</p> <p>جو خاطر میں ہیں میرے دم تو کب ان سے ملتا ہوں</p> <p>پیشہ شکل آئے دار فتنہ چشم غایت ہوں</p>
<p>اسی کی سمت پھر ہوں اسی جانب ہر رخ میرا</p> <p>خبر ہر ذات رب صفد رضمیر مبتدا ہوں میں</p>	
<p>سہمے ہو جھپٹے ہو شرمائے ہو ہیں</p> <p>اتک ل بیتاب کو ٹھہرا ہوں</p>	<p>کس شان سے گھر میں ہمارے ہوتے ہیں</p> <p>پھر ہاتھ نہ آئے گا جو لیتا ہے تو لے لو</p>

ہم چھڑے سرِ آمادہ وہ سر ہائے ہین انداز و اداریا کے ساتھ آئے ہو ہین قابل یہ چلن سب سے سہل ہوئے ہین جو دیکھو کے آئے ہین وہ گھبرائے ہو ہین اب پائون پھیلائیے ہم آئے ہو ہین کچھ سوچ میں بیٹھے ہیں گھبرا ہوئے ہین ترت پہ کئی پردہ نشین آئے ہو ہین رو کے ہوئے تھامے ہو ہلا ہوئے ہین	ہر صبح شب وصل بھی کس لطف کی صحبت خلوت میں بھی اظہارِ تمنائیں ممکن خبر کو نہ آتی تھی کفچا دٹ نہ رکاوٹ کیا جانے بیمارِ محبت کا ہی کیا حال آکر وہ مری لاش پہ کس ناز سے بولے کدھی مگر مرنے کی خبر اُن سے کسی نے مر مر سے کہو جلد چونغ آکے بچھا دے کر تاملِ بقیاب قیامت مگر اب تک
--	---

خوردن کو کبھی منہ نہ لگائینگے وہ صفدر
جو یار کے ہوسوں کا غرہ پائے ہوئے ہین

تاسفِ خونِ ناحق کا مگر جلا د کرتے ہین تمھیں سے یہ تمھاری ظلم کی فریاد کرتے ہین ابھی سہل تماشا ہے رخ جلا د کرتے ہین حراچی بچکیاں لیتی ہے جب ہم یاد کرتے ہین عنادلِ باغ میں شورِ بارِ کبا د کرتے ہین وہ اب بھی طوفِ گردِ تربتِ فرہاد کرتے ہین تربہ کر جیبا سیرانِ قفسِ فرہاد کرتے ہین	ہمیشہ مجھ کو حسرت سے شکر یاد کرتے ہین موسمِ جو عاشقِ شکوہ بیدار کرتے ہین ٹھہر جا کوئی ساعتِ اداسیِ تنغِ قضا دم ہوئی ہے ترکِ میخاری مگر کچھ ربطِ باقی ہے جمن پر آجکل جو بنِ فصلِ گل کی آمد ہے یہ الفت ہے جو اٹھتے ہین بگڑے غائبِ سیر ہے چمکنا ہمہ فیرانِ جمن سب بھول جاتے ہین
---	--

سوال وصل پر لازم نہیں بن گیا بیان نبی	ہماری عرض کیا کہ کیا ارشاد کرتے ہیں
ابھی مشتاق ہر عالم نہ تو قصر سخن صفدر	غزل ایک لہریں زمین میں ہم بنیا کرتے ہیں
ہم اس عمر دور روزہ کو عبث برباد کرتے ہیں نرا غم کرتے ہیں نئی بیدار کرتے ہیں تسارے باغبان گلشن ایجاد کرتے ہیں کسی کو بیچ دیتے ہیں کسی کو شاد کرتے ہیں میں خیر جان تیا ہوں مجھ کو یاد کرتے ہیں کہ توبہ توبہ جب کو دیکھ کر جلد کرتے ہیں نفس سے مرغ جان کو اپنے ہم زاد کرتے ہیں یہ کھڑاں جڑی کی بستی کو ہم آباد کرتے ہیں	صنم کا ذکر کرتے ہیں حق کی یاد کرتے ہیں خدا سمجھے یہ بت طرفہ ستم ایجاد کرتے ہیں سحر کو ظایرانہ شہنشاہ کس کس فصاحت سے نظر سے چرا کر غیر سے آنکھیں لڑاتے ہیں نہیں یہ نزع کی ہچکی ذرا دم لے فضا شائے تری تیغ نگہ سے حال ہر ایسا مرد کا تصدق کر کے اک محبوب کے فرق مبارک پر تصور آجکل بھر دلیں آیا خود دیوں کا
یہ کس محبوب کی تصویر ہر آئینہ دل میں	کہ صفدر رشک حسین سے مانی و نہر کرتے ہیں
کل عارض نصیب شہناں کھلائے جاتے ہیں اجل تناؤ توقع کر کہ وہ بھی آئے جاتے ہیں قیامت ہر یہ غم تیغ کو سکھائے جاتے ہیں یہ کھل شہادت سے ابھی ہاتھ آئے جاتے ہیں	ہب کیا چھو گئی ہر کپڑاں سر جاتے ہیں ایک ہی صدف شوق شہادت ان کے لینے کو دور نقل میں جل کھینچ کھینچ دے لیکے لیکے بڑھار شوق دل سے ہونستان جان پر

<p>نشا نہا مزار عاشقان ٹھوٹے جلتے ہیں فقط اکدم کا مین ہن کین گھر آتے ہیں بٹھائے جاہن اغیار ہم اٹھوٹے جاتے ہیں الجھتا ہر مردان لڑاں سلجھا جاتے ہیں عبث شمع دہر میں اپنی اپنی گائے جلتے ہیں جو ہم پر مرتے ہیں اس گھٹائے نہلائے جاہن</p>	<p>جہا نہیں رہے بجا نامِ الفت تا کہیں باقی کوئی کہہ کہ جلدی کیا ہو دم بھر تو کھنڈ نظر آتی شہن کبریا سبت کی محفل میں اکسی خیر ملوٹ کیجیے کیا بیج بڑتا ہو وہست حسنِ نون میں کسی کی بھی نہیں سنتا دکھا کر آبِ تیغ تیر وہ سفاک کستا ہو</p>
--	---

بھلا صفہ رین نکو راہ پر کس طرح سے لاؤں
 کچھ جاتے ہیں روئے لگتے ہیں شہر لے جاتے ہیں

کبھی سبزہ لب نہر ہوں کبھی اس چمن میں نسیم ہوں
 کبھی رخت لالہ میں داغ ہوں کبھی جیب گل میں شمیم ہوں
 نئے حال میں ہوں میں ہر نفس کم دیش پر مجھے دسترس
 جو گھٹوں تو تخت شری ہوں جو بڑھوں تو عرش عظیم ہوں
 نہ نکل سکوں نہ سنبھل سکوں نہ ٹھہر سکوں نہ تہ فلک
 کوئی کشتی جیسے بھنور میں ہوا نہیں گردش نہیں مقیم ہوں
 جو ستائے مجھ کو کوئی ذرا وہ عذاب میں رہے مبتلا
 نہیں سہل کچھ مجھے چھیڑنا اثر سرشکِ تبسم ہوں
 مرے رنج کی نہ کچھ ابتدا نہ مرے خوشی کی ہوا انتہا

جو جلون تو نارِ حسیم ہوں جو ہنسوں تو باغِ نعیم ہوں
 نہ سفر میں کوئی رفیق ہر نہ وطن میں کوئی شفیق ہر
 نہ غبارِ دامن راہرو نہ عبیرِ جیب تقسیم ہوں
 نہ کرم سے ہر مجھے کچھ خبر نہ ستم سے ہر مجھے کچھ ضرر
 نہ نگاہِ چشم امید ہوں نہ مینِ حسدِ دامن بیم ہوں
 یہ لرز رہا ہر بلا سے دل جو گردنِ ثواب بھی ہوں نخل
 عرقِ نجاست بے خطائے انفعالِ کریم ہوں
 نہ ہوا نصیب بجز الم نہ ملا سرد و سوا کے غم
 کہ ہمیشہ تلخی دہر سے مزہ دہانِ شقیم ہوں
 نہ حیات پر ہر نظر مجھے نہ ممات سے ہر خطر مجھے
 زرد و لبتِ دو جہان ملے تری تیغ سے جو دہنیم ہوں
 نہیں اس جہان پہ نظر مجھے کہ مال سے ہر خبر مجھے
 نہ ہوا کے لعل و گہر مجھے نہ مینِ طالبِ زروسیم ہوں
 نہ مجھے کسی سے ہر التجا نہ کسی کا مجھ سے ہر دعا
 لبِ خشک کا سہ فقیر ہوں نہ سحابِ بستِ کریم ہوں
 جو جلا ہر آتشِ عشق کا دہی آگ ہوگی اُسے دوا
 نہیں احتیاجِ حکیم کی کہ مینِ آپ اپنا حکیم ہوں

عسم عشق تیری ترقیان ترے زیر حکم ہو سب جہان
مجھے بھی قدم سے نہ کر جدا میں ترا رفیق تیرم ہوں
نہ کروں میں صفدر خستہ جان جو رجوع اس سے یہ دل کہاں
وہ طیب ہی میں مریض ہوں وہ حکیم ہی میں سقیم ہوں

<p>شہرہ ہر تیرے حسن کا جانان کہاں کہاں یہو نچانہ تیرے حسن کا فرمان کہاں کہاں شمع و نمین اسکا نور ہے پھول نہیں اسکا رنگ جانا ہے کوئی سو حرم کوئی سوئے پر مرغوب طبع ہے جو زمانے میں ہے حسین دل ناگمان جو گیسو خمدار میں گیا کرسی عرش کیا کہ یہ دیکھ آئے لامکان پاتا نہیں ہوں گھر میں کسی شب میں آپ کو وہ زلف و رخ یہ کتنے ہیں تاراج کے لیے دور یا میں موج باغ میں گل جاوہر میں پہلے یہ پوچھا ہنسنے گئے جس دیار میں</p>	<p>ہر نور آفتاب و رخسان کہاں کہاں بندے ہو نہ گبر و مسلمان کہاں کہاں دیکھا ہے ہنسنے جلوہ جانان کہاں کہاں پھرتے ہیں تھوڑے تھوڑے تھے نچسناں کہاں کہاں اکدل ہے اسکو کیجیے قربان کہاں کہاں بولایہ شانہ ہو کے پریشان کہاں کہاں پہونچے مکان حضرت انسان کہاں کہاں سچ کیسے آپ جاتے ہیں کہاں کہاں ہند و کمان کہاں ہیں مسلمان کہاں کہاں پھیلے ہیں میر جاگ گریبان کہاں کہاں یار و یاران ہر مجمع خوابان کہاں کہاں</p>
--	--

صفدر جواب نامہ نہ لایا جو نامہ بر
کیا جانے پھر ہاں پریشان کہاں کہاں

چمن میں کی ہر پھر کھڑ کر تھکاری جستجو برسوں	کسی گل بن بانی پر پھنسی پھنسی بو برسوں
جایا ہر چمن میں تھنے رنگ جستجو برسوں	گلی میں ہر گل کے پھر مانند بو برسوں
کسی کی یاد نے بخشا ہوا سا ذوق خاموشی	کرت بنکر ہے ہن ہم خدا کے رو برو برسوں
پھلے کبھی جو میرے درد کی لہاں دم بھر	تو بجلی کی طرح تڑپا کرے ای تیغ تو برسوں
یہ کیسے خون کی نھدی اتنی ملے آئی تھی	کہ آئی تیغ قاتل سے ملعون کی جھک بو برسوں
تہ محراب برو حکم تھا ہر سجدے کا	جب آس تیغ سے جاننا کرتے ہیں خود برسوں
ولاہر حص بجا اک دم کی زندگانی میں	جہان میں ہننے آیا ہونے میں سو نہ تو برسوں
لحد پر جمع ہو مجھ ناشاد کے آبانہ مدت تک	مرے پر بھی نہ میرے دل سے نکلی آرزو برسوں
رہی کیا صبح سیری میں سبھی اتنی میرے مستوں	کہ حلقہ گردن خم کا رہا طوق گلہو برسوں
کچھ عقدہ کھلا آہ میرے حال پریشان کا	کہا کی زلف بچان حال میرا ہو برسوں

زبان حال سے اظہار درد دل کیا صغیر

لب خاموش سے کرتے رہے ہم گفتگو برسوں

عالم تباہ ہو جو میں آنت رسیدہ ہوں	طوفان فوج آئے اگر آبدیدہ ہوں
زلفت ہو ساتھ اگر چہ خاک آبدیدہ ہوں	سایہ بھی ہوں تسایہ مرغ پریدہ ہوں
شکوہ نہیں جو بار بار مجھ سے تجسیم	میں حزن مدعا باب نہ رسیدہ ہوں
پھولا کبھی نہ غنچہ صفت تنگدل رہا	یارب میں کس چمن کا گل خود رسیدہ ہوں
جاتا ہوں جسطرف دھچکا تاہر مجھ سے آنکھ	آشوب گاہ دیر میں خاک پریدہ ہوں

پائی ہر مین نے خاک میں ملنے سے آبرو وہ اپنے گھر میں جس میں میں اپنے گھر میں ممکن نہیں کہ چھوٹ سکوں ام سے کبھی میں کیا تباہ ہوں کہ زمانہ تباہ ہر کیونکہ جھگیں نہ آگے مرے اکہ جہان کے سر موسے شہر پہ ہر یہ مرا شک کا کلام صیاد کا نہ خوف نہ ڈر محکوم کا وحشت کی دیتی ہر مرے افتادگی خبر پر دانہ میں نہیں کہ جلون شمع بزم پر	اس عکسے میں صورت اشک چکیدہ ہوں مجھ سے جو وہ خفا میں تو میں بھی کشیدہ ہوں بانع جہا نہیں طائر شہر پریدہ ہوں بحر جہاں میں کشتی طوفان رسیدہ ہوں محراب ار میں ترے در پر جمیدہ ہوں میں نخل عشق میں ثمر نور رسیدہ ہوں میں اس چمن میں طائر رنگ پریدہ ہوں صحرایں نقش پاے غزال رسیدہ ہوں بلبل نہیں جو ملک گل پر طیدہ ہوں
---	--

صفدر میں بوستان جہاں میں قبول
جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غفلت رسیدہ ہوں

تاتے ہیں یہ گیسو والے ہمیں بچن سے نہ گلچین نکالے ہمیں نہ دیوانے ہیں ہم نہ وحشی ہیں ہم کسی کی ہمیں یاد آئی ہر چال نہ جائینگے ہم بزم دلدار سے سلامت پہ پیر مغان خم کی خیر	خدا اس بلا سے نکالے ہمیں کہ زور و کے بھرتے ہیں تھالے ہمیں جو چاہیں کہیں کہنے والے ہمیں کو ہنمشیں اب سنبھالے ہمیں نہیں مانگ جو وہ نکالے ہمیں دیے موسے بھر کر پیالے ہمیں
--	---

<p>کسین چچ میں یہ نڈا لے ہمیں اکی جان ہے اٹھا لے ہمیں پڑے اپنے جینے کے لالے ہمیں وہ بت جتنا چاہے ستا ہمیں کیا ہو خدا کے حوالے ہمیں کبھی تو گلے سے لگا لے ہمیں</p>	<p>تری زلف پہ چاچے ڈرتے ہیں ہم جدائی کے اب نہ بچ اٹھتے نہیں ستم گلرخون کی جدائی ہوئی نہ شکوہ کرینگے خدا کی قسم لحد تک سب آکر گئے اپنے گھر بہت مضطرب ہر دل بے قرار</p>
<p>گلے میں مرے ہاتھ وہ ڈال کر یہ کہتے ہیں صفہ رہنا لے ہمیں</p>	
<p>رہے ہم بیان برسوں بسر کی ہرمان برسوں رہے ہیں برہم و درہم زمین آسمان برسوں جدائی میں کڑ گیا کیا اڑا یا کی زبان برسوں رہا ہر کو نفس میں بھی خیالِ شیان برسوں مہینوں آزیایا ہو کیا ہر امتحان برسوں ہوئی سیدھی بلبلس نگاہ باغبان برسوں پڑھی ہر بلبلس آکے مجھ سے بستان برسوں رہا گرشتہ بے تقصیر ہمسے آسمان برسوں رہا ریک دان کی طرح صحرا میں دن برسوں</p>	<p>رہی ہر کعبہ و تہخانہ میں قید مکان برسوں نہیں کچھ آج نا لے نے مری تاہر کھلائی شب و صلت کبھی سو جا سکے بک پایا تھا گھلتا مکونہ اگر خانہ صیاد میں بھو لے نہیں پایا ہر ظلم نے مجھ سے صبر میں کامل کسی دن چہرہ گل کو جو گستاخی سے لکھا تھا نہیں استاد مجھ سے کوئی علم خوش سانی میں کبھی جہنم نہ دیکھا روز و صلت جز شہد وہ ہر دھون ہر گزند منزل مقصود تک پہنچا</p>

ہمارے دل کیا احوال کیفیت کے خالی ہر	کبھی سیری سوئیے اگر یہ دستان برسوں
عجب اک عالم وحشت تھا آغاز محبت میں	راہ میں خانمان برباد بے نام نشان برسوں
اجازت دیجئے صیاد اتہوا ایک لالہ کی	زبان وکی ہر مدت کیا ضبط فغان برسوں

چھوٹا تھا اسکے کو فقط اس جرم پر صفدر
رہے زندان میں ہم مجبور بنیں ٹیران برسوں

غم دل جو آپسہ عیان نہیں تو کچھ آسکی وجہ نہ سان نہیں
مرے لب پہ شور و فغان نہیں مرے اشک چشم رواں نہیں
وہ شجر ہوں جس میں ثمر نہیں وہ صدف ہوں جس میں گہر نہیں
وہ سخن ہوں جس میں اثر نہیں وہ دہن ہوں جس میں بان نہیں
تری مدح ہم سے ہو جانجان کبھی اپنے دل کو نہیں گمان
وہ دہن گمان وہ زبان گمان وہ سخن نہیں وہ بیان نہیں
جسے ذوق الفت یا رہی اُسے سب طرح سے قرار ہو
عجب اس چمن کی بہار ہو کبھی جسکو غوف خزان نہیں
اُسی بت کے در پہ رہے جین مری زندگی ہو بسر دین
وہی باغ ہو وہی گلزمین ہو س ریاض جنان نہیں
شب وصل مرغ جو بول اٹھا مجھے صدمہ حد سے سوا ہوا
کہو بے محل نہ کرے صدام مرے دکھو تاب فغان نہیں

جنھیں زندگی پہ غور ہو انھیں عقل ہے نہ شعور ہے
 سفر اس سراسر ضرور ہے کہ قیام عمر روان نہیں
 جنھیں ناز جاہ و حشم پہ تھا جنھیں کبر گنج و دم پہ تھا
 جنھیں فخر طبل و علم پہ تھا کین کج آنکا نشان نہیں
 غزل اور صفہ رخوش بیان کو خوش ہو جس سے دل چل
 نہ مرنے کے قلم نہ تھے زبان ابھی بند طبع روان نہیں
 یہ گل ہمیشہ بہا رہی مرے دل میں داغ عیاں نہیں
 صفت گل چمن جنان کبھی اُسکو خوف خزان نہیں
 وہی سبز لب نہر ہے وہی آبشاروں کا شور ہے
 وہی قمر یون کا ہجوم ہے مگر اپنا سہرہ روان نہیں
 ابھی تیغ غمزہ کھینچ نہیں ابھی تیر عشوہ چلا نہیں
 ابھی اُس میں ناز و داد نہیں ابھی طفل ہے وہ جوان نہیں
 مرے شور پر نہو خندہ زن ترا اور حال ہے فاختہ
 ترا سہرہ و تجھ سے خفا نہیں ترا طوق اتنا گران نہیں
 مجھے ذوق لذت زخیم ہے اُسے ناپسند ہے بالکین
 مجھے آرزو کہ بدت ہو نہیں اُسے شوق تیر دکان نہیں
 وہی کعبہ ہے وہی دیر ہے وہی خانقہ وہی مسکدہ

جو دوئی کا پردہ اٹھادیا تو خدا کا جلوہ کہاں نہیں
 کہا اُس نے صفدر نیمجان مگر اس جہان سے گزر گیا
 کہ ہمارے کوچے میں دیر سے وہ صد آہ و فغان نہیں

کچھ دھیان ہجر کا نہ رہا وصل یار میں
 کشمیر میں سخن میں حلب میں تار میں
 جابن بہشت کو کہ چلین کوے یار میں
 اس درجہ ناتوان ہوا ہجر یار میں
 دیکھانہ ایک میں شکر عارف کا ہنسنے لگ
 معشوق آپ کو مجھے عاشق بنا دیا
 گستاخوں کے میرے وہ آزر دہ ہو گئے
 کیونکر نہ بوسے لون لب لیکوں کے وصل میں
 روز فراق ہونہ شب وصل کے سوا
 جنت سے بھیجے اتو کوئی حور اے خدا
 پاس قیسمت ادھر آتا نہیں وہ شوخ
 مستوں کو آسنے وادرجنت دکھا دیا
 پھر ہر کسی کے چشم فسونگر کا انتظار

بھولا خزان کو مرغ خوش الحان بہار میں
 شہرہ تمھارے حسن کا ہر ہر دیار میں
 کیا کیا خیال تے ہیں بھوکھ مزار میں
 بنتے ہیں سو لباس مرا ایک تار میں
 بھولے ہزار گل چمن روزگار میں
 کیا دخل ہے مشیت پروردگار میں
 سو جھانہ خاک لذت بوس کنار میں
 سچ ہے کہ لطف بادہ کشی ہے بہار میں
 گردش فلک کی ہو جو کراختیار میں
 دی جان ہنسنے حسرت بوس کنار میں
 کچھا ہوا ہے دامن گل نوک خار میں
 انگڑائی لی جو ہاتھ اٹھا کر خار میں
 پھر مبتلا ہوں گردش لیل و نہار میں

صفدر ہے آنسو دین مرا جسم زاریوں

رشتہ جو سطح گہرا بدار میں

<p> پر نہ نکلے تھے کہ آئے خانہ صیاد میں گر پڑی بجلی ٹرپ کر خانہ صیاد میں پھل یہ پابا میں آکر گلشن ایجاد میں تذکرے سیر میں ہیں دوق فریاد میں کیا کہوں قاتل جو تڑپ تری بیدار میں میں ترا مشتاق آیا گلشن ایجاد میں پڑ گئے چھالے زبان نشتر فصا د میں انکے نالوں میں اثر ہے بامری فریاد میں پھنس گئے آکر فریب حسن کدم زاد میں گر پڑا پنجہ ہوا رشتہ تن جلا د میں یا خدا ہو یہ اثر پیدا مری فریاد میں جان دی آخر ٹرپ کر خانہ صیاد میں ہی نزاکت سے نزاکت بازو جلا د میں چاروں سب گئے اس قصر بے بنیاد میں آگئی وسعت کہاں سے اس نالشا د میں زندگی باقی بسر ہوا ب خدا کی یاد میں </p>	<p> خاک دیکھی سیر ہننے گلشن ایجاد میں کیا اثر تھا بلبلوں کے نالہ و فریاد میں عمر بھر نالان ہا اک شک گل کی یاد میں یسلی دغدار و شیرین میں ہیں فساد میں چاہتا ہوں زیر خنجر حشر تک گردن رہے سرو کی الفت میں قمری قتل میں عناد میں ہوں ہ سودا کی ذرا چکھا جو میر غولم کیا سمجھ کر بلبلین کرتی ہیں مجھ سے سنا تھا فرشتوں کو بڑا دعویٰ عبادت کا مگر دوج ہو وقت کی وہ یاس کی ہنسنے لگا غیر سے آزر دہ ہو کر میر گھر آئے وہ بت بمصنفیروں کی جدائی کا نہ اٹھا مجھ سے غم رہ گئے مقتل میں شہیق شہادت نیجان ہر سکند رکانہ دارا کا نہ قیصر کا نشان حسرت و یاس و غم و رنج و الم کا ہر نجوم ٹھوکرین کھائیں بہت ہنسنے تبوں کے عشق میں </p>
---	--

دھل دیتے ہی نہیں بن کچھ بھی حسین کے کیا غزل بھگون بن صفہ زحہ استاد بن	
اب کہتے ہو کہ تم مری محفل میں آئے کیوں کہتا ہوں صاف صاف کہ مرا ہوں آپ پر میں نے جو آہ کی تو کہا ہنسکے یا رنے اے دل اگر کسی کی نہ تھی تجھ کو جستجو ہستی بن نیستی سے تو آنے کو آئے ہم سنکر جو میرا نام چڑھانا تھا تیوریاں اہل نظر کو طاقت دیدار جب نہ ہو اُس شوخ بیوفا کا اشارہ نہ ہوا اگر فرماتے تھے کہ آہ میں حیرے اثر نہیں جبا سکوا نفات نہو حال زار پر کافی تھی میرے داغِ جگر ہی کی روشنی عجرت کا ہر مقام تماشا نہیں ہر یہ	کہتا یہ ہو تو کوئی کسی کو بلائے کیوں ظاہر جواب ہو سے کوئی چھپائے کیوں ایسے جو ناتوان تھے تو پھر ناز اٹھائے کیوں قلا بے آسمان زمین کے ملائے کیوں لیکن بہت ہیں زمینِ لشیان کے آئے کیوں دو پھول وہ مزار پر لاکر چڑھائے کیوں پردہ اٹھا کے رخسے وہ جلوہ دکھائے کیوں دے چرخ مجکو رنج زمانہ ستائے کیوں بیتاب کے آپ مرے گھر پھر گئے کیوں پھر کوئی اپنے درد کا قصہ سنائے کیوں لاکر چراغ میری تحد پر جلائے کیوں لاشے پہ میرے جمع ہیں اپنے پر آئے کیوں
محراب بہر سجدہ ہو جب بروئے تبار صفہ رویار ہند سے کہے کو جائے کیوں	
کون کیا میں تم سے کہ کیا چاہتا ہوں	جفا ہو چکی اب فاجا چاہتا ہوں

<p>صلت سے مطلب تفرقت کے مطلب دل آئینہ ہر اس سے معلوم ہوگا بہت آشنائیں ماننے میں لیکن ہم منع تو آ کے صورت دکھا دو عجم ہر سے تنگ آیا ہوں ایسا چمن میں تو آیا ہوں ساتی کو لیکر کسی گل کی بوجھ لاکر سنگھاؤں غرض کوئی مجھ کو نہواں تبوں سے خدا دوست کو سیر مجھ سے چھڑاؤں</p>	<p>تقطیع میں تمھاری فنا چاہتا ہوں نہیں چاہتا تم کو یا چاہتا ہوں کوئی دوست درد آشنا چاہتا ہوں نہیں دیر حرصت ہوا چاہتا ہوں کہ مرنے کی تم سے دعا چاہتا ہوں اٹھے ابر محمد صی ہوا چاہتا ہوں یہی تجھ سے باور صبا چاہتا ہوں دل بے غرض یا خدا چاہتا ہوں جو دشمن کا بھی میں برا چاہتا ہوں</p>
<p>وہ عیسیٰ ملے تو کون اس سے صدف کہ میں درد دل کی دوا چاہتا ہوں</p>	
<p>دل و جگر خون ہو چکے ہیں جو اس تکا پنے جا چکے ہیں وہی محبت کا حوصلہ ہر ہزار حد سے اٹھا چکے ہیں یقین ہوا اب جسم پر وہ آئین ستم کیے ہیں کمال مجھ پر سنا چکے ہیں رولا چکے ہیں دل و جگر کو جلا چکے ہیں کبھی ندمت تم ہو گی واعظ شراب گلگون کی میکشون سے زریان سے اُسکو بُرا کہیں کیا جسے کہ ہم تمھو دگا چکے ہیں</p>	

ستم سے دل اور شادمان ہو کبھی نہ سختی کوئی گران ہو
 کسی کا اب اور امتحان ہو ہمیں تو آپ آرزو چکے ہیں
 لگا کے خنجر بچھا یتنگے کیا وہ پیاس میری سنا ہی میں نے
 مری طرف سے رقیب اُنکو لگا چکے ہیں بچھا چکے ہیں
 مقدر اپنا ہی خفتہ کب سے کہاں ہر امید اب کہ چونکے
 ترپ کے چلا کے شور کر کے بہت سے ہم جگا چکے ہیں
 جمن سے گل توڑنا تو کیسا ہی ہر سم کو بہت غنیمت
 کہ دامن اُبھھا جو خار سے تھا ہشکل اُسکو چھرا کے ہیں
 مشاعرے کا ہر قصہ صفدر کہ شعر اچھے ہیں چلے پڑھے
 مگر یہ ہوتا ہی یاد ہم کو کہ یہ غنزل ہم سنا چکے ہیں

<p>ہوئے افقت کے جب بند تو کفایتی در تے جہان دیکھا کسی کو بس خضر تپہ مر تے طلب ہوا اپنے کی گیسو زمین شانہ کرتے ہیں کہا مجھکو ریل دیکھ کر قتل میں قاتل سے زیادہ اس سے شوخی اور کیا ہوگی قیامت ہر اُدھر جو شج انی ہوا دھر جو شج خون ہر دم اُترتے ہیں جن سے بلبلو نکو باغبان گلچین</p>	<p>خدا کے سامنے کہہ چنگے اُورت چھپتے ہیں حسینوں سے نہیں در ہم اپنے دے دے در ہیں اکہی خیر ہو پھر نہ کھرتے ہیں سورتے ہیں میں حاضر اُسکو جلدی آئین بھر دیر کرتے ہیں یے بیٹھے میں مٹھی میں مراد دل در کرتے ہیں وہاں جن بن ابھرتا ہو بیان چھا ابھرتے ہیں بہار آئی عروس مانع کے صد اُترتے ہیں</p>
--	---

<p>رہا جاتا نہیں ہر بے کسے دین جو حسرت ہو یہ خود بینی کہاں تک آئے کو اب کرو خست کین کیا زندگی کیونکر بسر ہوئی ہر وقت ترسی اس بیوفائی پر وفا داری کرنا ہو</p>	<p>نہیں سنتے ہیں کچھ بھی مگر ہم کہ گذرتے ہیں ادھر بھی اک نظر ہم بھی تو ٹکویا کرتے ہیں ترپتے ہیں سسکتے ہیں جیتے ہیں مرتے ہیں نہیں مریں تجھے بہنو اپنے دلہے مریں</p>
---	---

<p>ہماری خاک دانگیر ہو جائے نہ امی صفدر اٹھا لیتے ہیں دہن جس گلی سے وہ گذرتے ہیں</p>

<p>تعلق سے رہا آزاد سیر دشت گلشن میں مین یکنا عشق میں ہو تو اگر ہر حسن میں کامل نہ کوئی غیر کہے میں نہ تجا نے میں بیگانہ وہ میکش میں کہ ایزاد ہمارا تھا رہتے ہیں نہ ہو جوت خالی اسی روز گر چارہ سازی بھی دو شالے اور جھکر کل بستر گل پر جو بٹتے تھے کسی کے دیکھنے پر زرس کھاتا نہیں کوئی تھارا ایک جلوہ ہر جگہ نیز نگ رکھتا ہو</p>	<p>نہ گل میرے گریبا نہیں نہ کانٹا میرا دین نہ مجھ سا خار میرا نہ تجھ سا بھول گلشن میں زبردستی کا جھکڑا بیڑ گیا شیخ و برہن میں کبھی شیشے کی گردنیں کبھی ساقی کی گردنیں گر بیان بھار کر پیوند کرنا میرا دامن میں تیرے میں منہ پیٹے آج وہ چادر مدفن میں گھٹائیں درہی میں نہیں ہی ہر برق دن میں صد چشم مسلمانین صنم چشم برہن میں</p>
---	---

<p>مضامین منتخب میری غزلین کیوں ہو صفدر میں کا نونو ہمارا کھول چن لیتا ہو دین میں</p>
--

<p>پڑ گیا کیا زخم تیغ عشق کا رسی اندون منع بسمل کی ترپ ہر بیترا رسی اندون</p>
--

<p> دواہ کیا جو بن پہ ہر حسنِ عرواں چمن فصل گل پھرائی پھر جوشِ جنوں تازہ ہوا لہلہا تاسنہ نہرین موجزنِ مُخدّعی ہوا پائے خم پر غدرِ خواہی کپڑے میں اہل زہر عندِ لیبتوم بھی اُسکے ساتھ گلشن سے چلو تھایہ رند بادہ کش کوئی کہ جسکی خاک پر فرقتِ دلدارینِ جھٹ ہو ہوشِ دُوحس فرقتِ جانانِ بین لے بھی ہمارے چھوڑ دی دواہ کیا جو بن کھاتی ہیں تمھاری چھاتیاں </p>	<p> لہنا نہ گرتی پھرتی ہر باد بہاری اندنوں رنگ لائی پھر نیا وحشت ہماری اندنوں کیا گلستا نہیں ہر لطفِ بادہ خواری اندنوں جا کے سر چھو کر کہاں پر ہیر گاری اندنوں لیجلی ہر بوئے گل باد بہاری اندنوں ابرِ رحمت کر رہا ہر اشک بہاری اندنوں درد اک کرتا ہر دلی غمگساری اندنوں ہمنشین غمگساری دوستداری اندنوں ابھری ابھری گوری گوری پیاری پیاری اندنوں </p>
<p> فصل گل میں توڑی توبہ رہا جاتا نہیں کیا کرین صفدر کہ ہو بے اختیار سی اندنوں </p>	
<p> کیا لیں مری خبر انھیں اپنی خبر نہیں تا نصف شب تھی ہاں کی پچھلے پہر نہیں پہلو نشین سو کے دل نوہ گر نہیں کس ناز سے وہ کہتے ہیں بس اب دھڑ نہیں میں دیکھوں بیٹھے بیٹھے یہ میرا جگر نہیں غافل میں سب کسی کو کسی کی خبر نہیں </p>	<p> کم سن ہیں اُنہ ابھی پیشِ نظر نہیں کچھ باتِ معتبر تری اے جیلہ گر نہیں ہمدم کہاں فیتہ کہاں جسے یار میں لیتا ہوں ایک گال کے بوسے جو چار پانچ اٹھ اٹھ کے میرے دلو کرین آپ پائمال کیا میکہہ بھی شہرِ خوشاں ہر سا قیا </p>

سودے میں لفت یار کے کتنا ہوا رات بھر تسکین کو میرے دل سے بنائی ہو تو نے بات ملتی نہیں ہو آنکھ بھی پوسے کا ذکر کیا میری تمھاری تو نہیں ہاں میں ایک سے آتا ہوا مسیح تو جلد آ کے دیکھ جا پامال کوئی ہو کوئی ٹھوکر سے جی آٹھے	یہ وہ شبِ فراق ہو جسکی سحر نہیں پیغام اُسکے مُٹھ کا یہ ادا نامہ بر نہیں اگلی سی وہ حضور کی ہم پر نظر نہیں وہ معتبر نہیں ہیں تو انہیں اثر نہیں تیرے مریضِ غم کو امیدِ سحر نہیں ستانہ اُسکی چال ہو اُسکو خبر نہیں
--	--

صفدر کہیں چھپائے سے چھپتا ہو ردل
بتیاب کیوں ہیں آپ محبت اگر نہیں

ہم آئے تھے گھری بھر غم غلط کر نیکو یار نہیں میں توبہ کر کے آ بیٹھا تو ہوں پر ہیر گار نہیں نہ میرا عشق میں ثانی نہ تیرا حسن میں ثانی نہیں آ رام اُسکو ایک دم شل دل عاشق تمھاری چھا گلین آرزو گستی میں بیچار نکالے رنگ چھے حشر زاہد نے ان دوز ہمیں ہو جستجو ہر زم میں معشوق کم سن کی نہ عاشق ہو کوئی مجھ سا نہ ظالم ہو کوئی سچ آواز میں مردِ پردہ سار کا قاضی مفتی	وہ سب ہنسے سوانے تمھارے دستہ آرزو نہیں کوئی کھینچے لے جاتا ہو دلوں کا وہ خوار نہیں میں ہوں لاکھوں میں کیسا منتخب ہو تو ہر رو نہیں نگاہِ ناز بھی ہو کیا تمھارے بقا آرزو نہیں کہ جب چلتے ہو تو تم جی آٹھے ہیں مردِ فرار نہیں کہ دن بھر روزہ آرزو میں شبنم باخو نہیں تمنا لاکھ بیدار کی ہو لالہ زاروں میں وفا میری جفا تیری چھپی ہو شہتہا آرزو نہیں طے راتوں کو اکثر وقت رز پر ہیر گار نہیں
--	--

چھکایا مہر سے اک عالم کو ساقی تو نے محفلِ مین	ادھر بھی کوئی ساغرِ مہم بھی ہوا یہید وارو مین
گہو یہ برق سے لڑتے پنے کی اگر چاہے	رہے دو چار دن اگر تمھارے بقرار و مین
شبِ فتنے قتلِ مرانالہ صد اصور تمھارے شاید	زمینِ جنسِ مین آئی مردِ اچھو بیٹھے مزار و مین

بھلا رکھتے ہیں صفدر را دشا عرجہ سے کیا سبب	
مین ہوں شاہِ سخن یہ لوگ مین جاگیر دار و مین	

کوئی بات منہ سے نکل گئی جو خلافت و صلت یار مین
تو یہ نازِ راس سے کرونگا مین کہ جنوں ہر جگو بہا مین
مرے دل کی کچھ ہر نئی فغانِ لم جدائی یار مین
نہ جرس کے نالہ مین دردِ یہ نہ اثر یہ صوت ہزار مین
نہ وہ ناز اٹھانے کے حوصلے نہ وہ شوق ہر نہ وہ دلوے
تہین طاقت اب دلِ نزار مین نہیں تاب جانِ نزار مین
توے رحمِ حد سے کہیں سوا مرے جرم کی نہیں انتہا
نہ وہ آسکینگے حساب مین نہ یہ آسکینگے شمار مین
وہ کھڑے ہوئے مین سرِ نجد مرے اقربا سے کہے کوئی
انھیں اور دیکھ لوں کوئی دم ابھی تختے دینِ مزار مین
دم وصل ایسا لحاظ تمھارے زبان سے کچھ بھی مجھے کہا
مگر آنکھیں شرم سے بند کہیں تھی سو جھی بوسِ کنا مین

شب وصل غلبہ شوق ہی یہ خیال بھی ہر مگر مجھے
 کہ بگڑ نہ جائے وہ تند خو کہیں مجھ سے چاہ میں پیار میں
 عجب انقلاب زمانہ ہی وہ ہوے جو ان ہوے پیر ہم
 ہمیں سیر باغ کا لطف کیا کہ خزان ہر اپنی بہار میں
 مرا شہرہ سارے جہان میں ہر مراد کو کون بکان میں ہر
 نہیں غم اگر نہیں جانتا کوئی مجھ کو میرے دیار میں
 چمن جہان میں پھر چکا نہیں تم سا گل کوئی دوسرا
 فقط ایک بلبیل زار کیا جو کو تو کد دن ہزار میں
 دل تنگ کا تو الم نہیں مجھے صفدر اتنا خیال ہر
 مرے دلیں غم ہی جو یار کا وہ پڑا ہر طرفہ فشار میں

موتی بھری شبنم ہر غنچے کے دہن میں
 کیا لطف سیر بہ کو حاصل ہوا چمن میں
 کیا عطر کی مہک ہو اُس گل کے پیر میں
 کانٹے بھی ہن زبان پر چھپا بھی ہن میں
 کنگھی کرو سمجھ گیسوے پر شکن میں
 جھنجھلا کے خاک ڈالیں چشم برہن میں
 مرد و مچھل ڈیر نیگے میا ختہ کفن میں

غور اُس دہن کا جسم سنا چمن میں
 بیگانہ مثل سبزہ اکثر رہے وطن میں
 سمجھے چمن میں پہونچے آئے جو انجمن میں
 دشت نئی ہماری ہر وادی سخن میں
 ٹپکے ہو ہن لاکھوں دلی اسین عاشقوں کے
 نکلے صنمکدے سے ہو کر جو وہ مکرر
 ٹھوکر نیوں لگاؤ قیرون کو ناز سے تم

ای باغبان پھر ہم برسوں سیم آسا معتشوق جس جگہ ہر عشاق بھی مین مین گم گشتہ دل ہمارا تم سے جدا نہ ہوگا گلگشت باغ کو وہ شاید مین کی خواہ حیرت سے تیغ قاتل مقتول نے نہ دیکھی یہ سرفقامتوں اندھا اٹھائی ہم نے	آئی نہ ایک گل سے بو وفا چمن مین ہمراہ شمع دیکھے پردانے انجمن مین چاہ ز قن مین گایا زلف پر شکن مین پھرتی ہر کیسی مضطرباد صبا چمن مین سردہ یہ آئسہ ہر دو طحان اور وطن مین گلگشت کو نجائیں ن سروس چمن مین
--	---

اس واسطے ہر خواہش ملک عدم کی صفد
بچھڑے ہوئے اجمال جائیں گے وطن مین

شرم آنکھ مین ہر آنکھ ہر نہان نقاب مین پیدا ہوا ہر کچھ تو اثر اضطراب مین آنکھوں سے میرے ہر رخ جانان جاب مین اگر رشوق پوچھے مین نامہ برسے ہم ہم میکد کی راہ سے پہنچینگے یارتک قاصد بھی آسکو دیکھ کے بیتاب ہو گیا گنتی کے بوسے لینے کی ٹھہری ہر آنکھ کبے کو مین گیا تو وہ بت ہو گیا خفا یہ خوف تھا مجھے کہ یہاں بھی نہور قیب	رہتا ہر اب حجاب بھی انکا حجاب مین شبکو کبھی کبھی جو وہ آتے مین خواب مین ای برق حسن آگ لگا دے نقاب مین کچھ تو تبادے کیا وہ لکھنے جو انمین واعظ پڑے رہینگے غدا اب ثواب مین کیا جانے کیا زبان سے کہا اضطراب مین دھوکا ہی مین نے ڈال دیا ہر حساب مین چلکر رہ ثواب پڑا کس عذاب مین مطلب کی بات کہ نہ رکا آئسے خواب مین
---	---

<p>کم سن میں وہ ابھی سے شہرت ہواستقد رورو کے مثل برق تڑپتا ہون بار بار وہ کچھ لکھا کہ دلوں کو مرے پاس ہو گئی</p>	<p>بجلی چمک دمک کے بینکے شباب میں السنکرو درودل کی چمک اضطراب میں اس سے تو کاش کچھ وہ نہ لکھتے جواب میں</p>
<p>رنج فراق حضرت ناصح سے روزِ بحث صفدر کی ایک جان پر کس کس عند اب میں</p>	
<p>گالیوں پر بھی ترے حقین دعا کرتے ہیں دل مرا بانوں کے نیچے وہ ملا کرتے ہیں تیری بوسوں گھنے کو چاہیے اویار و ماغ کوئی اتنا تو بتا دے کہ حسینانِ جهان وہ صیان کب اسکی کمر کا نہیں آتا ہم کو گالیان دینے لگے کیسی وہ برہم ہو کر بسملوں کو جو ہوئی دولت دیدار نصیب صاف ہو بیدہنی انکی اسی سے ثابت سر و کو دیجیے کیا اس قدر موزوں تھا بار شاہی نہ اٹھیکاترے درویشوں سے</p>	<p>ہم وہ کرتے ہیں جو اربابِ فنا کرتے ہیں وہ صیان آتا نہیں اتنا کہ یہ کیا کرتے ہیں کیا سمجھ کر گلہ باد صبا کرتے ہیں ول جو لیجائے عشاق کا کیا کرتے ہیں سفر ملک عدم روز کیا کرتے ہیں ہٹنے اتنا ہی کہا تھا کہ دعا کرتے ہیں سجدہ شکر تہ تیغ ادا کرتے ہیں ہم جو کہتے ہیں وہ خاموش سا کرتے ہیں ایسے بندے تو وہ آزاد کیا کرتے ہیں وہ بھلا کب طلبِ ظل ہمارے ہیں</p>
<p>کی جو صفدر نے شکایت تو شکایت کیا ہے دوستوں ہی کا تو اجاب گلہ کرتے ہیں</p>	

<p> رہتا ہوں رات دن جو کیسے خیال میں کیا احتیاط ہوا نہیں مجھ سے وصال میں اٹھ اٹھ کے درد دل ہر تجھے چھیرنے سے کام اصر کیا مقام ہر میداں عشق بھی دل بھاگتا ہوا تو تصور سے یار کے کس گل کی سیر باغ کو آمد ہر صبا سو باجیج ہوش اُدھر سے ملا جواب کیا مجھ کو قتل کر کے پشیمان ہو ہیں وہ وہ اور جواب میرے سوا لونکا نامہ بر </p>	<p> باقی نہیں تیر فراق و وصال میں آتے ہیں ساتھ لیکے کسی کو خیال میں کیا جانے تو کہ بیٹھے ہیں ہم کس خیال میں قاتل جو وجد میں ہر تو بس ہر حال میں کہتے غیر آتا ہر پہلے خیال میں پھولے نہیں سماتے ہیں کلیان نہال میں ہم کچھ کسی کی سنتے ہیں وہ سوال میں بیٹھے ہیں سر تھجھکائے ہوئے افعال میں وہ بات کہ کہ آئے کسی کے خیال میں </p>
--	---

صنم غریب ہر جان پہ عشق کے ہر طرح

گرمی جلال میں ہر تو شوخی جمال میں

میں اگر چہ زار و نزار ہوں مگر اُسکا شکر گزار ہوں
 نہ کسی کی آنکھ میں خار ہوں نہ کسی کے دل کا غبار ہوں
 نہ کسی کی چوٹی کا بھول ہوں نہ کسی گلے کا میں ہار ہوں
 یہ ہجوم داغ ہر جسم پر کہ میں آپ باغ و بہار ہوں
 نہ کسی کے سینے کا داغ میں نہ کسی کا لالہ باغ میں
 نہ کسی کے گھر کا چہرہ داغ میں نہ کسی کا شمع نزار ہوں

نہ شمار میں نہ قطار میں نہ کرو میں نہ ہزار میں
 عنہم بکیسی کے دیار میں فقط ایک مشت غبار ہوں
 مجھے میرا گوشہ از د امرے حق میں ہر سبب بقا
 جو ذرا جان کی لگی ہوا تو فنا رنگ شرار ہوں
 مرا سر قدم سے اٹھائیے مجھے اب گلے سے لگائیے
 بہت آنکھیں اب نہ دکھائیے کہ ہزار دل شمار ہوں
 یہ ہوس صفدر خستہ جان کہ سو مدینہ ہونیں رونا

کرے خاک بھی جو یہ آسمان اُسی کو بچے کا میں غبار ہوں

خواب بھی آئے تو پھر دیکھنے کی تاب کہاں
 کھینچ لایا ہر مجھے یہ دل بیتاب کہاں
 اب وہ ہم بزم وہ غمخوار وہ احباب کہاں
 گل شاداب کہاں لاکھ سیراب کہاں
 تمنے دیکھی طیش یا ہی بے آب کہاں
 پھر نظر آئیگی ایسی مجھے محراب کہاں
 کتنا غافل ہوں کہ آیا ہر مجھے خواب کہاں

تو اب میں آئیکا اقرار ہر خواب کہاں
 یار آرزوہ نخل غیر مخالفت دربان
 دشت غربت میں وطن سے ہمیں لائی قسمت
 خشک کاشتے ہیں فقط باغ میں آئی ہر خزاں
 بیکراری سے مرے دل کی نہیں ہو دقت
 ابرو یار میں ایدل ہوا داسجدہ شکر
 کشتی ٹوٹی ہوئی گرنا ہوا ان جوش یہ بحر

عہد پیری میں گیا حسن جوانی صفدر

ہو گئی صبح عیان جلوہ متاب کہاں

سخت بیمار دردِ فرقت ہوں	آئیے جلدِ در نہ رخصت ہوں
صاف باطن ہوں پاک طینت ہوں	شکل آئینہ بے کدورت ہوں
نیچ فرقت سے دے نجات مجھے	موت کا مین رہیں منت ہوں
کیوں ہیں افسردہ ہنشین میرے	پاس ہوں مین نہ کوئی حسرت ہوں
دور ساغر ہر اس طرف بھی ضرور	ساقیا لائقِ عنایت ہوں
زلف کھتی ہر آنکی مین ہوں بلا	قد کا ہر قول مین قیامت ہوں
رازِ عالم ہر سب عیان مجھے	لوح محفوظ و کلام قدرت ہوں
سایہ عاقبت کسان مجھ میں	شہر خشک دشت و حشت ہوں
میرے اشکوں سے سنبھریا چین	حق مین عالم کے ابر رحمت ہوں
مین جدھر ہوں اُدھر ہر اک عالم	ای جنوں کیا مین کوئی دولت ہوں
پیشرو سب کا ہو مرا پیر و	خضر سر منزلِ حقیقت ہوں
اُنکے سر پر اُدھر ہر خون مرا	مین اُدھر زیر بار منت ہوں
غم کے آثار رخصتے روشن ہیں	کیا کسی کا چہرہ غریب ہوں
مثل سنبھریا مضامین عالم مین	پائمالِ ریاضِ غفلت ہوں
قیس فرہاد و دل جہان سے گئے	عشق بازی مین مین غلبت ہوں
کیا بنائی ہر فور کی صورت	مین تو قربانِ دستِ قدرت ہوں
دل کا ارمان آج نکلے گا	اک پریش سے گرمِ محبت ہوں

	عشق مجھ پر تمام ہر صفدر یہ روحِ حیاتِ رسالت ہوں	
<p>ہم جب بل پرے ہوں دریا بہا دیے ہوں مقتلمین چار جانب سے لگا دیے ہوں فرشِ زمین پہ بنے موتی بچھا دیے ہوں عرشِ بریں کے پائے اکثر ہلا دیے ہوں یہ چار چاند ہنسنے تمکو لگا دیے ہوں دونالے کر کے ہنسنے چھکے چھڑا دیے ہوں شانے کو کیا خدا نے نعت سدا دیے ہوں بھانوں نے وحیوں کے کیا گل کھلا دیے ہوں رنگ آنکے چمکیو نہیں اُسے اڑا دیے ہوں کیون خم کے خم زمین پر حق نڈھال دیے ہوں یہ دسو تو دسے ہنسنے اٹھا دیے ہوں کس دن حین سے لا کر دو گل چڑھا دیے ہوں کیا کیا بنا بنا کر نقشے سدا دیے ہوں گرد و نکی قدسیوں کے پردے اٹھا دیے ہوں</p>		<p>روئے میں ابر تر کے نقشے سدا دیے ہوں وہ تیغ جب چلی ہر جوہر دکھا دیے ہوں دانتوں کی یاد میں جب نسو گرا دیے ہوں تا لوٹنے لے لہنگے کیونکر نہ ان تبوں کے حسن و جمال کا کب چاروں طرف تھا شہرہ کیا سنبھو ہمارے آگے کھولے زبان بھول اُس گلے کیسودن تک جاتا ہر بے تکلف صحرا چین بنا ہر کاٹھے لو سے گلگون ہو پیش دست رنگین کیا قدر لالہ و گل ای میکشو بگاڑا کیا محتسب کا تم نے بیٹھے ہیں اُسکے در پر عزت ہو یا ہندولت احسانِ سیم گلشنِ رکھی ہر کیا لحد پر کچھ نقش بند امکان کھتا نہیں ہر پردا ای شوخ تیرے سہل تر پہ میں جب میں</p>
	روئے کی آنکھیں ہو کر چلنے کا شوق دلو	

	افت نے روگ کیا کیا صفدر لگا دین	
<p>تھیں جس محبت سے ہم دیکھتے ہیں وفادار دنیا میں کم دیکھتے ہیں تری راہ ابر کرم دیکھتے ہیں تماشا دو عالم کا ہم دیکھتے ہیں تھیں اور ہم کوئی دم دیکھتے ہیں نہ بود دیکھتے ہیں نہ خم دیکھتے ہیں جو تم دیکھتے ہو وہ ہم دیکھتے ہیں جھجھی کو یہ کیوں دمدم دیکھتے ہیں ارادے بڑے اُنکے ہم دیکھتے ہیں تماشاے دیر و حرم دیکھتے ہیں ادھر بھی اُدھر بھی عدم دیکھتے ہیں</p>	<p>رقیب ان نگاہوں سے کم دیکھتے ہیں رہ عشق نے دل نے بھی ساتھ چھوڑا شگفتہ ہر گلزار بسہ زیر سیاغہ وہ میکش ہیں اک جام موی کے سا دم نزع ہر سامنے سے نجاؤ تری زلف پہچان کے سنبل میں اے گل بتوں میں بھی جلوہ خدا کا ہر موسیٰ بتا کر وہ مجھ کو جلیسون سے بولے نگاہوں سے ہر قصد قتل دو عالم کلی میں ترے آگے گبر و مسلمان بھلا اپنی ہستی بھی ہستی ہر کوئی</p>	
	<p>وہ صابر ہیں خاموش بیٹھے ہیں صفدر جفا دیکھتے ہیں ستم دیکھتے ہیں</p>	
<p>وہ گھر سے نکلے نقدیر سے کہتے ہیں سجدہ اسے کہتے ہیں کبیر سے کہتے ہیں اے قاتل دل تھیں تاثیر سے کہتے ہیں</p>		<p>اُس کو چے میں ہم ہو چکے تیرے کہتے ہیں سر اس کے قدم پر ہر نام اسکا زبان پر ہر گھبرا کے چلے آئے وہ آپ مگر گھر میں</p>

پیغام مرا سکر خط پڑھ کے کہا اُس نے وحشت میں تماشے کو کیا کیا نہ حسین نے دلِ لاف میں جپ لائیں کے کہاں لہجھا نقشہ تری صورت کا آیا جو تصویر میں محفل میں جو ہم ہو چکے تعظیم کو وہ اٹھے	تقریر اسے کہتے ہیں تحریر اسے کہتے ہیں پریوں کو کیا تابع تسخیر اسے کہتے ہیں شانے نے کہا نادان بنجیر اسے کہتے ہیں بمیاختہ دل بولا تصویر اسے کہتے ہیں غرت کے معنی ہیں تو قریر اسے کہتے ہیں
---	---

خاک قدم جانان ہاتھ آئے ہیں صفدر کیا خوب ملی دولت کسیر سے کہتے ہیں	
--	--

ماتم کشتہ فراق کج ہر بزم یار میں آئیے سیر کیجیے داغ ہیں جسم زار میں حسن میں تو تم لا جواب عشق میں ہم ہیں انتخاب گیسو و رویار کی ایسی ہم کو جستجو فکر لباس کی پہن خوش خون میں کیچھ نہیں آتا ہوں بدم اگر پاس تر سے خفانہ ہو واہ ر لطف میکشی میکہ اور دخت زر نور نگاہ اڑ گیا صاف برنگ آمنہ قید ہیں بال بال میں سیکڑوں کیسوں کے دل دکے ٹرپ کا ہو برا جس نے ہمیں جگا دیا	موت خزان میں آئی تھی پھول بہار میں دیکھیے یہ نئی بہار پھول کھلے بہار میں فرد ہو سیکڑو میں تم ایک ہیں ہم ہزار میں ایک قدم جلب میں ہر ایک قدم تار میں بیٹھے ہیں ہم برنگ گل جامہ تار میں غدر ہو قابل قبول نہیں اختیار میں باغ جنان ہر دوبر و دور کر کنار میں آنکھیں سفید ہو گئیں صدمہ انتظار میں شانہ سمجھ کے کیجیے گیسوے مشکبار میں سوئے نہ پائے چہن سے چار گٹری فرار میں
--	--

<p>مالک کوثر و جهان روزِ جزا میں مرتضیٰ ذکرِ یہی ہر صحبتِ صفدر بادِ خوار میں</p>	
<p>جب سے مہمان ہوا ہر تو دل میں جب سے ساقی ہوا ہر تو دل میں حسرت آنکھوں میں ڈھونڈتھی ہر آہ جب اٹھا جان پر ہوا صدمہ نہیں آتی ہر شرم سے باہر یوفا یہ بھی ہو گیا کبھی پھر نکلنے کا نام تو نہ کبھی آٹھ کے پہلو سے تم گئے باہر یوفا دلِ ربا کو کہتے ہیں بتِ خدا اس سے کچھ نہیں باہر</p>	<p>نہ رہی کوئی آرزو دل میں چام آنکھوں میں ہر سب تو دل میں درد کرتا ہر جستجو دل میں درد کی طرح سے ہر تو دل میں یہ دُھن ہے کہ آرزو دل میں آگئی ہر تمھاری خود دل میں تم رہو مثل آرزو دل میں ڈھونڈتھا ہوں میں چار سو دل میں اور محکوم ہر گفتگو دل میں کیجیے سب کی جستجو دل میں</p>
<p>وصلِ سوبار ہو چکا صفدر آرزو سی ہر آرزو دل میں</p>	
<p>میں کب جنسِ دلِ رایگانِ بیتا ہوں فقط ایک بوسے پہ دیتا ہوں دل کو جو تم کو ارتم نے کوئی مولیٰ لی ہر</p>	<p>خرید ارتم ہو تو مانِ بیتا ہوں نہ سمجھو کہ سودا گر ان بیتا ہوں میں سدا اپنا ای جانِ جانِ بیتا ہوں</p>

دل و دین و نام و نشان بچھا ہوں محبت میں دو نون جہان بچھا ہوں کہ سعدی کی مین بوستان بچھا ہوں کہ پیر معان کی دکان بچھا ہوں نہیں دھیان کسکا مکان بچھا ہوں وہ اتنا تو کہہ دین کہ ہاں بچھا ہوں	تھیں جو پسند آئے حاضر ہلے لو خریدار ہوں اک بت نازنین کا وہ مکتب میں جہدم گئے مین بھی پہنچا نئی جوش مستی مین سو جھی ہر محکو توں کو جو دیتا ہوں مین کعبہ دل ابھی دیکے دل مول لیتا ہوں بوسہ
--	---

گلی مول لیتا ہوں اُس گل کی صفہ
تماشا ہر باغ جنان بچھا ہوں

ہنسے کیا کیا نہ اپنے زخم بسملی سکو کتے مین تر مین عاقل مین و عاقل سکو کتے مین صد غیب کی کوئے قاتل سکو کتے مین تری الفت مین کھیل جان بڑی سکو کتے مین کسی طر نہیں جوتی ہر منزل سکو کتے مین بلا کی آہیں کڑیاں مین سلاسل سکو کتے مین عجب جلسہ حسینوز کا ہر مٹھالی سکو کتے مین گمان گذرا کہ یہ لیلی ہر محال سکو کتے مین یہ عقدہ حل نہیں ہوتا ہر مشکل سکو کتے مین	لگنے زخم کاری اُسنے قاتل سکو کتے مین نہیں نادان بڑا ہوشیار ہو دل سکو کتے مین قدم رکھ کر جو کوئے یار مین نشان پوچھا نہ سکو تیغ کا ڈر ہر نہ اندیشہ ہر خجہر کا بڑے جو چلنے دیکھے تھکے راہ محبت مین چھوٹا بھنسیگا جو اسکے گیسو مسلسل مین وہ جہدم آنہ خانہ مین آئے یہ کہا ہنسر سری حقیقتیں سنئے شمع جیسا دوس مین دیکھی کوئی کتا ہر غچہ اُس مین کو اور کوئی نقطہ
---	--

بڑے فہم ہیں تو ان اطلِ سکو کتنے ہیں	انما حق سے عرضِ منصور کی بھی عینِ ات حق
نہ تر پازِ خم کھا کر زیرِ خنجر بھی جوینِ صفدر	کہا قاتل نے ہنس کر وہ لبھل سکو کتنے ہیں
<p>پھر گرفتار ہوا آج دل زار کہین کوئی آزاد ہوا تا زہ گرفتار کہین کھینچ گئی میان سے اب رکھتے ہیں تلوار کہین ایک بوسے پہ یہ دیکھی نہیں تلوار کہین ہاتھ آتا نہیں نقشِ قدم یار کہین پرچہِ عفت کو لگا دین نہ خبردار کہین پھونک دے نالہ سوزاں سے نہ گلزار کہین راہِ مین دم نہیں لیتا یہ رہوار کہین آپ کی چال پہ چلجائے نہ تلوار کہین ہو نہ ہنگامہ محشر سربازار کہین</p>	<p>پھر نظر آگئے وہ گیسوے خمدار کہین ولی تر تباہی بہت آج قفسِ مین صیاد آگئی آہِ زبان تک تو کمانِ جنج کی خیر آئی سی بات پہ ہوتے ہیں عیشِ آبِ خفا قرش پر اسکا نشان ہے نہ سرِ عرشِ تبا وہ تصویرِ مین بھی آتے ہیں یہ ڈرتے ہیں باغیان دیکھ زیادہ نہ ستا بلبل کو وقفہ ہستی مین نہیں عمرِ روان کو ہرگز سربازار نہ یوں ناز و ادا سے چلیے اس ادا سے نہ قدمِ وقت تماشا کیے</p>
صاف چہرے سے تمھارے یہ عیان ہے صفدر	دامِ الفت مین کسی کے ہو گرفتار کہین
حیاتِ دو روزہ مین کیا کیا کریں اگر دستکشِ مہون تو اچھا کریں	طلبِ دین کی یا فکرِ دنیا کریں اطبانہ میسر ادا و اکریں

<p>ستار نے چھوڑا ہین نیم جان بہت دکلے ہاتھوں سے مجھ پر ہین کہاں تاب نظارہ اور شوق دل یہ چالین حسینوں کی اچھی نہیں عجب منبعچو میں ہر دریا دلی وہ دل لیکے پھیرن یہ ممکن نہیں زمانے میں رسم مروت نہیں زمین میں بھی مردہ مرا گر چکا</p>	<p>یہ مد نظر ہر کہ تڑپا کرین نہ آئے ہین صبر تو کیسا کرین کین آنکھوں سے اسکا تماشا کرین یقین ہر کوئی فتنہ برپا کرین یہ چاہین تو قطرے کو دریا کرین کہاں تک ہم اُنسے تقاضا کرین کہاں سننے والا کہ شکوہ کرین قدم رنج اب کیا میسجا کرین</p>
<p>بس اتوار ارادہ ہر صغریٰ رہی محبت کسی سے نہ اہلا کرین</p>	
<p>طور نر الا تم نے نکالا تم سا کوئی خود کام نہیں سب سے ہین راہین سب پہ نگاہین تیسے سلام و پیام نہیں ظلم ہین لاکھوں جو ہزاروں مہر و وفا کا نام نہیں خیر ہی ہین طور تو بہتر تم سے ہمیں کچھ کام نہیں منہ سے تمہارے پاں کبھی نکلے ایسی کبھی کوئی ساعت ہو دن کو نہیں ہر شب کو نہیں ہر صبح نہیں ہر شام نہیں حال دل اپنا کیا کون ہمدم کیسی گذرتی ہر شب غم</p>	<p>۱۸۰</p>

صبر نہیں ہر تاب نہیں ہر چین نہیں آرام نہیں
 اپنا جہان سے غم سفر ہر آنکھ نہ پھیر و جسم کرو
 ہجر کا ہمسے وقت نہیں ہر ترک کا یہ ہنگام نہیں
 تم نے جو خط کے پرزے اُڑائے نامہ سنا کو قتل کیا
 تمھاری مراقبہ تیر کا لکھا تم پہ کوئی الزام نہیں
 وجہ نہیں کچھ کھلتی اسکے طائر دل کیوں پھنستے ہیں
 آپ تو کچھ صبا د نہیں ہیں کا کل پیاں دم نہیں
 بادہ کشی سے ہو گئی نفرت جیسے جبہ این یار سے ہم
 دل میں ہیں جھالے آنکھ ہر بخوان شیشہ نہیں ہر جام نہیں
 کیسی تسلی کیسی تسکین دل کو ہر اپنے یاس وہی
 لایا ہو ایسا نامہ قاصد جس میں کسی کا نام نہیں
 صبح جو اسکے در پہ گئے ہم ہو کے خفا و زبانے کہا
 ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کو سدھارو اچکی صحبت عام نہیں
 خوت خدا بھی چاہیے اربت ہو کے مسلمان سجدت
 یہ تو نیا ہر کوئی طریقہ دین نہیں اسلام نہیں
 ہر جو ہجوم اغیار کا ہر سو کو چے میں اسکے خوت ہو کیا
 انکی صفوں کو میں جو نہ توڑوں صفہ میرا نام نہیں

یہ کون آتا ہے رکھ کر بھول جسد عزیز نشین وہ حشی ہو کہ جب کھا قدم میں بیابانین جو ٹر پاتا ہو تو ابھی طرح تر پانا مجھے قاتل کہیں اب جلد لیجلیں جنوں مجھ آبلہ پا کو جہا کا رنگ چھپا جھٹ وصل آنکی آنکھوں پر دکھا دجلوہ زلفین کھو لکر جو روتا بان خوام ناز تم گور غریبان یہ جو فرماؤ روانی ٹبرہ گئی چلنے لگی اب سار عالم پر	صبا اتراتی پھرتی ہے جوان درو دل گلستانین سنانین تیر کین کانٹوں سے نخل مغیلا نین کوئی جھکی نمک کی رہ سجا اب نمک انین ہوئی ہو دیر کاٹنے راہ تکتے ہیں بیابانین تو شوخی خوف سے جا کر چھپی چشم غزالانین کوئی جھگڑا نہ بھرباتی رہے گبر مسلمانین تو شور خشر بریا ہو ابھی شہر خموشانین ہمارے قتل سے دم اگیا شمشیر انین
--	---

مگر فصل بہاری آگئی نزدیکی صفدر

کہ پھر کچھ ضبط باہم ہو چلا دست گریبانین

محبت کا مزا ہے اور میں ہوں مسیحا در ترا ہے اور میں ہوں تری زلف دوتا ہے اور میں ہوں وہ بت ہے اور اک عالم کا مجمع شبِ صلت میسر ہو اکی نشانہ ہے نگاہ ناز کا دل جوانی جا چکی پیری بھی آئی	دل درد آشنا ہے اور میں ہوں یہی دارالشفاء ہے اور میں ہوں یہی کالی بلا ہے اور میں ہوں یہاں میرا خدا ہے اور میں ہوں سحر تک یہ دعا ہے اور میں ہوں یہ تیرے خطا ہے اور میں ہوں بس اب آگے تفسا ہے اور میں ہوں
---	--

<p>بس ابادہ مہ تقا ہر اورین ہوں ترازد و خواہر اورین ہوں اب آئی تو صبا ہر اورین ہوں مصیبت ہر بلا ہر اورین ہوں</p>	<p>خط آتے ہی روانہ ہو گئے سب اسی نے نقد دل میسر اچرایا کبھی اس گل کی بوچھڑا نہ آئی خوشی ہر خمی ہر اورین وہ</p>
	<p>دم عیسیٰ نہیں درکار صفہ وہ شمشیر ادا ہر اورین ہوں</p>
<p>چلے آئیں کلیجا اتھام کردہ میری محفل میں خدا جانے ارادہ کیا ہر عین کے دل میں مر فیض کو لگایا مسیحی کو سے قاتل میں ہزاروں دافع میں سننے میں لگھون میں دلمیں حجاب شرم کی کچھ حد بھی ہر باروں کی محفل میں ابھی تک فرق کچھ اسکو نہیں ہر حق باطن میں یہ حلقے تھنے ہیں ہر یوں کے میں سلسل میں کہ تل کھنے کی جا باقی نہیں ہے محفل میں نمک بھر بھر یا قاتل شہر اک ختم ہیں میں لہو لگا ہر اتیک سے پاپوس قاتل میں</p>	<p>آئی دے اثر ایسا سرے بیتابی دل میں طلب غیر و کی ہوتی ہر بار کج محفل میں خیال لب میں غم نے ترے غنائ کی مارا جدا کی میں کسے خواہش سیر لالہ و گل کی اٹھاتے سر بھی نانو سے نہیں تم بولنا کیسا ہمیں اور غیر کو وہ بخیر یکسان سمجھتا ہر وہ مجنون نہیں ہر حسن گالی مری و حشت تمھارے خال رخ کو دیکھے یہ لوگ آئے ہیں مزہ یہ ہر کہ تغزل میں لگائی تنہا ہنس ہنس کر اوگی ہیں مٹیاں شہید کی قبر و پیر شہید کے</p>
<p>غلی لڑی سے ہوا عانت خواہ اسی صفہ</p>	

وہی مشکل کشا ہر کام آجاتے ہیں مشکل میں	
<p>حسیناں چنان کھینچ کھینچ کے آئے اپنی کھینچ میں وہی ہر میر دل میں بھی جو کچھ ہر میر دل میں گلے میں قوت والو یا بھٹے جگر و سلاسل میں کشیدہ غیبت شمشیر سے دست قاتل میں دیے غوطے مرستہ کو کھینچا یا پادہ باہن میں اگر مژدہ مال نان بھی انہوہ عداوت میں مسیحا ملاقات اپنی ٹھہرے کوے قاتل میں</p>	<p>ہوئی پیشکش پیدا کس نہا کہ دل میں اُسے منظور میرا قتل میں آمادہ مرنے پر بہار آئی ہر کب نہ انہیں ہنر شمشیر تار ہون خود ایا سو قاتل غدر سر سے میں کس کو ہر ترے چاہہ زخیر کا یہ اونی سا کرشمہ ہر اثر نالے وہ مہلا گلوں کاں کھل جاتے لبتا زنجیر و تیغ ابرو جانان کی حیاں یا</p>
<p>نیو تھو کیوں اٹھا صفہ ریحاری بزمِ نالہ نہیں معلوم کیا تھے دلوں کی بخت کے دل میں</p>	
<p>اے دل مشتاق ہو تو بہ شکن برسات میں ہر مرقع گلہ خون کے انجمن برسات میں میں خرامان سیکڑوں گل پیر بہن برسات میں نکلی ہیں خون سے بن بکروطن برسات میں ہوتے میکشی کی انجمن برسات میں بلیل شیدا کہیں ہر نعرہ زن برسات میں او کہیں قصان ہر طاووس چین برسات میں</p>	<p>لطف پنخواری ہر پچھلاہر چین برسات میں ہر پر پوش آجکل اک نور کی تہ ویر ہر واہ کیا جلسہ ہر کیا ٹھنڈی ہوا ہر کیا بلبلو دیکھو تماشا شاہد گل ہر طرف چار جانب چھائی ہر گلزار پر کالی گھٹا لی کمان باغ نمین کہتا ہر پیہا بار بار دلوں پر پانی ہر بادلی میں کہیں کوئل کی کوک</p>

فصل گل سے بھی زیادہ آجکل ہر کچھ فضا یہ شفق یہ برق یہ قوس فرخ یکیشان ہر طرف گلزار میں شور مبار کباد ہو سیر گلشن کو وہ جاتے ہیں تو کنسی ہر نیم ہر رش گلشن میں فرش گل بچھا ای باغیان	سیر پامک ہر شجر ہر گلدن برسات میں رنگ لایا ہر نیا چرخ کمن برسات میں سیر کو آتا ہر وہ رشک چمن برسات میں لطف ہر چھو کا ای گل پیر ہن برسات میں سیر کو آتا ہر وہ ناز کبدن برسات میں
---	---

ہی شراب وساتی وینا و ساغر اتدن
کیا ہی بگڑا ہر ترا صفدر چلن برسات میں

سیر گلشن چاہیے ای گلدن برسات میں آجکل یہ سادہ پن ای جانجان اچھا نہیں زعفرانی صندلی و صافی بستنی شرتی ہاتھ میں رنگ خناتھے پرافشان چاہیے منجھے نامربان ساتی خفایا نہ بند ملکے مسی غنچے سوسن کو شرمندہ کرو دل بھرا یا ہر ساتی میں گھٹائیں دیکھ کر جب کہیں غربت میں دیکھی محفل عیش و نشاط رونے میں یاد آئی یوں شکل خانی یار کی مجھ کو گریان دیکھ کر بیساختہ وہ نہیں شہ	سننے میں سر سبز ہوتا ہی چمن برسات میں کچھ تکلف چاہیے کچھ بانگین برسات میں اک نیا ہر روز بدلو پیر ہن برسات میں دوش پر لہرا زلف پر شکن برسات میں کیا سمجھ کر میں ہوا تو بہ شکن برسات میں کچھ ادا ہٹ چاہیے زیب ہن برسات میں ہو گیا دریا الفت موجزن برسات میں یا دیکھو ہکویا ران وطن برسات میں جس طرح دو طہاکے گھر آئے وطن برسات میں کھل گئے یا غنچے ہا سے یا سمن برسات میں
---	--

ہو گئے ہیں ایک شبنم و برہمن برسات میں کولین کو کین تو میں توں نعرہ زن برسات میں میکشی کو چاہیے صحن چمن برسات میں طائفے حاضر ہوں بہرائچ برسات میں	میر پرستی کے سواند بہب کوئی باقی نہیں لطف بے ہمدرد کے کچھ نالہ کرنے میں نہیں حکم دوسا قی کو سامان پہلے اٹھی گھٹا ہر طرف جھوٹے پتہ ہوں جھوٹے جن میں
---	---

غزل

آئی بہار تازہ گلستان ہر اندون ہمسے جدا جوہ گل خندان ہر اندون صحن چمن میں دور ہو جام شراب کا فرش زمردین ہر زمین پر بچھا ہوا جز بوے گل نہیں ہر زمین پر کہیں غبار بلبل ہر شاخ گل پہ صنوبر پہ فاختہ مستی میں آج حضرت داعط کو مار لو لطف و کرم سے مطرب ساقی ہیں فراز ساقی کے ایک جام سے یہ مرتبہ ملا دور شراب و گردش ساغر ہر ادھر ہم	باغ جان بھی روضہ رضوان ہر اندون اپنی نظر میں خار گلستان ہر اندون ساقی ہوائے سرد ہر باران ہر اندون سبزی سے طرفہ سبز بیابان ہر اندون ہر گرد و باد سرو خرامان ہر اندون کیا مجمع طیور خوش الحان ہر اندون مستوی ہی ہو گویا میدان ہر اندون جو ہو وہ اپنا بندہ احسان ہر اندون جھشید اپنا تابع منیر مان ہر اندون کس کو خیال گردش دوران ہر اندون
--	--

جلسے پر یرخون کے ہیں دور شراب ہر
صفدر بھی مرتبے میں سلیمان ہر اندون

<p>کچھ مین لیٹ نہ جاؤنگا آکے مجھے تاکہ یوں صید پہ پھیر کر چھری خیر نے کدیا کہ یوں رند بتاتے ہیں کہ یوں کہتے ہیں بارسا کہ یوں شکے جابائے مجھے نقشہ دکھادیا کہ یوں راہ بتائیگا مجھے خود مرا نقش پاکہ یوں غنچہ نوشگفتہ ایک ہننے دکھادیا کہ یوں کہنے لگا وہ شیخ دون مینے اگر کہا کہ یوں قہجہ نے ہنس کے صبح دم کان مین کدیا کہ یوں اُسے منگا کے جام رہر مجھ کو ملا دیا کہ یوں</p>	<p>قتل کو خنجر ادا دوسرے کیوں دکھا کہ یوں طفل تھا طور فوج کی جانتا تھا وہ کیا کہ یوں آکے دورا ہے مین پھنسے فکر کس سطر جلیں شوق یہ دکو جب اشکل خدا کی دیکھیے دور پہ سر گذر تو ہو پھر نہ اٹھو نگا بیٹھ کر چاکل و جگر مین جب اُس گل ترکوشک ہوا واہ ری برخلافیان خدا رہی بات بات مین فکر دل گرفتہ تھی ہوگا شگفتہ کس طرح مینے کہا کہ تنے کو غیر کو دی تھی کس طرح</p>
--	---

غیر نے پوچھا یا رے عشق مین کس طرح رہوں
 صفدر جان بلب کا حال سننے سنا دیا کہ یوں

<p>ساتھ دیوانے کے ہو قید پری زندہ مین جا بجا نام ہو ابلیس کا بھی قرآن مین ٹکڑے مین میر گریبان کے مرے دانا مین چشم مالک مین جگہ ہر نہ دل رضوان مین آبرو ہو جو گدا کی نظر سلطان مین جانم خون کے دھبے نہ لیکن دانا مین</p>	<p>دل کے ہمراہ بھنسی روح تن انسان مین کیا ہوا ذکر اگر غیر کا ہو دیوان مین ہوں مین وحشی مجھے نسرین سمن کیا کام واسے قسمت نہ مین جبت نہ جہنم کا ہوا قدر سلطان ہو وہی تیرے گدا کے آگے بوج کرتا ہو جو منظور سنبھا لو پوشاک</p>
--	---

<p>بڑھ گئی خط کے نکلنے سے بہار عارض راہروائے گئے میری طرف سے کتنے</p>	<p>جیسے اعرابِ رونق ہو سوا قرآن میں میں وہ کانٹا ہوں جو ابھجنا نہ کسی امان میں</p>
<p>حور کا حال ہو یہ بزم تہان میں صفدر</p>	<p>جس طرح کوئی طفیلی ہو صف مہمان میں</p>
<p>فصل گل آئی ہوا عشرت کا سامان غمیر ہر روش پر دینا جام گل غنچے سب نغمہ مطرب ہر کلیوں کے چٹکنے کی صدا دل گرفتہ جتنے تھے سب گئے اب باغ باغ کیونش دریا نوش مستی تین چھائیں تھم تھم جوش ہر ہزل میں ایسا چاہتا ہوں سرور باغ جھوم کر پڑھتے ہیں گلبن طفل مکتب کی طرح باغبان ہوا بزمین جلدی جگا داری نسیم</p>	<p>نغمہ زن ہن بلبلیں طو س قصاں باغین سیکشی کا غیب سے کیا کیا ہر سامان باغین چھپے کرتے ہیں غنچہ شالکان باغین ایک بھی غنچہ نہیں سرور گریبان باغین ہر طرح کا جب لطف برق باران باغین کبک کے مانند ہوں میں بھی خرامان باغین دفتر گل ہو کہ سعہ کی گلستان باغین پھول چکر بھریا گلچین نے دامان باغین</p>
<p>بزم میں پڑھ کر غزل خاموش صفدر ہو گیا یا چمک کر چپ ہوا مرغ خوش الحان باغین</p>	<p>بزم میں پڑھ کر غزل خاموش صفدر ہو گیا یا چمک کر چپ ہوا مرغ خوش الحان باغین</p>
<p>ہم تو ہزار بار تری جستجو کریں جب پاکدامنی میں تری گفتگو کریں اک دل تھا وہ بھی عشق میں برباد ہو گیا</p>	<p>پر دل نہیں ہا ہو تو خاک آرزو کریں کوثر سے چاہیے کہ فرشتے وضو کریں لاکین کہاں سے دل کہ تری آرزو کریں</p>

دامن ہر چاک چاک گریبان ہر تار تار گھلجائے آنکو دعویٰ یکتائیے جمال مرغان دام پر ہو جو صیاد مہربان محراب تیغ یارین سجدہ کا ہو جو قصد کوئے بتان میں شہر میں صحرائیں باغین	پیرزے ہر سب لباس کسانک نوکرین ہر دل میں آج آئینہ ہم رو برد کرین مکن نہیں کہ باغ کی پھر آرزو کرین واجب ہر پہلے آب بقا سے وضو کرین دل کی کدھر تلاش کمان جستجو کرین
--	--

صفدر یہ آرزو ہے کہ تنہا جو وہ ملیں
کچھ روئیں کچھ گلہ کرین کچھ گفتگو کرین

اک قیامت ہر انکی چال نہیں ہم تو ذرے اُس آفتاب کے ہیں ایک بو سے کاتھسے طالبان نزع میں دیکھتا ہوں جلوہ یا رخ پر نور ہے کہ شعشعہ طور وعدہ وصل ہو وفا اُن سے	کس کا دل ہو جو پائمال نہیں جسکو اندیشہ زوال نہیں اور کوئی مراسواں نہیں وصل کا روز ہے وصال نہیں قدرت حق ہے وہ جمال نہیں یہ کی طرح احتمال نہیں
---	---

خون صفدر یہ رنگ لایا ہے
ہاتھ منھ دی سے اُنکے لال نہیں

ہستی میں ہم عدم کی منز لکو ڈھونڈتے ہیں یوں فروش کوئے قاتل کو ڈھونڈتے ہیں	گردن پہ بارہو قاتل کو ڈھونڈتے ہیں گم کردہ راہ جیسے منز لکو ڈھونڈتے ہیں
---	---

<p>الفت میں تیر دونوں گم ہو میں ایسے صحرا معرفت میں کیا راستہ بتائیں سیرِ حرم سے ہلکو کیوں باغبان ہر مانع کہد و ابھنی کھوے بابہشتِ رضوان دشتِ جنوں میں گویا کوچہِ تبتان میں آوارہ پھر رہے ہیں ہم گردِ باد آسا بھرتے ہیں اس گلی میں جب چھتا ہے دربا</p>	<p>دل ہکو ڈھونڈھتا ہے ہم دلو ڈھونڈھتے ہیں بانِ خضر آپ گم ہیں منزل کو ڈھونڈھتے ہیں غیجوں سے کیا ہے مطلب ہم دلو ڈھونڈھتے ہیں میدانِ خشر میں ہم قاتل کٹھ ڈھونڈھتے ہیں پہلو میں اپنے ناتی ہم دلو ڈھونڈھتے ہیں مدت گزر گئی ہے منزل کو ڈھونڈھتے ہیں کہتے ہیں گر گر ہے ہم دلو ڈھونڈھتے ہیں</p>
<p>کیا کیا فضا دکھاتا ہے گلشنِ بہار میں دکھلا رہے ہیں رنگِ سب اپنے جدا جدا لالہ ہی کی فقط نہیں تیور نئے نئے مینوشِ باغ سے کبھی گھر کو نچائینگے اپنی تو ہے صلاح کہ گلشنِ میں آ رہیں دستِ سبوی و ستِ جنوں کی طرح دراز</p>	<p>پھولوں پہ کیسے کیسے ہیں جون بہار میں نسرینِ لالہ و گل و سوسن بہار میں نرگس کی بھی کچھ اور ہے جنوں بہار میں گد ریکا جتنا کہ نہ ساون بہار میں ویر و حرم سے شیخِ ویر بہار میں کیونکر بچیکا زہد کا دامن بہار میں</p>
<p>ہر شعر اس غزل میں ہے ہفتہ در ہفتہ رنگ گل گو یا بھرا ہے پھولوں کا دامن بہار میں</p>	<p>رہتا تھا ساتھ چکا گزرے وہ سب جہان سے صفہ در عبث ہم اگلی محفل کو ڈھونڈھتے ہیں</p>

وہاں جواب یہی ہے کہ کچھ جواب نہیں
 چمکے درد کی وہ رنگِ اضطراب نہیں
 بہارِ باغ سے کم عالمِ شباب نہیں
 مجھے حجاب ہے اٹسا انھیں حجاب نہیں
 مقامِ صبر ہے کچھ جاے اضطراب نہیں
 رہے جوشِ شیشہ و خمِ مین یہ شراب نہیں
 شبِ فراق میں ہلکے خیالِ خواب نہیں
 ہر ماہِ تباہِ فلک پر جو آفتاب نہیں
 کوئی حجاب نہیں ہے کوئی نقاب نہیں
 کسی کا دیدہ پر آب ہے حجاب نہیں
 ادھر سوال نہیں ہے ادھر جواب نہیں
 ہزار شکر کہ مٹی مری خراب نہیں

یہاں ہمارے سوا تو لکا کچھ حساب نہیں
 وہ دلوں نے نہیں وہ عالمِ شباب نہیں
 دہن ہے غنچہ تو سنبل ہے زلفِ گلِ عارض
 وہ ذبح کرتے ہیں یاں آنکھ اٹھ نہیں سکتی
 فراقِ یار میں گھبرانہ اس قدر اے دل
 شرابخانہِ عرفان ہے میکہ سے جدا
 نہ آئے غیند کبھی ہو جو فرشِ مخیل بھی
 جہانِ حسیں سے خالی ہو غیر ممکن ہے
 وہ رخِ نظر نہیں آتا عجب تماشا ہے
 ٹرپ ٹرپ کے یہ موجیں بیان کرتی ہیں
 وہ بیدہن ہیں تو ہم بھی زبان نہیں کہتے
 بنا فرار پس مرگ کوے جانان میں

شرفِ دہی ہے نہ پوچھے کوئی تو کیا صفہ
 امامِ سبجہ ہوں گو داخلِ حساب نہیں

ردیف واو

جبرِ اہو صیاد کا اتنی نکال کر آشیان سے ہمو
 قفسِ مین پھینکا بلا میں ڈالا کہاں لایا کہاں سے ہمو

تمہارے عاشق تمہیں سے الفت تمہیں کو جانیں تمہیں کو سمجھیں
 سو اتہمارے نہیں ہر مطلب جہان و اہل جہان سے ہم کو
 نہ شکوہ نہ سے مرے لگتا نہ رنگ اُس شوخ کا بدلتا
 کیا ہر دونوں کو سخت نادم گلہ ہر اپنی زبان سے ہم کو
 یقین کامل ہر راستے میں ملینگے وہ اب ضرور ہم سے
 کہ جذب دل نے کیا روانہ وہاں اُنکو یہاں سے ہم کو
 چمن میں ہم سیر کو تو آئے مگر ہر کھٹکا سا ایک دل کو
 نہ دوست اپنا یہاں ہر گلچین نہ راہ ہر باغبان سے ہم کو
 عجب ہر نیرنگہاے الفت خبر نہیں بنج دی سے اب تک
 ہمارے دردِ نہان سے تمکو تمہارے دردِ نہان سے ہم کو
 ہوا ہر مدت میں وصل جانان عجیب راحت سے سوہن
 ابھی تو ہر رات اسی مودن جگانہ شور اذان سے ہم کو
 فضا کے مشتاق دیر سے ہن دبال گردن ہر سر ہمارا
 ہزار شمشیر ناز چکے نہیں خطہ امتحان سے ہم کو
 پس فنا بھی نظر میں اب تک وہی ہن جگمگ وہی ہن جلسے
 اگرچہ اس عمر بے بقائے چھڑا دیا کاروان سے ہم کو
 یہاں تھے جلسے پریر خون کے وہاں ہن صحبت میں حیرتِ علما

خدا نے داخل کیا جنان میں اگر نکالاجان سے ہم کو
 یہ شیخ و واعظ سے جا کے کدو کہ آپ بھی تہیت کو آئیں
 شرابخانے میں آج بیعت ہوئی ہر پیرِ مغان سے ہم کو
 ہواے الفت میں ایک گل کے ہو بہن ہم ایسے محو حیرت
 کہ اب نہ حسرت بہار کی ہر نہ خوفِ فضلِ خزان سے ہم کو
 وہ توڑ کر چڑیوں کو اپنے یہ بولے میرے کفن میں رکھ کر
 کہ صحنِ محشر میں ڈھونڈھ لینا کسی جگہ اس نشان سے ہم کو
 کمالِ احسان ہو جوشِ وحشت اگر دکھائے تو اور عالم
 غبارِ ہر اس زمین سے ہم کو ملال اس آسمان سے ہم کو
 یہ صورِ محشر سے کد و صفدر کہ خاکساروں کی گداز
 لحد میں راحت سے سو رہے ہیں جگانہ شورِ فغان سے ہم کو

موسمِ گل ہو باغ ہو ہم ہوں ہ گلغدار ہو صحنِ چمن میں ہر جگہ رنگ جسے نشاط کا برق کی بقیاریاں ابر کی اشکیاریاں ایک طرف ہو جامِ یو ایک طرف ہو بانگ پاس سے بھٹاؤں میں سا غمِ ملاؤ نہیں جوشِ منشاط میں اُسکی کمر میں ایک ہاتھ	لطف اٹھے بہار میں اور نئی بہار ہو نہرینِ دان ہوں جا بجا جوشِ پریشاں ہو خندہ گل ہو ہر طرف زمرئہ ہزار ہو ایک بغل میں شیشہ ہو ایک بغل میں یار ہو دل میں سرورِ وصل ہو آنکھوں میں کچھ خار ہو دوسرا ہاتھ میں مگر گیسوے مشکبار ہو
---	---

<p>اس سے مین ہکنار ہون مجھ سے وہ ہکنار ہو دو دنوں فیسے چاہ ہو دو دنوں فیسے پیار ہو مین کوئی کہ کسکو تاب ہو دل پہ بھی اختیار ہو دل مرا لاکھ جان سے تم پہ نہ کیوں نثار ہو آتش تیز نہ وصل اگر ہزار ہو صبح کو چھیر چھاڑ ہو آنکھ اگر دو چار ہو دل سے کلام آرزو ناز پہ تو نثار ہو طار دل کمان کمان صید بنے شکار ہو</p>	<p>سینہ بہینہ لب بہ لب حشر میں کی نگین سب اس کے گلے میں میرا کچھ میرے گلے میں اس کے ہاتھ وہ کے دم تو لودرا وصل کی تمام شب صحنہ میں گل پہ بلبلین سرو پہ قمریانِ خدا میرے وہ گرم جوشیاں اس کی وہ بیقراریاں چہرہ بحال ہوا دھڑک رہا سرنگوں اُدھر جان سے شوق کا سخن اس کی ادا پہ ہوندا بے سبب تیغ ناز ہوا ہوا سیر دم زلف</p>
<p>ایسی بھی اور خدا کبھی گردشِ رو دکا ہو</p>	<p>صفہ را مید و ابرو اس کی برائے آرزو</p>
<p>چلے آباد کروں اب کسی دیر آنے کو اور راتیں مین بہت زلف کے سلجھانے کو تھم گیا تھا دل بتیاب کے ٹھہرانے کو ناز کو غم کے کو انداز کو شرم آنے کو کاش اکبر روہن مین مرا فسانے کو غول یاروں کے چلے آتے مین سمجھانے کو یون تو سب خلق مین مر جا مین مر جا کو چار دن گلشن ہستی کی ہوا کھانے کو</p>	<p>آج کل دھن یہ بندھی ہو سر دیوانے کو وصل مین دد کر د آئے کو شانے کو دیکھ کر در پہ خفا ہوتے ہو کیوں جاتا ہوں فرقت یار مین کس کس کو بھلاؤں دل سے دل دکھے یا نہ دکھے رحم کرین یا نہ کرین سخت جبرائیل کس کس کی سنو حشر میں سوئے اس کی جو ہو تیغ ادا کا چورنگ ایسے آنے سے تو ہم کاش نہ آئے ہوتے</p>

<p>کبھی کبھ کو گیا میں کبھی نجانے کو شمع پر بچو نک دن فردوس کے پروانے کو چھتری ہن ہی پر یاں ترے دیوانے کو دل مجھے کھینچے لیے جاتا ہر میخانے کو آگیا ہوں دل بیمار کے بہلانے کو آنکھ بھرائی مری دیکھ کے پیمانے کو خوب چلتے تھیں آتے ہن بیانے کو کچھ کھلونے رہیں اس طفل کے بہلانے کو</p>	<p>و اتے قسمت نہ کہیں جلوۂ جانان دیکھا کوے جانان کے سوا میں کہیں جاگیر نلو اپنی آنکھوں کو ذرا جان جہاں سمجھا دے میں تو مسجد کی طرف جاتا ہوں اعظم بخدا باغبان مجھ کو گلگشت چن سے کیا کام پھر گئی صاف نگاہوں میں وہ چشم میگوں کبھی منھدی کبھی نشان کبھی آنکھی چوٹی دل جگر آنکھیں مری ساتھ لیے جا قاصد</p>
--	--

پاس خاطر سے کہے شعریہ ہیں ہفندر
 اک پری مجھ سے غزل مانگتی تھی گانے کو

<p>دل شناسے درد ہولب پر نفعان نہ ہو فریاد عادت جرس کا روان نہ ہو اُس سرزمین پہ چلیے جہاں آسمان نہ ہو ٹکڑے کرے قدم جو مراد میساں نہ ہو بوسے کا لطف کیا جو دہن میں نہ بان ہو یارب کسی بہار چمن کو خسران نہ ہو قاضی بین شراب تو اُن پر گمان نہ ہو</p>	<p>صفدر زبان سے راز محبت عیان نہ ہو مجھ نالہ کش کے ساتھ جو گرم نفعان نہ ہو ٹنگ کے جو چرخ سے کتنا ہو مجھ سے دل زنجیر کیا ہو نیچہ وحشت کے سانے باتیں بھی چھیر چھاڑ کی کیجیے شوال شام و سحر و عا ہو ہی عنذیب کی کہلا میں مست تو بہ بھی ہم رند اگر کرین</p>
--	---

<p>تائیر عشق ہوتی ہے دو دنوں طرف ضرور کیا خوف برق کا تمھیں گلچین باغبان وہ مہربان اگر ہو تو عالم ہو مہربان کھٹکا ہے بار بار یہی عندلیب کو جو ہر دکھا رہے ہیں شمشیر ناز کے لاغر ہوا ہوں فرقت جانان میں اسقدر ہم اس حیا سے درد و غم دیاس لیچلے تن سے نکلے روح پریشان ہر کس قدر ہر چند ہے یہ جنس گران شک جام جم</p>	<p>ممکن نہیں کہ شوق بیان ہو وہاں نہ ہو تم پر تو جب گرے کہ مرا آشیان نہ ہو وہ مہربان نہ تو کوئی مہربان نہ ہو صیاد کا غریزہ کہیں باغبان نہ ہو بد نظر کسی کا انھیں امتحان نہ ہو دش صبا پہ بھی مراد وہ گران نہ ہو پر و انہیں جو ساتھ کوئی کاروان نہ ہو طائر کوئی زمانے میں بے آشیان نہ ہو پر کیا کرین جو دل کا کوئی قدر دان نہ ہو</p>
--	---

صفدر کبھی میں نام محبت نہ لوں اگر
یہ دل نہویہ آنکھ نہ ہو یہ زبان نہ ہو

<p>بچپن کر رہا ہے کیا کیا دل و جگر کو کب تک یہ طول فرقت تاثیر دے الہی ایک ایک ناز انکا بچپن کر رہا ہے ہر بار کون مانگے ساتی سے ساغر راہ طلب میں مجھیر چلی ہے ایسی غفلت عاشق ہوں میں نفس کا شاق دم کا ہو</p>	<p>ہر دم کسی کا کسنا جاتے ہیں تو گھر کو اس آہ نارسا کو اس اشک بے اثر کو کیونکر کوئی سنبھالے اپنے دل جگر کو اپنی خبر نہیں ہے مجھ مست بے خبر کو خود بھی نہیں جانتا ہوں کہ مر کو صیاد کا سا ہے کیوں میرا دل و پر کو</p>
---	--

<p>آگے نہ آئے قاتل اب ہی ارادہ بولے وہ وصل کی شب گیسواٹھا کے رنج پھر تاہوں شل سیہ ہمراہ اُسکے ہر دم اوی باغبانہ طائر ہوں گلشن جہان میں بیتا بیابان نہ سمجھا کچھ کبھی وہ نادک انگن زندان جب میں نکلا زنجیر سے کیا غل جب قافلہ چلیگا سوے دیا جہانان ہر بات میں ہی رونا ہر گام پر ہی نالہ</p>	<p>پھینک دن کاٹ کر میں اُسکے قدم پر سر کو ہر صبح ٹھنڈی ٹھنڈی جاؤں صبا دھڑکھڑ کو جاتا ہوں وہ جدھر کو جاتا ہوں میں اُدھر کو سیر جن کھاؤں جھاڑوں چن بال پر کو پیکان کے ساتھ کھینچا میرے دل جگر کو آباد پھر بھی کرنا اگر اس جڑ سے گھر کو پہلے چلنے سے ہم باز نہ ہو کر کو مشکل ہی ساتھ میرا ہر ایک ہنسنے کو</p>
---	---

اس ثبت نے درمیرا صفدر کبھی پوچھا
 کہ سن نہیں گیا میں تمھارے ہو جگر کو

<p>نظر آتا ہر گل آزرہ دشمن باغبان مجھ کو دہن تیرا دکھاتا ہر فضاے لامکان مجھ کو فراہم اپنے بیگانے ہیں ضبط آہ لازم ہی مقیم محفل عشرت تھا اب صحرائیں تاہوں کیا ہی عہد دل کوے جانا نہیں جاؤں تصور جیسے دنگی ہر اک شک یوسف کا نہ دکھلائے اثر جذب محبت غیر ممکن ہی</p>	<p>بنانا ہی نہ تھا ایسے جن میں آشیان مجھ کو کمر تیری بتائی ہر نشان بے نشان مجھ کو خدا کے واسطے سدا کرنا ہی زبان مجھ کو کہاں تھا میں کہاں لایا یہ در آسمان مجھ کو کہ اپنے مہر کا مد نظر ہی امتحان مجھ کو بیا با نہیں پھرتی ہر تلاش کاروان مجھ کو ترپ جادل آنکا ہو جو بتیابی یسان مجھ کو</p>
--	--

بنایا ہر خدا نے شمعِ مکرِ مجکو پروانہ اُترنبر سے اسی واعظ کہ میں شہیارِ میکیش ہوں شیکلِ نقشِ پاکِ رہگیا میں ناتوان پیچھے برنگِ گلِ شگفتہ رہتے ہیں دلعِ جگرِ مزم جگہ دی تھی غمِ الفت کو دلیق نہ سمجھا تھا مراد لکے قاتل میں پہنچ کر سمجھ گستاہ اگر فرصت ملی مسجد میں بھی آجاؤ گا زاہد	جہانِ جلوہ تمھارا ہر رسائی ہر وہاں مجکو نہیں ممکن کہ دھوکا دہری اونچی کان مجکو کر یگا یاد منزل پر پہنچ کر کاروانِ مجکو ملی ہر باغِ الفت میں بہارِ بہنِ خزانِ مجکو کر یگا قتلِ قابو پاکے میرا یہاں مجکو کہ یہ تو ہر شہادِ نگاہ تو لایا کہاں مجکو ابھی کرنے دے چند خدمتِ پیرِ نازِ مجکو
--	---

میں اسی صفدر پر ہوں شاعر کیا ناقہ دراز
بہارِ طبع دکھلا تا جو ملتا قدرِ دانِ مجکو

شادی وصل میں آیا جو تبسمِ مجکو خندہ گل ہر کسی گل کا تبسمِ مجکو حسن و انداز و اداتِ مکرِ ملے روزِ راز ہاے یاد آتی ہیں کیا کیا وہ ادھیں اُسکی غیر جو رشک سے جلتے ہیں جلینِ پروا رونقِ گلشنِ الفت ہر مرے شکون سے وہ پری ناز و اداسے ہوا اگر گرم سخن وہ موحہ ہوں ملے ہیں مجھے گوشِ شنو	غمِ فرقت نے کہا بھول گئے تم مجکو نغمہ بلبلیں شیدا ہر ترنمِ مجکو درد و غمِ رنج و الم یا س و تو ہم مجکو آنکھ میں شرمِ تکلم میں تبسمِ مجکو میں تمھیں چاہتا ہوں چاہتے ہو تم مجکو صفتِ قطرہِ شبنم نہ کرو گم مجکو پھر سلیمان سے نمود و نق تجھ مجکو خندہ گل بھی ہر بلبلیں کا ترنمِ مجکو
---	---

بار خاطر تھا شب وصل ہوا کا بھی گذر وان جواب ایک نہیں اور بیان لاکھ سو	بدگمانی انھیں ہوتی تھی تو ہم مجھ کو خاموشی آنکھوں پر آئی تکلم مجھ کو
یاد ہر خواب میں صفدر وہ کسی کا کہنا سچ کو یاد بھی کرتے ہو کبھی تم مجھ کو	
پیار سے دیکھ لو اکسار اگر تم مجھ کو کیا کمون کیسے تصویر میں زمانہ چھوٹا جسکی تقدیر میں جو تھا وہ ملا روز ازل جب گلستان میں شگفتہ کوئی غنچہ دیکھا تو نے اعز ہرہ جبین ناگ میں افشان چھری کو چہ یار میں بھیجا تو ہر قاصد لیکن پھر بہار آئی ہوئی پھر وہی سہمی کی ترنگ راہ الفت میں کچھ ایسے ہو دو دنوں بخود	اپنی آنکھوں میں جبکہ دین ابھی مردم مجھ کو کسکی تصویر خیالی نے کیا گم مجھ کو یہی مجنون کو ملی نل کو دین تم مجھ کو آگیا یاد کسی گل کا بسم مجھ کو نظر آئے شب تاریک میں انجسم مجھ کو دل میں سوطح کے آتے ہیں تو ہم مجھ کو یہ چلا پھر دل بیتاب سوئے خم مجھ کو دل کو گم ہیں کیا دل نے کیا گم مجھ کو
باس سر بیتی ہر روتی ہر حسرت صفدر بیکسی کہتی ہر کیوں چھوڑ گئے تم مجھ کو	
تب لطف زندگی ہر جبار ہو چین ہو بریز بادہ شیشے دور شراب گلگون گلچین لگائے ڈالی پھولوں کی پیش مسند	پیش نظر ہوساتی پہلو میں گلبدن ہو معشوق نوجوان ہو جام موکمن ہو زرگس ہو با سمن ہوسرین ہوسترن ہو

<p>بمجمع مصاحبون کا یاران بے تکلف مینا سے صاف تر ہو ہر ایک کی طبیعت مذکور حسن بلیقی تشریر ناز شیرین بزم طرب مہیا جلسہ پر پر خون کا گر رخ ہو اسکے رخ پر گہ لب لب اسکے لب زانو پر اسکے زانو بازو پر اسکے بازو طوق کمر کسی دم یہ دست شوق اپنا ہنگام وصل جانان ایسا مہر ربط باہم</p>	<p>خسے کہ ربط باطن مانند روح و تن ہو آئینے سے زیادہ ہر جہہ بے شکن ہو کہ داستان مجنون کہ ذکر کو کہن ہو آغوش مین وہ دلبر جزیب انجمن ہو آب بقا نصیب کام و لب و دہن ہو ہاتھوں مین اسکے گیسو لب پر مراد ہن ہو طوق گلو کسی دم وہ زلف پر شکن ہو وہ روح مین بدن ہون مین روح وہ بدن</p>
---	---

صفدر یہ عیش مجکو ہر روز مین میسر

کیونکر ادائے شکر لطافت و ولہن ہو

وہ مزہ وصال کی رات کا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 کبھی شرم تھی کبھی ناز تھا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 وہ زلف نہ جوش شباب کا وہ مزہ سرد شراب کا
 کبھی گریہ تھا کبھی قہقہہ تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 وہ ہمارا وصل مین چھیر ناوہ تمھارا شرم سے چھینا
 کبھی نیتیں کبھی التجا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 کبھی گریبان کبھی شوخیان کبھی ٹھنڈی سانسیں کبھی فنا

کبھی نیچی نظرون سے دیکھنا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 کبھی ہم سے تم سے وہ ربط تھا کہ ہمیشہ رہتے تھے ایکجا
 کبھی خواب میں بھی نہ تھے جدا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 ہوئے ایسے غیرون سے آشنا ہمیں صاف دل سے پھلادیا
 کہو ہم سے تنے کہا تھا کیا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 نہ یہ چھیر چھاڑ کا ڈھنگ تھا نہ یہ دیکھ بھال کا رنگ تھا
 نہ یہ غمرہ تھا نہ کرشمہ تھا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 نہ ہوں کو مٹی سے کام تھا نہ تھا سرمہ آنکھوں سے آشنا
 نہ خناسے سرخ تھے دست و پا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 وہ زمانہ یاد کرو ذرا کہ نہ ہوش تھا تمھیں مہ لقا
 ہمیں اک تمھارے تھے آشنا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 نہ یہ دلبری کا سلیقہ تھا نہ سنگری کا طریقت تھا
 نہ یہ شوخیان تمھیں نہ یہ جفا تمھیں یاد کہ نہ یاد ہو
 نہ یہ گیسو دن کا سنگار تھا نہ یہ جو بنوں کا ابھار تھا
 نہ یہ آنند نہ یہ شان تھا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 یہ نئی ادائیں یہ شوخیان تو اب آگئیں تمھیں جانجان
 کبھی آنے سے بھی تھی جانا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

یہ لکھا تھا میرے نصیب کا کبھی عاشقوں کو اگر گنا
 مرا نام لکھ کے مٹا دیا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 کبھی تم بھی صفدر باد وفا کسی بیوفا پہ تھے بسلا
 در کلیجہ ہاتھوں سے تھا مٹا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جہان کے اچھے بروئے خبر نہیں ہکو کسی کے عشق میں ایسی ہوا تو بخبری نصیب خفتہ زمانہ عدو فلک و سمن ہزار بار ریاضِ جنان پھلے پھولے ہمار عارضِ جاناں کی آئندہ لوثے بتوں سے رسمِ ورہ عاشقی بچے کیونکر ہجومِ غم نے کیا دلوں کو استعدادِ یاس ہر ایک دورے سے پیدا ہو جلاؤں شمشید وہ ہنس کے بولے سنگھایا جو عطرِ صندل کا یہ باز باز اچھا ہر کیوں دلی مضطر لمحہ میں بعد فنا یکسوں پہ کیا گدڑی وہ شلخِ بین کہ نہ ہرگز کبھی پھلے پھولے	کسی سے نفع کسی سے ضرر نہیں ہکو کہ چند روز سے اپنی جس نہین ہکو کبھی دعا سے ایسا اثر نہیں ہکو نہالِ عشق سے حاصلِ ثمر نہیں ہکو کسی طرح سے یہ مد نظر نہیں ہکو اُدھر تو رسمِ نہیں صبر و صبر نہیں ہکو شبِ فراقِ امیدِ سحر نہیں ہکو نظارہِ خاک ہوتا بظن نہیں ہکو تمھارے سر کی قسم در دوسر نہیں ہکو ہوائے زلف پریشان اگر نہیں ہکو مسافرِ انِ عدم کی خبر نہیں ہکو وہ نخلِ بین کہ ایسا ثمر نہیں ہکو
---	--

وہ سرفروشِ بینِ یہ ان عشق میں صفدر

کسی سے خوف کسی سے خطر نہیں مجھ کو	
<p>کوئی کافر کوئی کتا ہر مسلمان مجھ کو یاد عارض نے کیا حافظِ شہر آن مجھ کو مل گئے تم نہ رہا اب کوئی ارمان مجھ کو جان نثار دین میں سمجھ میں سے قربان مجھ کو پیار سے دیکھ لے اکبار مری جان مجھ کو دیکھ کر آنہ رو ہو گئے حیران مجھ کو کم نہیں روز جزا سے شب ہجران مجھ کو تنگ کرتا ہر بہت خانہ زندان مجھ کو لیے جاتا ہر عبث یہ دل نادان مجھ کو خواب کیا کیا نظر آتے ہیں پریشان مجھ کو ہو گیا کچھ نفسِ صحنِ گلستان مجھ کو مار ڈال لی تری جنبشِ مرگان مجھ کو</p>	<p>جب سے ہر عشق رخ و زلف پریشان مجھ کو حاجی کعبہ اُس ابرو کے تصویر میں ہوا حور کی دلکو تمنائے پری کی خواہش میں کہاں عشق کہاں وعدی الفت کیسا جان بلبٹن تری آنکھوں کی قسمِ فرقت میں میں نہ آئینہ ہوں اس انجمنِ ہستی میں صبحِ شکشام سے کیا کیا ہیں عذابِ بقیت جلد امی خضر جنوں وسعت صحرا دکھلا میں کہاں درموس کو چہ دلدار کہاں زلفِ شبگون کے تصویر میں جو ستار ہوں کبھی لطفِ صیاد وہ قید میں راحت پائی تو سلامت کے مرثیوں میں تفسا کے ممنون</p>
کسی تصویر خیالی نظر آئی صفدر	کسی تصویر خیالی نظر آئی صفدر
کر دیا حسنِ خداداد نے حیران مجھ کو	کر دیا حسنِ خداداد نے حیران مجھ کو
اکہی زور بازو دے زیادہ میر قاتل کو ہمیشہ قوی کی تعلیم دی ہر آنے بسلی کو	<p>کیا آنا قید زندگی سے اپنے بسلی کو ابھی قاتل نہیں سمجھا مری بیباکی کو</p>

<p>میں آوارہ وہ سودا کی بن سرگرداں دیو خدا جانے کہ کیا لذت ملی دونوں کو مقتل سبکرو یوں کو اندیشہ نہیں کچھ ظلم ظالم سے ہمارا انجمن سے کیا اٹھانا ہم کو جب جانیں کسی کے روئے روشن پر سحر تک تھی بلا گردا اگر عیسیٰ جلالتے ہیں جلائی شوق سے بکھو وصال یا رازی دل نہو یا بس فرقت میں قرب کوے جانان جیتا دانا زندہ بچتا ہو</p>	<p>نہ کچھ دلی خبر مجھ کو نہ کچھ میری خبر دلو ادھر حیرت ہو بسمل کو ادھر سکتا ہو قاتل کو کیا زندان میں کس نے قید آواز سلاسل کو اٹھا دین آپ اگر آئینے سے اپنے مقابل کو جلایا رات پر دواؤں کیا کیا شمع محفل کو گر اتنا مناسبت ہو بلا لین پہلے قاتل کو خدا آسان کر دیتا ہے ہر بند کی شکل کو رقابت سے فرشتے دور کر دیتے ہیں نزل کو</p>
---	--

تمنا یا اس حسرت درد کیا کیا آئینے میں
عجب وسعت خدا دی ہو صفہ کے لگو

<p>رہ سفر میں نہ جی رہو وچراغے چلو جو غم کو چہ قاتل ہو تم کو جاننا زو مزار پر جو ہمارے گزر ہوا آنکا خرام ناز کے ہم بھی ہیں دیکھنے والے کسین سفر میں حاجت پڑے تہجد نوشو ہم اسکی بزم سے اٹھے تو شوق نے یہ کہا زبان غارغیلان ہو خشک محرا میں</p>	<p>عدم کی دور ہر منزل قدم اٹھائے چلو طلسم ہستی فانی میں مٹائے چلو کہا یہ ناز نے دامن فرا اٹھائے چلو حسینو ہم سے بھی آنکھیں ذرا ملائے چلو کمر میں چاہیے بزل کوئی لگائے چلو کسی کے زیر قدم چشمِ دل بچھائے چلو کہو یہ چھاؤں آنسو ذرا بہائے چلو</p>
---	---

اگر ہر بندِ نظر سیرِ منزلِ تسلیم عدم کا قصد جو ہم رو سیاہ کرتے ہیں قریب کو پتہ قاتل یہ دل نے مجھ سے کہا	رہِ رضا آئی میں سرِ حجب کاٹے چلو جیسا یہ کہتی ہے چادر سے منہ چھپائے چلو وہ آئی سامنے منزلِ قدم بڑھائے چلو
---	---

جو غم کعبہِ مہم ہر دل میں ہے ضرور ہے کہ رہ تبکدہ دبا لے چلو
--

بہار آئی ہے دیوانہ چلو صحراے گلشن کو بہار آکر آئی برقِ کر وے سارِ گلشن کو وہ چلتے ہیں بھر کر جوشِ ستی میں تو کہتے ہیں تمنا ہے بٹھا کر سامنے دیکھا کروں ہر دم بہارِ گل میں تو ہر کر کے حسرت سے ملتا ہوں ترے گھر سے اگر نکلے تو شیریں بانو میں لو ہم کو پہلے قفل میں یا خلعتِ شہادت کا بہشتِ انوار ہر شہم دیا کتب جوانی کو حسینانِ جان بھی بیا کرتے ہیں تکلف سے ہر نفرت عاشق کو بعد مرن بھی وہ بلبلِ مژن کہ سیرِ باغ گھر بیٹھے میسر ہے نسان کہتے ہیں وہ جن عالم سوز پرک میں	لگا ہ شوق سے دیکھو عروس گلے جو بن کو بھڑک کر آتش گل بھونکد گلچین کے وہن کو نہیں کچھ مال چوری کا چھپاؤ کیون میں بن کو تری اسن لی صورت کو تری اسن بی بی قبول کو کبھی ساتی کے چہر کو کبھی شیشے کی گردن کو کر زمین قطع ہاتھوں کو جو چھوڑیں تیر دہن کو خدا کا شکر وہ پہچانتے ہیں دستِ دشمن کو اٹھاؤ زلفِ پیا نکو دکھاؤ رو روشن کو لگائے رکھتے ہیں چھاتی سے اپنے اپنے جو بن کو اٹھاؤ چادرِ گل کو بکھاؤ شمعِ مدفن کو مرے داغوں کے گدسہ بنایا ہر شیم کو جلاد شعلہ برق تجلی اسکے چلن کو
--	---

<p>بُھکے جو آپسے لازم ہر جھکنا اُس سے اور صفدر تہ شمشیر قاتل میں جھکاؤں کیوں نہ گردن کو</p>	
<p>چمن میں موم کا مزہ ہے جو پاس یا رہی ہو نجاؤں اُسکی گلی میں مگر نہ ار بھی ہو سوال صل میں لازم ہے بقراری دل ویا تھا دل تمہیں کس کس امید پر میں نے شبِصال بسر ہوگی آج گلشن میں ہزار دعویٰ الفت پہ میں قسم کھاؤں نہ اٹھیں کوچہ جانان میں بیٹھ کر یا رب چمن میں نرم میں منظور ہو جان چلیے وہ لاکھ وعدہ کریں بہو تاب صبر کمان سحر قریب ہے بیٹھو گے نرم میں کب تک</p>	<p>ہو اسے سرد بھی ہو نغمہ بہار بھی ہو سنبھلاؤں خاک جگر دل پہ اعتبار بھی ہو دعا قبول ہو شامل جو اضطراب بھی ہو نہ جانتا تھا کہ ایسے ستم شعار بھی ہو صدِ جنگ بھی ہو نغمہ ہزار بھی ہو حضور جب مری قسموں کا اعتبار بھی ہو یہیں ہمیں اجل لائے یہیں مزار بھی ہو مگر یہ شرط ہے ہمراہ جان نثار بھی ہو کچھ اختیار ہو دل پر تو اضطراب بھی ہو چلو پلنگ پہ عاشق سے ہکنا رہی ہو</p>
<p>شب وصال کا جب لطف اٹھے اور صفدر چمن میں جام بھی مینا بھی موم بھی یا رہی ہو</p>	
<p>فرقت میں ستانی ہے شبِمار کسی کو شکوہوں پہ مہر ہے یہ اُس شوخ کا کنا کتنے ہیں وہ عشاق کے احوال کو سنکر</p>	<p>دکھلا دوزا چاند سار خساہ کسی کو مشتوق بھی ملتا ہے وفادار کسی کو کیوں مرنے ہیں کیوں کرتے ہیں یہ کس کس</p>

<p>کہر نہ خبر اُسکی خبر دار کسی کو زیور نہیں بھونکا سزاوار کسی کو دشمن مکر کیا کرنے لگے پیار کسی کو رسوا نہ کرو یوں سر بازار کسی کو کب آپ نے بوسے دیے دوچار کسی کو دیکھا جو کہیں جان بیزار کسی کو دیکھا نہ زمانے میں فنا دار کسی کو اس درد کا دیکھا نہیں بیمار کسی کو اس طرح بھی کرتا ہر کوئی پیار کسی کو</p>	<p>کچھ دلسے جو کہتا ہوں تو کہہ دیتا ہوں یہ بھی بل کھا کے نزاکت سے یہ کہتی ہر کلائی اجاب نے کی میری سفارش تو وہ بولے تابوت مراد صوم سے یار و نہ اٹھاؤ کس منہ سے ہر بھرا پکو دعوے سخاوت سمجھا دل نادان کہ یہ عاشق ہر مقرر آکر مری بہت پہ وہ کس پاس بولے بالین پہ مرے کتے ہیں گھبرا کے مسیحا آغوش میں کھینچا تو کہا اُس نے بلڈ کر</p>
---	--

بیچین ہیں بے صبر ہیں بیتاب ہیں صفدر

دیکھا ہر مقرر سر بازار کسی کو

بادہ عشق گلرخان ہمنے پیاجو ہو سو ہو

صوم وصلوہ و آقا چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

دل اُسے جوش عشق میں ہمنے دیا جو ہو سو ہو

لطف و کرم و فنا و مرجور و جفا جو ہو سو ہو

باغ میں کوئی مست ناز سوا ہر آج بخیہ

رخ سے نقاب اٹھا بھی دی باد صبا جو ہو سو ہو

راحت وصل رنج ہجر ز شک عہد و جناب چرخ
 اک بت بی وفا کو دل ہم نے دیا جو ہو سو ہو
 دل سے ضبط ہو سکا بوسہ تو ہمنے لے لیا
 اب تمھیں اختیار ہو اسکی سزا جو ہو سو ہو
 مین نے کہا کہ جان و دل ہجر مین تیار مین
 اُسے ادا و ناز سے ہنسکے کہا جو ہو سو ہو
 دیکھیے قنہ کیا اُٹھے بے ادبی تو ہو گئی
 بزم تباہ مین جا کے مین بیٹھ گیا جو ہو سو ہو
 وادو دست مین عشق کے بحث بحث ہر نامحا
 دل اُسے دیکے درد و غم ہمنے لیا جو ہو سو ہو
 دل ہو ہزار مضطرب جان ہو لاکھ معتدرا
 عشق تباہ کو چھوڑ دے ہر خدا جو ہو سو ہو
 ایک ہی ہستی و عدم کیسی خوشی کمان کا غم
 نقش خودی مٹا دیا اب ہمیں کیا جو ہو سو ہو
 اتو شب وصال مین یا رے مین لپٹ گیا
 شوخی و غمزہ واداد شرم و جاجو ہو سو ہو
 عہد شباب فصل گل موسم نا و نوش ہر

کس کو ہر فکر عاقبت بعدِ فنا جو ہو سو ہو
 صفدر خستہ جان کا دل پھر کہیں مبتلا ہوا
 تمہا جو جنونِ ذرا ذرا پھر وہ بڑھا جو ہو سو ہو

<p>دیتے دعائیں حشر تلک کو سے یار کو توفیق دے خدا یہ ہمارے غبار کو آئی جو نوحِ نغمت گیسوے یار کو دکھلا کے باغِ مین گل رخسار یار کو افسوس تم ہو غیر کے گھر اور ہم بیان ترا اے نمودِ خط نے کیا رو سے حسنِ با وہ چشمِ مست سا غم جو ہو تو کیا کرین جوشِ جنونِ مین بھی وہی باقی رہے تین دل نے تڑپ تڑپ لکھ دین ہزار بار کیا جانے کہاں کی کدورت صبا کو تھی</p>	<p>تھوڑی زمین ہمیں بھی جو ملتی مزار کو دامن پکڑ کے روک لے اُس شہسوار کو مٹی کیسا تار مین مشک تار کو انگاروں پر لٹا کینگے اکدن ہزار کو کاٹین تڑپ تڑپ کے شبِ انتظار کو آخر خزان نے کھو دیا لطفِ بہار کو خوش بھی کبھی کیا ہر کسی بادِ غبار کو دیتا ہوں آٹے مین جگہ نوکِ خار کو پھینکا ہوا آسمان پر سنگِ مزار کو برباد کر دیا مرے شبتِ غبار کو</p>
---	---

کس کو یاد کیجیے صفدرِ فراقِ مین

مکو چمن کو یا رکو بادِ بہار کو

<p>گیا مین جھپکے اُس محفل مین غم ہو تو ایسا ہو ہمارے دل نے ننھ پھیرا اُس شمشیرِ برو سے</p>	<p>نہ دیکھا مجھ کو دربانِ مقدر ہو تو ایسا ہو بہادر ہو تو ایسا ہو دلاور ہو تو ایسا ہو</p>
---	---

جوشیشہ ہو تو ایسا ہو جو ساغر ہو تو ایسا ہو نمازی مرتے دم الہد اکبر ہو تو ایسا ہو کینٹا اہل تقویٰ دامن تر ہو تو ایسا ہو جنوں کے جوش میں جامے سے باہر ہو تو ایسا ہو قریبِ حیوانِ خضر ہر ہو تو ایسا ہو پس بجا دل اُس قاتل کا پتھر ہو تو ایسا ہو آفتاب بولی کہ کیا کناشناور ہو تو ایسا ہو	مورخان سے دم بھر خیم و دل خالی نہیں ہوتے آفتاب بولی جو زیرِ تنخ قاتل سر جھکا میرا بچاؤ نگاہوں کو گرمی خورشیدِ محشر سے ہمیشہ خواب میں پھرتا ہوں مثلِ روحِ سیاہ اب جان بخش کی خواہش میں ہو خطِ نظر آیا ترپنے سے ہمارا کوہِ پانی ہو گئے لاکھوں ہر سہل جواب سا جو گذرا بھرستی سے
---	--

خدا نے ہمو صفہ ردی یا اور دل کو الفت دی

کرم کہتے ہیں اسکو بندہ پرور ہو تو ایسا ہو

دو شوقِ یوانہ بنا دیتا ہے انسان کو خدا اس پر سیر رکھے اور جنوں نخلِ میلان کو بہت چتر کیا دہن بہت پھار اگریبان کو پریشان کر دیا زلفِ دولت نے سنبھلستان کو خدا اوقیق دہنی تری زلفِ پریشان کو جو سچ پوچھو تو بلبلِ اجاڑا ہے گلستان کو چمک جاتے ہیں تار جب چھڑکتے ہیں نشان کو کہ بریاں بھی تو بھرا جھمک کر رہی ہیں لیان کو	میں اک بت کی طلب میں چھوڑ بیٹھا دین و ایمان کو لیا بان چھوڑ کر کیوں جان نہیں سیر گلستان کو کہا نہ کہ درخشاں تو اسی درخشاں دم لے کیا نرگس کو حیران آئی چشمِ خماری نے پریشان خاطر و نکاحِ تیر کان میں کہہ چمن میں خاک اُڑتی ہے اسی آہ سوزان سے کہ مل نظر آتا ہے جب برق اٹھاتے ہیں حسین سے تو ذہن کرتے ہیں تو کیا تعجب ہو
---	---

<p>بجاول سے پہلو میں لازم ہر چھپا رکھوں نہی تدبیر سے ایدل شب صلت بر معائینگی نہ گل توڑے کبھی گلچین کا باغبان شاخین کس مخمل میں ہلو کب ملی جمعیت خاطر</p>	<p>مقرر و صندوق سے ایگہ قائل اپنے پیکان کو کرنیکے یاد رفتوں کی طرح شبہا ہے ہجران کو کبھی بلبل کی آنکھوں سے اگر دیکھے گلستان کو کہ ہر جمع میں بکھا یاد اُس لبت پریشان کو</p>
<p>خزان میں ہوش کسکو ہڑاٹھائے ہاتھ کون اسپر بہار آئی تو صفدر دیکھ لینے ہم گریبان کو</p>	
<p>یوں مرد کو ہر اس گل پیرین کی آرزو ایسی بلبل کو نفس میں ہر چین کی آرزو ہم کو اویسیا داب بہر خدا آزاد کر استین دامن گریبان اندون بیکار میں دور گردوں سے بیابان مرگ ہم خوشی ہو آگنی فصل خزان رخت ہوئی فصل بہار وہ نہ آئے بھول کر بھی دیر و کعبہ میں کبھی آنکھیں ہی کچھ طالب ید از فرقت میں نہیں ہم کو غربت میں جل آئی بڑا فیسوس ہر شاخ گلبن میں کبھی صیا دنگا دے</p>	<p>جس طرح دوٹھاکو ہوتی ہر دھن کی آرزو جیسے غربت میں سافر کو وطن کی آرزو فصل گل آخر ہر اور دل میں چین کی آرزو کسکو ہر ہوش خون میں پیرین کی آرزو جب تلاش پیرین بھی اب کفن کی آرزو اب نفس میں کیا کرے بلبل چین کی آرزو ایک بھی نکلی نہ شیخ و برہمن کی آرزو اپنے کانوں کو بھی ہڑا سکے سخن کی آرزو رہ گئی دیدار یاران وطن کی آرزو بلبل نالان کو ہر سیر چین کی آرزو</p>
<p>کاش صفدر اپنا جانا ہو دینے کی طرف</p>	

ہر طوافِ روضہ شاہِ زمیں کی آرزو	
دیوانہ بنا یا ترے جلوے نے پری کو مڑا ہوں خبر تک نہیں اس شک پری کو اس شوخ نے سینے پہ مڑا تھو تو رکھا وہ آنکھ کہاں ہر جو رخ عیش کو دیکھیں یارانِ عدم کا نہ پتا ہر نہ نشان ہے مرغانِ غفس کی کبھی سنتا نہیں فریاد یاد آتی ہے اس ابرو خمدار کی محراب وہ تیر کہاں سینہ کہاں یہ بھی مقدر پیری میں گرایا مجھے محفل کی نظر سے ہم مرتے تھے زندہ کیا بھر آپ نے آکر	رقتا نے پامال کیا کبک درسی کو آہ میں کیا روڈن تری بے اثری کو ہر جزا دے مرے در و جسگری کو وہ کان کہاں میں جو سین خوشخبری کو بھجوں میں کہاں بیک نسیم سحری کو صبا دگلے آگ تری بخیسری کو جس وقت میں اٹھتا ہوں نماز سحری کو شیشے میں آتا رہا ہر مردل نے پری کو پوچھا نہ کسی نے بھی چراغ سحری کو کیا روک لیا ملک ہدم کی سفری کو
اس زلف کی بولابی ہر جسطح ہو مقدر ٹھہرا کوئی دم تو نسیم سحری کو	
رو لیف ہاے ہونہر	
کہا دل نے جو دیکھی نرگس مخمور جانا نہ ہمیں دونوں سے بڑھ کر ہر زمین کو جاننا نہ حسینو نکے ہمیں ہاں نہیں عالم ہو دیوانہ	محسنِ جوانی سے بہا لب ہو یہ پیمانہ مبارک شہج کو کعبہ برہن کو منہج نہ خدا ہر گل پہ طبل شمع پر قربان ہو قربانہ

<p>پیری ہر میر شیشے میں عینِ قلّ موعن کہ دیوانہ وہاں تیغ آزمائی ہر بیان ہمت ہر مردانہ مرقعِ عالم و وحدت کا ہر مخجون کا دیر نہ کہاں اٹھیں کہاں ٹھہریں ذرا سا ہر کاشانہ جہاں جھگڑت تھے پر یونکے وہاں ہر کج ویرانہ میں آوارہ میں دائی میں سرگرداں میں آوارہ کسی زلف پریشان کا دل صد چاک ہر شام قیامت ہر ہمارا آشنا ہوتا ہر بیگانہ وہ مینا ہو وہ ساغر ہو وہ ساقی ہو وہ میخانہ اسی کا ہر جگہ جلوہ ہر کعبہ ہو کہ تہنہ عجب دلچسپ قصہ ہر عجب ولسوز افسانہ کر نیکے اب کسی پر نشین کم سن سے یارانہ لگا ہن شرم آگین شمع چون چالستانہ</p>	<p>ہمیشہ دلیں تباہ خیال رو جانانہ کھنچا ہر خنجر قاتل تو اپنا نہ کھی حاضر ہر انا میلی کی ابتک ہر طرف آواز آتی ہر ہزار دنِ ردِ حسرت یا لسنِ دلیں جانِ بین دکھایا انقلاب دہر نے کیا عالم حسرت غنیمت ہر وہ سمجھا تو جو کچھ سمجھا سب سمجھا سرِ موزق کچھ سینہ میں شبیہ کامل ہر تماشا ہر دلِ دان کسی کے ساتھ جاتا ہر غرضِ طوبی و کوثر سے نہ پروا جو حنیت کی عیان ہر نور و حد بزمِ عالم میں دلی کسی کبھی تو ماجر کا عاشقان زار بھی سن لو تمھاری شوخینوں کیوں ننگ لگائے ہیں ادائیں انکی دیتی ہیں خبر خوش جوانی کی جہاں تھے ہی صفدر کے برہم ہو گئی صحبت</p>
<p>تری بکی ہوئی باتیں تری چالیں مینستانہ نہ وہ ساقی نہ وہ مطرب نہ شیشہ نہ پیمانہ ہوا شوق میں اس گلے اک عالم ہر جوانہ</p>	<p>پریر و آدمی کا دل نہو کس طرح دیوانہ خراباتِ جہان میں گیا مستون کا افسانہ ترقی پر ہر آنِ و زون بہا حسنِ جانانہ</p>

<p>وہ سر کیا ہی نہو حسین ہو زلف جانانہ فلک ٹوٹا سب پر بھر چکا شیشہ کا پیمانہ وہی دل گردشِ فلک سے ہر آج ویرانہ جسے سمجھے تھے داغِ دل ہی تھا شمعِ کاشانہ نہ آوارہ نہ سودا کی نہ وحشی ہو نہ دیوانہ کبھی سر نہ کبھی مٹی کبھی غار نہ کبھی شانہ جنون تیری بدو ہو گیا عالم سے بیگانہ رہا باغِ جانیں مثلِ سبزو سب سے بیگانہ رہے ساقی سلامتِ خم کی خیر آبادِ میخانہ کبھی بلبلِ گلشن میں کبھی محفل میں پُرانہ بہت نزدیک ہوا شیخِ کعبہ سے صنم خانہ پیرانا ہو گیا ہر لیلی و مجنون کا افسانہ مرادِ بے نقیرانہ مرا مشربِ ہر رندانہ</p>	<p>وہ دل کیا ہی نہو حسین تصور اپنے دلبر کا غضب آیا کہ آیا محتسبِ میخانہ میں ساقی کبھی جس دل میں تھے تھے تصورِ جہنم کے چھپا تھا عشق کے پردے میں اس کے حسنِ جلوہ محبت نے کیا بنو دے جو جس کا جی چاہے درا فرقت نہیں ملتی ہر آنکھ زینت سے کسی کا آشنا میں ہوں نہ کوئی آشنا میرا جو انانِ چین اپنا نہ سمجھے آج تک مجھ کو خراباتِ جہان برباد ہو جا تو ہو جا بدلتا ہر مرادِ نگ کیا کیا عشقا زنی ابھی اٹھ جاؤنگا مجھے محبت اتنا بگڑتا ہی لکھوں دُقرین تیرے حسن اپنے عشق کا کوئی مجھے مطلب نہیں آئینِ ہفتاد و دو دولت سے</p>
<p>یہ مسجدِ دہِ میخانہ یہ کعبہ ہر دہِ تہخانہ</p>	<p>دلِ غبار کو صفہ رجا دے کیاست</p>
<p>امن وفا کو چیتگی اک بیوفا کے ہاتھ حورینِ بکامین لینے کو دُورینِ ڈھلکے ہاتھ یارِ بگرنہ آئی کسی پارِ سار کے ہاتھ</p>	<p>سودا کر نیلے دل کا کسی دلبر کے ہاتھ کشتہ تمھاری زلف کا جنت میں جب گیا گھر گھر بھری تمام زمانے میں دختِ زر</p>

کچھ بک نہیں گئے مرے دشمن حیا کے ہاتھ نہ پر کسی نے رکھ جو لیا مسکرا کے ہاتھ ہر عاشقو کی شرم تمھاری حیا کے ہاتھ تھر رہے ہیں اٹھ نہیں سکتے قضا کے ہاتھ	گھونگھٹ اُٹ کے اُسے شبِ وصل یہ کہا بجلی چمک کے رگہی آنکھوں کے سامنے اتنا رہے لحاظ کہ رسوا نہ ہو کوئی تیغ جفاے یار یہ چمکی ہر آجکل
--	--

صفدر ہمارے دلی اُسے قدرِ خاک ہو

آیا ہر مالِ مفت یہ زلفِ رسا کے ہاتھ

گر دن میں اُسے دال دیے مسکرا کے ہاتھ پہ بھلائے پائون پہننے جہان اٹھا کے ہاتھ دامنِ اثر کا آگیا آوہ رسا کے ہاتھ ساتھی ادھر بھی دے کوئی ساغرِ بھلا کے ہاتھ ہوئی شنا کے پائون پہ آشنا کے ہاتھ شمسیرِ ناز گردنِ سبیلِ قضا کے ہاتھ دھن پکڑ کے پائون بڑھا کر اٹھا کے ہاتھ جھنجھلا کے طیش کھلے گہر کے چھڑا کے ہاتھ اُس گل کو نامہ بھیجے پیکِ صبا کے ہاتھ	لین میں نے وصلِ یمنِ بھلا کے ہاتھ اب کچھ خیالِ دولتِ دنیا نہیں رہا ہوگی دعاے وصلِ یمنِ تاثیرِ اب ضرور موسے تمامِ بزم کو تو نے چھکا دیا قدرتِ خدا کی یار کے منھ دی لگا غیر مقتلِ یمنِ آج جمعِ یمنِ سامانِ نئے دود و قدم وہ رقصِ یمنِ چلتا کسی کا ہاتھ سننے ہی نامِ وصل وہ پہلو سے اٹھ گئے قاصدِ ہر تیر و نہ کبوترِ ہر تیر پر
---	---

صفدر ہر خوف کیا مجھے روزِ حساب

ہر شرمِ میری داور روزِ جزا کے ہاتھ

<p>کیونکہ زنجیری جان بلا ہر بلا کے ساتھ غمزدہ جفا کے ساتھ ہر عشوہ حیا کے ساتھ آنکھیں جو آنکلی اٹھ گئیں سب سے عا کے ساتھ منہ سے نکل پڑیگا کلیجا صدا کے ساتھ اڑ جائیں ہم بھی طائرِ رنگِ خا کے ساتھ میری چلے زبان تری تیغِ جفا کے ساتھ دشتِ عدم آئے ہیں جھوٹے قضا کے ساتھ آتے ہیں ابھین بھی وہ ناز و ادا کے ساتھ خلق خدا ہر آج تر سے ہلا کے ساتھ بیشک ہر کوئی زلفِ رسا بھی صبا کے ساتھ اور پھر سنبھالنا وہ ڈوٹا ادا کے ساتھ الفت تمھیں بھی ہو جو کسی ہو غا کے ساتھ جاتا ہوا آشنا کسی نا آشنا کے ساتھ شکر خدا کہ آپ بھی آئے قضا کے ساتھ</p>	<p>ہر عشقِ خط بھی الفت زلفِ دوتا کے ساتھ جو آپ کی ادا ہر وہ ہر اکا کے ساتھ طرزِ نگہ نے چھین لیے قد سیوں کے دل اک روز دیکھا جو یہی اضطراب ہر کہتے ہیں شہسازِ آس کفِ رنگین کو دیکھ کر تو مجھ کو قتل کر میں سمجھے مر جا کہوں روشن چراغِ زیست ہے کیا جہان میں کچھ اتنا ہر وہم کی اسدِ ری اختیار ہو کر شہیدِ ناز پہ پایا ہر مرتبہ خوشبو سے آج صحنِ گلستانِ مہک گیا منہ پھینا کسی کا وہ شرماء کے ناز سے معلوم ہو گیا جو ہماری وفا کا حال رخصت ہر دل کی وئی میں مل سکے حشر میں حسرت دمِ اخیر نہ دیدار کی رہی</p>
--	--

صفدر نہیں تو تم کو محبت تو یہ کہو
 کیوں نہ لگو تھامے جاتے ہو بوجھِ فنا کے ساتھ

وہ تیغِ نازِ ہویا رہا وہاں آہستہ آہستہ
 فرہ لے لیکے تریں نیجاں آہستہ آہستہ

<p> روانہ ہو گئے سب کا روانِ آہستہ آہستہ سنا دی ہنسنے ساری آستانِ آہستہ آہستہ قدم رکھ باغ میں ای باغبانِ آہستہ آہستہ مٹے شاہانِ عالم کے نشانِ آہستہ آہستہ ہمارا حال سب کے نابیانِ آہستہ آہستہ کیے برباد لاکھوں خانمانِ آہستہ آہستہ چلو گلشن میں ای سروِ روانِ آہستہ آہستہ چلی شمشیر رک رک کر سانِ آہستہ آہستہ شایا قبر عاشق کا نشانِ آہستہ آہستہ جبا کچھ ہو گئی ہر رازِ روانِ آہستہ آہستہ شبِ وصل ای موزنِ مجے ازانِ آہستہ آہستہ </p>	<p> جہاں سے چل بسے پیر و جوانِ آہستہ آہستہ خفا بھی وہ ہو بگرے بھی برہم بھی ہو لیکن کہیں ان بلبلوں کے پسینے ساتھ پھولوں کے نہ ایوانِ میدوں ہر نہ جامِ جسم رہا باقی کہیں گھبرانہ جانا عجب اس شوخ کے قصہ نہ رکھا عشق نے عشاق کا نام و نشان باقی خرامِ ناز کے شتاق میں جانا باز برسوں سے کسی کے ابرو و مژگانے ہلکے نیم جان چھوڑا لگا دی ایک ٹھوکر جب وہ آفتاب پر چھنے ہمارا حال دل اور تو واقف نہیں کوئی تری آواز و خشتناک شکر وہ نہ اٹھ جائیں </p>
---	---

کوئی سرواں ہو کچھ پاس بھی سکا رہے صفہ
 شبِ فرقت میں لازم ہر فغانِ آہستہ آہستہ

<p> بہارِ باغ پر چھائی خزانِ آہستہ آہستہ روان ہو آج تو احوالِ آسمانِ آہستہ آہستہ کہ نازک ہو چلاوے جانِ آہستہ آہستہ پہنچ جائینگے ہمسے ناتوانِ آہستہ آہستہ </p>	<p> کیا صدموں نے ہم کو ناتوانِ آہستہ آہستہ شبِ وصل منہ پر صبح ہوئے میں نگر جلدی پسینا آنہ جائیز چلنے میں کہیں تم کو نہیں پروا اگر منزل پہ پہنچے تیر رو پہلے </p>
--	---

دہن میں اپنے بھرنی ہر زبان آہستہ آہستہ اُجارتے باغبان آہستہ آہستہ ہوا یہ جمع نالو لکا دھوان آہستہ آہستہ ردان تاقے کو کراہی ساربان آہستہ آہستہ سناد و نگا تجھے سب آستان آہستہ آہستہ ہوے سب عاشقوں کے امتحان آہستہ آہستہ لکا کو میرے پہلو سے سنان آہستہ آہستہ ہوا حرف خزان یہ بوستان آہستہ آہستہ	و فوضعت اب بات کرنے میں تکلف ہی ٹھکانا لیلو لکوا اب نہیں ملتا ٹھہرنے کا مکان تار یک شل پردہ ظلمات ہی سارا نظارہ رو لیل کا تو کرنے نجد میں مجنون ابھی جلدی ہی کیا صیاد فہل گل تو آنے کا نہ پایا آج تک ظالم نے مجھے سا صبر میں کامل جگہ سہمیں ہر دلی جانوں پر دلیں حسرت ہی گل عارض پرانے رقبہ رقبہ خط لکل آیا
---	--

اُٹھے یہ دوست اپنے منزل ہستی اور صفدر
کہ خالی ہو گیا سارا جہاں آہستہ آہستہ

رہتی ہر دھن پاس یہ دو لہا کے ہمیشہ بیمار میں اک نرگس شہلا کے ہمیشہ قابل بھی رہا ساتھ میحاک کے ہمیشہ مشتاق رہے ہم رخ زیبا کے ہمیشہ ہم رہ گئے ننھے دیکھ کے لہجہ کے ہمیشہ ما حشر فرے میں ہی دنیا کے ہمیشہ آئینہ ترے حسن کا چمکا کے ہمیشہ	خوش کرتی ہر دل دختر زرا کے ہمیشہ قیدی ہیں ہم اس زلف چلیبا کے ہمیشہ لب نے جو جلا یا تو تری آنکھوں نے مارا پردہ نہ اٹھا یا کبھی چہرہ نہ دکھایا غیروں کو دیے بوسہ لب پیار سے آہستہ جمشید نہیں اب تو مرادو رہی ساقی معشوق ازل سامنے رکھتا ہی بصد شوق
---	--

<p>وہ جھپکے منہ پھیر کے شرما کے ہمیشہ کیا جوش رہے اس دل شیدا کے ہمیشہ پھر دو حلیں سا غمبہا کے ہمیشہ یاں کٹتی ہر شب خون جگر کھا کے ہمیشہ خوش ہوتے ہیں بوسوں کا فریا کے ہمیشہ بجلی کی طرح سے مجھے ٹرپا کے ہمیشہ جلوے میں نئے آس بُتِ رعنا کے ہمیشہ</p>	<p>الہ ری جیا وصل میں سو جا میں ہی وقت سودا کی کبھی تھا کبھی عاشق کبھی مجنون میخانے میں پھر زندوں کے جلسے میں ہر روز وان غیر دنگے ہمراہ وہ مویٹے میں ہر روز کیا صاحبِ اقبال میں جو وصل میں کُ سکے کس ناز سے اٹھ جاتا ہو وہ برقِ تجلی دن کو ہو اگر مہر تو شب کو وہ فہر</p>
--	---

دو دن ہمیں جینے کا بھر دسا نہیں صفہ
چرچے تو رہینگے یہی دنیا کے ہمیشہ

<p>وہ قامتِ موزوں ہر منور سے زیادہ ہر دماغِ جگر لالہِ احمر سے زیادہ وقفہ نہیں اس بحر میں دم بھر زیادہ آرام ملا اسکو یہاں گھر سے زیادہ منا نہیں انسان کو مقدر سے زیادہ خط ہنسنے لکھا یا رکھو دفتر سے زیادہ ہر ذرہ ہر خورشیدِ منور سے زیادہ ہنگامہ ہر ہنگامہ محشر سے زیادہ</p>	<p>وہ عارضِ گلگون ہر گل تر سے زیادہ میں زخمِ مرے دیکھ گل تر سے زیادہ ٹوٹا جو جباب لب جو آئی یہ آواز تکلی گانہ اب کو چہ گیسو سے مراد بیفائدہ سب سچی ہر بیکار ہر کوشش اتنا بھی نہ سمجھے کہ اسے کون پڑھیں گا روشن ہر مکان پر تو خسار سے کیسے کوچے میں ترے کون یہ فریاد کو آیا</p>
--	--

صد مہ اُنھیں پہنچے نہ کہیں دلی تڑپ ہے	سینے سے لگاتا نہیں اس ڈر سے زیادہ
میری طیش دل میں اگر کچھ نہیں تاثیر	بیابا ہو تم کیوں دل مضطرب سے زیادہ
جا کر حرم و دیر میں کیا سجدہ کروں میں	در کون ہر عالم میں ترے در سے زیادہ
پہلو میں کھٹکتا نہیں کب خار کی صوت	دشمن ہر مراد ملے دہر سے زیادہ

بے قدر نہ سمجھو اسے بقدر نہ سمجھو	یا دوسرے وفا دار نہ صفدر سے زیادہ
-----------------------------------	-----------------------------------

بدلتا ہی صفدر کچھ ایسا زمانہ	کہ ہوا آج اسکا کل اسکا زمانہ
جناب لب جو تھے ہم اس چین	کھلی آنکھ اپنی تو گدرا زمانہ
ٹرکین تھا جب تک تھی فکر کوئی	بہت یاد آتا ہر پھپھلا زمانہ
دیا دل جسے ہو گیا جی کا دشمن	حقیقت میں کتنا ہوا اٹسا زمانہ
بہت مہربان تھا وہ ہمیر مجھ پر	ہوا ہر ابھی اسکو تھوڑا زمانہ
کٹین ہجر کے دن شبِ وصل کے	اتنی کبھی آئے ایسا زمانہ
کبھی دشت گلشن کبھی باغِ صحر	دکھاتا ہر نیزنگ کیا کیا زمانہ
وہ فرقت میں کی آہ پر سوز رہیں	جلا میں جلا میں پکا راز زمانہ
جو ہر قتل مد نظر سر ہر حاضر	مگر یہ کہو کیا کہیگا زمانہ
جو وہ مہربان ہوں تو کل مہربان ہو	بھڑین وہ تو پھر جا سارا زمانہ
کیا ذکر اگر اگلی صحبت کا اُن سے	کہا پھیر کر منہ وہ گدرا زمانہ

مری طرح تیرا ہر بیتاب یہ بھی	ابھی کروٹیں بیگا کیا کیا زمانہ
ہوا وصل اُس سے جدائی تھی جس سے	ہر آن روزِ رونِ صفدر تمہارا زمانہ
رودیفِ یائے تھمائی	
<p> کسے زندگی کی امید ہو کہ خبرِ ہر فرقتِ یار کی یہی دن ہر اپنے وصال کا یہی شب ہر اپنے فرار کی گئے تھے چمن سے گلی میں کیا کسی شوخ لالہ غدار کے قرے پیروں میں ہوا ہوا جو تھک عروسِ بہار کی نہیں چینِ دامنِ ایک دم یہ تھپ ہر بلبلِ زار کی کوئی صحنِ باغ سے ہونو خبر آئی فصلِ بہار کی میں وہ بادِ خوار ہوں ساقیا کہ خدا سے یہ میری دعا جو قضا کروں تو مزار پر چڑھے چادرِ ابر بہار کی کون کیا مجھے جو ملالِ ہر شب ہجرِ نیندِ محالِ ہر کہ اُچھل رہے ہیں ل و جگر نہیں شکل کوئی قرار کی وہ چھپا کے چہرے کو زلف سے بے سیرائیں سرِ لحد کوئی گردشِ ایسی ہوا سے فلک سے بعدِ یل و نہار کی یہ دعا خدا سے ہر ہر زمان کہ ملے لحد میں مجھے امان </p>	

بدن نحیف ہر ناتوان نہیں تاب محکوفِ فشار کی
 رہے زندگی میں جو منہ سے پس مرگ سائے وہ طوطے
 نہ طلب ہر دولت و زر کی اب نہ خبر ہر یار و دیار کی
 جو عیان ہر چہرے پہ تیرے خط تو لکھو لگا وصف میں ہر
 مگر اب ضرور ہر کچھ نہ کچھ مجھے مشقِ خطِ غبار کی
 پس مرگ پھر نہ ہی ہوس چینِ خان کی کسی طرح
 ترے کوچے میں جو زمین ملی ہے دفنِ جھکو مزار کی
 ہمیں سیرین سے ہر کام کیا کہ جنون سے طبع ہر آشنا
 جو قبا ہر تن پہ تو گرد ہر جور داہ تو ہو غبار کی
 نہیں کوئی شاہِ فقیر ہون مجھے بوریہا ہی سریر ہر
 نہ تلاشِ قصر و مکان کی ہر نہ ہوس ہر نقشِ نگار کی
 جو ہوا سے گرد کہیں اُڑی تو سفر میں جھکو گمان ہوا
 نظر آئی شکل جو ار کی خبر آئی اُجڑے دیار کی
 ہوں وہ مردہ دل مرا حال بھی کبھی لکھے کوئی تو یوں لکھے
 کہ قلم ہو شمعِ مزار کا تو ہو لوحِ سنگِ مزار کی
 میں آخر وقت میں صفد راب کون کسے حالِ شباب کا
 وہ سرد نشہ بادہ تھا یہ بلا ہر پنجِ خسار کی

<p>دل رہے یا نہ رہے وہ ستم اِباد رہے مشتقِ غم ہجر میں یہ اِو دلِ ناشاد رہے آہ بلب بھی کہ ہم ننگت گل تھے کیا تھے نہ کھنچا پر نہ کھنچا تیرے وہن کا نقشہ جب کیا قصدِ فغانِ ضبطِ پکارا کہ خموش دیکھ تو لیجے کاشانہ دل کی صورت آہ حسرت مری بوتی ہر غضبِ تخمِ اثر کون ایوانِ ہر نہیں جسکے لیے بربادی کبھی فرقت میں بھی آنے نہ دیا رخ کو پاس شبِ فرقت میں ہمیں بھول گئے سب نے افقِ قید تھی مرغانِ قفس کو ایسی تار موئے کمر یا رے سے زنجیر بنے شانہ زلفون میں جو کرنا تو سمجھ کرنا دل وہ دل ہی جو رہے تیغِ جفا کا چورنگ</p>	<p>سر رہے یا نہ رہے خنجرِ جلا در ہے سانس لینے میں بھی کیفیتِ فریاد رہے کہ رہے جب تک اس باغ میں برباد رہے نہ توں فکر میں گم مانی و بہزاد رہے دل ہی میں حوصلہ نالہ و فریاد رہے کیسے آباد ہو فرمائیے برباد رہے ڈر ہی اسکا کہ کہیں کھیت نہ جلا در ہے خانہ گور ہی جو حشر تک آباد رہے شادی وصل کی امید پہ ہم شاد رہے یار تو یار اجل کو بھی نہ ہم یاد رہے چھوٹ جانے پہ بھی گر دے سرِ صیاد رہے پاس کچھ میرے تقابست کا بھی حداد رہے دل بھی اُلجھا ہر کسی کا یہ ذرا یاد رہے سر وہ سر ہی جو تیغِ خنجر بیدار رہے</p>
<p>خانہ دلمین مرے جمع پریزا در ہے</p>	<p>جوشِ وحشت میں بھی صفدر گئی اپنا</p>
<p>جک کر منہ چھپانا برق نے سیکھا ہر جھلس سے لجا کر مسکرا کر منہ چھپانا انکا آنچل سے</p>	<p>آہ یا ہر ستاروں نے چکنا اُنکی ہیکل سے نہ بھونکا شبِ صلت میں نہ گنا اپنا</p>

<p>مجھے محروم رکھا وصل میں بھی تیرہ بختی نے گرائی بوسے گل سے آج کچھ تازہ نہیں جگو ہمارا آئی ہو بھرتی ہماری رنگ لاینگی عصب ہر ایک اس ناز اس انداز سے چلنا برائے خواب ہمو سوزنی کانٹوں کے کافی ہو ہوا چشم لیلی کا اثر ہر خاک مجنون میں کیا تیغ ادا نہ یاد کس مظلوم کو یا رب یہ بد لارنگ عالم آسمان کے ایک گردش نے اگر چشم روشن فراق کیا گرو مسلمان میں پریشان ہونا بل کھانا بکھانا بیچ میں لانا</p>	<p>ملی فرصت نہ انکورات بھرتی سے کاجل سے خدا نے بخشی ہر نازک دماغی روزا دل سے ہوا پھر عشق ساقی سے بڑھا پھر بڑا بول سے ہزاروں فتنے برابر قدم ہو میں جھماک سے نہ خواہش بستر گل کی نہ مطلب شمع گل سے ابھی تک اک غبار سرگ کوٹھیا ہر جنگل سے قضا آئی ہو گھبراہٹی ہوئی کچھ آج منتقل سے نہ وہ صحبت رہی باقی نہ وہ اجاب کے جلسے چراغ دیر و کعبہ شعل ہو ایک مشعل سے یہ لٹکے سیکھ لے کوئی تری زلف مسلسل سے</p>
---	---

لطافت میں نزاکت میں صفائیں بو میں ابرو صفہ

وہ بہتر ہے صبا سے گل سے آئینے سے صندل سے

<p>تمھاری سادگی پر دم فنا ہو روزا دل سے علاج درد سر ممکن نہیں نازک دماغوں کا صفاد دل ہو مشق ریاضت کے سبب حاصل کھلونے کھیلنا تھا لیلی و مجنون کی طفلی میں ہوا دیوانہ سرست سایہ بڑ گیا جس پر</p>	<p>علاقہ ہو نہ منہدی نہ سر سے نہ کاجل سے ہماری سرگرائی بڑھ گئی خوشبو صندل سے کیا ہو دور تھے آنے کا رنگ صیقل سے پڑی ہو ابرو جنون و مری طینت میں دل سے یہ دخت رزہ ساتی یا پری نگلی ہو بول سے</p>
--	--

<p>جو میکش میں نہیں کچھ احتیاج آنکو تکلف کی بنانا دوتو تعویذ میری قبر کا اُسکو ابھی تک حسرت دیدار قاتلِ مینِ باقی ہر مین ہوں عاشقِ ابرو کہ جب وہ صیام آیا بچھگی پیاسِ قتلِ شتاقِ شہادت کی غنیمت جان اس دم کو کہ ان پھر صحبتِ ساقی چمک کر آسمان پر ابر میں جب چھپ گئی بجلی جنون کا جوش مینِ نازکِ طبیعتِ گلِ سر جو کھولا اپنے جوتا تو خورشیدِ ابر میں آیا</p>	<p>بیاض گردن مینا کو ہر کیا کام جد و دل سے کوئی تعویذ بلجائے جو ملک و سکی پہیل سے صد اہرم شہید ناز کی آتی ہر قتل سے کیا افطار میں روزِ روزہ تیغ کے پھل سے کہ چھ لای تیغ کا کچھ کم نہیں بانی کی چھا گل یسی آتی رہی شب بھر مجھے آوازِ توبل سے تمہارا چھنا کیا یاد آگیا پردہ کی او جھل سے کہ فصلِ وے فصلِ شاخ گل کی کوئل سے اٹھائی زلفِ چہرے تو نکلا چاندِ بادل سے</p>
--	---

خدا جانے بنے گی آج کیونکر ہم سے اس ہندو

مزاج اُنکا نظر آتا ہے کچھ بگڑا ہوا گل سے

<p>برسی نے سحر انسان کے کب یہ شکر ٹائی ہر یہ فصل گل میں پر خجندی گلشنِ مینائی ہر بحث گھبراتے ہر روح تو اس جسمِ خاکی میں سید تل سے آتشِ رنگ پر دیکھا تو یہ سمجھے کوئی ناشاد کوئی شاد اپنی اپنی ہر قسمت ہوا جو کچھ ہوا قاتل سے کچھ شکوہ نہیں بھوکا</p>	<p>خدا نے ہاتھ سے اپنے تری صورت بنائی ہر جتنا بھی جب چلی ہر ہر قدم پر ٹر ٹھرائی ہر یہ زندانِ چند روزہ ہر قیامت تک ہائی ہر پرستش کے لیے یہ آگِ ہندو نے جلائی ہر وہ بگڑے بیچ ہم سے کہو دیگر کی بن آئی ہر خنازبے پر ہمارے جمع کیوں سی خدا کی ہر</p>
---	---

<p>یہ ہو جاتے ہیں بخیر دم کہ مطلق حسن نہیں بتی نفسِ عینِ شاد و صیاد مرغانِ نفسِ شکرین جدا ہم بار سے ہیں غیر ہیں ہر دیاں کے دم ز قمار ہر بھوکے سے اس کے مرد جیتے ہیں یقین ہوا بے تیاب سینے میں تر پے گا بڑھا کر ہاتھ جھاری گرد ہن کے اگر سنے غنیمت ہو دلا جو دم ہوا امید بے کیسی انفاوت مہر و مکہ صاف آتا ہر نظر ہلکو قیاسِ شمع ہو جیسے کسی فانوس سے ظاہر جو کتا ہوں کہ کوئی جامِ محبو بھی غیاث</p>	<p>جدائی اُسکی ہمسے روح و قابِ جدائی ہو خبر یک صبا نے موسمِ گل کی سنائی ہو خداوندِ جان کیا تیری شانِ کبریائی ہو کہو عیسیٰ دیکھیں یہ نئی معجزِ نمائی ہو اٹھا کر یار کی تصویر سینے سے لگائی ہو مکدر ہیں بھلا کیوں آپ کیا آئینِ برائی ہو عناصر میں بھی باہم چار دن کی آشنائی ہو تری تصویر جب تصویرِ یوسف سے ملائی ہو نمایاں آستینِ تین تری گوری کلائی ہو تو کہتے ہیں فرنگستان سے مرہنے سنگائی ہو</p>
<p>بنا ہوں بلبلِ تصویر اس گلزار میں صفدر مرے نزدیک سب یکساں اسیری و ربائی ہو</p>	
<p>وہاں دیکھا تو اس کے ساتھ جو بیوفائی ہو سمٹ کر جان سارے جسم کی آنکھوں میں آئی ہو جوابِ پنچہ مرجان ترا دستِ خنائی ہو اُٹھانہ کیا اڑائی گا کہ یہ تیر ہوائی ہو کبھی اُنسے صفائی ہو کبھی اُنسے لڑائی ہو</p>	<p>جہاں اس گلشنِ عالم میں رنگِ شنائی ہو یہ وقتِ نزعِ شوق دیکھ صورتِ دکھائی ہو لباسِ آبی نہیں یہ جوشِ پرچسں کا دیا بھری جب ہنسنے بولی وہ رنگِ اشکر کیا فراق و وصل کی مین و تباہوں میں کیا کیا</p>

<p>نہ دل ہر اپنے قابو میں آنکھیں اپنی کنہیں میں نہیں مائی ایبت آنکھ تیری دل کی کشتیں میں رہا جو ریست بھر عریان حسینوں کی محبت میں نہ کنگھی ہر نہ چوٹی ہر نہ سرمہ ہر نہ مٹی ہر کشش کرتا ہر دل کی بیٹھتا ہر جب یہ پہلو میں نہ بچھ میں یہ رکاوٹ تھی نہ بچھ میں کھینچاؤ تھی عجبت ہو ہو برہم تم ذرا سیدھی طرح بولو ذرا آفتابِ حشر برقع ڈال کر آنا نہ ہم واقف کسی ہیں کوئی ہم سے وقف ہر</p>	<p>جسے کہتے ہیں روزِ حشر وہ روزِ خدا کی ہر دھن نہ کہ ہماری جان لینے موت آئی ہر لحد پر اسکے بارون نے عبت چادر چڑھائی ہر یہ وضع سادہ مکسوچ بتاؤ گیسے بھائی ہر تمھارے تیر کو کس رجبہ ذوقِ دلربائی ہر تیری شمشیر نے یہ جال کیا نہ جھکوتائی ہر مجھے پر ختم کیا صاحبِ نصاریٰ کج ادائی ہر ارے ظالم خدا سے ڈریہ وز خود نمائی ہر فقط آئینہ سنان لوگوں سے صورتِ آشنائی ہر</p>
---	---

مقابلِ سارِ عالم سے کیا عزت ہے اور صفہ

ادھر ہوں میں تن تنہا ادھر ہی خدا کی ہر

<p>بسکہ ہر عشقِ قدیا میں شہرت میری کبھی ہوں بلبلِ گلشن کبھی پردائے نازم اُس نظر سے جو گر اسب کی نگاہوں گرا ول حسینوں کو دیا جان اجل کو بخشی تم جسے چاہتے ہو اسکی قسم صاف کہو تو گر کوئی جو مرقہ پہ نہیں کیا پردا</p>	<p>نظر میں ہوں قیامت کا قیامت میری بھیس بدلے ہوئے پھرتی ہر محبت میری آنکھ کیا اسکی پھری پھر گئی قسمت میری وہ سخی ہوں کہین قاصر ہیں ہمت میری ہر تمھیں غیر سے الفت کہ محبت میری بیکسی روئگی سر پیٹے گی حسرت میری</p>
---	---

<p>تنگو غیر دن سے مناسب ہو شکایت میری چند روزہ ہر ملاقات غنیمت میری</p>	<p>پاس میرا نہ سہی اپنی طرف دھیان کر دو مجھ سے کتنی ہو جوانی کہ بسر عیش میں کر</p>
	<p>گردش چرخ سے صفدر ہوں جاب دریا بن کے سر لفظ بگڑ جاتی ہو صورت میری</p>
<p>آسمان نے نہ نکالی کبھی حسرت میری نخت بیدار ہوے جاگ اٹھی قسمت میری پہلے آئی جو گنہگار و نہیں نوبت میری بیقراری ہو کلید درجنت میری کی رقم کا تب قدرت نے جو قسمت میری پردہ چہرہ مقصود ہو غفلت میری</p>	<p>نہ ہوئی صبح کسی دن شب فرقت میری سو رہے رات وہ سر رکھنے مگر زانو پر پھر دم حشر نہو گا کسی مجرم سے حساب دل تڑپ کر مجھے لجا بیگا حور و نہیں ضرور ہوں وہ برگشتہ مقدر کہ نہایت رویا ہوں رہا قید تعلق سے تو دیکھوں اُسکو</p>
	<p>کس نے کس نے مرے مضمون پہ ایو صفدر جب سے دیوان چھپا لٹ گئی تو میری</p>
<p>کو آ کے ہم سے وہ پوچھ لے جسے شربِ مومن کلام ہو جو وصال ہو تو حلال ہو جو نہ اق ہو تو حسام ہو نہ ہوا نہ تربت باغ ہو نہ خیال گردشِ جام ہو کسے اب نشاط سے کام ہو کجیات اپنی تمام ہو نہ ملینگے ہم نہ ملینگے ہم کبھی آبرو کو نہ دین گے ہم</p>	

جو رقیب سے بھی پیام ہو تو ہمیں سے انکو سلام ہو
 نہ وہ آتے ہیں نہ بلا تے ہیں ہمیں باتوں ہی میں لگاتے ہیں
 وہی ابتدا سے ہو آجکل وہی صبح ہو وہی شام ہو
 وہ موشط سے مست ہیں شب و روز جامِ بہت ہیں
 انھیں کیا خبر انھیں کیا غرض جو کسی کا کام نام ہو
 جو شراب نوش تھے ہر سحر وہ لحد میں سوتے ہیں بخیر
 نہ ہوا سے سبزہ و باغ ہو نہ تلاشِ شیشہ و جام ہو
 کبھی نرم میں جو کیا گذر تو وہ بولے تیغ کو کیلچہ کر
 کہ جو بڑھکے سب سے کٹائے سرو ہی صف میں پیش نام ہو
 جو تمھارا عاشق زار تمھارے تڑپ کے رات کو مر گیا
 ہو یقین کہ تم نے بھی ہو سنایہ خبر زمانے میں عام ہو
 نہ کیا لحاظ ذرا صنم کہ کسایمیر حسن بھی
 تجھے اب بڑھاؤں کمان ملک کہ خدا کا آگے تو نام ہو
 جو نکھر کے آئے وہ سامنے تو اجل نگاہوں میں پھر گئی
 تن و پیرہن پہ گمان ہوا کہ یہ تیغ ہو وہ نیام ہو
 جو گڑے زمین میں تو پھر کمان پہ جلس اور یہ معین
 وہ جانِ خلوت خاص ہو یہ جانِ محفل عام ہو

کبھی لے گیا جو زمین سے سر چرخ نشہ شراب کا
تو یقین ہوا مجھے سا قیاس یہ سمند برق حسد ام ہر
یہ غضب کے طرز بھی ہر نئی مجھے کچھ سرور ہر ایمن بھی
تری آنکھ مجھ سے جو پھر گئی یہی مجھ کو گردش جام ہر
دم حشر صفہ رختہ جان وہی دیگا ہمو خط امان
جو ذبیح ہر جو قیسل ہر جو شیبہ ہر جو امام ہر

وحشت فرا ہوا ہر کچھ ایسی بہار کی یہاں کاش آکے ہوا کو سے یار کی بجلی سے کم نہیں یہ تڑپ میں کسی طرح کھولی ہر کس نے کاکل شکلیں یہ اے صبا اب ترک عشق وضع سے اپنے خلافت اُس سنگدل کا دل نہ پسچا کسی طرح آنکھیں لڑا لڑا کے دکھاتے ہیں جنگجو وہ رات اُسکی نرگس بیگوں کو فکر ہر دورے دکھا کے نشہ کے دلوں کو پھنسا بیا اسد سے طول و زقیامت بھی ہو چکا بارش یہ آنسو دلی ہر یا بارش سحاب	بھولا جو پھول اُس نے قبا تار تار کی مٹی خراب ہو نہ ہمارے غبار کی یو چھو نہ مجھ سے میرے دل بیقرار کی آتی ہر بود داغ میں مشک تار کی ما صبح ہر دم کے ساتھ جو بات اختیار کی ہمنے تو اپنی جان تلک بھی تار کی شکل انجمن میں معرکہ کارزار کی تو بہ شکستہ ہو کسی پر ہینہ گار کی صیا چشم یار نے بلبس شکار کی لیکن ہوئی نہ صبح شب انتظار کی بجلی ہر یا تڑپ ہر دل بیعتہ ار کی
---	--

بے روئے یار اگر رگ گل پر پُری نظر ہوتا خیال یار سے اس دل کا سامنا جل جل کے مر گیا ہوں کسی گل کے بجز	یہ عزم ہوا کہ دلیں چھپی نوک خار کی بٹھی جو در بیان میں نہ ہوتی عبا کی بہر جریہ میں ہوں شاخیں چنار کی
---	--

قاصد تو کیا فرشتے کا اسکو یقین نہیں
صفدر دوا ہی کیا دل بے اعتبار کی

ہر وقت گریہ یاد جو دندان بار کی حالت یہ ضعف سے ہر مگر جسم زار کی تقلید کر کے میرے دل داغدار کی کیا تیرہ بختیان ہیں دل بیستہ ار کی کتنی چمک ہے ہستی نا پائدار کی آئے وہ خط نکال کے رخ پر ہمار پاس عشرت نصیب ہیں جو عشق سے ہیں زنگین کمال تیر فلک کا مزاج ہے صحرا کو چھوڑتا ہوں تو روتے ہیں آبے ہمسے کہ وزین ہیں رقیبوں سے محبتیں نرگس کی آنکھ کیوں چمن میں کھلی رہے بجلی سے کم نہیں یہ تڑپ میں کسی طرح	اشکون میں ہر چمک گہرا بدار کی بیڑی گران ہر پاؤں میں اشکون کے تار کی طاؤس نے اڑائی ہر رنگت بہار کی دن بھر کا گیا تو شب آئی بہار کی ہو آنکھ تو نو دھو گویا شہار کی پنہان جو تھی کہ درت دل آشکار کی اس نشہ میں نہیں ہر اذیت خار کی منہدی پسند کیوں نہ خون شکار کی لذت ملی ہو کیا حلش نوک خار کی ہر طرف شان قدرت پروردگار کی نصویر بن گئی ہر ترے انتظار کی پوچھو نہ مجھ سے میرے دل تغیر کی
--	---

دیکھو ہمارے سینہ پر دلع کی طرف سو ٹکڑے کس طرح نہ نفس میں دل مرا پہنچا دے اسکو بار کے دہن تک ای صبا	گجھرائے جی تو سیر کرو لالہ زار کی آواز آرہی ہو چین سے ہزار کی مٹی خراب کر نہ ہمارے غبار کی
--	--

صغیر شراب پیئے سے توبہ تو کی مگر
مجبور ہوں کہ فصل بھرائی بہار کی

سیر دیکھو بلبل اک گل کا وہ گلزار ہے طرہ طرار جسکا دام تھا سب کے لیے جسکے جنس حسن کا ہر اک زمانہ مشہوری جس گل بیجار کی الفت کا ہر دیرلین خار جو گل خندان تھا اگر بیان ہے وہ شبنم کی طرح میں نجل جسکے خرام ناز سے طاووس کی گیت جسکی ہر شیرینی گفتار عالم کو پسند مثل موسیقار جسکے غم میں ہیں ناکہ کش طالب دیدار میں سب جسکے موسی کی طرح گر یہ عشاق پر ہنستا تھا جو دریا حسن مہر طلعت غش میں جسکے سایہ دیوار پر کنگھی چوٹی سے نہ اب بے آرائش سے کام	لالہ شاداب جو تھا نرگس بیمار ہے دام اب اسکو کسی کا طرہ طرار ہے مشرقی وہ اور یوسف کا سر بازار ہے خارزار عشق میں اب وہ گل بیجار ہے عین فصل گل میں پامال خزان گلزار ہے کیا تماشا ہے وہ خود وارفہ رفتار ہے خود وہ محو لذت شیرینی گفتار ہے نالہ کش وہ آپ ہر دم مثل موسیقار ہے آپ وہ برق بجلی طالب دیدار ہے ابرنیسان کی طرح اب خود وہ گوہر بار ہے اب وہ خود مانند سایہ غش پس یوار ہے کس پریشانی میں مثل گیسو خمدار ہے
---	--

<p>کام شانے سے نہیں کچھ آئینہ بیکار ہو اشک آنکھوں میں بن بپراہ آئینا ہو پیش ازین لالہ جو محاصد برگہ رخسار ہو ہو کے عیسیٰ اپنی آنکھوں کی طرح بیمار ہو ہنس کے پوچھوں کیسے کیا حال لنگار ہو یاد ہو کبر جوانی ہو وہی پندار ہو ہو خدا مالک غریبوں کا بھی بیڑا پار ہو</p>	<p>سر نہ آنکھوں میں نہ ہونو پیر وہ سی کی دھڑکی گرم و سرد عشق کا اب حال ظالم کو کھلا آڑ گئی سرخی وہ سب کیا غم زدوی چھائی خشک لب میں وہ مسیحا کی کا دعویٰ کیا ہوا جی میں آتا ہو جو بلجائے گردن جھک کر سلام درد دل عاشق کا اپنے اتو سمجھے ہو کچھ مہربان ہو جا شاید رحم کی آجا موج</p>
<p>ایسی باتوں میں کب آتا ہو پیرا عیار ہو</p>	<p>دلکے سمجھائی کی یہ تہیں ہیں صخرہ رو نہ</p>
<p>چشمِ کلیم چاہیے دیدار کے لیے ظالم یہ جور و ظلم و فساد کے لیے بنتی ہیں بیڑیاں یہ گنگار کے لیے یازیب تمنے پسنی ہو جھنکار کے لیے مسجور نہ دھواؤ خاطر خوار کے لیے غوطے پہ غوطے ہیں در شہوار کے لیے فائزہ بنائے اُسے رخسار کے لیے چلے نئے نکالے ہیں تکرار کے لیے عیسیٰ اجل ہو عشق کے بیمار کے لیے</p>	<p>تابِ نظر ہو شرطِ رخِ یار کے لیے برسوں نہ پوچھنا مجھے اغیار کے لیے گیسو سنوارتے ہیں جو وہ میرے سامنے منظورِ شہرِ حسن کا ہو جانا ہون میں ہکانے سے ریب کے توڑو نہ دل مرا جی ڈوب ڈوب جاتا ہو ذاتوں کے عشق میں بیکار خونِ دل کو ہمارے بنائے بوسہ تو کیا لگرتے ہیں وہ بات بات پر صحبت نصیب ہو جو گذر جا جان سے</p>

<p> شاید وہ آئین میر جہانزے پہ دوستو زندان سے پہلے بہن جو قتل میں مجھ کو لگ گریبان ہوں کیونش دیکھ کے ہم رو یا رگو تمکو ہر جسے پردہ تو وہ ہم بھی جاتے ہیں کیا کیا نہ اٹھے نہ شب وصل یا زمین مدت گذر گئی نہیں دیکھا جمال پاک </p>	<p> آنکھیں گھٹی رہیں مرے دیدار کے لیے شاید ہر حکم قتل گنگار کے لیے نہ روان ضرور ہر گلزار کے لیے موسیٰ کے ساتھ طور پہ دیدار کے لیے بوسے کبھی جبین کبھی رخسار کے لیے آنکھیں ترس گئیں سر دیدار کے لیے </p>
--	--

حل کرتا ہے جنہ میں صفدر کی مشکلیں
 رب کریم احمد مختار کے لیے

<p> ہر یار میرے واسطے میں یار کے لیے نقش و نگار میں درو دیوار کے لیے سرمہ ہر چشم ز گرس بیمار کے لیے آؤ کبھی عیادت بیمار کے لیے بھیجیو نگاں در طرہ طرار کے لیے کعبہ بنا ہر سجدہ دیندار کے لیے چلمن اٹھا کے گرمی بازار کے لیے یاروں سے کیوں نہ لگا دیے اغیار کے لیے کیا مرتبے میں چشم گھر بار کے لیے </p>	<p> عدمہ جو جہر کا ہو تو اغیار کے لیے آرائشیں جہان کی ہیں کفار کے لیے بالغ جہان میں تو ہر وہ گل جسکی خاک پا مدت ہوئی کہ آپکا عاشق مریض ہو دل چاک چاک ہو کے جو سینے میں شان ہو عاشق کی تیرے در پہ نہ کیونکر رہے ہیں رونق فراز وہ ہو میں کہ ہے پہ انہور روز کافی ہیں درد و غم ہمیں جائیں ہر غمش و اس سے اشک پوچھ رہا ہر وہ بحر حسن </p>
---	---

<p>بو سے نہ اُنکے پھول سے خسار کے لیے کس جا کمان کمان پھرے یار کے لیے اس نے قدم دیے رفتار کے لیے نرگس کی آنکھیں میں سر دیدار کے لیے</p>	<p>گھٹلا نجا سے صدر نہ ہوا اس لحاظ سے دو یاد دشت و گلشن و تبخا نہ و حرم کچھ مر نہیں پھر اے کہ عزت نشین ہوں ہم تیرے کلام سننے کو پائے گل نے گوش</p>
<p>تازہ رہینگے پھول مضامین کے حشر تک صفدر رخران نہیں مر گلزار کے لیے</p>	
<p>نظر آیا ہمیں خوشید عالم تاب شبنم سے کبھی چھوٹا نہ دھبہ باغ میں لگا شبنم سے اس اُجرے گھر کی آبادی بھی مسحت دم سے جنم میں گئے جنت سے جنت میں جنم سے نئے عالم میں پہنچے ہیں نکل کر دونوں عالم سے مسلمان کے ہوت بوحین یہ کیونکر ہو ہم سے کیا وہ کام بنے جو کبھی ہوتا نہ رہتم سے خوشی سے غم ہمیں ہوتا ہے موتی ہر خوشی غم سے نہ عالم ہم سے وقت ہے نہ ہم وہاں عالم سے ختم افلاطون سے چھینا جام بننے لے لیا جام سے ہمارے بوجھے قدر کی یا کوئی ہم سے</p>	<p>جمال یار دیکھا ہننے فیض چشم پریم سے مرے واقع جگر کو فائدہ کیا ہو گا مریم سے عجب دیرانہ ہر جسد کے دل خالی ہوا غم سے کبھی رن سے ہوئی صلت کبھی سے ہوئی فرت عجب نیرنگ کھلایا ہر ہلکو جوش و خشت سے ہوے زرمین چھویرین دین کو ہوں تابع دنیا ہزاروں زخم کھا کر تیغ ابرو کا لیا بوسہ بخوبی ہم آل کار دونوں کے وقف میں وہ سکیں میں ہمیں نیانے چھوڑا ہم دنیا کو ترنگ لائی کسی دن جوش مستی میں سون لٹا غم الفت جو پایا ہر مزر کیسے اٹھائے میں</p>

مجت ہو نہ کہو نہ قید میں زنجیر سے ہجو مقدیر میں یہ لکھا تھا کہ لینے کے پیر سے دے جسے بھی وصل نفرت اسی نے سیر مرقد پر	کہ اسکو سلسلہ ہے کچھ تے گیسو پر خم سے کرین وہ چاک خط انعام مانگے نامہ برہم سے چراغ اگر جلایا روغن بادام توام سے
--	---

ہوئی تقدیر انہی جتہ زنجیر کی صنف دو اسے درد دل چمکا اٹھا یا داغ مرہم سے	
--	--

نفس میں یا انکی ایسی ہو گویا زبان میری بہار آئی ہے میں یوانہ نازک طبیعت ہوں یسا تھا خواب میں سہ کبھی لبھا شیریں کا گلون کو توڑتا ہر شاخ گل کو قطع کرتا ہوں یہ رویا ہوں خیال حشم میں اس بخروبی کے نہ آنکو ہوش اپنا ہر نہ مجھ کو ہر جسم انہی شگفتہ داغ دل ہتے ہیں شعلہ افشان سے سلیمان میں اپنے وقت کا ہنم عالم اس اندیشے سے رکھ کر ماتحت وہ پہنچو ہن	کلیجا تھام لے صیاد سنکر داستان میری کہو گلچین رگ گل سے بنا بیڑیاں میری مزدہ اس در سے بھولی نہیں اتبکے بان میری خدا سمجھے نہیں فریاد دستا باغبان میری کہ رشک مردم آبی نبی ہن قبلان میری عجب حالت ہر فرقت میں ہاں انکی سیان میری مرے گلشن کو تازہ رکھتی ہے باد خزان میری پریر دیو کے منہ میں ہتی ہر شب بھفر بان میری شب متناہ میں دیکھے نہ کوئی چھاتیان میری
---	--

یہ کننا وصل میں اس بق و ش کا یاد ہر صنف برصا و طوق گردن کا اتار و بجلان میری	
---	--

بجھگی جام کیا پیاس اے پیرخان میری	مراحی کے دہن میں گل مرکھد زبان میری
-----------------------------------	-------------------------------------

یہ بیباقت ہوئی ہر عیسے جاننا تو ان میری کسی پر حال میر غنچہ دل کا نہیں افشا کڑی منزل قاتل سنا ہو تیغِ قاتل کا جو خط لایگا بھی قاصد تو ہو گا غیر کا لکھا ہو ایون لب بلب کیا مزہ ہوتا اگر ہوتی غبارِ قیس سے آئی صدا ناتمے کو ٹھہرا لے متلع ول لیے بیٹھا ہوں بازارِ محبت میں	کہ میر کان تک بھی نہیں آتی فغان میری صبا کچھ رفته رفته ہو گئی ہر راز دان میری اکمی آبرور ہجا وقتِ اتحسان میری نوشہ انکا دیکھوں ایسی قسمت ہر کسان میری مرے منھ میں بان تیری سر منھ میں بان میری ٹھکانے خاک لگیاے ذرا ایسا بان میری خریدار کے ہوتم تو چمک جاو کاں میری
---	--

بیان کرتا ہوں اکثر وصفِ گل و دیان جو صفدر ہوئی ہر برگ گل سے بھی انازکے بان میری	
--	--

وہ بت جلوہ آرا ہوا چاہتا ہوں ترپ دل میں ہو دیدہ شوق تر ہوں دکھا کر وہ ملو ارکتے ہیں مجھ سے وہ اٹکھیلی کی چال چلنے لگے ہیں وہ رخسار پر ملنے والے ہیں غازہ مرے قتل کرنے کو آتا ہوں قاتل چھڑک دے نمک تو ہی اس شورِ بختی وہ بے پردہ کوٹھے پہ ہیں آئیو لے	خدا جانے اب کیا ہوا چاہتا ہوں وہ بجلی یہ دریا ہوا چاہتا ہوں خبر ہر تمکھیں کیا ہوا چاہتا ہوں کوئی فتنہ برپا ہوا چاہتا ہوں یہ قہر آن مظلما ہوا چاہتا ہوں تمام آج قصہ ہوا چاہتا ہوں مرا زخم اچھا ہوا چاہتا ہوں یہ خورشید ذرا ہوا چاہتا ہوں
---	--

مرا گھر ہی صحرا ہوا چاہتا ہوں کہ یہ بڑھکے دریا ہوا چاہتا ہوں کوئی دل نشانہ ہوا چاہتا ہوں کہ جھمکا شریا ہوا چاہتا ہوں یہ دل اب کسی کا ہوا چاہتا ہوں چمن میں تماشا ہوا چاہتا ہوں درختوں کو سایہ ہوا چاہتا ہوں موافق ستارا ہوا چاہتا ہوں	جنون تو سلامت میں کیوں پانوں تو دل مرے دکھ و الفت میں قطرہ نہ سمجھو بہت تیر ہی آجکل تیر مرگان بھک موتیوں کی یہ کشتی ہو اُنسے بہت اسکو ایذا ہی پہلو میں میرے سحاب آگیا ہونگے اب مور قصاب پے سیر آتے ہیں وہ بال کھولے مرے گھر میں آمد ہو اُس رشک بہ کی
--	---

بلا میں جو لین زلف کی ہنسکے بولے
کہ صفدر کو سودا ہوا چاہتا ہوں

صبح کے ساتھ ہی ہم چاک گریبان ہو گئے فتنے اٹھیں گے نئے حشر کے سامان ہو گئے تو جہاں ہو گا وہیں بہت تر خواہان ہو گئے نگہت گل سے مانع اُنکے پریشان ہو گئے قتل کر کے مجھے وہ خاکِ شپیان ہو گئے ایک وہ ہیں وہاں عیش کے سامان ہو گئے اور کوئی نہیں وہ حشرت انسان ہو گئے	اُنکی رخصت کے شب وصلِ سامان ہو گئے دو قدم ناز سے جدم وہ خرامان ہو گئے بزم ہو بلع ہو مسجد ہو منسم خانہ ہو سو گئے والے ہی جی لوگ تہی زلفوں کے تسخ و بازو کی صفت ایک جہاں کراہی ایک ہم ہیں کہ بجز غم نہیں کچھ ہو نصیب سر پہ جسے کہ یار و زائل عشق کا بوجھ
--	--

	<p>اُنکی محفل میں گزر ہو گا جو اپنا صفدر کبھی گریبان کبھی خندان کبھی حیران ہونگا</p>	
<p>ہم اُس پر تصدیق وہ ہم پر فدا تھے وہ آزرہ ہم زندگی سے خفا تھے کہ نالے زبان پر مرے بے صدا تھے یہ غمے یہ عشوے کہاں دلربا تھے جو وہ آشنا تھے تو سب آشنا تھے ادا ہو گئے جتنے سجدے قضا تھے وہ دن اور کچھ تھے وہ عالم جدا تھے اکہین کیا کہ کس رنج میں مبتلا تھے</p>	<p>اُٹھے لطف جب تک کہ طالع رستا تھے نہ تھا چین جب تک کہ اُن سے جدا تھے نہ تھا عشق میں پاس خفاے لفت یہ انداز یہ ناز کس دن تھے دلکش وہ بیگانے ہیں اب بیگانے ہیں سب جھٹکا یا جو محراب شمشیر میں سر نہ پوچھو جوانی میں پیری کا قصہ عدم میں کینگے یہستی سے جا کر</p>	
	<p>تہ خاک کی سیر ہننے جو صفدر وہی مہر طلعت وہی مہ تھا تھے</p>	
<p>مصاحب ان روزوں آئے ہر سنگار کا اُنکو مشغلا ہر کبھی ہر سہمہ کبھی ہر مہی کبھی ہر غارہ کبھی حنا ہر وہ طور ہر جلوہ گاہ تیری کہ جسکی تنویر جا بجا ہر وہی ہر خورشید آسمان پر زمین پہ تیرا جو نقش پا ہر بہار آئی چمن میں ساقی کہ بادہ خواری کا دور آیا</p>		

کھڑی ہو ساغر بدست زرگس درخت جو ہو وہ جھوٹا ہو
 گیا جو آغوشِ مینِ لحد کی کیا قیام اُس نے تا قیامت
 یہاں سے جاتا نہیں مسافر عجیب دلچسپ یہ سرا ہو
 گلی ہو اُس سنگدل کی محشر ہجوم نہ یاد یوں کا ہر سو
 ہزار روڈ ہزار پیٹو کسی کو وان کون پوچھتا ہو
 کھلے اگر دیدہ حقیقت وہی ہو دریا وہی ہو قطرہ
 جباب کچھ موج سے الگ ہو نہ موج گرداب سے جدا ہو
 عجب گلِ داغ ہو جگر کا کہ اسکو مطلب نہیں خزان سے
 عجیب سبزہ ہو زخمِ دل کا ہمیشہ بے آب یہ سرا ہو
 کئی مصیبت جو نزعِ مین تھی کہ جان نکلی بدن سے لیکن
 ابھی ہو خوفِ فشارِ تربت ابھی قیامت کا دغدا ہو
 بون پر اُس نے جو ملے مسی جائی ہو بان کی بھی لالی
 چمن مین گویا قریب سو سن یہ پھول لالے کا بھی کھلا ہو
 نہیں ہو کچھ ساتھیوں کی پروا جو آگے جانا ہو انکو جائیں
 کبھی تو ہم بھی پہنچ رہینگے کہ ہم غریبوں کا بھی خدا ہو
 وہ ہین لب بام جلوہ فرما کمان ہین موسیٰ جو آگے دھکیں
 وہی تو ہو طور کی تجلی وہی تو چارون طرف صبا ہو

دیا جو قاصد نے میرا نامہ تو اپنے نشی سے وہ یہ بولے
 نفاہ کہتا ہے چاکِ ناخ کہ خط کا مطلب کھٹا کھٹا ہے
 کیا ہے تیغِ نگہ سے زخمی جو تم نے دل کو تو عین احسان
 ضرور اس وقت ہے تبسمِ نمک بھی چہرہ کو تو پھر مزا ہے
 کیا ہے مقتولِ خود سر رہ ہجومِ لاشے پہ ہے ہمارے
 زبے تجاہل جو پھر کے آئے تو پوچھتے ہیں کہو یہ کیا ہے
 ہمارے ہی طرزِ اطاعت ایسی عتابِ ظالم کا ہم سے ایسا
 قدم پہ سر کاٹ کر جو رکھا کہا ہٹاؤ لو بھرا ہے
 یہ اُسکے آگے سے کھینچتا ہے وہ اُسکے آگے سے انجمنِ مین
 غرض کہ آئینے کا بھی طوطی عجب حسینون میں بوتا ہے
 جو ہم سے دلو کیا ہے تمنے تو اس کو رہنے دو پاس اپنے
 غریب اچھا ہے یا بُرا ہے مطیعِ بندہ مان تو آپ کا ہے
 ہوے یہ دل لیکے مجھ سے شکر اگر کبھی مانگئے گیامین
 کہا یہ سب سے ڈھٹائی دیکھو یہ بہتین طرفہ ماجرا ہے
 ہمارے عشق و جنون سے نفرت نہیں ہے کچھ عیسٰی کو کہیں کو
 جو انکی شورش کی انتہا ہے وہ اپنی وحشت کی ابتداء ہے
 رہائی ان بیرون سے ہرگز نصیب ہوتی نہیں کسی کو

محبت اُن کیسودن کی صفدر بری بلا ہر بری بلا ہر

غلہری کچھ لطف اُنکا چاہیے	دل لگانے کو سہارا چاہیے
خون میرا اور مرے دل کا کیا	خونہا قاتل سے دوسرا چاہیے
چاہتا ہوں میں تمہیں تنہا تو کیا	تم مجھے چاہو تو پھر کیا چاہیے
جلوہ گاہ یار میں ہو پختے تو ہیں	آنکھیں کیا دکھلائیں دیکھا چاہیے
پوچھتے ہو کیا ہمارا حال دل	یہ تو اپنے دل سے پوچھا چاہیے
تاب سوز عشق کچھ آسان نہیں	غم میں جلنے کو کلیجا چاہیے
جان یو دین ہم کہ جانان بھی کہے	عاشق جانا باز ایسا چاہیے
اسیے زہاد میں بیٹھا میں رند	ان برون میں کوئی اچھا چاہیے
لطف بوسے کا اٹھانا ہو اگر	ناز بھی اُسکے اٹھانا چاہیے
کب تک باندھے کوئی دھیان آیکا	دھیان تم کو بھی کسی کا چاہیے
ملکے سونا زونے مارا ہو مجھے	خون کا اب کس سے دعو اچاہیے
بیٹھے بیٹھے اُنکو یہ آیا خیال	بزم سے اُنکو اٹھایا چاہیے
بزم میں بیٹھو ذرا غیروں سے دور	پاس کچھ تم کو ہمارا چاہیے

کل سے وہ صفدر میں کچھ بگڑے ہو

آج کیسا ہوتا ہو دیکھا چاہیے

تعریف کیا ہو اُسکی رخ بے نقاب کی

خوشبو جو گل کی ہو تو چمک آفتاب کی

<p>سیکھی ہی تو نے طرز مرے اضطراب کی کچھ حد نہیں رہی سہم بھساب کی صورت ہی رہی جو مرے اضطراب کی دہشت نہیں رہی مینِ دُز حساب کی حسرت نہ نکلی اس دلِ خانہ خراب کی تصویر ہو وہ آپ کے حسنِ شباب کی پوچھو نہ مجھ سے شرحِ مر اضطراب کی</p>	<p>بجلی سے ہی یہ قولِ دل بے قرار کا کب تک ہو صبرِ ظلم اٹھائیں کہاں تلک برپا کرونگا حشرِ مینِ ایک اور حشر عصیانِ ہمارے ہو گئے باہر حساب سے مجھ کو لجاؤ آنکو جیسا تھی شبِصال مشہور ہے جہانِ مینِ جو چودھویں گانہ سیماب گو سپندر کو آتش پہ دیکھو لو</p>
--	--

صفدر یہ کم نہیں ہے شرفِ سیر واسطے
امتِ مینِ ہوں خبابِ سالتِ آب کی

<p>جب کلی کوئی مسکرائی ہو پھر طبیعت کسی پہ آئی ہو مین نے برجھی جگر پہ کھائی ہو چار دن کی یہ خود نمائی ہو داستانِ یسنی سنائی ہو مسی ہو ٹھون پہ جب جائی ہو جس نے صورتِ تری بنائی ہو تینے لے کیا ہی شہ کی کھائی ہو</p>	<p>اُس بسم کی یاد آئی ہو دل پہ پھر پیو دی سی چھائی ہو جب نظریار نے اٹھائی ہو ای تو حسن پر نہو نازاں قصہ فرہاد کا سنا تو کہا سر پہ عاشق کے لائے مینِ بلا آفرین کیے اُس مصور کو جیب کڑی کی ہر سخت جانوں سے</p>
--	---

<p>ناز کے غم نہ سے کی دہائی ہے رنگ پر پھر ہسار آئی ہے کوئی دم میں تری رہائی ہے بات جو اپنے دل میں آئی ہے واہ کیا شان کبریا ی ہے جھوٹ کدے کہ اب رہائی ہے اور پر اب طبیعت آئی ہے لاش قاصد کی دان سے آئی ہے دیکھو نازک مری کلائی ہے</p>	<p>و دون آنکھوں نے مج کو ٹھٹھایا کیوں نہ وہ خشیو کو جوشِ خون مژدہ صیاد مج کو دیتا ہے ہم ادب سے وہ کہ نہیں سکتے مجھ سے مجرم کو خلد میں بھیجا کچھ تو دل کو خوشی ہوا صیاد سچ ہے کیوں ہم سے وہ ملینگے آپ خط کا لکھتا ہے کب جواب ترک ہاتھ کھینچا وہ ناز سے بولے</p>
<p>کس ادا سے وہ کہتے ہیں صفدر اب نہ چھڑو کہ نیند آئی ہے</p>	
<p>خوش ہوں کہ دن ہمارے نزدیک چلے داغ پہ چاک میرے گریبان کے آچکے طلابے آسمان وزمین کے ملا چکے کپڑے بدل چکے ہیں سواری سنگا چکے ہاتھو نہیں منھ دی آنکھو نہیں سر مر لگا چکے قابل ہمارے قتل کا بیڑا اٹھا چکے</p>	<p>مخ فقس اسیری کے صدمے اٹھا چکے گستاخ ہاتھ مار کے پردہ اٹھا چکے نالا کو میرے حشر چلا ناکھالا چکے آتم میں میرے گھر میں وہ اب کچھ نہیں ہے لائینگے ملک دل پہ وہ شیخون یقین ہوا اب ہے یقین کہ ہم بھی ہوں کشتوین سرخرو</p>

<p>سوسو صیتوں میں تو ہم کو پھنسا چکے وہ بعد مرگ میر جنارے پہ آچکے منت کے طوق اپنے گلے سے بڑھا چکے راہِ طلب میں سیکڑوں چکر لگا چکے ہم دردِ دل کا حال مفصل سنا چکے کیا آزار ہے ہو جسے ازما چکے جھوٹے نشان تک بھی لحد کاٹا چکے دھوکا ہزار بار حسینوں کا کھا چکے بھگڑا یہ زندگی کا کیمیا ادا چکے اقرار کر چکے ہیں قسم بھی وہ کھا چکے تسکین ہوئی وہ پیاس ہماری بجھا چکے اب کیا ہے خاک میں تو مجھے تم ملا چکے</p>	<p>کیا جانے یہ دیدہ و دل لائیں کیا بلا بھيجا کبھی مرض میں خبر کو نہ آدمی کٹواؤ میرے پانوں کی بھی پیراں گنم حاصل ہوا نہ خاک ہمیں شل گرد باد آگے نہ آئے رحم انھیں اختیار کیا کھائینگے لاکھ زخم نہ موڑینگے منہ کبھی اسی صر جھائے فلک اتبو کر کی اب تک وہی حسن پرستی کا حوصلہ کب تک تبوں کے عشق میں مرنے پر تم کافر ہوں اب جو ہوں نہ وعدہ کا موقین لائے ہیں تیغ جس میں نہیں آنا م کو ہو جاؤ صاف اتنی کدورت کا فائدہ</p>
---	---

قسمت کی خوبی دیکھیے صفدر کھنٹی نہ آئے
ساتھی جو تھے سحر کو سرا سے وہ جلیا چکے

<p>آج بیگانے جو میں کلاں شنا ہو جائینگے ایک دن حق نمک سے یہ ادا ہو جائینگے خشک ہو کر پھول تپوں سے سوا ہو جائینگے</p>	<p>نارِ ساطع ہمار جب رسا ہو جائینگے بوسہ لیکر خال کا عاشق فدا ہو جائینگے سیرِ گلشن سے نہو مانع ہمیں اری باغبان</p>
--	--

چلے صحرا جوشِ حُشّت میں گریبانِ بھار
ہوں وہ دیوانہ جو آیا اُسکے گیسو کا خیال
قیدیوں کے چھوڑنے کو جب کسی نے عرض کی
ضبط کرتا ہوں فقط مانوں کو اپنے اسیلے
اس لبّ جانِ بخش کا آیا جو دینِ خیال
دل میں آیا ہر کسی کے ابرو پر خم کا دھواں
دل حسینوں کو دیا تھا کیا مجھے معلوم تھا
فکر مضمونِ دہانِ یار اگر یوں ہی رہی
زُفرتِ جانانِ مینِ مری پینا گوارا ہر کسے
باغبانِ نازانِ نوا تنابہارِ باغ پر
بیچ و تاب اُن گیسوؤں کا دکھو آیا تھا پسند
ہجر کا احوال لکھو نگا جو خطِ مینِ یار کو
آج حُشّت اُنکی آنکھوں کو جو ہم سے ہو تو ہو

ایک دن بیکار اپنے دست و پا ہو جائینگے
جادوِ صحرا مجھے رنجیدہ پا ہو جائینگے
بولے کیا جلد ہی ہر مرنے و درہا ہو جائینگے
درہم و برہم ابھی ارضِ سما ہو جائینگے
دیدہ تر خشمِ آبِ بہت ہو جائینگے
آج ظاہر جو ہر تیغِ قضا ہو جائینگے
آشنا ہو کر وہ یوں نا آشنا ہو جائینگے
ایک دن ہم راہی ملکِ فنا ہو جائینگے
کر کے تو یہ ہم بھی آخر پارِ سما ہو جائینگے
گلِ چین سے دیکھنا اکدن ہو جائینگے
یہ نہ سمجھے تھے گرفتار بلا ہو جائینگے
حرفِ الفاظِ مرکب سے جدا ہو جائینگے
زُفرتہ رفتہ یہ ہر ن بھی آشنا ہو جائینگے

اگر یوں اس شوخی ہر روز نظر آئے

حضرت صفہ رنجی اکدن متلا ہو جائینگے

جو موجِ دریا میں دیکھتے ہیں وہ رہنمائی رہِ عدم ہے

فلک کی ظاہر ہے بے ثباتی جناب آنکھوں میں جامِ حُب ہے

رہیگا کب تک یہ خواب غفلت کہ پیری آئی گئی جوانی
 ذرا ہو بیدار سونے والو سحر ہی نزدیک رات کم ہے
 ثواب لینا ہے جو وہ لے لو کسی کو دینا ہو جو وہ دے لو
 بہت غنیمت تم اسکو سمجھو حیات باقی جو کوئی دم ہے
 عجب دورنگی جان بین دیکھی کوئی مسلمان کوئی ہے کافر
 حرم میں ذکرِ صمد ہے صنم کے سینہ صنم صنم ہے
 ملے گا دل خاک میں جو میرا غم محبت کہاں رہیگا
 نہیں ہے مرنے کا رنج مجھ کو اگر الم ہے تو یہ الم ہے
 تمام عالم کا حال ظاہر اسی سے ہوتا ہے روزِ ہم کو
 ہمارے پہلو میں دل نہیں ہے یہی حقیقت میں جامِ جم ہے
 بلا کے محفل میں پاس اپنے جو مجھ سے ناچیز کو بٹھایا
 تری توجہ ترا تملط تری عنایت ترا کرم ہے
 غضب ہے بسمل کی سخت جانی وہ تیغ بازو سے کہہ رہی ہے
 کہاں ملک دارا ہو دم لے نہ تجھ میں طاقت نہ مجھ میں دم ہے
 وہ کھینچ کر تیغ آچکے ہیں نہیں ہے وقت اضطراب کا یہ
 ترپ نہ اے دل ذرا ٹھہر جا جو جسم آیا انھیں ستم ہے
 جو دل جلانے پر آگیا جی تمیز کیسے حسین ہو کوئی

بنے جو پروانے ہم تو یکساں چراغ بتخانہ و حسم ہر
 گجر مودن خردس کیا کیا ستائے ہین مجکو وصل کی شب
 صدائیں کانوں میں آ رہی ہین کہ صبح ہوتی ہر رات کم ہر
 جبین مصفا ہر رخ مصفا ہر دل میں البتہ کچھ کہ ورت
 زبان بھی سچی ہر تم بھی سچے اگر ہو جھوٹی تو یہ قسم ہر
 کچھ ایسی الجھی ہوئی ہین زلفین کہ جٹکا دشوار ہو سلجھنا
 گرہ گرہ میں شکن شکن میں ہر بیچ میں بیچ خم میں خم ہر
 نہ چین فکر معاش سے ہر نہ چین فکر معاد سے ہر
 یہی ہین جھگڑے یہی بکھیرے جہاں کے جب تک کہ دم میں دم ہر
 غنی ہر دل فقر میں بھی ایسا نہیں میں دنیا کو کچھ سمجھتا
 نہ اسکے آنے کی مجکو شادی نہ اسکے جانیکا مجکو غم ہر
 رسول اکرم کے مرتبے سے جہاں میں واقع ہو کوئی صغیر
 تمام عالم سے ہر زیادہ فقط جو کم ہر خدا سے کم ہر

سب چاہتے والوں میں گنہگار ہمین تھے پیر رہنے کے لائق پس دیوار ہمین تھے زندان مصیبت کے سزاوار ہمین تھے رسوائی کے قابل سزاوار ہمین تھے	سچ ہر کہ صنم قابل آزار ہمین تھے غیروں کو جبکہ گھر میں ملی لطف و کرم سے کلاشت چمن ساتھ تر قیون کے ہمیشہ عجائے وہ یوسف تو صبا اس سے یہ کنسا
--	--

<p>پہچاننے والا ہو عاشق کا تو تم ہنسنا اب ہم سے سوا غیر بہرِ چشمِ عنایت خلوتِ میں پہنچنے بھی پاتا تھا کوئی اور یہی تھے اگر تم تو ہمیں آپکے مجنون خلوتِ مکہ ہر طور مکان تھا جو تمھارا آتا تھا نہ تم تک کوئی بے اذن ہمارا اللہ کی قدرت کہ پھر ایک سالانہ نزدیکِ پین سب آپکے ہم دورِ مہینوں رونا تو ہر اس کا کہ ہو غیہ کا حصہ اچھا نہ ملو ہم کو بھی پروا نہیں صبا مقتلِ میں تمھارا تو بہت جمع تھے عشق وقت آگیا کوئی تو بہت یاد کرو گے</p>	<p>لائق تھے جفا کے کہ وفادار ہمیں تھے آگے تو نظر کر دے مسر کار ہمیں تھے ہمدرد ہمیں محرم اسرار ہمیں تھے تم رشکِ میاں تھے تو بیمار ہمیں تھے تھا کون وہاں طالبِ دیدار ہمیں تھے سرکار کے دربار میں مختار ہمیں تھے یا غیر ہوئے آپ کے یا یار ہمیں تھے کیا سبزہ بیگانہ گلزار ہمیں تھے جس لطفِ عنایت کے سزاوار ہمیں تھے ملکے ہوئے خاطر پہ اگر بار ہمیں تھے پر شوق سے مرنے کو تیار ہمیں تھے جاننا زہمیں فرس و غمخوار ہمیں تھے</p>
<p>کیوں سیر کر دہ جانبِ گلشن گئے صفیر داغوں کی یہ کثرت تھی کہ گلزار ہمیں تھے</p>	
<p>کچھ اعتبار نہیں تین میں جان سے نہ ہے بہارِ سبزہ و آبِ روانِ رہے نہ رہے ابھی ہمارے دھوین مچالے اچھیلے</p>	<p>روانِ چین میں یہ آبِ دان سے نہ ہے شرابِ پیالین کہ پھر یہ سنان سے نہ ہے خزانِ میں طاقتِ شور و فغان سے نہ ہے</p>

<p>غرض نہیں ہیں سارا جہان ہے نہ ہے سب سے خاک خم آسمان ہے نہ ہے پھر اُس کے ہاتھ میں تیرا دکان ہے نہ ہے تھیں خیال مرا جاننا ہے نہ ہے نہ رہے میں طہور آشیان ہے نہ ہے کہ کل غنایت پیر مغان ہے نہ ہے مزار کا بھی ہمارے نشان ہے نہ ہے بہار پر یہ چمن باغبان ہے نہ ہے یہ دم رہے نہ ہے یہ مکان ہے نہ ہے مجھے یہ ڈر ہے کہ تیری دکان ہے نہ ہے</p>	<p>جو تم سے کام ہمیشہ رہو سلامت تم وہ مست ہیں کہ رہے اپنی میکشی باقی شتاب جا کے نشانہ کہیں ہو طائر دل آٹھاری یا وہ جائیگی سیر دل سے کبھی چمک چمک کے گلستان میں برقی آتی ہے شراب آج ہی جی بھر کے شام تک بی لین شار باہر فلک دیکھے کہ مرگ کے بعد خیر خزان کی یہی ہے کہ سب سے نہ ہو مانع جباب دار یہاں زندگی ہر دم بھر کی یہ منفردش ہر داکا کہ میکشون کا ہجوم</p>
--	---

<p>نہہ کی حمد کرنِ نعتِ مصطفیٰ صغیر دہن میں دیکھیے گویا زبان ہے نہ ہے</p>	
<p>ہستی میں مجھے راہِ عدم کی نظر آئی تصویر کسی کی سر دل میں اتر آئی بیوجہ نہیں آنے کی آنکھ بھڑائی مینخانے پکیسی ہر گھٹنا ہجوم کر آئی کیا مہج تجھے آج نسیمِ حسد آئی</p>	<p>جس وقت تصویر میں تمہارے کمر آئی جب چو دھوین کو چاند کی صورت نظر آئی تھنے نگہ گرم سے دیکھا ہر معتبر اس وقت تو میرے دینے میں نہ کمی کر دو پھول جو تربت پہ غریبوں کے چہرے</p>

وہ صبح شب وصل چلے گھر کو تو میں نے	باتوں میں لگایا یہ انہیں دوپہر آئی
مرغانِ نفس رُج پھڑکنے میں زیادہ	کیا فصلِ بھاری کی چمن سے خبر آئی
دل پیکے لکر جائے مجھی کو کسے جھوٹا	مکمل نہیں ایسے سے کبھی عمدہ برائی
اپنے دلِ فسرودہ کو رویا میں چمن میں	پیر مردہ کلی جب کوئی بھگو نطشہ آئی
دل چھینے لیے جاتے ہیں ہنس نہیں چلتا	کیا قمر ہر ہوتی ہے یہ چیز اپنی پر آئی
شاید کہ بری ہر تری تصویر خیالی	جب قصد کیا شیشہِ دل میں اُتر آئی
شاخ گل تر کو جو چلنے ہوے دیکھا	گلشن میں مجھے یاد وہ نازک کمر آئی
ساتی میں وہ میخواری ہون میخانے میں تیرے	خالی جو ہوا شیشہ مری آنکھ بھر آئی
کیا جانے کیا حال ہوا رانِ عدم کا	خط آیا کسی کا نہ کسی کی جسہ آئی
حیرت سے خود آئینہ ہوئے دیکھنے کی نام	صورت کھو آئینے میں کسی نطشہ آئی
سنتا ہوں وہ گھبرائے لکل آئے ہیں سے	یہ سچ ہے تو فریاد مری کام کمر آئی
جان آگئی جب ساعِ مری نے چڑھایا	کیا ہاتھ مجھے تیغِ اجل کی سپر آئی
قاصد نے دیا دے مجھے بار کا نامہ	یا نگشت گل یکے نسیمِ سحر آئی
اک تو ہر کہ امریت نہ پسچانے پسچا	بالین پہ مرے خُلق خدا نوہر آئی

صفہِ درمے روئی کی حقیقت کو نہ پوچھو

دریا ہر طبیعتِ جدِ صرا آئی

اب دلیں ظلم سہنے کی طاقت نہیں ہے	وہ تم نہیں رہے وہ محبت نہیں رہی
----------------------------------	---------------------------------

<p>اگلی سی آپ کی وہ محبت نہیں رہی خندے میں تم بدل گئے یا ہم بدل گئے دنیادہی زمین وہی آسمان وہی تمکو تو سب طرح کی بیاتِ خدا نے دی شکوہ نہیں ہو آپ جواب پوچھتے نہیں وہ دن گئے کہ لاکھوں اٹھاتے تھے جھڑکیاں کیسا مزہ کہ ہم سے شکر رنجیاں ہوئیں بولے وہ اُن سے شکوہ نہ آینکا جب کیا کی گفتگو جو بار نے ثابت ہوا دہن دل مجھ سے لے لیا ابھی منکر ہو ابھی ایدا اٹھائی ایسی شب بھر یار میں تو بہ تو وقت نزع مناسب تھی کیا کرین راہ میں میں بند میٹھے میں پیر گلی گلی</p>	<p>کہتے قصور کیا کہ غنایت نہیں رہی کیا وجہ آپ کی جو وہ الفت نہیں رہی پھر کیوں حضور کی وہ طبیعت نہیں رہی سچ ہی ہمیں میں کوئی بیات نہیں رہی وہ شکل مٹ گئی وہ شبابت نہیں رہی اب ناز بھی اٹھانے کی طاقت نہیں رہی اب زندگی کی کوئی حلاوت نہیں رہی ہاں سچ ہر اندون میں فرصت نہیں رہی یہ عقدہ بھی گھلا کوئی وقت نہیں رہی اتنا بھی جھوٹ آپ کو غیرت نہیں رہی کچھ طول روزِ حشر کی دہشت نہیں رہی مٹھو میں زبانِ ہلائی کی طاقت نہیں رہی اب اُن سے وصل کی کوئی صورت نہیں رہی</p>
--	---

دل کیا کہ آنکھوں میں بھی صفہ نہ رہی
شکر خدا کہ کوئی شکایت نہیں رہی

<p>ماتہ سحر چاک گریبان نہ کر نیلے دیوانے میں ہر چاک گریبان نہ کر نیلے</p>	<p>رسمو ابھی احمد درخشان نہ کر نیلے ہم سینے کے داغوں کو نمایاں نہ کر نیلے</p>
--	--

گل پھولین تو بچوں میں جو بہا رکھے تو لے لے اگر جوشِ جنوں شوق سے لپچل سکے صحرایہ ہندوستان کو رخِ وزعت دکھا کر پریوں کے کو درتی ہیں کیوں آئیں جگر پاس اک بوتل کے طالب ہیں عیشِ خوفِ ہر ملک جیسا دودھ پایا ہی مزہ پھنکے کف میں بوسے کی طلب ہے نہیں کھوے کیوں تپا ہر وقت جھکا تا ہوں میں سر تن کے نیچے دیکھو نہ رولاؤ مجھے آنسو ہیں یہ میرے کیوں دلی نہیں کہتے ہوتے تو کھاتھا کتنا نہیں اس در سے میں اس کی بزرگی	ہم ہجرتِ رخِ سِو گلستان نہ کریں گے چھالے گلہ خاں مرغستان نہ کریں گے کس روز وہ حیران و پریشان نہ کریں گے لکھنؤ کا تو کچھ عذر سلیمان نہ کریں گے ہم اور کسی بات کا ارمان نہ کریں گے منہ خواب میں بھی سِو گلستان نہ کریں گے سین کے کینے وہ نہیں ہاتھ نہ کریں گے ناچند وہ شکل مری آسان نہ کریں گے کٹا ہوں نہ سمجھو کہ یہ طوفان نہ کریں گے ہم تم سے کسی بات کو نہ مان نہ کریں گے سجدہ طرفِ کعبہ مسلمان نہ کریں گے
--	---

صفدر ریس سو ملک عدم فائدہ راہی

بچھٹا ینگے جلنے کا جو سامان نہ کریں گے

صبح اٹھ کر کوچہ جانان میں جایا جائے سر نہ کٹا ہر نیا نقشہ جمایا جائے کوچہ جانان میں جا کر غل جمایا جائے سر و برقمی خدا ہر گل پہ بلبل باغین	جلوہ خورشید آ لکھنؤ کو دکھایا جائے قصدِ منحدی کا ہر کوئی رنگ لایا جائے طالع خوابیدہ کو اپنے جگایا جائے سر و گل اندام تکو بھی خدا یا جائے
---	---

گرمی خورشید اگر ہوگی قیامت میں تو
 صفحہ ہستی پر برسوں بھی نہ تو کیا رہے
 صبر و طاقت کو بھی ای دل آزاری ضرور
 خواب میں ہکو نظر آیا ہو وہ لیلیٰ جمال
 دیکھ کر محفل میں مجھوٹے فرائے ہیں
 مرتے دم تو دوڑ دوڑتا م کفن کے واسطے
 کاسہ گر بعد فنا بھی میکشی کا شوق ہو
 آج کی شب مجھ گد کے گھر میں آیا ہو نہ
 نام کے گھر سے بجائے بندہ جائے اُسے
 سنبڑہ خط دیکھ کر نکلی ہر میرتن سے جا
 خوش خرامی کا چلن تجھ میں کہاں کہاں
 تر گس میگوں دکھا رہا مست زائد کو کرو
 یہ تقاضا کون اٹھا جا رہا پیٹنے ویر میں
 پھرتے پھرتے نہ ہمارے گھر میں بھی کبھی

در نہیں سر بر ترے رحمت کا سایا چاہیے
 نام اپنا آپ لکھ لکھ کر مٹایا چاہیے
 ناز معشوقانِ عالم کے اٹھایا چاہیے
 چلے چادر قبر مخون پر چڑھایا چاہیے
 شمع کے بدلے کسی کا دل جلا یا چاہیے
 آخری پوشاک بھی ہکو بچھایا چاہیے
 خاک سے میر کوئی ساغر بنایا چاہیے
 پورے پر راہ کی چادر بچھایا چاہیے
 کوئی افسانہ کوئی قصہ سنایا چاہیے
 سنبڑہ میری مرقد پر چڑھایا چاہیے
 یار کی رفتار کا انداز اڑایا چاہیے
 زہد کے دہن میں بھی دھبہ لگایا چاہیے
 شیخ کناہ کے کعبے کا کر دیا چاہیے
 کوچہ گردی کے چلن اُسکو سکھایا چاہیے

شہر میں بدنام ہو جاؤ گے تم صفدر ابھی

کوچہ محبوب سے بستر اٹھایا چاہیے

ہم آئے تھے کیا کرنے کیا کر چلے

مصیبت میں دلوں بھنسا کر چلے

چمن سے وہ دیون مسکرا کر چلے	کہ بھولون پہ بجلی گر کر چلے
جب آئے وہ محشر پیا کر چلے	کہ خوابیدہ نقتے جگا کر چلے
ہزاروں گریبان ہو چاک چاک	وہ اس طرح دامن اٹھا کر چلے
نہ بھولیکا نہ بچ اُنکا ہنگام نزع	یہ کہنا کہ ہم سے دغا کر چلے
وہ دشمن مین ہتھو مین اُنکے دست	سین گریبان اور دعا کر چلے
ہوا جز خطا کون ہم سے ثواب	جہان مین ہم آئے تو کیا کر چلے
شگفتہ ہوئے اُنکے آنے سے گل	چمن مین وہ کار صبا کر چلے
نکلتی ہر دلسے کد در مین آہ	ہوا جسطح خاک اڑا کر چلے
مرے قبر پر وہ جو آئے کبھی	کہ درت سے بھوکا رنگا کر چلے
چلا قفس مین تیرے حشر کے ساتھ	سواری مین جسطح جا کر چلے
اگر آئے گوہر گریبان مین وہ	تو مدت کے مرد جلا کر چلے
رہی جنبش لب دم فاتحہ	کہ اعجاز عیسی دکھا کر چلے
دوا اور ددل کی کہان چنبرہ	ترا شاے دار الشفا کر چلے

نہ رحم آئے یا آئے صفت رخصت

جو کچھ حال تھا ہم سنا کر چلے

جو ملے تمہیں کہیں راہ مین تو کو یہ بات نسیم سے
کہ دماغ تازہ کرے مرا کسی گلبدن کے نسیم سے

ہر ریاضِ الفت و ربطِ مین مرا اسکا ساتھ قدیم سے
 جو وہ کم نہیں مین شمیم سے تو مین کم نہیں مین نسیم سے
 کبھی وصل اسکا نصیب ہو کبھی ہم مہون اور حلیب ہو
 یہی آرزو یہی مدعا یہی التجا ہر کریم سے
 ترے برق حسن جو طور پر کبھی چلے رخصتے نقاب اٹھے
 تو یقین ہر پھر نہ نکل سکے ازنی زبان کلیم سے
 جو رضا تری ہو وہی رضا مجھے اختیار ہو اسمین کیا
 نہ خطر ہو نہ نا رحیم سے نہ غرض ہو باغِ نعیم سے
 ترے دیکھنے سے ہر مدعا لب جانفرا کا مہون مبتلا
 نہ ہر بحث مجکو مسیح سے نہ کلام مجکو کلیم سے
 مرے درد کی ہر دوا غیث مرے واسطے ہر دوا غیث
 کہیں موت کا بھی علاج ہو کوئی جا کے پوچھے حکیم سے
 نظر آئے شبشے مین دخت زر تو قیح کشتو کو یقین ہوا
 کہ خدا نے دہر مین بھیج دی کوئی حور باغِ نعیم سے
 جو نجات کی ہو طلب تجھے تو غریب بندوں پر کر کریم
 کہ گدا جو خوشش ہو کریم سے تو خدا بھی خوش ہو کریم سے
 رہی طائرِ دن کی خبر کسے کہ بھنسا یا دانے نے دم مین

مری حرص تھی کہ چھڑا دیا مجھے ہمرہاں قدیم سے
 کون کیا میں صفدرِ رختہ جان سرفراز نہ غم زیاں
 نہ طلب ہے مجھ کو بہشت کی نہ خطر ہے مجھ کو جحیم سے

میں آوازِ جرسِ مونی فانی میں جشتِ دل سے
 نہ رکھ امید ضبطِ عشق کی عشاق کے دل سے
 بزرگِ شمع جب نہاں اہلِ نریم ہوتا ہوں
 کہ دُراں کو ہے مجھ سے نہیں سہا سنا جنتک
 پنچا دی ہی ہے نہ زخمِ مونی بدھی جب لپٹی ہے
 پڑا ہوا نقشِ پاکِ طبعِ سخن کیوں پس محل سے
 مرے ہمراہ یہ بھی قید میں نہ رہا دکنی ہے
 تری زلفت میں بیخاں ہے یا منتقل ہے درستی
 تعجب ہے کہ فنجِ کھل گیا شبنم سے گلشن میں
 وہ بحرِ حسن بیٹھا تھا مناشے کو ذرا اگر
 شکست ایسی شرمندوں کے ہاتھوں اٹھائی کہ
 یہ سو سو بار کیوں اٹھا ہے یا رب ماجرا کیا ہے
 تری الفت میں نونِ بے ہنؤں کو ہے جیرانی
 دمِ آخر ترا بسمل نہیں قاتل تر پتا ہے

ٹھہرتے سب ہیں منزلِ برین بڑھاتا ہوں
 تر پنے کا تحمل جو نہیں سکنا ہو بسمل سے
 جلانے میں تجھ جاتے ہیں اٹھانے میں محفل سے
 ادھر آنکھیں ملیں نہ اُدھر مل گیا دل سے
 گلے کا بار ہونا کوئی سکے تیغِ قاتل سے
 غبارِ آسا لپٹ جاوے اور کراہی قیس محل سے
 غمِ زلفت کی گزراں اٹھ نہیں سکتیں سلاسل سے
 نہیں کم گردن بیٹا گلوے مرغِ بسمل سے
 گرہ جو بھیگ جاتی ہے ذرا کھلتی ہے شہر سے
 پست جانی میں جو جین جبک آ کے ساحل سے
 کہ توبہ بھاگتی ہے درِ میخوار دکانی محفل سے
 خفا ہے دریا کی طبع شاید درد بھی دل سے
 نہ دل کتا ہے گچھ ہے نہ ہم کتنے ہیں کچھ دے
 یہ خست ہو ہی ہے ہر عواری سے بسمل سے

اگر مشکِ گلشنِ اہلبیت حضرت مشکِ گلشنِ اصفدر
تو جو آسان ہے آسان جو مشکل جو مشکل ہے

<p>رنگ بدستِ جوئے و گلشنِ عالم میں ہے سروِ آتش سے جدا کب یہ خبر بھی ہوئی مرضِ عشق کا تھا آب و دم تیغِ علاج قربِ تجسس کا تجسس کو ہونا جو پسند نہ ہوئی جو جس جنوں میں کبھی اتنی بھی تیر دماغ وہ دماغ ہر جو سینہ یعقوب میں ہو کبھی بیوش کبھی شوش میں ہتا سیریل راہِ دل اٹھنے چلے جاتے ہیں احبابِ غریب دل پر سوز کی قسمت کا سارا چلے وہ بھی دل لے کے آئینہ جا مان جو یہ دل تیسے مطلب ہر پہلن اور کسی سے کب کام دخل پاؤں جو وہاں خسر کو میں دامن بیوفانسا جہان میں نہ وفا دار کوئی دلکی الجھن مگر پہلو میں جو دیکھی تو کہا وہ روان نہ کر کہ فیض کی امیر پیریان</p>	<p>تندہ گل میں کبھی گر یہ شبنم میں رہے ہم تماشا ہے رخِ فاضلِ عالم میں رہے ہم تلاشِ نفسِ عیسیٰ مریم میں رہے یاس کیوں کے نہ میر دل پر غم میں رہے دکو ہم و صوب میں یار اکو شبنم میں رہے اشک و اشک ہر جو دیدہ آدم میں رہے اسی عالم میں ہے یا اسی عالم میں رہے اگر فلک روز کمانک کوئی ماتم میں رہے بنکے جگنو جو کسی شبِ تری محرم میں رہے ہاتھ شانے کی طرح گیسو پر خرم میں رہے زہین ہم تم نہ رہے یا کوئی عالم میں رہے عالم اب یقین ہر کہ چشم میں رہے آپ ہی قبل کیا آپ ہی ماتم میں رہے بھجھو داکے مرے گیسو پر خرم میں رہے گفتگو کی جگہ حجتِ حاتم میں رہے</p>
---	---

آپ میں بخودی عشق سے لے لے گب ہم	رہے عالم میں گراور ہی عالم میں رہے
دلِ معینم بن رہے دیدہ پریم میں رہے	اعلم عشق آئے نور نے کوہِ بنِ دگر صفدر
<p>زمین میں آ کے چھپے جنکے ہم ستارے ہو تمام شبِ تورے ہمے ہم نعلِ دمِ صبح وہ آتے ہیں سرِ تربت تو نازِ کتا ہر مقابلے میں لے کر کیا رقیب ٹھہرے بنگے طلب جو آئے ہوتا ہر دیکھیے لیکن مہین ہر تو ہی جہاں سے گذشتنی اور شمع ملے جودا ہ میں کل ہکو حضرت زاہد بور و زختر شہری عاشقونہ اسکی نظر جہن میں بھول جو بے خمیوں کی صورت میں ستانہ گردش یل و نہار سے ہم کو ہزار حیف کہ اب بھی نہ تو ہوا اپنا جہاں مجھے نظر آتا ہر اک پریشانہ ڈرنیکے تیرگی گور سے وہ کیا وعظ کہاں یہ چال تھی طافِ کبک کی لگے</p>	<p>مزار پر میں وہ افانے کو آئے ہو جیسا سے پیچھے میں دہن میں نہ چھپا ہو حضورِ خاک سے دامنِ فرات کھالے ہو ہزار بار یہ میرے میں آزمائے ہو حضورِ ہم سے بھی آنکھیں ذرا ملا ہو قضا کی ہم بھی تو پیچھے میں لو لگائے ہو نعل میں شیشہ تو تھی تھے اک باہو کہا کہاں تھے یہ نکلے شے مٹائے ہو یہ کسی تیغ ادا کے میں خم کھائے ہو ہم اپنے دگے میں اسی آسمان ستارے ہو جو اپنے تھے ترے ملنے سے سب پر اہو پری جمال جو انکھوں میں میں سما ہو شبِ فراق کے جھکے میں جو اٹھا ہو تری خرام کے انداز میں اٹھائے ہو</p>

کبھی تو جھانک کے غرنے سے دیکھو کوچے کو وہ تیرہ روز ہوں میرے سیاہ خانے میں	غریب بیٹھے ہیں کچھ چادرین بچھائے ہوئے چراغ دونوں میں شمسِ قمر بچھائے ہوئے
--	--

کسی کے سنگِ خراسے ہر چور شیشہ دل
نہ بوجھو حال کہ صفر میں چوٹ کھائے ہو

رکے وہ نہ ہکو برا کہتے کہتے جواب یک بھی اُن سے سیدھا پایا بہت چل چکی تیغ ناز اب ٹھہر جا نہ کا نو کو مہلت نہ ہو تھو کو مہلت جو تھو کو مہلت نہ ہو تھو کو مہلت غضب ہو کہ دین گایاں کے تھو پر رقیب آگیا نافعِ ہوسقت یار اثر دیکھنا پھنس گئے کس بلا میں سنا کر انہیں حالِ دلِ سوسہ مانگا فسانہ مرنے غم کا تھا طول ایسا دکھاؤ جو تم آنکھ ڈر سے برہن نہ سمجھا یہ دلِ دردِ صاف زبا یہ کیسے کہ مجنون کہا کیا سمجھکر	ہوا خشک تھو یاں بجا کہتے کہتے زبان تھک گئی مدعا کہتے کہتے تفصا تھک گئی مرجا کہتے کہتے برائے سننے سننے بھلا کہتے کہتے گئے یا خدا یا خدا کہتے کہتے جو وہ پیٹھ پیچھے برا کہتے کہتے وہ چپ ہو رہے ماجر کہتے کہتے ہم اُن کیسے دیکھو بلا کہتے کہتے یہ ہکی زبان ماجر کہتے کہتے ہوا ختمِ روزِ جزا کہتے کہتے لگے پڑھنے قرآن کتھا کہتے کہتے تھکے تھو خدا صفا کہتے کہتے فقط تم مجھے متلا کہتے کہتے
--	--

یہی آرزو اپنے دل میں ہر صفدر
کہ دم نکلے یا مصطفیٰ کتنے کتنے

<p>صفدر کبھی رخِ جانبِ نیا نہ کرینگے مر جاؤنگے پر شکوہ بجا نہ کرینگے کس روز ثنا سے رخِ زیبا نہ کرینگے جو دردِ مینِ لذتِ ہر کمانِ جو وہ دردِ آبِ دمِ شمشیر کا مشتاقِ گلا ہو بھیجے گا اگر بہرِ طلبِ حور کو رضوان عریانِ بدنی اپنی جہتا ہو جو ہم کو سودائی ہن پر چاکِ گریبانِ ہونفت قبرِ دہ پر جو تم آؤ گے یوں فاتحہ پڑھنے نہہ دیکھیں ہم اور غیر و نکو و بدِ غم دلِ شوق سے لوہے سے یہ ہر مالِ تمھارا دشوارِ حفاظتِ ہر شرارت سے تمہوں کی غیر و نکو جلانے کو مرے وہ مر آگے تن پر تمھارے سر پہننے دیا تیغ کے نیچے جا بیٹھیں گے اغیار کے پہلو میں اٹھکر</p>	<p>گلزارِ فسوں گر کا تماشا نہ کرینگے آرزو کی یار گو ارا نہ کرینگے کس شبِ صفتِ زلفِ چلیبا نہ کرینگے منت کشیِ حضرتِ عیسیٰ نہ کرینگے ہم پیاسِ مینِ منہجِ جانبِ ریا نہ کرینگے اُس کو چے سے جنت کا ارادہ نہ کرینگے لکھنے خطِ آنکو تو لفا فانا نہ کرینگے ہم فاشِ جنون کا کبھی پردا نہ کرینگے مردے کبھی جینے کی تمنا نہ کرینگے یہ تنگ کسی طرح گو ارا نہ کرینگے کھاتے ہیں شہم ہم کبھی دعا نہ کرینگے کیا کیا نہ کیے شہر ابھی کیا کیا نہ کرینگے اچھا جو کہنے کو کچھ اچھا نہ کرینگے فارغ ہوے اب وہ نقاضا نہ کرینگے کچھ پاسِ سرِ بزمِ ہمارا نہ کرینگے</p>
--	---

بوجہ نہیں بام پہ چڑھکر یہ اترنا ہم آپ ہی صحبت میں نہیں کیے قابل مرجائینگے ہم درد کی لذت میں ٹرپکر رسوائی محبوب نہیں شان محبت	کس کے وہ دل کو تہ و بالا نہ کرینگے دربان سے ترے شکوہ بیجا نہ کرینگے ٹھکانی ہے یہ دل میں کہ مداوانہ کرینگے ایسا نہ کرینگے کبھی ایسا نہ کرینگے
مست مروت بن ہمیں مگر کیا کام صفدر طلب ساغر و مینا نہ کرینگے	
آنکھوں میں ادا پھرتی ہے ہر بار کسی کی ترپاتی ہے بجلی کو بھی رفتار کسی کی غنچہ بھی جو گلگشت چمن میں کوئی چٹکا سوتون کو جگا دیتا ہے ٹھکرا کے وہ چلنا پھر باغ میں آتا ہے کوئی رشک میحا خون شہد ارنگ دکھایگا معتبر اٹھو زگانہ میں رقیامت بھی جب تک قاضی ہو کہ زائد ہو کہ واعظ ہو کوئی جو جلا درگرتا ہو جو خنجر کو گلے پر پھولوں کی طرح ناز کرے بادباری کدے کوئی قابل سے کہ مہر خسرے	دل چھینے لیے جاتی ہے رفتار کسی کی چمکی ہوئی ان روزوں میں تلوار کسی کی یاد آگئی وہ شوخی گفتار کسی کی مردوں کو جلا دیتی ہے رفتار کسی کی مشتاق ہے پھر نرگس بیمار کسی کی پوشاک رنگی جاتی ہے گلزار کسی کی سن لو نگاہ پازیب کی جھٹکا کسی کی کچھ اصل سمجھتے نہیں میخوار کسی کی یاد آتی ہے رہ رہ کے وہ مکر کسی کی جائے جو سواری سوے گلزار کسی کی اک لاش پڑی ہے پس دیوار کسی کی

وان غیر کے گھر عشق میں ہو گا کوئی مصروف کس ناز سے گلزار میں ہیں آج خرامان	یاں گنتی ہر حسرت میں شب تار کسی کی سکھی ہر چکروں نے بھی زنتار کسی کی
حورون میں تو آیا ہوں مگر یاد ہر صفدر وہ ناز وہ انداز وہ گفتار کسی کی	
ہاے یہ کیا طلسم ہر دید بھی ہر حجاب بھی نور و فیاض میں ہر مثل ماہ بھی آفتاب بھی یاری بخت چاہیے نرم طرب میں کیا نہیں پائون پر میں جو گر پڑا نرم میں ہنسکے یہ کیا وصل تو یار سے ہوا وجہ مگر ہر اسکی کیا انکو صبا سے کیا مآپ کا انتظار ہر بحر جان کی دیکھ لین سیر ذرا ہم ذرا فلک پتے ہی ہر چمک گیا نام خدا یہ روکار دیکھ کے پیر در سے تم کو یہ محو ہو گیا ہاے گئی وہ کم تنی آئی تیر کچھ اٹھیں اہل وطن کا کب خیال طول سفر میں ہمیں گر کسی بات کا جواب ہیں دیا کہادہ ہو کے خفا جو میں چلا بزم اسکے یوں کہا	نہ کبھی کھارے ہیں چہرہ ہر نقاب بھی چہرہ صاف کا کتر پر ہر کہیں جواب بھی سینہ پہ ہر کباب بھی شیشے میں ہر شراب بھی خیر ہر خوش میں کہ صر کچھ ہر حجاب بھی انکھوں میں اشک ہیں ہی دکھو ہر اضطراب بھی باغ بھی ہر شراب بھی سبز بھی ہر سحاب بھی وقفہ عمر اگر ملے کچھ صفت جناب بھی ماہ بھی جس سے ہر نجل منفعت آفتاب بھی ہاتھ سے گر پڑا قلم طاق پہ ہر کتاب بھی اب تین دیتے وہ کبھی بوسہ علی الحساب بھی اب کبھی دیکھتے نہیں انکو میان خواب بھی شکر خداے پاک کا اتے ہو جناب بھی جائے جلد جائے یاں سے گئے عذاب بھی

وصل کی رات تو ہوئی اب یہ عاصی خدا	صبحِ عدم میں چھپ ہے نکلے نہ آفتاب بھی
<div data-bbox="350 261 728 329">صفدر سے ہوا ذرا وقفہ نہ باغِ دہر میں</div> <div data-bbox="350 329 728 410">موجِ نسیم صبح تھا کیا گذراں شباب بھی</div>	
<p>دل سے اُس گل کے آرزو نہ گئی کبھی طبعِ ماہر نہ رو نہ گئی روح تن سے جدا ہوئی لیکن ربِ فانی سے خون تھا جو سفید کب نہ اچھو بغیر یا رہوا باتیں میٹھی ہمیشہ کین اُس نے کب نہ کی چار حد میں اُسکی تلاش نیچی نظریں ہمیشہ اُنکی رہیں خیم کے خیم پی گئے مگر دل سے منہ میں آنا ہر جو وہ کہتے ہیں شوق و شدن کی کمی کس دن ہم بغل میں ہوا تھا کس گل سے مر کے غلت نشین رہا میں فقیر ہر چہر میں پھرے بزرگ نسیم</p>	<p>مرتے مرتے یہ خواب نہ گئی راستی نام کو بھی چھو نہ گئی حسرت وصل دل سے تو نہ گئی حیف وہ تیغِ سر نہ رو نہ گئی یونہی بھڑکے محبت نہ گئی کج ادائیگی دل سے نہ گئی کب نظر اپنی چار سو نہ گئی کبھی شرم و حیا کی خون نہ گئی خواہش ساغر و سبب نہ گئی بد زبانی کی ہاے خون نہ گئی آہ کب تمام ہو نہ گئی عطر کی پیرہن سے بو نہ گئی خاک اُڑاڑ کے کو بکو نہ گئی لالہ رویوں کی جستجو نہ گئی</p>

<p>مہ جینیوں کی آرزو نہ گئی بی کے جب تک مرا ہونہ گئی کھینچ کے کس دن رگِ گلونہ گئی مرتے مرنے یہ آرزو نہ گئی سالہا سال اُسکی خونہ گئی ایک دن ہر شست و شونہ گئی ابر تر کی کب آبرو نہ گئی</p>	<p>داغ اٹھایا کیے یسکن نہ بجھی پیاس تیغِ قاتل کی واہ رسے شوق تیغِ قاتل تک نزعِ مین وصل کا خیال رہا تیری چوٹی سے ہار جو پٹا رہی اُجھلی تباہے عریانی میری آنکھوں سے سامنا کر کے</p>
<p>اور سب خواہشیں گئیں صفدر نہ گئی اُسکی آرزو نہ گئی</p>	
<p>مارا دل مجروح کو تڑپا کے کسی نے مارا مجھے دیدار سے ترسا کے کسی نے پرسا بھئی کسی دن نہ دیا آ کے کسی نے بایں یہ کہی بات چو چلا کے کسی نے زندہ نہ کیا پانوں سے ٹھکرا کے کسی نے بھینکا اسے کیا سنگ پہ جھٹلا کے کسی نے پاس اپنے بٹھایا ہمیں بوا کے کسی نے کیا کیا نہ تھکا یا ہمیں دوڑا کے کسی نے</p>	<p>مرتے رہے ہم لی نہ خبر آ کے کسی نے زیبا ہر پس مرگ جو ہو طور پہ مدفن دل مردہ ہو پلو میں مرے کوئی نہ سمجھا یہ ضعفِ مرض ہو کہ اسے صوریٰ نہ سمجھا اقتادہ سراہ رہی لاشِ بہاری شیشہ دل نازک کا جو سوکڑے ہوا ہو صد شکر کہ اب دور ہوئی دلکی کدورت دیدار کی امید کسی دن نہ برائی</p>

<p>آتنا بھی تو مرو نہ دیا آ کے کسی نے غازی سے رخ صاف کو چکا کے کسی نے احسان اٹھائے نہ مسیحا کے کسی نے دل کا کل پر ہیچ مین الجھا کے کسی نے رکھا نہ ہمیں یاد وہاں جا کے کسی نے چپکے سے کہا یوں مجھے سمجھا کے کسی نے مخمل میں مجھے سانسے بٹھلا کے کسی نے</p>	<p>لائیے کسی روز وہ تشریف ادھر بھی ماہ ایک طرف مہر کو بھی دل سے اتارا کیا صاحبِ غیرت تھے ترے کشتہ الفت کیا کہی کہ کس دم مصیبت میں پھنسیا یا رانِ عدم بھی تھے عجبُ عدہ فراموش آجائیں جو اغیار تو کچھ مجھ سے نہ کھنا ہرگز نہ اٹھائی نظر آنسو ہر دیکھا</p>
---	---

<p>دورِ ذری بھی صفد کسی صورتِ نہیں تھی اسدِ رجبہ بگاڑا انھیں سمجھا کے کسی نے</p>	
--	--

<p>ہر لب پہ ہر گفتگو تمھاری ہر گل میں بسی ہو تمھاری پس جاے نہ آرزو تمھاری یاد آگئی مجھ کو تمھاری کیا تیرے ہر گفتگو تمھاری سنتا ہوں میں گفتگو تمھاری پائی نہ کسی میں ہو تمھاری مٹ جاتی نہ آبرو تمھاری</p>	<p>ہر دل میں ہو آرزو تمھاری بلبل کو ہو آرزو تمھاری یوں زیرِ قدم نہ دل کو پیسو بجلی جو چمک کے چھپ گئی یا چلتی ہو زبانِ جھری کے تھند کرتا ہو کسی سے کوئی باتیں ہر گل کو چمن میں بنے سو نگھا مٹی مجھے دینے تم جو آتے</p>
--	---

<p>کیون و صوم ہو جا رہو تمھاری الجھی ہوئی گفتگو تمھاری پھر کے نہ رگ گلو تمھاری پھیلی جو چمن میں ہو تمھاری اگر جاے گی آبرو تمھاری</p>	<p>دیکھا نہیں ایک نے بھی تم کو سلجھاتے ہیں دلی گتھون کو اس تیغ کو بے سلاو نہ دیکھو پھولوں کو صبا نے بھی نہ چھو ان دانتوں سے موتیوں نہ بھٹو</p>
<p>بو سہ جو یادہ ہنسکے بولے صفدر یہ بُری ہو تو تمھاری</p>	
<p>انکی محفل سے نہیں ہمتو نکلنے والے اوجھے ناز کی ٹھوکر سے چلنے والے ہم بھی بے شریے ہرگز نہیں سٹنے والے اپنے دل سے نہیں رمان نکلنے والے اک ذرا ٹھہرو کہ ہم بھی تو ہیں چلنے والے خبر آئی ہو کہ منھدی ہیں وہ ملنے والے ایسے فقرے نہیں عیار سے چلنے والے قول سے ہم نہیں اوترک بدلنے والے ان زبان سے نہیں کہتے جو ہیں چلنے والے تیرے نالوں سے نہیں ہیں یہ پھلنے والے</p>	<p>شیعہ کی طرح جلیں رشک سے چلنے والے جگر و دل میں ترے ساتھ ہی چلنے والے تیغ لیکر جو وہ گھر سے ہیں نکلنے والے تیری فرقت میں ہزار آنکھ سے آنسو لکھیں قافلے والو عدم جانے میں جلدی کیا ہو چاہیے میں بھی چلوں دیدہ پر خون نہ کر حال دل لاکھ کہوں اس سے وہ کبشتا ہو سر جو دینے کو کہا ہو تو مقرر دین گے ساتھ پر سنے کے خاموش ہوئی شمع سنی شمع رو رہ کھتے ہیں تپھر کا کلیجا اور دل</p>

گھر سے قاتل کے نکلنے کو سنیں تو عاشق چشم پوشی ہو دم نزع مروت سے بعید صور پھونکا مرے نالوں کی قیامت آئی تبع پر تبع پڑی تن پہ تو کیا ہوتا ہو دقن عارض محبوب کے باندھوں مضمون چارہ گر روکے سے تکتے ہیں کہیں نخت جگر نظر آبا کوئی معشوق جہان لٹ گئے	بہت آنکھوں سے بہت سر میں چلنے والے دیکھتا جا ہمیں او آنکھ بند لئے والے مرد قبروں میں دم بھر میں نکلنے والے اپنے تیور نہیں اور ترک بدلنے والے وہ کوئی شمع جو ہوں بچھو پھٹنے والے اشک بن بنکے نکلنے میں نکلنے والے نہیں دیکھے دل نادان بچھنے والے
---	---

منزل دہرین وقفہ ہو اتنا صفدر
بھیڑ میں جیسے ٹھہر جاتے ہیں چلنے والے

مرے دل کو ایسی ہر الفت کسی کی حسین سیکڑوں میں مانے میں لیکن دیا ایک بوسہ وہ کہتے ہیں اسپر پیرے آنکھ کیونکر نہ شمس و قمر پر مصیبت میں دیتا ہو کب ساتھ کوئی وہ مجھ تک نہ آئے گئے غیر کے گھر اٹھائے جو کوہ غم جسے تیرا ابھی جان دیتا میں فرقت میں لیکن	کہ آنکھوں میں پھرتی ہر صورت کسی کی ترے سامنے کیا حقیقت کسی کی کبھی ایسی دیکھی ہر ہمت کسی کی کہ ہر انہیں کچھ کچھ شبابہت کسی کی نہ کام آئے صاحب سلامت کسی کی کسی کو لگی ہاتھ دولت کسی کی مری طرح کیا ہر یہ طاقت کسی کی کہوں کیا نہیں ہر اجازت کسی کی
--	---

ہمارا ہر پیر معنان پیر و مرشد زرد داغ سے کیوں نہ خوش ہو طبیعت جسے وصل کہتے ہیں وہ زندگی ہر ہوس میں وہ صبح شب وصلِ خست جو دیکھنا مجھے ہنسکے بولے کہ سچ ہر وہ بولے یہ تھا کشتہ شوقِ سیرا	کرین کس لیے جا کے بیعت کسی کی کہ نسیم میں ہم بھی بدولت کسی کی اجل ہزار مانے میں فرقت کسی کی خبر کیا جہان سے ہر رحمت کسی کی ہوئی ہر نہ ہوگی یہ حالت کسی کی جو دیکھی سہراہ تربت کسی کی
---	---

نہیں دلی تمہارا جو قابو میں صفدر معتبر رہی تم کو محبت کسی کی

روز وصال دل میں ہیں رہاں کے نئے دیکھو جدِ صحر میں گنجِ شہیدان کے نئے آئی بہار پھولوں نے پڑھیں پیر میں شب بھر رہی جو یاد مجھے زلفِ یار کی مدت ہوئی ہر ناز اٹھاتے ہوئے مجھے گلشنِ پیلا جی یہ کہکر جنوں مجھے مسی لبوں پہ آنکھوں میں سرمہ ہر یار کے ہر اپنے نوکر وں بھی وہ شوخ بد گمان کاٹا کبھی جگر کبھی دل میں اُتر گیا	اس گھوٹن آج جمع ہیں مہمان بے نئے قتل میں کیا کھلے ہیں گلستان کے نئے دامن نئے نئے ہیں گریبان نئے نئے دیکھا کیا میں خواب پریشان نئے نئے غمرے کرو نہ مجھ سے موب جان نئے نئے چل لب دکھائیں بجو بیابان نئے نئے بر باد یوں کے سیر میں سامان نئے نئے ہر روز بدلے جاتے ہیں رہاں کے نئے چلتا ہر وار خجسہ ترکان نئے نئے
---	---

پھول ہن باغ میں گل دریاں نئے نئے بنے ہن تیرے واسطے زندان نئے نئے غنجے میں ہن شگفتہ گلستان نئے نئے پیدا ہوئے جو خارِ میحلان نئے نئے وحشت نئی نئی ہر بیابان نئے نئے	ہر فصل گل ہر نمون کیوں داغِ دل حلقے نہیں بناتے ہن اے دل و زلف میں ہر ایک دل ہزار طرح کے ہن داغِ غم آلود ہن تازہ تازہ نکل آئے آبلے ہر ابتداءے عشق میں کیا سیر کا مزہ
---	---

دستِ جنون کا پاس ہر ہفتہ رکھو اگر تا ہر روز نذرِ گریبان نئے نئے
--

نثرِ جہنم گد راتا ہر نگاہی ہی ہر خدا و دولت جو دیتا ہر توہمت ہی جاتی ہر گر دل کھینچ ہی جاتا ہر طبیعت ہی جاتی ہر مگر کچھ کچھ نہ کچھ لبِ پرشکایت ہی جاتی ہر بشریت جو کرتا ہر تو طاقت ہی جاتی ہر مگر پھر انکے دلیں کچھ کدور ہی جاتی ہر ریاضتِ طبیعت میں لطافت ہی جاتی ہر ہوئے دو چار جب عاشق شربت ہی جاتی ہر	جوانی میں بہارِ حسن صورت آہی جاتی ہر شباب کی باترقی پر تو بوسوں کی اجازت ہی غضب کی چیز ہی حیرتِ انسان لکھ بچتا ہر ہزار اندوہِ فرقت کو میں دلیں ضبط کرتا ہوں ہر اسان ہونہ ایدلِ اسقدر دوری منزل سمجھ میں کہ میرا عکس آئینہ دکھاتا ہر تصور سے حسنین کے ہوا تنِ روح کی صورت یہ دیکھا ہر طبیعت کے حسین کتنے ہی ٹھنڈے ہو
--	--

جب اسکی گرمیاں صفدر نظر آئے ہن غمزدگ ہر بن میں آگ لگتی ہر حرارت آہی جاتی ہر
--

<p> آمد فصل گل ہوئی موسم نادونش ہر دل جو سیاہ ہر مراز طگنہ سے و غطو آہے میر پاؤں کے کانٹوں سے تلک شست مد نظر جو قتل ہر دیر نہ کیجیے ذرا ہجر میں خشر ہر نیا خشر ہر کس حساب میں بد نظر ہر ساقیا عالم بنجو دی کی سیر ہر نصیحت آئے میں ناصح اگر تو یہ کہو نشے کے دوے آنکھ میں منجھدی ہر تاجہ پائون مرگ پہ میر نالہ کش کوئی نہیں جانیں بادہ کشی کا کام کیا پیٹے میں مہتو خوں ایک ہی جام وں سے دونوں طرف ہر بنجو دی نہرحین پیکشی غیر کے ساتھ ہر دہان </p>	<p> رند ہیں اور اندنوں خدمت می فروش ہر طعن کی کچھ جگہ نہیں کعبہ سیاہ پوش ہر رستے میں پھوٹ پھوٹ کر طرفہ لہو کا جوش ہر روح بھی تن کو ہر گراں ہے بھی بال و دش ہر صورت بھی پھک چکا گردل کا وہی خروش ہر اور بھی کوئی جام گچھ بھی مجھ میں جوش ہر قصہ سینکے اور دن آج تو درد گوش ہر دیکھے کون قتل موعج وہ سرخ پوش ہر شمع بھی میری قبر برائی ہر پر جوش ہر کہتے ہیں اب بھی بد گمان یہ کوئی بادہ کش ہر اتہونہ انکو ہوش ہر اور نہ جھکو ہوش ہر اشک ٹپک رہے ہیں یاں قلم غم کا جوش ہر </p>
--	---

صفدر رختہ جان کی قدر پاؤں چاہیے ضرور

ایک ہی جان تیار ہے ایک ہی سرفروش ہر

<p> لگایا ہر دل اُسکی زلف رسا سے یہ ظاہر ہر ہر دم جس کی صدا سے مرا حال سنکر کہا کس ادا سے </p>	<p> اگر جان جائے تو جائے بلا سے بہت جلد ہر کوچ دار فنا سے مرے یا جیے کوئی میری بلا سے </p>
--	--

<p>مراد و دل بڑھ گیا اس دوا سے اسی بت کا سائل میں ہوتا خدا سے بکھرا ہویہ ساغر شراب صفا سے کچھ آج اور آتی ہر خوشبو عبا سے مری جان لینگے یہ جھوٹے دلا سے شب وصل آنکھیں چرا کر حیا سے نہیں کہ کے منہ پھر لینا ادا سے</p>	<p>ٹرپ وصل میں بھرے بھی ہو دنی رسائی اگر عرش تک میری ہوتی کدورت نہیں نام کو اپنے دل میں گرا آتی ہو اسکے کوچے سے ہو کر لگاؤ تری خوب میں جانتا ہوں تماشائے وہ کو بسنا اسکا جھج کو ستم ہر حجاب اُنکا ہنگام بوسہ</p>
---	--

غضب ہر یہ بیماری عشقِ صفدر
 نہ صحت دوا سے نہ حاصلِ عا سے

<p>کشمکش جان زار دیکھیے کبت تک رہے آبدہ دلی میں خار دیکھیے کبت تک رہے سینہ ہمارا فگار دیکھیے کبت تک رہے بیرون تازار دیکھیے کبت تک رہے اپنے گلے کا یہ بار دیکھیے کبت تک رہے باغ میں فصل بہار دیکھیے کبت تک رہے تیرے گلے کے بار دیکھیے کبت تک رہے جن ترے سر پر سوار دیکھیے کبت تک رہے</p>	<p>برہنہ زلف یار دیکھیے کبت تک رہے کاوشِ فرغانہ بار دیکھیے کبت تک رہے ہجر میں یہ خار دیکھیے کبت تک رہے تیزی دستِ خون اور توتی پہ ہر طوقِ گلو گیسے تنگ ہیں ہم قید میں جھٹو پھنسنے آگے دم میں حیا کے کرتے ہیں ہر تہ وہ ہم پر غضب کی نگاہ غصہ اُترتا نہیں ایک گھڑی ای بری</p>
--	---

<p>دورِ خزان و بہار دیکھیے کبتک رہے دوش پر اپنے یہ بار دیکھیے کبتک رہے یار کے دلمین غبار دیکھیے کبتک رہے پہلوے گل میں یہ خار دیکھیے کبتک رہے یہ قلق و اضطراب دیکھیے کبتک رہے گور کا ہمہ فشار دیکھیے کبتک رہے گرد میں یہ شسوار دیکھیے کبتک رہے روز کا یہ انتظار دیکھیے کبتک رہے دیدہ تراشکبار دیکھیے کبتک رہے غیر کا دان اختیار دیکھیے کبتک رہے</p>	<p>گلشنِ عالم میں ہر گاہ خوشی گاہ رنج تیغ وہ کھینچیں کہیں ہر دہال بدن خاک میں مل ملگئے آنکی کدوتر سے ہم غیر سے ہر یار کو رہا بہت اندون سینے میں دم بھر قرار دلو نہیں ہجر میں جیتے ہیں پرتنگ میں تلکی عالم سے ہم قالبِ خاکی سے روح اپنی نکلتی نہیں تابِ نظر تک نہیں ہو گئیں آنکھیں سفید دوب چکا سب جان پر ہر وہی خوش شک انجمنِ یارتک اپنی رسائی نہیں</p>
<p>حسن بہ مغرور میں اپنے وہ صفہ بہت آنہ اُنسے دوچار دیکھیے کبتک رہے</p>	
<p>ہنس رہا تھا رلا دیا کس نے نقش ہستی مٹا دیا کس نے رخ سے پردہ اٹھا دیا کس نے اپنے در سے اٹھا دیا کس نے جامِ الفت پلا دیا کس نے</p>	<p>گل سے شبنم بنا دیا کس نے داغِ الفت لگا دیا کس نے ایک عالم ہر آج کیوں بیوش در بدرِ رہم تباہ پھرتے ہیں چشمِ میگون دکھا کے ایک نظر</p>

<p> بکھر ٹپ کر جگا دیا کس نے جلوہ اپنا دکھا دیا کس نے چٹکیوں میں اڑا دیا کس نے دائع تجھ کو لگا دیا کس نے دل ہمارا بجھا دیا کس نے تجھ کو سرمہ کھلا دیا کس نے مجھ کو مجنون بنا دیا کس نے کس نے چھیرا زلا دیا کس نے </p>	<p> دل تو پہلو میں وقت خواب تھا غش جو طاری ہر صورت موسیٰ رات جگنو کی طرح دلوں میں ماہ سے روئے یار کتنا ہر شمع کی طرح جلے خاک ہو صور سے کتنی ہر مری فریاد زلف تیری اگر نہیں بلی دل جو چھالے کی طرح بھو ہوا </p>
<p> دل دکھا انکی آنکھ بھرا کی حالِ صفدر سنا دیا کس نے </p>	
<p> خوشا بد پیشہ اٹھ چوتھے میں ہاتھ قاتل کے نکل جائیں انکی معر کے میں جو صلے دل کے گلے سے شمع کے روتے میں پروا جو مل کے پڑے غفلت کے پردے اٹھ گئے پردے جو محل کے نظر آئے سارے گرد ہو کو ماہِ کامل کے کھڑے رہنے لگے جو بیٹھے تھے محفل کے نکھتا تھکے گردوں عرشِ اعلیٰ پر گیا ہل کے </p>	<p> نہیں پروا کسی کو بہن گھر نہ خیم بسمل کے گرین کٹ کٹے عشاق کے قدموں قاتل کے ہوئی ہر کیسے اٹھ جائے سے محفلِ مجلسِ ماتم ہوا بیٹوس مجنون دیکھتی ہر جلوہ بلی حسین نہیں سے بیٹھے ہو دیکھا جو شب ہننے خود در حسن اب ہر رنگ انکی صحبت کا قیامت کی تھئی تو نے خدا نے خیر کی لیکن </p>

<p>بکھر پھول گلچین کی طرح دامنِ قاتل کے جگہ پائین کیا اتنی کہ پھیلےں ہاتھ سائل کے ہزاروں پھول مرجھا جائیں ہر روز پھل کھل کے نہ بھٹکینگے کبھی پیر میں کیسے نضر منزل کے خدا جانتے کہ کس پرین یہ آواز سلسل کے اُجاڑ باغبانِ آشیانے کیوں دل کے اجلِ مقتول کی محشر میں اُئی ساتھ قاتل کے تھکے ماند مسافر لگے ہیں پاس منزل کے</p>	<p>ہمارے خون کے قطرے کیسے گل کھلا دیں نہایت تنگ ہیں دل مسکوں کے اس زمان میں ہو اے ثباتی چل ہی ہر کیا گلستان میں اُسی رشتے پہ چلتے ہیں جدِ صرل راہ دیتا ہر فوط بھی قید کی شد سے بکھرا نہیں ہم تو کوئی نقصان نہ تھا ہر صبح نغمے مفت سنتا تھا خدا کے روبرو تاخونِ حق کی شہادت دے بہت نزدیک ہر ہم عاشقوں کو چہ جانا</p>
--	--

فراقِ یار میں کیسی رفاقت دل نے کی صفدر
وہی جو آشنا جو کام آئے وقتِ مشکل کے

<p>جنون تیری بہت خوب نکلے حوصلے دے جنون تیری بہت خوب نکلے حوصلے دے جنون تیری بہت خوب نکلے حوصلے دے جنون تیری بہت خوب نکلے حوصلے دے جنون تیری بہت خوب نکلے حوصلے دے جنون تیری بہت خوب نکلے حوصلے دے جنون تیری بہت خوب نکلے حوصلے دے</p>	<p>نہ حاصل ہو گیا کیا پر دیوں کے ملے وہاں نہ سمجھو سے لے شیر قاتل کے چمن میں سر کی جا کر لگاؤشت میں چکر فضاؤشتِ حُشت وہ فرخارِ نعلان کے نہ ہو بچے عقل بھی حیا دیا ہو نچا حُشت میں کبھی مجنون سے صحبت بھی کبھی فراد سے بیابان کوہِ محرا شہرِ گلشن سب برابر تھے</p>
--	---

گلے طینت تیری باؤ نہیں ہاتھو میں تکران	جنون تیری بد و خوب نکلے حوصلے دل کے
برنگ برق تڑپا ہونٹاں رعد گر جابون	جنون تیری بد و خوب نکلے حوصلے دل کے
پڑے تلوؤں میں چھا اور چھاؤں میں چھپے کانٹے	جنون تیری بد و خوب نکلے حوصلے دل کے
جو اپنے تھے وہ بیگانے جو یگانے تھے وہ اپنے	جنون تیری بد و خوب نکلے حوصلے دل کے
تماشا دیکھتے تھے بہ جینِ حشت کے عالم میں	جنون تیری بد و خوب نکلے حوصلے دل کے
نہ سر کا ہوش تمہا ہکو نہ پاؤں کی خبر مطلق	جنون تیری بد و خوب نکلے حوصلے دل کے
عجب عالم تھا حسین زمینِ آسمان یکساں	جنون تیری بد و خوب نکلے حوصلے دل کے

ترنگین شورِ شبنم صفدر کے کینِ حُشّت میں کیا کیا کچھ
جنون تیری بد و خوب نکلے حوصلے دل کے

بنادت کے ہیں طو سارے تمہارے	بگر جائیگی اب ہمارے تمہارے
حسینو ہوا ہکو افسان سے روشن	کہ چکے ہوئے ہیں تارے تمہارے
نہ ہر عشق ایسا نہ ہر حسن ایسا	جہان میں ہیں شہرے ہمارے تمہارے
کہان لالہ و گل میں ہیں نگ ایسے	عجب گال میں پیار پیار تمہارے
چلو زاہد و میکہ میں بھی اک دن	اگر راہ دین استخارے تمہارے
چڑھایا ہو اغیار کو تینے سر پر	خدا اڑنکو دل سے اتار تمہارے
انہیں کوئی واقف یہاں جانتا ہو	کہ چھریان میں سکوا اشار تمہارے
بجا ہو جو رشک آنے سے ہو بھگو	میسر میں اُسکو نظارے تمہارے

شکر رنجیان ہوں ہمارے تمہارے نہوتے جو انکو اشارتے تمہارے	تماشا ہو لین غیر بوسے لبوں کے بھلا غیر کیا ہمسے آنکھیں ملاتے
--	---

ادا سے شب وصل بولے بگڑ کر بنے گی نہ صفدر ہمارے تمہارے
--

<p>اُسے تھے درد و رنج اٹھانے اٹھا چلے جلنا ہو جسکو ساتھ ہمارے چلا چلے مستون کا موجود ورتو قافی کی کیا چلے یار بچمن میں آج کچھ ایسی ہوا چلے کہتے ہیں ہنسکے وہ کہ ہماری بلا چلے حداد کا بھی کام کہیں یا خدا چلے ظلمات کی طرف کوئی میخوار کیا چلے یار کسی کی اُس بتِ کافر سے کیا چلے سایہ سے کھدو ساتھ سے میرے جدا چلے بیگانگی کی راہ جو وہ آشنا چلے محر دم تیرے در سے ہم اوی ہوفا چلے منفلس کا اہل زر سے بھلا زور کیا چلے پتھر تری گلی میں صنم بارہا چلے</p>	<p>محفصل سے ترے ادب نا آشنا چلے جس روز سوے ملک عدم قافلا چلے کیونکر عین نہ بادہ جو ٹھنڈی ہوا چلے اُس گل کو لاکے آپ اڑا کر ہوا شوق چلے کشا ہوں جب میں چلتے ہو گلگشتِ باغ کو آئی بار اہل جنون پسین بٹریاں او خضر میکہدے میں بھی آبِ حیات کر چالین ہزار آتی ہوں جسکو فریب کی در کار ہمسفر نہیں کچھ راہ عشق میں کس طرح عاشقو کی نہ مٹی خراب ہو تو نے کیا نہ وعدہ دیدار بھی وفا مارا گیا رقا بت خسرو سے کو بہن کیا کیا گلے کروں کہ میں دیوانہ جب گیا</p>
--	---

<p>اب میکہ کو ساتھ ہمار چلا چلے خیر جدا کیلجے پہ نادک جدا چلے اب بھی کرے جو پاؤں کی طاقت فنا چلے کیا تازہ تازہ میوہاں شکر خدا چلے آئے جو وہ چین میں نیا گل کھلا چلے اس برج ثبات میں کیا آئے کیا چلے ہاں کچھ ہمارا ذکر چلے تو بجا چلے کمد و فلک سے چال تہ پیر صی ذرا چلے سیخ ستم چلے کبھی تیر جفا چلے بیٹھے ابھی ہوت پہ جو تیر دعا چلے پہرہ دہ ہم پہ درد و الم کا بٹھا چلے مسجد سے میکہ کے کی طرف پار سا چلے</p>	<p>چاہے جو خیر جان کی تو پیر خانقاہ تو ریڑھ کا کینچن نگاہیں بھی سننے تیر گو قیس تجھے ناقہ یلی کے تھک چکا نرمائے لب سبب ذوق کا جواب ہر گل کی طرف سے پھر گئی بلس کی آنکھ صاف مثل جاب آتی ہی ہستی میں مٹ گئے نذکر غیر محفل جانان میں ہر غضب نالوں سے چھونک دینگے ابھی تیر رشت بسل ہوا میں ابرو و تر گانے عشق میں قد خمیدہ عالم پیری میں ہر کمان اگر تو خوش کیا تھا روانہ ہو تو یوں ابکی بہار میں ہر عجب دورہ شراب</p>
---	--

حقہ ربوں کے بزم میں آنا تھا نہیں
بیٹھے بچھائے ظلم ہزاروں اٹھا چلے

پہونچا دیا ہر دل نے کمان کمان مجھے
اُس حورش کا کوچہ ہر باغ جنان مجھے
ڈھونڈھے زمین تلاش کرے آسمان مجھے

لایا مکان سے طرف لامکان مجھے
رضوان بلار ہا ہر بحث میمان مجھے
رہبر ہو تو تو ایسی جگہ لیل ای جنون

مجمع ہر سرے گرد میں کچھ بوتلا نہیں
 کتبے کو کون جاسکے ہر دور و دراز راہ
 عیشِ جہان سے کام نہ رنجِ جہان کام
 اب کی تو ہر طرح شبِ فرقت گزر گئی
 مجھ نہ کش کو چاہیے چھوڑیں نہ راہ
 رنجِ خزان ہر اب نہ خوشی ہر بہار کی
 خوشِ جنون میں کوئی تماشا نہیں بنیں
 دیکھو میگا چشم کہ سے کوئی کیا مری طر
 کیونکر خیال نہ لے سے نکل سکون
 راتوں کو تیرے کوچے میں آؤں تو خوف کیا
 سچے چھپ کے آئے تھے کل میکہ میں شیخ
 طالب کسی چین کا کسی باغ کا نہیں
 یہ ضعف ہے کہ طائرِ رنگ بریدہ ہوں
 کچھ اور چاہتا نہیں اتنی ہر التجا
 کہتا ہوں جب میں اُن سے کبھی آؤں تیرے گھر

کہنے کو شل شمع ملی ہر زبان مجھے
 کافی ہے سجودِ ہر وہ آستان مجھے
 ہر شل سرو ایک بہار و خزان مجھے
 آئندہ اس بلا سے خدا دے امان مجھے
 سمجھیں یہ راہ میں جس کا روان مجھے
 کنجِ قفس میں بھول گیا آشیان مجھے
 آتا ہر دیکھنے کو جو سارا جہان مجھے
 ضعف بدن میرے کیا ہر نہان مجھے
 کیا کیا لپٹتا ہے یہ بچانِ جوان مجھے
 بچاتا ہے خوب تر اپا سبان مجھے
 جھپٹے بہت جو دیکھ لیا ناگمان مجھے
 دکھلا دے اس گلی کی زمین آسمان مجھے
 درکار اس چین میں نہیں آشیان مجھے
 میں جانجان کہوں کہیں خستہ جان مجھے
 منہ پھیر کر وہ کہتے ہیں نہرت کسان مجھے

شاگردی امیر کا صفہ یہ فیض ہے
 استاد جانتے ہیں سب اہل زبان مجھے

مرے مغز جان کو یہ تازگی ہوئی بوسے گیسوے یار سے
 کہ نہ سونگھوں نکمت مشک بھی جو نسیم لائے تار سے
 جو شگفتہ گل بہن بہار سے وہی سوکھ جائینگے خار سے
 نہیں ایک بلبیل زار سے یہ خبر سنی ہر ہزار سے
 نہ کسی کو مجھ سے ہر ہمدی نہ کسی سے محکو ہر آگہی
 مین جہا ہوں شہر و دیار سے مین الگ ہوں اہل جوار سے
 شب وصل طرفہ سمان بندھانہ ادھر ادب اُدھر حیا
 مجھے دیکھتے تھے وہ ناز سے انھیں دیکھتا تھا مین پیار سے
 گل کا غدسی ہوں مین اے صبا کہ ہمیشہ رنگ ہر ایک سا
 نہ کبھی خزان سے فسرہ ہوں نہ شگفتہ ہوں مین بہار سے
 مین وہ سبیل ہوں کہ جناب بھی مرے ساتھ ساتھ روانہ ہو
 دم سیر کوئی ضرر نہیں مجھے پاسے آبلہ دار سے
 رخ وزلف کیسے نہاں ہوے دل دیدہ صرف فغان ہو
 جو گلے تھے کم وہ کہاں ہوے مرے دو لبیل و نہار سے
 مری آہ کی یہ ہوا چلی کہ پڑے بلا مین سب آدمی
 یہ اُڑی ہو خاک کہ راہ مین بدن اٹ گئے مین غبار سے
 جو ہزار ناز مین سے تھے پلے پس مرگ خاک مین مل گئے

نہ خبر ہر زینت و زیب کی نہ ہر کام نقش و نگار سے
تہ قبر خاک بدن ہوے جو لباس تھے وہ کفن ہوے
وہ شکار تیر محن ہوے نکھا جھین کہ شوق شکار سے
کہا اُس نے روکے کہ ہونہو یہ وہی ہر صفہ و مبتلا
پس مرگ بھی جلی آتی ہر جو صدائے نالہ مزار سے

<p>چارہ گر ہم بھی اسی ناز بردار زمین تھے جب تک تھا عشق کیسے شہر بازار زمین تھے یا دایا ہم کہ ہم اُس شوخ کے یار زمین تھے خشر میں اُن کیسے دیکھ کر کہیں کہ صاف قتلِ نفسی سکھایا ہوگا انھیں تو نے ضرور شام ہو کر ہی اُس برد و ترکان کی یاد و احرار میری میت پر کوئی آتا نہیں اُختان کی تو مسجد میں بنے ہیں شیخ امام رشک کیا ہلکا اگر عاشق تمھارے بہت آزادی تھی کبھی غیروں پہ بھی تیغِ ستم دیکھ تو گورِ غریبان کو پری ہر جن پہ جا کیا فقط عاشق تھے قیدس و ارق و فرادو</p>	<p>عسسی معجز نما بھی جسکے بیمار زمین تھے ہمتو کیا یو بھی اک اُسکے خریدار زمین تھے دیکھتا تھا جھانک کر دُزن دیوار زمین تھے یہ جو میں دُجال ہم اُنکے گرفتار زمین تھے پھول جن کشتوں کے کل تر کر گلزار زمین تھے جس تک شکو گھرے تیر زمین تلوار زمین تھے پوچھتے ہیں سب یہ نہ زمین دیندار زمین تھے جب تک تھی فصلِ گل شامل یہ میخوار زمین تھے مصر میں لکھون ہی یو کے خریدار زمین تھے کیا ہمیں اے قاتل عالم گنہگار زمین تھے جامہ زینت تھے یا آئینہ خسار زمین تھے بڑھکے اُن سے ہم میں میں جو دان چار زمین تھے</p>
---	---

آج کیونست ہیں کلک جو ہشتار و زمین تھے	اڑکھڑاتے جب ہم سنانے بولا وہ شوخ
میرے تار شک بھی شاید سہارا و زمین تھے	پھر گئی تھی سے نظر اس گل کی کیوں اور گل فروش
ایک دن ہم بھی تمھارا ناز بردار و زمین تھے	اب ہینون فحل نرم خاص میں ہوتا نہیں
سیکڑو کن دم نہاردن دہے غار و زمین تھے	راہ ہشت ناک الفت کی بڑی شکل سے ٹکر

جھوٹے وعدہ جھوٹی قسموں کا یقین کرتے تھے کب

وہ جو تمھارا صفر ہم بھی عیار و زمین تھے

کیا بیقرار کوئی پہلو بدل رہا ہے	بلبل ہے کیوں جہان میں کیسا یہ زلزلہ ہے
جام شراب ساقی جام جہان نما ہے	مستی میں حال عالم مجھ سے نہیں چھپا ہے
ہر گرد باد صحرا اک قصہ دلکش ہے	دیوانگی میں حاجت مجھ کو مکان کی کیسا ہے
پہلو میں کوئی دنگوہا تھوٹ سے مل رہا ہے	پوچھو نہ حال میرا فرقت میں اُسکے کیا ہے
میدان عشق سے جب گے قدم بڑھا ہے	دربار قربت میں عاشق پہنچ گئے ہیں
بان ڈر کر لپٹ جادو مجھ سے کہ رہا ہے	تلوار میں لگاؤن قاتل کا ہوا راہ
مٹھو تک مرے کلیجہ آ آ کے پھر گیا ہے	فرقت میں کس سے کیسے حال اضطراب لگا
میں دل سے پوچھتا ہوں دل مجھ پوچھتا ہے	کوچے کا اُسکے اتنا کہ ملنا نہیں ٹھکانا
مٹتی نہیں جو سے ہر گز یہ وہ بلا ہے	جاتی ہے کوئی دلسے زلفِ سیہ کی الفت
غرے سے تو نے شاید چہرہ دکھا دیا ہے	بیہوش راہِ رو سب بازار میں بڑے ہیں
جب صبح کو وہ اٹھ کر آئینہ دیکھتا ہے	کنتا ہے کوئی مجھ سا آفاق میں نہیں ہے

دستِ خونِ اپنے ادنیٰ یہ مشغلا ہے تبعِ ایلِ ہی یہ پرزنگ آگیا ہے کوچے کا اسکے قاصد کافی ہی تپا ہے پھر دلمین میہ کیونکر تیرا گزر ہوا ہے کل تمسے اور عدوئے عدہ وصال کا ہے	دامان کوہ و صحرا ہوتے ہیں پر پرے کچھ دلی قدر سمجھو کلفت پہ تم نہ جاؤ ہر خاکِ خون سے ترلائے پڑے ہیں ہر جا شرم دیا کے پھر چاروں طرف ہیں بیٹھے تم ہو ہزار منکرینِ خوب جانتا ہوں
---	--

آتا ہوا ہے صفدر اشعری سے حال

ہندوستان میں شہرہ تیرا بھی جا بجا ہے

تمام عمر برائی نہ آرزو نہ دل کی کہ کچھ تو آتی ہے غنچوں سے مجھ کو دل کی سوا ہوا آئینے سے کیونش آرزو دل کی ہمیشہ مجھ سے یہ رہتی ہے گفتگو دل کی تمہیں یہ کہتے ہو مجھ سے بُری ہے خود دلی اگرچہ قدر نہو تیرے بدو رو دل کی کہاں کرے کوئی اب جا کے جستجو دلی کروں سلام میں کہہ دو مجھ سے تو دلی خدا کرے کہ برائے یہ آرزو دل کی بیاہر حشر شکایت ہے چار سو دل کی	سنی نہ تمہنے الگ ہو کے گفتگو دلی بجا ہے سیرِ حین کو جو روز جاتا ہوں جگہ ملی اسی مٹی میں اُسکو زانو پر ٹرپ رہا ہوں مجھے کوئے یار میں لچل تمہیں نے کر کے غایت اسے کیا گستاخ خدا کا گھر ہی یہ کعبے کی طرح سے اعرُبت نہ آسمان نہ زمین میں نشان ملتا ہے کمال میں جو ظاہر کیا تو ہنس کے کسا بسانِ نشانہ جگہ دینِ چین گیسو میں چھکا ہے صورتِ جو مالے کا خلقِ نالان ہے
--	---

<p>کہو تو خوش ہو اب نکلی آرزو دلی نہ جانتا تھا کہ یہ پھانس ہے عدد دلی تو زخم دھوؤں کن دن اس شست دلی ہمار دل ہی میں رہتی ہے آرزو دلی اسی طرح سے ہے دل میں آرزو دلی</p>	<p>شبِصال گلے ملے مجھ سے کہتے ہیں پڑے ہیں افیتہ ترکان سے سیکروں پر جو ہاتھ آئے مجھے تیری تیغ کا پانی کبھی یہ شرم سے رکھتے نہیں قدم باہر نہ نکلے گوشے سے جس طرح کوئی گوشہ نشین</p>
---	---

اسی نے مجھ کو کیا ہے تباہ اور صفدر
 شکایتیں کر دے کس کس کی ردِ بردلی

<p>وودن نہ رہنے دیگی یہ مہمانسرا مجھے کیوں زرد ہو گیا صفت کمر با مجھے اس نے دیاد دل درو آشنا مجھے بیچل لڑاکے تو ہی ادھر ای ہوا مجھے ہشیار میکدے میں نہ لائے خدا مجھے مرنے پہ اختیار جو دیتا خدا مجھے تمھارے لوگ کہنے لگے پارسانے مجھے پانی نہیں ہر دھوؤں رہی ہر قضا مجھے سبھی وہ شاہ حسن جو اپنا گدا مجھے تو کیا زبان تیغ کے مر جانا مجھے</p>	<p>جانا ہے جلد دہر سے سو فنا مجھے اور جس جتنے جتنے کے قابل نہیں تھا ٹکڑے ہوا جگر جیسی آہ غدلیب ہر شوق کو بے یار میں تن شل برگ کا مستی میں گر حرم کو میں آیا تو غم نہیں دم بھر ترے فراق میں جیتا نہ اور غم نفرت ہوئی شراب سے یہ سحر یار میں اب میری لاغری ہر مری رست کا کا سے کو میرے تاج شہی کا دماغ ہو جلا دایسے شوق سے کٹواؤں میں گلا</p>
--	--

جب سے برہنگی کی ملی ہر قبائے مجھ	فرط خوشی میں جانے سے باہر ہوا بچوں
<p>صفدر قریب قافلہ میں بھی پہنچ گیا کچھ کچھ سنائی دیتی ہر بانگِ درانِ مجھ</p>	
<p>گئے جان سے ہمتو اس دِلکے پیچھے یہ بسمل کے آگے وہ بسمل کے پیچھے کہ مجنون کہیں ہونہ محل کے پیچھے ہزاروں میں جھگڑے عنادل کے پیچھے مہ نو ہر تو ماہِ کامل کے پیچھے غنی دوڑ کر آئینِ سائل کے پیچھے تو اڑتے پھرین گل عنادل کے پیچھے پڑے کون اس مرد جاہل کے پیچھے غضب کے بکھرے ہیں عاقل کے پیچھے کہ میں اور قاتل بھی قاتل کے پیچھے نہ کیا کیا کیا میں نے اس دِل کے پیچھے</p>	<p>پھرے سر بکھت برسوں قاتل کے پیچھے تضامینِ دونوں اسی کی طرف ہیں ہو اتیز ناتہ تو گھبرائی بسلی خیال و خزانِ خوفِ صباد و گلچین ترقی بہ حسنِ یوسف سے تیرا خدا دے جو توفیق کسبِ سعادت دکھائے اگر جذبِ تاثیرِ الفت نہ سمجھا ہر واضح نہ سمجھے گا اری دل نمازون کے قصے میں دزد کے جھگڑے بچے ہم جو ابرو سے بولے یہ گیسو کیا کفرِ منظورِ اسلام چھوڑا</p>
<p>ستم ہر جو تم کو گئے کوئی صفدر فصاحت میں سبحانِ دائل کے پیچھے</p>	
جدھر آتا ہر اندھی کی طرح دیوانہ آتا ہر	دل اپنا ہر پری پیکر بہ بتیا بانہ آتا ہر

ترا عاشق تری محفل میں بتیا بانہ آتا ہے
 جہاں محفل میں ذکر ساقی مستانہ آتا ہے
 ہزاروں حسرتیں ہمراہ ہیں لاکھوں تمنائیں
 مقرر ہوئی محبوب اس مستی کے پردہ میں
 نکلتا ہوں سر بازار جب میں صوم ٹرتی ہے
 تراخ انجمن میں دیکھنے آتا ہے آئینہ
 صراحی ہچکیاں لیتی ہے شاید ہے خفا ساقی
 رنج حیران ل صد چاک سے ہر آنکی آرایش
 جو وہ بیگانہ خو سیرِ حرم کو آنکلتا ہے
 شہیدِ ناز پر احسان کیا ہے توفیقِ قاتل
 بجھا دیتا ہے ولین چکر کچھ شمع محفل کو
 نظر آتی ہے جب گردوں پہ ماہ و مہر کی گردش
 کیا کرتی ہے شکوہ بسکون سخت جانی کا
 وہ ہمیش میں نہیں چھٹتے قدمِ تکی کے مرکزِ بھی

ہمارے دردِ دل نے کچھ تو دکھلایا اڑھندہ

ہر نگاہِ شکوہ بھی بتیا بانہ آتا ہے

زمانہ وصل کا نزدیک ہے فضلِ آنسی سے

یہ اب دریافت ہوتا ہے مجھے کئی گواہی سے

فقط زینت نہیں شانے کو گیسو کی سیاہی سے
 کیا تسخیر تھے کشورِ دل خوش نگاہی سے
 چلتے تھے جانبِ بختانہ ہم کعبہ میں آنکے
 مطیع حسن میں ہم ہو گدا آزاد کہ شہزادہ
 بولند یکسو نگوہر وہ اہل ہدیہ کیا جان
 تمھارے بانگین نے نوک رکھ لی ہر کشمیری کی
 ہمارے دلوں کو ہر معلوم رتبہ اُسکے ابرو کا
 لرزتا کا پتلا خورشید نکلا صبح گردون
 آنسی کیوں نظر آتی نہیں ہر منزلِ الفت
 صفتِ خفا کو لکھنی ہر کسی بحرِ لطافت کی
 پڑے پر تو جو اُس حکایہ دریا میں بہا ر آئی
 جلو میں فوجِ طفلان پہ ہر دماغِ جنوںِ فسر
 شبِ صلت چھری میر گلے پر کیوں چلی جائے

پر بختانہ ہر آئینہ تمھاری خوش نگاہی سے
 صفِ مرگان پہ بڑھ کر لشکرِ جہاں سیاہی سے
 کہاں کا قصہ تھا پہونچے کہاں گم کردہ رہی سے
 فقیر تھے نہ مطلب ہر نہ مقصد بادشاہی سے
 نہیں واقف مرصفا و کباب مرغ و ماہی سے
 لکھتے ہیں جو ہر ترنخ بلالی کجکلاہی سے
 رہیں پر دین کیا تلوار کے جوہر سیاہی سے
 ڈرا اس درجہ فرقت میں مگر طہر کی سیاہی سے
 بہت نزدیک ہر سنتے ہیں ہم ہر یک سیاہی سے
 خدا ہر کشتی دل ب جو بحرِ جاتا سیاہی سے
 کہ گل بھولیں بزرگ شاخ گل ہر خار سیاہی سے
 مری دیوانگی کچھ کم نہیں ہر بادشاہی سے
 کہ جاگ اٹھے وہ آوازِ خرد و سن صبحا سیاہی سے

چھپائے کس طرح دلیں ترا داغ الم صفدر

خبر مشہور ہے یہ ماہ تک عالم میں باہی سے

ہزاروں صدے سہا کرین گے کبھی نہ آہ و بکا کر سینگے
 وہ لاکھ ہم پر جفا کرینگے ہم اُسکے بدلے وفا کرین گے

ابھی ہر عہد شباب باقی نہیں مین ہم ایسے شیخِ فانی
 رہیں گے صحبتِ مین گلرخون کے شرابِ گلگون پیا کرینگے
 رہیں گے ایدلِ اسطرح سے ہمیشہ عشق و جنون کے چرچے
 سراے فانی مین ہم نہونگے یہی تماشا ہے جو اکریں گے
 کبھی ہمارا بھی مان کہنا نہیں ہر لازم یہ نازِ بجا
 نہ ایک بوسے پہ ہم کو ترسا خدا سے اہمیتِ گلا کرینگے
 جو جمع ہونے مین اہلِ مذہب تو جھکو حسرت سے کتنے ہیں
 جو یہ نہ ہو گا تو رندِ مشرب اسی کا چرچا کیا کرینگے
 نماز و صوم و طواف کیسا اگر وہ کافرِ حرم مین آیا
 تو شیخِ صاحب کو دیکھ لینا کبھی نہ یاد خدا کرینگے
 چمن مین بلبل چمک رہے ہیں شگوفہ گلِ مہک ہے مین
 سرور مین ہم بہک رہے ہیں نہ ہاتھ خم سے جدا کرینگے
 بہت سی کی جتنے سیرِ عالم بس اب ارادہ ہو مصیبت
 گلی مین اس بُت کے بیٹھکر ہم ہمیشہ یاد خدا کرینگے
 اُسے ہو کیا غمِ بردِ محشر کہ جسکے صفدر علی ہوں یاد
 بیان بھی حامی رہے ہیں اکثر وہاں بھی جنتِ عطا کرینگے

باج

ناز سے جس راہ وہ دلب چلے	آگے آگے فتنہ محشر چلے
--------------------------	-----------------------

<p>جب ہوا ٹھنڈی چلے ساغر چلے کیسے کیسے حلق پر جنبے چلے دیکھیے تلوار یہ کس پر چلے بیڑیاں لے لیکے آہنگر چلے کیا فسو نگر کا یہاں منتر چلے زخمِ دل آ لے جو تھے سب بھر چلے جب ہماری آہ کی مہر چلے لوگ مٹی دیکے ہلکو گھر چلے خضر کے ہاتھوں یہ رہرو مہر چلے لاکھ میرے حلق پر خنجر چلے نام اس محفل میں روشن کر چلے</p>	<p>باغ میں ساقی ہر لطف میکشی ہجر میں آئی جو آن پلکوں کی یاد بی طرح ہوا ہر دقت تل پہل تیرا دیوانہ جو آیا شہر میں ماگن اُسکی زلف ہوا رتی ہوئی ہو گیا مرہم خیال خط سبہر پھر یہ نہ افلاک کا خرمن کمان کون دیتا ہے کسی کام کے ساتھ عشقِ خط میں جانِ عشاق نے وصفِ ابرو سے نہ باز آئی زبا عمر بھر جلتے رہے ہم شل شمع</p>
<p>قبرِ صفدر پر چراغان ہو اگر گردشِ تقدیر سے مہر چلے</p>	
<p>دل یہ تڑپا سینے میں ہم مہر چلے قبر تک آکر وہ اپنے گھر چلے بادہ خوار و رات بھر ساغر چلے کام چل جائے اگر ساغر چلے</p>	<p>جب کہیں سکو وہ اٹھ کر چلے لاش میری دفن بھی ہو نہ دی موجِ بوجب تک نہ نکلے آفتاب دستِ پامینِ سست ساقی بکے</p>

<p>مجمع طفلان ہوا پتھر چلے جب اٹھے برپا قیامت کر چلے تھک کے بیٹھے صبح کو شب بھر چلے رہ چکے اس گھر میں اب اس گھر چلے رک کے اے قاتل ذرا خنجر چلے چار دن غربت میں رہ کر مر چلے زخم تن کچھ زخمیوں کے بھر چلے</p>	<p>شہر میں گزرا میں وحشی جس طرف آ کے بیٹھے بزم کو جنت کیسا غرم پیری میں جوانی کی کہان راہ لی پہننے مکان سے گور کی وقت آخر تو اٹھا لون کچھ مزہ ہلکو ہستی و عدم کی کیا خبر پھر کیا قاتل نے زخمی جب سنا</p>
<p>یا در کو مستی میں صفدر قول درد جب ملک بس چل سکے ساغر چلے</p>	
<p>بڑے سخت دل ہو خدا جانتا ہے ہو صدمہ ہر دل پر خدا جانتا ہے جو گالی کو تیرے دعا جانتا ہے مرے دل کا وہ مدعا جانتا ہے خدا جانے تو مجھ کو کیا جانتا ہے جو فرقہ کا تیرے مزا جانتا ہے کہ کوچے کا تیرے پتا جانتا ہے وہی راہ ملک فنا جانتا ہے</p>	<p>تھیں اے تیرے کوئی کیا جانتا ہے مرے درد کو کوئی کیا جانتا ہے وہی رزمہ و وفا جانتا ہے مجھے کیا غرض کوئی جانے سجانے تجھے میں سمجھتا ہوں جانِ عالم تنا نہیں وصل کی اُسکے دل کو ہوا ہوں میں اس واسطے دل کا پیر مسا ہے جو عشق دہان و کمر میں</p>

خوشی ہر جو مجھ کو تو اتنی خوشی ہر غنیمت سمجھ میرے دل کو فقط یہ میں عاشق میں شیدائیں وحشی مجنون مرے آگے باتیں بنا کے نہ غلط محبت کا کچھ جسکے دل کو مرہ ہر میں اُس فتنہ حیلہ گر کا ہون کشتہ وہی ہر حقیقت سے الفت کے وقف	کہ وہ کچھ مجھے آشنا جانتا ہر ترے ناز تیری ادا جانتا ہر وہ جو جانتا ہر بجا جانتا ہر جو میں جانتا ہوں وہ کیا جانتا ہر وہ تیری جفا کو وفا جانتا ہر لوگو جو رنگِ خنّا جانتا ہر ادا کو جو تیرے قضا جانتا ہر
---	--

وہ صفدر جو مدت سے شیدائیں تیرا

خدا جانے تو اس کو کیا جانتا ہر

یو فاد و بد گمان خط میں مرا نقاب ہر ہوں میں نہ سبیل تر پیکر سب کو مضطر کر دیا مگر گزری طالع خفتہ کو چون لگاتے ہو آنکھ سے جو شہک پٹکا پھر وہ ہانہ آتا میں رات دن پہلو میں اُسکو ایک سا ہر اضطراب دل غنی ہوں نہین دے رکا کچھ سامانِ عشق سیکڑوں سبیل تر پہن میں نہین جھپٹی ہر بیا موج ہر تیری کمر ابھر ہوئے پستانِ حجاب	خط سے درگزر میں اسل نقاب کے آداب ہر تبع اُدھر بیتاب ہر قاتل اُدھر بیتاب ہر آنکھ کھلتی ہی نہیں یارب کیا خواہا ہر اُس صدمت میں جو گہر ہر گہر بنایا ہر برق سے بڑھ کر ترپنے میں دل بیتاب ہر یاں گلیم فقرِ فرش قائم و سنجاب ہر آج کل شمشیرِ قاتل کس قدر لے آب ہر تقریرِ خوبی شکم پر ناف اک گرداب ہر
---	---

کیون نہ سجدہ اسکے آگے فرض ہو نہ گناہ قتل تا تو ان ہوں ایک نسو بھی ڈوبو دیگا مجھے نقد دل لیکر جفا کرتے ہیں خوبان جہاں ہوشیار ایدل کہ دنیا ہر طلسم ہے ثبات کیون لگائی ہر کفن کی قید میت کے ساتھ نہم تری تلوار کا قاتل میں مہراب ہر قطرہ شبنم بھی حق میں مگر سیلاب ہر حسن کے بازار میں جنس و فانا یا ب ہر آج جو کچھ دیکھتا ہر کل یہ کچھ خواب ہر کیا عدم بھی مثل ہستی عالم اسباب ہر
--

شعر گوئی کی عین فرصت کماں صغدر رگر
دو گھڑی یہ مشغلہ بھی خاطر اجاب ہر

عجب چال چلتے ہو عادی ہر حسینو نہیں انکی طبیعت نئی ہر تکلف بھی اک روز جاتا رہیگا حرم ہے سو تکدہ آکے دیکھا کبھی یاد گیسو کبھی یاد قیامت زمانے کی آئے نظر خوبصورت جو کی عرض میں کہ تم بید ہن ہو مرے گھر پہ جا جا کے لے پھر آنا بھی خیر دشنام بوسہ زندیاں زرواع سے تحریں بھر ہر	یہ محشر نیا ہر قیامت نئی ہر وفا پر جفا یہ محبت نئی ہر ابھی افسے صاحب امت نئی ہر وہاں سے بیان کچھ تو صورت نئی ہر وہ تازہ بلا یہ قیامت نئی ہر ترش شکل تیری شبہات نئی ہر کما بات یہ فی الحقیقت نئی ہر یہرا لٹا مگر رکھ درت نئی ہر سخی آپ میں پر سخاوت نئی ہر یہ دولت تمھاری بدوئی نئی ہر
--	--

<p>پرائی زمین پر عمارت نئی ہو کہ بیگانے میں لوگ صحبت نئی ہو معافی نئے میں عبارت نئی ہو نہ سودا دنیا ہو نہ دشت نئی ہو</p>	<p>سخن فہم دیکھیں تو بتین غزل کی نہ گھبراؤں شہر خوشان میں کیونکہ ترے خط عارض کو پڑھ کر یہ سمجھے قدیمی ہوں میں قیدی دم گیسو</p>
<p>زمانے میں جیتے میں سب دل لگا کر تمھاری ہی صفدر محبت نئی ہو</p>	
<p>پھل پائیگا پھر کیا تری تلوار سے کوئی فتنہ نہ ہو برپا تری رفتار سے کوئی پھر تانی بین کو چہ دلدار سے کوئی کیا بڑھکے چلیگا تری تلوار سے کوئی بسمل ہو کوئی تیرے تلوار سے کوئی کتنا نہیں بیمار کی بیمار سے کوئی بچکر نہ گیا خانہ خمار سے کوئی وقف نہیں اس لبت و دہار سے کوئی سیکھے نئی چالیں تری تلوار سے کوئی کیا بات کرے ایسے طرفدار سے کوئی</p>	<p>پھولانہ اگر گل تن افکار سے کوئی اچھی نہیں یہ چال سرگورخربان قاصد کا پتا ہو نہ کبوتر کا نشان ہو بجلی ہو کہ سیلاب ہو مصر ہو کہ طوفان قربان دل ابرو پہ فداجان فرہ پر کیا حال دل زار ہو اس چشم کو روشن ہشتیار ہو مست آرزو زہد و دلکے ہوش ہم دیکھتے ہیں خواب میں وہ عارض سین چلتی بھی ہو رکتی بھی ہو کھینچتی بھی ہو ہرما دل مجھ سے جھگڑتا ہو حسینوں کی طرف سے</p>
<p>جو جاب سے صفدر علی ادا کرے</p>	

محرومِ نہیں حیدر کرار سے کوئی	
<p> چمن میں بھی تو انجمن میں بھی تو ہے مین سوسی نہیں ہوں یہ کیا گفتگو ہے برے وقت کا آشنا ایک تو ہے کہ ترکِ تنہا کی اب آرزو ہے مگر اس میں آئینے کو گفتگو ہے ذرا سی تری او گسہ آہر ہے زبانِ رو کو صاحب یہ کیا گفتگو ہے مری دستگیری کو کافی سبب ہے بھرا میری تو بہ کا اس میں لہو ہے شہیدِ دن میں تیرے وہی سرخِ رو ہے یہ منہدی نہیں عاشقوں کا لہو ہے کہ مدت سے رہیں تری آرزو ہے </p>	<p> نہ شمعوں میں جلوہ نہ بچو لو نہیں بو ہے دکھاؤ بھی منہ تا کجا بن ترانی دیا ساتھ احوالِ دردِ فرقت میں تو نے ہوا یہ سر سے دل میں خونِ تنہا مرادِ دل تو یکتا تجھے جانتا ہے نہ کھو اسکے دندان سے ہو کر مقابل کسا بیہ ہن میں نے انکو تو بولے میں کیوں شیخِ وزاہد کے احسان اٹھاؤں نہیں ہر مومِ شیشے میں زاہد نہ چھوٹے لہو جس کا خنجر سے تیرے وہ کہتے ہیں دکھلا کے دستِ خدائی نہ کر دل کو پامال اس طرح ظالم </p>
<p> ایمانِ رنگِ وحدت ہے عالم میں صفہ وہی ہے وہی ہے نہ بن ہوں نہ تو ہے </p>	
<p> پھر اُس پر ہم بُرے قدرتِ خدا کی طبیعتِ ہم بھی رکھتے ہیں بلا کی </p>	<p> کرم سمجھے جو اُس بتِ جفا کی لکھی کیا دج اُس لعلِ رسا کی </p>

تری فرقت میں چھڑا دل بھی ساتھ	کہاں اس بیروت نے دغا کی
نہ پلے میرے غم میں دستِ فسوس	کہ شوخی کم نہو رنگِ حسنا کی
کبھی اُس گلابِ دل کی بونہ لائی	شکایت کیجیے کس سے صبا کی
نک قاتل نے چھڑکا زخمِ دل پر	ہمارے درد کی اچھی دوا کی
دل صد چاک کو سینے میں دیکھو	یہاں بھی ہر زیارت کر بلائی
کیا پر یون کو دو باتوں میں غیسر	عجب فتنہ ہر یہ انسانِ خاکی
کیا احسانِ کب احسان کے بدلے	مزاج اُس نے اگر پوچھا دعا کی
خوشی سے بھاگتا ہر شورِ غم	عجب خود دل درد آشنا کی
غبارِ دل جو باقی تھا پس گ	ہماری خاک سے آندھی اٹھا کے
کب آبادان سے خط لیکر کہو تر	خبر چھوٹی بہت ایسی اڑا کی

گردنِ تعریف کیا میں اُسکی صفہ
وہ اک تصویرِ ہر ناز و ادا کی

تری آنکھ احرارِ نازنین مویں دی سے بھری رہی
کوئی ہوشیار نہ چھوڑے اسی تاک میں یہ پری رہی
نہ وہ اپنا جوشِ شباب ہر نہ وہ اُنکی عشوہ گری رہی
مگر آگِ حسرت و صل کی جو بھری تھی دلیں بھری رہی
سرِ بزمِ نرگس یا رسے کہیں آنکھ اپنی جو مل گئی

تو نہ آیا ہوش میں دیر تک مجھے ایسی بھیری رہی
 یہ خیال چشم ہر یار کا کہ ہمیشہ دل کو سرور رہی
 وہ بنایا شیشہ طلسم کا کہ شراب بنکے پری رہی
 ترے بزم حسن میں شمع پر جو نگاہ کی تو سحرِ تلک
 عجب آنکھ تھی کہ جلا تو کی مگر آنسو دے بجوری رہی
 جو دھری تھی سامنے آرسی عجب ایک فردِ خراب تھی
 دمِ زیب حسن بھلا ہوا تری آنکھ میں لٹری رہی
 گئے باغ میں جو وہ سیر کو تو خواہین آئین نئی نئی
 کبھی سانہ حور نے گشت کی کبھی گرد آنکے پری رہی
 مگر آنکھ بلی بیوفا کوئی طرزِ غمزہ سکھا گئی
 نہ ملائی آنکھ بھی قیس سے عجب آہو دن کو چری رہی
 رہے جب تلک کہ جہان میں ہم نہ کسی سے ہننے رجوع کی
 ترے سنگ در پہ دھری جبین تو وہ ساری عمر دھری رہی
 نہ سمجھ تو صندل اسے صنم پس مرگ اوج ملا مجھے
 مری خاک تھی مری خاک تھی تری مانگ میں بھری رہی
 نہ ہمارے اب ہیں وہ دلوں نے نہ وہ صفدر انکی شونین
 نہ وہ اپنا جوشِ جنون رہا نہ وہ انکی جلوی گری رہی

اٹھی نہ کبھی ہو تری تر چھی نظر ایسی
 یں دون کی آسن ت سے شمس قمر ایسی
 کچھ آتے ہی قاصد نے سنائی خبر ایسی
 بر چھی سی لگی تمنے ادھر کی نظر ایسی
 نازک ہو یہ نازک کو کوئی دیتا ہوا
 قاصد کو نہ کہنا تھا کہ خط اُسے کیا چاک
 دیکھیں جو کلیم آکے تجھے اُسے یہ پوچھوں
 یل ہوئی یہ محو کہ نات نہ بڑھایا
 بسل کی طرح شب کو مین تر پا ستر
 وہ پوچھتے ہیں آئینے میں عکس سے اپنے
 دو ٹکڑے ہو پانی بھی بسل نے نہ مانگا
 حسرت ہو کہ پھر زخمی شمشیر نگہ ہوں
 بڑھکر سر مرگان سے گرین پائون پر سکے
 چکا دیا پر تونے ترے حسن کے انکو
 بھوں کے شانے کو تو آتا نہیں گل
 شرمائی کیا میرے تن زار کے آگے
 گل سے نہ جدا ہوگی کبھی شل رگ گل

اب کی کون اسی غیر شمس و قمر ایسی
 پیدا کرین پہلے دہن ایسا کمر ایسی
 سیدھی نہ ہوئی جھک گئی اپنی کمر ایسی
 اب تک تو نہ تھی شدت درد جگر ایسی
 کس کر نہ مرے قتل پہ باندھو کمر ایسی
 دل ٹکڑے ہو اُسے سنائی خبر ایسی
 آئی تھی کبھی تم کو تجلی نظر ایسی
 مجنون نے کہا فی کمی دو دو پہر ایسی
 فرقت میں ہوئی شدت درد جگر ایسی
 تم لائے کمان سے دہن ایسا کمر ایسی
 قاتل تری تلوار ہوئی کارگر ایسی
 حاصل ہوئی ہر لذت زخم جگر ایسی
 ہمت کبھی کرتے نہیں تخت جگر ایسی
 آگے تو نہ تھی صورت شمس و قمر ایسی
 گھبرائی ہوئی کیون ہر نسیم سحر ایسی
 رو پوش ہوئی ہر جو تمھاری کمر ایسی
 دیکھا جو وہ رخ گر گئی اپنی نظر ایسی

<p> مین زلف و رخ یار کی تعریف کروں کیا شام ایسی نہ صفر رکھی دیکھی سحر ایسی </p>	<p> مسیحا، جین تیغ قاتل ہوئی خیال ایک بلی کا جو آگیا ہوا انا تو ان اب یہ تیرا مریض جگہ دل میں تیرے تھوڑے کی شفا کیسی بیماری عشق میں وہ لاغر ہوں مانند نقش قدم نمازی ہوئے ہنگ سے یہ پڑا آنے میں ترا عکس رخ مرے خون سے دست رنگین بھر چھو اغیر نے جب تری زلف کو ترے رخ پہ ایسی جی چشم شون دیا اُسے بوسہ دہن کا مجھے تری شکل پہچان پڑتی نہیں ادا سے جو شمشیر قاتل کھنچی ہوا میکدہ ہجر میں قتل گاہ </p>
<p> یہاں زندگی مر کے چل ہوئی مری مردم چشم محسوس ہوئی کہ کروٹ بدلتی بھی شکل ہوئی پری اپنے شیشے میں اہل ہوئی دوا اور بھی زہر قاتل ہوئی جہاں گر پڑا مجھ کو منزل ہوئی کہ مسجد بھی مستون کی محفل ہوئی پری یا پری سے تعاقب ہوئی غضب آگ میں آگ شامل ہوئی میں سمجھا بلا مجھ نہ نازل ہوئی کہ تہلی مرے آنکھ کی تل ہوئی مراد آج تمہو مانگی حاصل ہوئی یہ دودن میں کیا صورت ایدل ہوئی قضا بھی شیبہ وغین اہل ہوئی کہ عمر کھنچ کے شمشیر قاتل ہوئی </p>	

<p>مری عمر غفلت میں صفدر رکھی میں سوتا رہا طریہ منزل ہوئی</p>	<p>نازنینوں کے بھی دلیں عشق رو پاک ہو وہ شفیع المذنبین اتنا شہہ لولا کہ ہو ہجر کی شب سیر غم سے یہ بھی کیا غمناک ہو ہستی دنیا فانی بھی ہر کتنی بے ثبات شاہد گل کے بدن میں جو معطر ہو لباس ہوں وہ میکش رہتہ شاہی میسر ہو مجھے خوب دیکھا ہمنے دنیا کو کہ ہو جائے فسا دیکھ لیتا ہوں میں گھر بیٹھے تماشا جان تیرے عطر سے کیسی جہان بچنے کی نہیں زہر و تقویٰ زہدان شہر کا ہو ظاہری بھیجتا ہوں لکھنے خط میں نامہ بر پر نامہ بر عمر ہستی کو طو کرتا ہوں یہ کیسا شباب تن جو خاک خون میں ہے کچھ غم نہیں ہو پھیلتا ہے بے شب تار یک کب نور چراغ باغ میں بھاگ رہی ہے ہر گل سب ہر گل</p>
<p>دیکھئے جس گل کو گلشن میں گریبان چاک کر فیض سے جسکے حساب روز محشر پاک ہو صبح تو پیدا ہوئی ہے پر گریبان چاک ہو جو ہوا ہے خاک سے پیدا وہ آخر خاک ہو فی الحقیقت وہ تری اتری ہوئی پوشاک ہو پتہ شاہی سے زیادہ دار بستہ تاک ہو روز ہنگامہ سا ہنگامہ تہ افلاک ہو عرش پروازی میں یکتا طائر ادراک ہو ایک ہی خوریز پر یہ ایک ہی سفاک ہو دیکھئے باطن کو دخت زر کی تاک ہو کوچہ محبوبت تک بھیجی ہوئی اک ڈاک ہو تو سن عمر روان چالاک چالاک ہو سر تو مچھ لسمبل کا کٹ کر بستہ فراق ہو اور زلفون میں فروغ رکھو آتشناک ہو آند فصل خزان رستم کی گویا دھاک ہو</p>	

قتل کرنیکو ہمارے اور سامان کیا ضرور
اک دراسی خبیش ابروین قصہ پاک ہے

ذکر پر میرے وہ ہنس کر کہتے ہیں یادش بخیر
صفدر رنگین بیان بھی ایک ہی بیباک ہے

ایسے بت فدا ہیں کچھ دیندار کیسے کیسے
مجبور ہو گئے ہیں تختار کیسے کیسے
اگر چند گام یوں ہی تم ناز سے چلو گے
کیونکر نہوں پریشان اُس پوفا کے کیسو
لازم ہے ابرو بھی کچھ میرے آنسوؤں کی
پڑھتا ہے کب وہ ظالم ہم عاشقوں کے
اترے رعب قاتل قتل میں جس کے آگے
وہ لعل جانفزا بھی ہے کیا حکیم حافق
رینے طلا کے کیونکر دے نہوں نے میں
ہر شرط کر کے ناکہ گرد کو بھونکد وین
کیا گلشن جہان کا گردونے رنگ بدلا
ہو زرد رنگ آنکا برگ خزان کی صورت
وہ سیر کو جو نکلے دہن کشان کسی دن
آنسو سے کم نہیں ہے کچھ ذکر اُس پری کا

کافر ہوئے ہنس کر زنا ر کیسے کیسے
نادان بنگے ہیں ہشیار کیسے کیسے
بربا کر لی فتنے زفتار کیسے کیسے
کرتے ہیں بیچ ہمسے ہر بار کیسے کیسے
دیکھو تو موتیوں کے ہیں ہار کیسے کیسے
ناخواندہ ہر طرف ہیں انبار کیسے کیسے
پانی سے بھی ہیں تیلے خونخوار کیسے کیسے
اچھے کیے ہیں اُسے بیمار کیسے کیسے
مشی میں مل گئے ہیں زردار کیسے کیسے
رستے دیے ہیں مجھ کو آزار کیسے کیسے
کھٹلا گئے ہیں گل سے زحار کیسے کیسے
تھے جنکے رخ خوشی سے گلزار کیسے کیسے
فتنے ہوئے سر رہ بیدار کیسے کیسے
بیہوش ہو گئے ہیں ہشیار کیسے کیسے

کافور ہو گئی ہر وہ دخت رز کی گرمی ترت پہ فاتحہ کو برسوں کوئی نہ آیا غیر دین اب ہر الفت ہکو بھلا دیا ہر دنیا سے ہر نرالا الفت کا کارخانہ گل جس جگہ اُگے تھے کانٹے وہاں گے ہین	ہین سرد پیشوں کے بازار کیسے کیسے مونس تھے کیسے کیسے غمخوار کیسے کیسے کچھ یاد ہر کیسے تھے اقرار کیسے کیسے مجبور ہو گئے ہین مختار کیسے کیسے صرف خزان ہو ہین گلزار کیسے کیسے
--	---

اب لطف زندگانی دنیا میں کیا ہے صفدر
اُٹھے جان سے اپنے غمخوار کیسے کیسے

راز الفت کو کوئی کیا جانے مین نے پوچھا کہ جانتے ہو مجھے دل بسبل کا حال مجھ سے نہ بوجھ ان اشاروں کو ہم سمجھتے ہین دل سے دلوں کو ہر راہ حق تو یہ ہر لذت وصل جس نے پائی ہو گل مین ببل مین کیون ورت ہر جب مزہ آئے دل لگانے کا موت ہر اسکی زیست سے بہتر اُس شکر سے دل لگایا ہر	دل مرا جانے یا خدا جانے ہنسکے بولے مری بلا جانے نازیرا تری ادا جانے ایسی باتوں کو کوئی کیا جانے آشنا حال آشنا جانے درد و فرقت کا وہ مزا جانے باغبان جانے یا صبا جانے دل کی کچھ قدر دلربا جانے زندگانی کو چوفا جانے کیا ہوا انجام اب خدا جانے
--	---

ہم سزاوار آفرین وہ دل ابھی اپنی جسد نہیں اُسکو رخ روشن کو دست نازک کو جس خوشی سے گلا گٹا یا ہر عشق اپنا ہر مرشد کامل خط تو دیتا ہوں پر نہیں منظور نکمت زلف یار کی لذت ایسے قاتل سے دل لگا یا ہر	جو جھٹا کو تری دفا جانے کب کسی کا وہ مدعا جانے آئندہ جانے یا خا جانے تیرا خجہ مری قنما جانے رند یا کوئی پارسا جانے قاصد اس شوخ کا پتا جانے دل مرا جانے یا صبا جانے خون عاشق کو جو خا جانے
--	--

قد راند از و ناز کو صفدر
جو کسی کا ہو مبتلا جانے

دل اپنا محبت میں رسوا ہوا ہر نیا قنہ پہلو میں برپا ہوا ہر گرے کشتے کشتوں پہل پہل شب غم میں یوں مضا بہت تھے شب در در کٹتے ہیں دیوانہ پن میں طلب بزم جانا نین عشاق کی ہر اُترتے رہے در پہل ہزاروں	خدا جانے کجخت کو کیا ہوا ہر کسی پر دل زار شید ہوا ہر جان تیغ ابرو کا چرچا ہوا ہر مگر دل کا جانا تماشا ہوا ہر رخ وزلف کا جیسے سودا ہوا ہر مقرر کوئی قنہ برپا ہوا ہر نہ پوچھایا اُسے تمھیں کیا ہوا ہر
---	---

<p>زمانے میں الفت کا شہر ہوا ہے لب بام وہ جلوہ آرا ہوا ہے سمجھ تو کوئی بھی کسی کا ہوا ہے یہ نیر ادا کا نشانہ ہوا ہے سارا مرا آج چمکا ہوا ہے وہ خود اپنا محو تماشا ہوا ہے گلستان کا کچھ رنگ بدلا ہوا ہے ہوا چلتی ہے ابر چھایا ہوا ہے کوئی بہر گلگشت آیا ہوا ہے کہیں ہو فاون سے سودا ہوا ہے نہ وحشت ہوئی ہے نہ سودا ہوا ہے تو بازار میں ایک میلا ہوا ہے اٹھایا ہوا ہے بٹھایا ہوا ہے کہ سو بار کا یہ تو کھایا ہوا ہے</p>	<p>مناسب ہر ملک بھی پاس صحبت جسے تاب نظارہ ہوا کے دیکھے عیش جان کھوتا ہر الفت میں پد دل مضطرب جو ٹرتا ہے مردم شب وصل کے وہ نشان لگا کر غضب ہو گیا آنے کا دکھانا ہوئی بلبل و گل میں بھر آج بخش چلے آج گلزار میں دور ساغر سنا ہے یہ ہنسنے جتنا سے چمن میں طلب جنس الفت کی ناتی و اید حقیقت میں ن قیدی دم گیسو کبھی ہم گئے ہیں دل بیچے کو غم عاشقی سکے عشق دل پر اذیت ہو کیا داغِ فرقت دلو</p>
<p>نہ تھا ان کو مد نظر قتل صفدر کسی کا یہ نقشہ جمایا ہوا ہے</p>	
<p>کیا چار طرہ ابرو ہو اندھارا ٹٹھا ہے</p>	<p>کیا فصل طرب نیر ہی کیا سرد ہوا ہے</p>

مستو توں کے جگھٹ مگلوں کا فراہی ہر فتنہ عالم کا اک اندازِ جبرہی مرغانِ خوشنہنگ کے سُن کے ترانے کوئل کی کہین کوک ہر مور و نکا کیشور کیا اندون رونق ہر نہالانِ چمن پر نمکھرا ہوا جو بن ہر عروسانِ چمن کا جھولنہ چمن جھولتے ہن ناز و اداسے ساغرِ لیے حاضر ہر کہین ساقیِ کلفام جی بھر کے ہمیں بادۂ گلگون چھکایا بادل سے نکلتا نہیں خوشیدِ درخشاں کیا کیا مین تکلف تر بیاختہ بن مین جائے گا کمانِ دست نگارین سے نکلا بلبل سے خفا کر دیا جو بھ گلون کو	گلزار پہ چچائی ہوئی گھنگھور گھٹا ہر شوخی ہر شرارت ہر کرشمہ ہر ادا ہر مستی مین ہر اک نخلِ چمن جھوم رہا ہر دلکش کہین باغِ نین پیسے کی صدا ہر ہر غنچہ شگفتہ ہر ہر اک پھول کھلا ہر گلشن مین عجب شانِ خدا جلوه نما ہر کوئی مہتابان ہر کوئی مہرقتا ہر گردش مین کہین جامِ مہوش رہا ہر ساقی ترا احسان ہر غنایت ہر عطا ہر شاید رخ پر نور ترا دیکھ لیا ہر یہ سادسی ادا لاکھ بناوٹ سے سوا ہر مٹھی مین ترے قید ترا دزدِ خدا ہر ادنیٰ یہ شگوفہ ترا اے بادِ صبا ہر
--	--

صفر کا کلام ایسا ہر مقبولِ خلاق

جنت مین بھی حورون کی زبانوں سے سنا ہر

حورِ فردوس کو کیا آپ سے نسبت ہوگی لاکھ اچھی کسی محبوب کی صورت ہوگی	نہ یہ شوخی نہ یہ چھل بل نہ یہ صورت ہوگی پیار آئینا اُسی کو جسے الفت ہوگی
---	---

<p> جب یہ اٹھ جائیگا پردہ تو زیارت ہوگی آج پوری مژشتا تو نیکی حسرت ہوگی اور جو ظلم کرے گا وہ عنایت ہوگی گردش ایسی بھی کبھی اور شبِ فرقت ہوگی دستِ نازک کو تمھارا جو اذیت ہوگی دیکھ اک دن شبِ فرقت سے نہرا ہوگی خیر کچھ عرض کرونگا جو اجازت ہوگی دردِ غم ہونگے الم ہوگا مصیبت ہوگی وان بھی اس قاتلِ عالم کی ہمت ہوگی غیر کا نام بھی ہوگے تو شکایت ہوگی ایک سے ایک سو احسن میں ہمت ہوگی یہ جو چلا تو قیامت میں تیامت ہوگی اس سے کیا بڑھکے زمانے میں شہرت ہوگی ایک تو ہوگا فقط اک تری قدرت ہوگی </p>	<p> حاجبِ جلو بان ہر حجاب ہستی تیغِ ناز اسکی یکتی ہوگی مقفل میں چلی جانم ایک بغافل سے ترے دریا ہوں جاے تو غیر کے گھر وصل کی رات آئے ادھر فزع ہو نیکو تو سو جان سے میں حاضر ہوں وصل میں ایو دل بیتاب بہت شاد نہو کیوں کہوں حسرتِ دل پاسِ ادب نفع ہو حضرتِ دل کے رہینگے ہی دو چار میں خیر میں شکوہ بیداد کرونگا کیونکر وصل کا ذکر تو کیا رسمِ محبت کیسی جھگڑے ہونگے قیامت میں پر بزدوں کے دیکھ کر یہ دل نادان نہ مچلجاسے کہیں کس صفائی سے وہ دل لیکے کر جاتے ہیں دار فانی میں رہا ہوں نہ رہیگا کوئی </p>
<p> جہنم سے سوینکے آغوشِ محمد میں صفدر نہ وہاں یاس نہ امید نہ حسرت ہوگی </p>	
<p> قدرت کا اُسکے جلوہ دیکھو کہاں کہاں </p>	<p> درون سے آشکارا تاروں سے وہ عیان کر </p>

وحدت کا اک سالہ بلبل کی دستاں ہر
حرفِ دہائی کہاں ہر جود لہجہ زبان ہر
دیدار کا تمھارے شتاق اک جہان ہر
ہر صبح یہ جبین ہر دہ سنگستان ہر
ہنگامہ قیامت قتل کے درمیان ہر
ایہ لکمی نہ کرنا بد وقت امتحان ہر
کھتا ہر مسکرا کر کس نے بیا کہاں ہر
عشق بے نشان کا دنیا میں یہ نشان ہر
شخ نالِ غم پر بس دل کا آشیان ہر
جو درد سر بیان تھا ہکو وہی دہان ہر
اک درد دل ہمارا مدت کا رازِ دان ہر
یہ روزِ خود نمائی یہ وقت امتحان ہر
ہر دم نیا مسافر اس گھر میں میان ہر
نالہ نقیبِ لشکر آہِ رسا نشان ہر
صدے ہزار ہا میں اک جانِ نیچان ہر
دل ہر کسی کا نالان یا زنگ کا روان ہر
اک لہجہ یاس پرور اک جانِ ناتوان ہر

اور اقی برگ گل سے ظاہر ہر رنگِ قدرت
ظاہر میں ذکر تیرا باطن میں یاد تیری
پرودہ اٹھا درخ سے کبتک یہ لہرائی
عاشق ہوئے تو پھر کیا بد و حرم سے ^{مطلب}
خلقِ خدا کا مجمع بر ہم ہر آج قاتل
تسخ ادا کے بوسے لینا ترپ ترپ کر
اس شمعِ دریا سے جب چھٹا ہوں دلو
ہر قد یہ چار جانب چھائی ہو یاسِ حسرت
کیونکر خوشی ہو سیر گلشن سے فصلِ گلِ مین
ملکِ عدم میں جا کر آرام کچھ نہ پایا
رازِ نہان سے اپنے وقت نہیں ہر کوئی
اگر آفتابِ محشر خلقِ خدا پر مضطر
درد و غمِ دالم سے خالی نہیں کبھی دل
فرقت میں فوجِ غم کا دیکھو چشم ہر کیا کیا
لاکھوں میں یاسِ حسرت اک لہجہ نیم
سردم صدِ نالہ آتی ہر قافلے سے
گلابِ توان سدِ صحرایِ بیاہرین

قاصد سے حالِ نہانِ بادِ صبا سے مخفی

صفدرِ جہان میں کوئی تیرا بھی راز دان نہ

جفا منہ نہ پھرنیکے سنا جسکا جی چاہے
خفا بیٹھا ہوں میں بھی آرزو جسکا جی چاہے
جینوں کے برابر رکھ دیا ہوں نقدِ دل پہنے
تربان کی طرح کھولیں یا رکھیں محفل میں ٹھیکے
بشیننگے بانِ غیر کو تو کا ہے کو جین کے ہم
مزاج ایسا نہیں بگڑا بھی آغازِ حشر ہی
وہ پہل ہو کن زخم تن سے ہر بین نگِ الفت سے
وہ ہے میں عشق نے داغ اتنے میرے سینہ دو کو
گداز عشق سے پایا ہوں دل شمع کا رتبہ
کبھی بن بھن کے یہ کہتے ہوئے اور مر آگے
اکیلے گھر میں تنہا ہوں خبر اتنی نہیں اُنکو
بوقتِ نزع مجھ کو دیکھ کر وہ بد گمان بولا
لب شیریں کا بوسہ لگتا ہو میں تو کہتے ہیں
وہ چیلے سے گئے گھر اب مجھے پیغام بھیجا کہ
بگڑ کر کہتے ہیں اظہارِ الفت میں جو کرتا ہوں

وفا میں ہم کا مل آرزو جسکا جی چاہے
محبت ہو تو روٹھے کو منالے جسکا جی چاہے
نہیں کچھ کام اب ہکو اٹھالے جسکا جی چاہے
بلا سے منہ میں آگے سنا جسکا جی چاہے
ہمارے قتل کا شیر اٹھالے جسکا جی چاہے
بلا کر مجھ کو باتوں میں لگا لے جسکا جی چاہے
ہمارا خون منہ دی میں ملا جسکا جی چاہے
کہ ان بھوٹوں سے گلدستہ بنا جسکا جی چاہے
بلا کر اُسکو محفل میں جلا جسکا جی چاہے
بری اب ہم میں سینے سے لگا جسکا جی چاہے
کہ اس دم چھپ کے منہ سے منہ ملا جسکا جی چاہے
یقین آتا ہے کسی کو دم چرے جسکا جی چاہے
ندینگے ہم بلا سے رہ کر کھا جسکا جی چاہے
نہ آؤنگا میں اور نہ کو بلا جسکا جی چاہے
سزا سر جھوٹ ہے باتیں بنا جسکا جی چاہے

نہیں کچھ غدر مجھ کو حکم میں ہوں تابع فرمان نہیں لکھی ہو کوئی نامناسب بات نامے میں مگر قابو میں اگر کس مکر سے وہ یہ کہتے ہیں خدا کی راہ میں بیکزکاتِ حسن کا بوسہ میں دلوں ہاتھ میں لیکر حسینوں کے یہ کتا ہوں	اٹھائے جسکا جی چاہے اٹھائے جسکا جی چاہے پڑھے خود خواہ اور دل پر دے جسکا جی چاہے ہنسے جسکا جی چاہے پڑے جسکا جی چاہے ہمیشہ ہم فقیر و غنی دعا لے جسکا جی چاہے یہ طوطی بولتا لایا مہوں پاؤں جسکا جی چاہے
---	--

لکھی مانند گوہر آبر و صفدر نہ جانیگی
بظاہر خاک میں مجھ کو ملا جسکا جی چاہے

کسی گل کو نہیں نسبت تمہارے گلگون سے قد موزون کو نسبت دیجیے کیا سرو موزون سے ہوا اب بھی جاتی ہو برباشان کوہ و دامون سے ہو مشہور عالم میں تمنا زلفِ شبگون سے جو خم میں بیچو رہے ہوا مان بیدا گردون سے مقرر کر وصل عاشق و معشوق ہوتا ہو قیامت کو تو آنے کے درگیا بحث احوال خداوندِ جہان و خیر کی توفیق لیلی کو تراپا رافت ہو دواؤں پر اگر راضی ترنگ لائی اگر مستی میں ہکو دیکھنا ساقی	کمانِ مہر کوئی سرو گلستانِ قد و زون سے نیا مضمون ہو کس مصرع میں خالی ہو مضمون سے خبر دتی ہو ہکو محلات فرماؤ مجنون سے بندھا کیا رنگِ پھیر میں جوئی کہ مضمون سے یہ نسخہ ہاتھ آیا ہو ہمیں ساقی فلاطون سے انامی لیلی کی آواز آ رہی ہو گور مجنون سے ہمارے خون کا خضر ترے دامان پر خون سے کہ محل میں وہ باند لیکے پردہ چشم مجنون سے اطبا کیا آترائیں مسیحا اوج گردون سے ایسا جشید سے پیمانہ خم بنے فلاطون سے
---	---

<p>نشانی نام آور و نکایہ مٹا یا دور گردون خزانے اہل بیت جو زمین میں دفن کرتے ہیں بھار عیش سے کیونکہ یہ دُلِ باغِ اپنا ابھی دن تھا ابھی عالمِ شب تاریک دکھا مسار کی لیلیٰ و شیریں کا جلوہ اور لوگوں کو کسبِ سیالی میں کیا سکو ترقی ہو گئی حاصل بچھلے سگِ جانان نے اگر استخوان کھائے یہ وہ ہو کر جو پر یوں کو بھی دیوانہ کرتا ہے ملا اُس سے کسی دن جو یہ سیدھا</p>	<p>ستنی آواز کو کو قمری قصرِ فریدون سے مرکزِ دیکھ کچھ کم نہیں تینِ قفا سے وہ باغِ جانِ معطرِ شمیمِ رُوسے گلگون سے اندھیرا چھا لیا آنکھوں میں یا زلفِ شبگون سے ہمیں فرصت کہاں ہر نامِ فریاد و مجنون سے ہوئی دلوں کو محبت اُسکے حسن و زانہ زون سے جو اُمر نے یہ اپنا سامنا بخت ہمایون سے ترجیٰ نکھونکا افسانہ کہیں بڑھکر ہوسون سے کہاں امید ہے بھو یہ اپنے بخت و ازون سے</p>
--	--

زہے فحشِ طلیعت کی بلندی اسکو کہے ہیں

بڑھایا اُس میں کا مرتبہ صفہ گردون سے

<p>کس شمعِ رُوسے لوہے برابر لگی ہوئی کوچے میں تیرے لاش ہے یہ کس غریب کی قاتل اُسی سے کمری گردن سے سر جدا اک دار میں گلے کی ریگین کی سب کشتیں احسان ترا کہ آبِ دم تیغ سے بھجی دنیا میں ظلم کر کے وہ ہوتے تو مطمئن</p>	<p>اک آگ سی ہر سینے کے اندر لگی ہوئی قابلِ جو بھیڑ ہے ترے در پر لگی ہوئی ہر سان پر جو تیغ و دپسکر لگی ہوئی اے تیغ رکھ نہ بال برابر لگی ہوئی شدت سے نہی جو پیامِ تلگر لگی ہوئی لیکن ہر قید پر سنِ محشر لگی ہوئی</p>
--	--

<p>ہے مہر تو ہونے جو منہ پر لگی ہوئی ہچکی ہر چاروں سے برابر لگی ہوئی یہ وہ سڑک ہے جو ہر گھر گھر لگی ہوئی گیسو گھلے میں خاک ہیں منہ پر لگی ہوئی کیا کیسے کیسی چوٹ ہے دل پر لگی ہوئی کیونکر رہے نہ آنکھ سوے در لگی ہوئی منہ کی چھری تو رہتی ہے دن بھر لگی ہوئی اک آگ دیکھتا ہوں گھر گھر لگی ہوئی رہ جائے یہ گلے سے جو دم بھر لگی ہوئی اک ٹکٹکی ہے جانب دہس لگی ہوئی شاید سواری آنکی ہے باہر لگی ہوئی</p>	<p>ساتی بغیر تو سکیں مست کیا مجال اپنے مریض ہجر کی تم کو ہر کچھ خبر عالم میں کیلے دل میں نہیں ہر ترے جگہ مردہ یہ کسکا گاڑ کے آئے ہو غیر جیسے کڑی سنائی ہے اس بت نے بے اک تے ہیں باتے ہیں وہ گرم ہر خبر قاصد کو کیا روانہ میں برسات میں کروں جو دل ہے جل رہا ہر تھارے فراق میں میں جان ابھی تار کروں تیری تیغ پر میں کون ہوں کمان میں مطلق خبر نہیں بیٹھے میں پاس آنکھ ہے سرفراز سودر</p>
--	--

<p>دشوار ہجر یار میں بھی اپنی زندگی لیکن امید وصل ہے صفدر لگی ہوئی</p>	<p>کہیں وہ درون سے آشکارا کہیں تار و نسے وہ عیان ہے وہی تو ہے ایک نور مطلق کہ جسکا جلوہ کمان کسان ہے اسی کے چہرے کے نور سے ہیں سہا و خورشید و ماہ روشن اسی کے ابرو کا ہے یہ پر تو جو اوج گردن پہ کمشان ہے</p>
---	--

شمیم نسرین میں رنگ لائے میں ناب سنبل میں آب گل میں
 اسی کے نیرنگ حسن میں یہ عجب تماشا یہ بوستان ہے
 عجیب نرگس عجیب سوسن عجیب سبزہ عجیب لالہ
 چمن جو چھو لایا ہے ایسا چمن کا کوئی تو باغبان ہے
 چلی ہے یہ تیغ ناز کسی کہ صحن گلشن ہوا ہے مقتل
 لباس لائے کا ہے جو گلگون تو خوشچکان رخت ارغوان ہے
 عبث نہ کر بحث ہمسے بلبل کہ غل ہے برعکس مرضی گل
 ترا ہے جس باغ میں نشیمن وہیں بیمار ابھی آشیان ہے
 غم و رناعتی ہے باغبان کا کہو کہ دے سیر کی اجازت
 گلون میں رنگ ثبات کب ہے بہار ہے آج کل خزان ہے
 سوے عدم سب میں جانے والے قرار دم بھر نہیں کسی کو
 یہ وہ مکان ہے کہ اس مکان میں جو میزبان ہو وہ بھان ہے
 مکان بنائے تو اس سے حاصل کیا جو زجمع محض باطل
 یہ جتنی کوشش ہے سب عبث ہے جتنی محنت ہے رائگان ہے
 سرا یہ دنیا ہے ہم مسافر جو آج آئے ہیں جائینگے کل
 جو دیکھو بس ایک شب کا وقفہ اس آنے جائینگے درمیان ہے
 تلفت ہوا نقد جان جو دم میں تو مال و دود سے کیا ہے حاصل

ہنسا لانا یہ تھا جس کے سر پر وہ گھل کے اک مشتہ استخوان ہر
 اٹھا ہر یار بجاواڑہ کس کا کہ ایک عالم ہر پیچھے پیچھے
 روانہ جوین بھی ہون ساتھ نالان جرس یہ ہمراہ کاروان ہر
 نگاہ و زحمت تھی ہلکی شب پر وہ بند آنکھیں کیے ہوئے ہر
 جو سب کی کرتا تھا دستگیری وہ پاسے اغیار سے روانہ
 قدم بڑھایا ہر ساتھ چھوٹے بھان ہر زنجیر پاتا تھا ہر
 ٹھہر ٹھہر کر فدا جلیں سب کہ ایک واما نندہ ناتوان ہر
 بھرے ہیں اہل جان جو مجھ سے تو اسکی پرواہ کسکو ہر
 بتوں سے مطلب نہیں ہر جگہ خود امر اچھیہ صربان ہر

خط نکلنے پر عہد عاشق کوئے جانا نہیں رہے	جنگ تھی فصل گل بلبل گلستان میں رہے
ناتوان و زار ہو کر کوئے جانا نہیں رہے	مور کے ماخند ہم تلک سلیمان میں رہے
ایک عالم کشتہ تیغ اداسے یار تھا	ہر دو ہنگامے نئے شہر خوشان میں رہے
دیکھ اے دوست خون چاندیہ چالا کیا	ملہ دامن میں سب میر گریبان میں رہے
اس لب جان بخش کا بونہ نہ پایا ایک	شل اسکندہ تلاش آب حیوان میں رہے
شوق نعل لب کہاں گئے گیا ہلو کہاں	بد توں آوارہ ہم شہر بدخشان میں رہے
یا خدا قسمت ساہو اس دل خدا جاک کی	شامہ ہکر یار کی زلف پریشان میں رہے
نئے آنکھیں بند کر لین گریبان سے وصل نہیں	کہدوشوئی جگہ اب چشم غزالان میں رہے

مختصر

محفلِ جانانِ مینِ پونچا دل کا حافظِ ہر خدا اے جنوں کیلیف سے گزرنی اپنی کوئی را انکی محفل سے نکل کر کیوں نہ آئی اپنی موت دل اکہی ہو نہ اُس نف سلسل سے جدا بستی تقدیر سے گھبر نہ ایدلِ استدر عمر بھر اس سے کبھی فرقت کبھی صلت ہوئی	بے جگہ کس طرح پروانہ چراغانِ مین رہے چین سے ہم سایہ نخلِ معیانِ مین رہے زندگی بلب کی ہر جتک گلستانِ مین رہے چاہیے مہرہ دہانِ مارِ پچانِ مین رہے حضرت یوسفِ عقیدہ چاہِ زندانِ مین رہے ہم کبھی دوزخ کبھی گلزارِ رضوانِ مین رہے
---	---

حالِ مذہب آپکا صفدر نہ کچھ ظاہر ہوا
ایک مدت صحبتِ گبر و مسلمانِ مین رہے

اوقاتِ عیش و خمِ مین یوین بسر کرینگے یہ انتظار تیرا شکِ قسم کرینگے دنیا کی چار حد مین قبلہ نما کی صورت مہمانِ سراہِ دنیا ہم لوگ ہین مسافر فرق مین زندگانی ہر سخت پہلو مشکل کیونکر چچپائینِ عیبانِ ہمراہِ دولت مین کا ہیکو یہ رہیگی مجھ سے کجی فلک کی آنکھوں کا نور آنسو کھوینگے رفتہ رفتہ آنکھوں کی گردشیں وہ سب کو دکھارہیں	کاٹینگے رات رو کر ہندسہ سحر کرینگے راتوں کو جاگ کر ہم برسوں سحر کرینگے ہو گا جدِ صرودہ ابرو ہم رخِ ادھر کرینگے دو چار روز رہ کر آخر سفر کرینگے سردی کی اس مہم کو اک روز بسر کرینگے جاسوس مین یہ اُسکے اُسکو خبر کرینگے جس دن وہ میری جانبِ صیغی نظر کرینگے یہ طفلِ ناخلف مین برباد گھر کرینگے روشن ہوا ادھر کی دنیا ادھر کرینگے
--	---

یہ شام کو ہر غائب وہ صبح کو ہر غائب لکھا ہر حال خط میں کچھ داعیہ دل کا اسکی کر کے مضمون ہنسنے رقم کیے ہیں بے آگ ہو گئی روشن سبقت شام میں مکتوب کیا لکھنے اُس بحر حسن کو ہم کرتے ہوئے عبادت کعبے میں عمر گزری	اُس رخ سے سامنا کیا شمس و قمر کرینگے طاؤس بوستا کو ہم نامہ بر کرینگے یہاں کے خط کو تر کیا کیا کر کرینگے جس نرم میں بیان سوز جگر کرینگے رو کر جو دیدہ تر کا غد کو تر کرینگے اب تکدے میں چلکر چندے بکرینگے
---	---

در پے جواہل شر میں پروا نہیں ہے ہیکو
صفدر مدد ہماری خیرا لبشر کرینگے

زمین فریضی ہے دہمی آسمان ہے ہماری اودھ بھاری دہستان ہے دہان زخشم بسل سبز بان ہے کہ ہر غنچہ ہمارا آشیان ہے یہی زیر زمین بھی آسمان ہے صد انا قوس کی بانگ اذان ہے کہ آپرناز کی اپنی گران ہے چھری مجھ کو ٹوڑن کی اذان ہے	زمین آگاہ آنکھیں نہ کمان ہے خیال خام نیزنگ جان ہے گل و بلبل کا افسانہ کمان ہے شبنامے خجرت امل ہو کیونکر چمن میں طاؤس رنگ چمن میں بچینگے گور میں کیا ظلم سے ہم موجود کو ہر یکسان دیر و مسجد نزاکت میں ہیں وہ ایسے پگانہ نہ کیونکر فزع ہوں صبح شب وصل
---	---

<p>کہ ہر گلزارِ پامالِ خزانِ ہر عدمِ دالونکا بھی کیا کاوانِ ہر ہمارا جسِ حینِ میں اشیانِ ہر</p>	<p>یہ رنگ بے ثباتی ہر جانِ میں چلے جاتے ہیں لیکن سب میں خوش گلِ اس میں داغِ ہیں ناہینِ بلبل</p>
<p>کروں سجدے نہ کیونکر جھک کے صفہ مرا کعبہ وہ سنگِ آستانِ ہر</p>	
<p>دہن ٹوٹ کرے ہوتا ہر کلیِ حیثیتِ ہستی ہر گھٹا متانہ آتی ہر مگلوں برستی ہر محد میں لاشِ میری روحِ جنت میں ترستی ہر کہ اس پرک میں نہیں فصلِ گلِ آوازِ کستی ہر خبر کیا محاسبِ تج کو مجھے کس مڑ کی مستی ہر خمیل چھانیند تو تا تو کب تلوار کستی ہر کہ جیسے صبحِ دم کوئی کلی گلشنِ میں ہستی ہر کرم تیرا ہر رندِ نیرِ سیاری اسکی مستی ہر پلنگ اسکا جنان سے حورِ اگر دُر کستی ہر کہ عالمِ نوجوانی کا ہر ساقیِ جوشِ مستی ہر بہت ہوا رستا ہر بندہ کی ہر نہ پستی ہر مردِ کستی ہر منگی عشقِ کہتا ہر کہ کستی ہر</p>	<p>محلِ عبرت کا اور غافلِ تماشا گاہِ ہستی ہر وہ زہدِ بادہ کش تھا لیکن میری خلکِ ساقی نہیں باد فنا بھی حسرتِ دیدار سے رخت چمکتی ہیں کلیانِ جانتے ہیں تیرے دیوانے ہو شیشہ ہو تو پہچانے جو ساغر ہو تو کچھ جانے چو اربابِ تواضع ہیں اہلِ شہا شرط ہر انکو دلِ صد چاک کا یہ رنگ ہر آغازِ الفت میں کہاں انسانِ کہاں عرشِ برین کی سیلِ ساقی پر اپنی خواب گاہِ یار میں بریانِ بچپانی میں تہہ برہم ہوا اگر مری کے بوسے پیا ہمنے عدم کو چل تو اٹھیں بند کو لے کچھ نہیں کا مناعِ حسن کی قیمت ہر دلِ نازِ نونِ یار</p>

شربتِ بندپی ہی بینے اُسکا ہر اثر باقی شب و عدہ سہی ایدلِ مگر وہ بت نہ آئیگا	ہر اک تہ جائہ ہو ٹھونپ کر سر خوشستی ہی مرے گھر کے چراغوں پر اُدا سی سی برستی ہی
--	--

تصور سے بجا ہر دل صدف نہ کر دیر ان
ارے او بیوفا ظالم یہ ارا نوئی بستی ہی

کب کیے ہننے نگارے گلشنِ ایجاد کے سیکھے ہیں افلاک نے رنگ اس تم ایجاد کے و میاں آ یا ہکو اُسکی چشم و مرگان دیکھ کر ساتھ اُسکے حج اُٹھے قافلے کا قافلہ کھینچی ہی تصویر لکھتا ہی حسینوں کے صف روے گل کب ہننے دیکھا کب چین کی سیر کی عشقِ قدیر میں ایسے ہو ہم ناتوان جو تماشا دیکھنے آئے تھے میرے قتل کا ہننے عجز سے کہا ایدو ان کسری دیکھ کر کیا محبت تھی اسیری سے کہ چٹھک درم سے روح کو دقتِ شہادت کیا مزہ حال ہوا ہو نہ نالانِ میرِ ناتوان بنے گا خلد نا قد جانان کی نہ ہفت جائیگی مر نیکی بعد	پر نہ نکلے تھے کہ آئے دم میں صیاد کے ہیں یہ نو سفاک شاگرد ایک ہی شاہ کے صفِ گندگاروں کی ہی یہ ساشے جلا دے دھنک سکھلا دو جس کو ہیں اگر فریاد کے رنگ اڑا ہین قلم نے خاتمہ ہزار دے پر نکلے ہی تو آئے دم میں صیاد کے دوبے بیٹھے جو دم بھر سائے میں شمشاد کے یہ ترس کھایا کہ دامِ شکیں ہیں جلا دے رہنے والے کیا ہو اس خانہ برباد کے مر گئے طائرِ چڑک کر ساشے صیاد کے گرد پھرتی ہی جو تیغ و بازو جلا دے اہلِ محشر ہونگے فریادی مری فریاد کے قبر بھی اپنی بنگی سایے میں شمشاد کے
--	---

<p>غفلت سے سنتے ہیں مبارکباد کے کارخانے میں عیشِ خانمان برباد کے آج جو ہر سب نے دیکھے خنجرِ جلا د کے اس خطا پر ہاتھ کٹوائے گئے حداد کے پانچویں میں میر میں پھندا الفت صیاد کے گر برسے تیشہ یہ کانپیں ہاتھ ابھی فریاد کے بیشتر طاعون دیکھے سیلے میں شمشاد کے جستہ میں ہنسنے والے اس ابلہ باد کے</p>	<p>آمد انکی ہمارے گھر مگر آتے نہیں کوہِ پرفراہِ بجانِ دشت میں مجنونِ خزا سرِ جدا جھ سخت جانے سے دم بھر میں کیا اسکے دیوانے کی ہلکی کیوں بنائیں ڈیریا دم سے چھوٹا بھی تو جاتا ہوں سوچ میں عالمِ دشت میں جانکوں اگر میں سو کوہ کیوں دل پر دافع سے ناخوش ہو وہ بالابند مطمئن ہوں کس طرح میں آج اگر تو کل نہیں</p>
--	--

مشکیلِ آسان ہوں یا علی در قضا
آسے صدف کو میں بس آہی امداد کے

<p>مرے قاتل نے مجھ کو مار ڈالا ترچھی جتوں سے شناسائی ہو جیسی شیخ سے ونسی بہن سے مبارکباد کو اب بلبلین ہانگی گلشن سے یہ گل پھولا پنا نظارہ گلہا سوسن سے نہیں ممکن کہ پروا جدا ہو شمعِ روشن سے چھپا یا تیلیوں نے تھو صفِ شرم کا کئی حلین سے گریبان نہ گل لپٹے نہ کاٹے میر و ہن سے</p>	<p>نہیں پردا کشیدہ ہو اگر شمشیر گردن سے نہ تہخانہ کا بندہ رہنے والا نہ کہے کا بھلا تہ نفسِ صباد نے پھولوں سے چھایا ہو ہو امین جانِ لب لبیبی ریک سے یاد جہان جاگے تم ہو گا دینِ عشاق کا مجمع شبِ صلیت جھلکین تہانہ انکی سرینِ عین چلوں شل صبا میں باغین کو وفا کب ہو</p>
---	---

اسیرانِ نفس کو چین ارمیاد کیا آئے	صدائیں ہمسفیرون کی چلی آتی ہر گلشن سے
نہ آنے دے جو ہلکو باغبان نے نہیں دیتا	تماشا بلع کا کر لین گے دیواروں کے روزن سے
کہ در کب کسی رکھتے ہیں دل صابین جنکے	لگاؤ چشم آئینہ ہر یکساں دست دشمن سے
دیا خط یار کا لا کر جو مجھ کو میرے قاصد نے	میں سمجھا بو گل باد صبا لائی ہر گلشن سے
بچیں میں اُس سی پالیدہ لب کی میں شاکر تا	دہن ملتا جو غنچے سے زبان پتی جو سوسن

خدا جہاں سے حسین کیا لیکیا صفر

صدائے نامہ وزاری چلی آتی میں مدفن سے

داع ہاتھ لے عشقِ خوبان سے	بھول چن لاکھ ہم گلستان سے
میں کمان جاؤں گے جانان سے	عشقِ بلبل کو ہر گلستان سے
وخشید چلتے ہو جو جانبِ دشت	باندھو دامن ہمارے دامن سے
میں تو زخمی ہوں تیرے زخموں کا	زخم وصلوں آبِ پیکان سے
کام کیا آئے دیدہ گریبان سے	جل گیا جسم سوزِ ہجران سے
باغبان مجھ سے تو خفا ہے عبت	لیکیا کیا ترے گلستان سے
زلفِ جانان کے دیکھنے والے	کیا دیر میں طولِ شامِ ہجران سے
تیرے دل جدا نہیں ہوتا	کتنی الفت ہے میرے پیکان سے
ہو اگر تم کو سیرِ مد نظر	داع دل کم نہیں گلستان سے
خاک ہونے پہ بھی بسانِ غبار	جا پڑتا ہوں اُسکے دامان سے

<p>یہ گراں ہونیں بارِ عصیان سے تنگ آئے ہیں ہم گریبان سے حوریں آئی ہیں باغِ رضوان سے ہاتھ دھو بیٹھے آبِ حیوان سے اشک نکلے جو چشمِ گریان سے</p>	<p>لاشِ اجباب سے نہیں مٹتی مددِ امیر و نجبہ دشت واہ آن تیلیوں کا کیا کنسا لبِ جانان کو دیکھتے ہی خفت قرۃ العین ابر جاگے ہوئے</p>
<p>کچھ بس چل سکا گریبان سے</p>	<p>ہاے مفرد کی ناتوانی ہے</p>
<p>پیر بن اپنی عمر کا جائے مستعار ہے سنبلِ ترکی باغِ مینِ آہِ عجب بہار ہے شاخِ نہال گلِ مہینِ خنجرِ آبدار ہے سینہ بھی چاک چاک ہے جب بھی تازہ ہے گلِ جو آگاہی خاک پر شمعِ سرفراز ہے اسکے گلے کا ہار اب میرے گلے کا ہار ہے تم اسے جانتے ہو کیا فنسہ روزگار ہے تھکوکے مینِ قرار بھی ادا دلِ بقرار ہے آنکھیں مینِ بھر چڑھی ہوئی نشے کا بھرتا ہے ابہ شیشہ شرابِ موجِ شرابِ خار ہے آنکھوں مینِ دم اٹک گیا بار کا نظار ہے</p>	<p>زندگی دورِ ذرہ کب قابلِ اعتبار ہے پھول سے رو یا رہ پر طرہ مابدار ہے سیرِ چین کو جائیں کبار و زفراق یار ہے ظاہر و باطنِ امی جنوں حال سب آشکار ہے حاجتِ روشنی نہیں لالہِ رخوں کا کشتہ ہوں شب کو جو خشک گل ہو اُسے سحر دیتے دلو کو تو مجھ سے بلیا پر رہو دیکھتے ذرا کوئے بتائیں شدمینِ باغیں کو ہسار مین بد فرنگی یہ تا کجا جانی نوشِ شراب پھر ذرا فرقتِ پار مینِ جو دیکھو وادیِ جنوں آئی تو بھر مینِ قضا دور ہی پر رہنا</p>

<p>ارض سے تاسما نہیں عشق کا دل جلے کہاں بھیجا تھا بننے نامہ بر اسکا کہین تپا نہیں جلوہ یارِ عیان آنے خانہ ہر جان مرگ کے بعد بھی وہی چاہ ذوق کا ہر خیال وحشی زلفِ فتنہ زناشت سے شاید آگیا لطف جو عشق نے کیا دلوں کو مٹا دیا نامہ لکھا ہر یار دل سے مگر نہیں ہر صفا اتور ہا کر دہمیں دم کشو نفس سے تم</p>	<p>لالہ بھی داغدار ہر ماہ بھی داغدار ہر دیکھو تو کوئے یار میں تازہ کوئی مزار ہر ہو یہ نظر جدھر روانِ شکل وہی دو چار ہر مین ہون لحد میں و مراد دیدہ اشکبار ہر شہر میں لوٹ مار ہر چار طرف پکار ہر آب و شکر کی چاہ ہر تیغ و گلو کا پیار ہر ہر یہ دلیل نامہ بر خط میں حط عبا ہر بچھول کھلے ہن باغ میں جوش پہ کیا ہار ہر</p>
--	--

صفہ رختہ حال کا ظاہر و باطن ایک ہر
 سینہ بھی چاک چاک ہر جیب بھی تازہ ہر

<p>کبھی ہاتھ نہیں منھ دی کبھی زلف نہیں ناہر معطل کے ہو پیشے میں کہیں آنا نہ جانا ہر یہ کھنسا یا کس نفس میں ہو کھلا کر دوں گے خدا کا خوف کر پیا سو پہ کیا احسان کھتا ہر قفس صبا دلایا بوستان میں کھل گیا مجھ پر خدا کی واسطے ای وضع آنا تو نہ کر لاغر وہ رنجبر تلک غارہ دیکھتے ہیں آج آئینہ</p>	<p>یہ سب لکے برائے ہیں نہ آنا ہر نہ جانا ہر اسی آستان پہ ہم غریبوں کا ٹھکانا ہر تغافل پیشہ ہر صبا دپانی ہر نہ دانا ہر ثوابا ہر ترک کب تلوار کا پانی پلانا ہر دکھا کر تنش گل اور میرا دل جلانا ہر ابھی تو ناز اُسکے مدقوں مجھ کو اٹھانا ہر ہوا روشن کہ اُنکو آگ پانی میں لگانا ہر</p>
--	--

<p>اگر مجھ کو ہوا ہے مغز میرا اسکو کھانا ہے غبارِ قیس لیلیٰ کی جلد پر شامیانا ہے دل خرسند سے بہتر کمان کوئی خزانہ ہے نئی یہ داستان ہے اور وہ قصہ پُرانا ہے کہ دیوانہ سا ہے کیا اسکی باتوں کا ٹھکانا ہے سمند شوق کو میرے وہی تو تازیانا ہے مرے تابوت کے ہمراہ کیوں سارا زمانا ہے یہ ساری آفتیں ہیں جس طرقت قاصدِ انا ہے</p>	<p>نصیحت کیے آئے آیا ہے کیا اس قحط میں ناصح عجب محراب میں جا کر ربطِ حسن و عشق کا دیکھا تو کل پیشگی میں خواہش اسباب ہے کسکو نہ سینے باجرِ قیس سینے دردِ دل میرا کہا جبالِ دل میں نے جلیسوں سے وہ یہ بولے سحر جو کان تک پہنچا ہے میرے نالہ بلبل غیرِ اجاب یہ سب گوز تک جا کر پھر آئینگے و فوریل بجلی مار رہن دردِ غارتگر</p>
---	--

کہ صر جادوں کمان صوفیوں فالتی ہند

جفا کا عہد ہے یہ ظلم و بدعت کا زمانا ہے

<p>یہ شان کردگار یہ قدرتِ خدا کی ہے کیونکر نہ ہو کہ انہی طبیعتِ بلا کی ہے عادت مجھے وفا کی انھیں خو جفا کی ہے تصویر صاف صاف کسی بہ نقا کی ہے ثابت نہیں کہ کونسی ساعت قضا کی ہے گو فہم راہ درسم یہاں کب وفا کی ہے معلوم ہو گیا یہ زمین کر بلا کی ہے</p>	<p>آدہ ہمارے گھر میں کسی نہ نقا کی ہے ہر شعر میں ثنا کسی زلفِ رسا کی ہے کچھ شکر کی جگہ نہ شکایت کا ہر مقام دیکھا ہے ماہ چار دہم کو سپہر پر رستے میں مل رہی گا کسی دن مجھے وہ ترک کشور میں ان حسینوں کی کوئی رہے تو کیا ہوتا ہے روز کو چے میں شیرِ جوقِ قتل عام</p>
--	--

تیرے مکان میں میکدہ یا خاقانہ ہو ہر روز میں جو حسن کو تیرے ترقیان انجام کیا ہو مہر و محبت کا دیکھیے کیا ماتحہ لال لال میں کیا کالی کالی آنکھ نادان ہو جو تیرے کرے خوب زشت میں آنکھوں میں دیکے سرمہ دہنا دار وہ اُس گلبدن کی کیا لے آتی ہو بون تن شاید کہ قافلے سے وہ یوسف ہو اہر گم جو دیکھتا ہو تیری بجلی کو اے صنم ثابت ہو کہ چشمہ حیاں ہو وہ دین	جو راہ زندگی ہو وہی پار ساسی ہو تاثر راہ و شش یہ ہماری دعا کی ہو تکلیف ابتدا میں ہمیں انتہا کی ہو سرے کی احتیاج نہ آنکھ حنا کی ہو اچھے برے میں ایک یہ خلقت خدا کی ہو کہتے ہیں ناتوانوں کو حاجت عہدا کی ہو آمد کچھ آج اور ہی باد صبا کی ہو آواز دغراش نہایت دراکی ہو بسیاختہ یہ کتنا ہو قدرت خدا کی ہو لذت ہر ایک بات میں آبِ بقا کی ہو
--	---

شافع بن مجروح جو خوشترین مصطفیٰ

صنم رکھو فکر کچھ نہیں روز جزا کی ہو

دل خانقہ میں صحبت زاہد سنگ ہو آغوش میں مکر وہ بت خانہ جنگ ہو کسکے خیال رخ میں یہ کھایا ہو دلبہ داغ نازک دلون کو سخت دلوں سے ہو ربط کیا کو پیچے میں تم جگہ مجھے دیتے نہیں تو خیر	پیر مغان سے جا کے ملین یہ ترنگ ہو بر چھنی نگاہ جسکی ہو فرکان خدنگ ہو خوشبو ہو اس میں بچول کی لالہ کارنگ ہو شینے کے حق میں تو ملاقات سنگ ہو ملک خدا ہو ترنگ نہ یان با نون رنگ ہو
---	---

<p>فرقت میں کاٹے کھاتا ہی میرا مکان مجھے مرخ کیا ملائیگا غم کیسے تیرے آنکھ یارب کہاں پھنسے ہیں کہ ہر آبِ دانہ بند کھینچی ہو میں نے جیسی تصویر میں شکل یا شامل ہو اگر کسی عاشق کا خون دل بیٹھے ہیں ہمتو شام سے آمادہ سفر گل نے بزرگ غنچہ سیٹھا ہی پیرہن خطِ سیاہ نہیں یہ رخ صاف پرترے دل دیکے میں حسینوں سے کرتا نہیں طلب گلزارِ پیرِ یار میں صحرائے کم نہیں غیر دن کا ہو جو دخل تو ہمسے نیکی کیا</p>	<p>یارب دہان مار کہ کام نہنگ ہو اسکا خطاب رستم شمشیرِ جنگ ہو کنجِ نفس سے بھی دل صیادِ تنگ ہو تصورِ برحق نہ ایسی شبیہِ فرنگ ہو کیا شوخ اُسکے ہاتھوں کی منہدی کا رنگ ہو موجِ طبلِ کوچِ بجھے یہ درنگ ہو اس درجہ میرے پنجہِ وحشت سے تنگ ہو شہرِ حلب میں داخلہ فوجِ رنگ ہو اس درجہ مانگنے سے مجھے عار و تنگ ہو شمشیرِ شاخِ گل ہو تو غنچہِ تنگ ہو بگڑا ہوا کچھ آپ کی صحبت کا رنگ ہو</p>
--	---

صفدر دعا بھی کرتے ہوئے نرم آتی ہو
قانع ہوں مانگنا مرے نزدیکِ تنگ ہو

<p>دل ہمارا مستِ عشقِ نرگسِ ستانہ ہو خاک ہو جھلکے کوئی وانا ز معشوقانہ ہو ہم رہینگے امتحانِ عشق میں ثابت قدم بچوں اپنے دل صد چاک کو میں پیش یا</p>	<p>کیا غرض ساقی سے ہو کیا حایمانہ ہو شمع کو کب اُتتا ہے سوزشِ پُرانہ ہو بار جانا جی کا تنگ ہمتِ مردانہ ہو مے زلف اُچھے ہیں انکو حلیجِ شانہ ہو</p>
--	---

<p>آشنائیت کا تھا جو آج وہ بیگانہ ہے بلبلیں قربان ہیں تجھ پر گل ترا دیوانہ ہے صورتِ آنکھوں ساقی وادِ میخانہ ہے جو غزل میری ہے وہ گویا جو اہر خانہ ہے شمع ہے جس زہم میں روشن دہان پڑا ہے خاصدان ہے عطر دان ہے آئینہ ہے شانہ ہے شاخ کا جھکنا زمین پر سجدہ شکرانہ ہے کہتے ہیں سب لیلی و مجنون کا یہ افسانہ ہے خوب گھر ہے جا آسائش یہ خلوت خانہ ہے شمع محفل میں ہے باہر زہم سے پروانہ ہے گوش زد چو نو نکو بلبل کا گمانِ افسانہ ہے ہم ہیں عاشقِ شطرف ہیں جسطرف پڑا ہے گلشنِ فردوس بہتر مرا کا شانہ ہے قاصدِ محبوب میں بھی تازِ معشوقانہ ہے</p>	<p>یہ نگاہِ حسن میں دل بھی ہمارا قریب قمریانِ عاشق ہیں تیری سرو بندہ ہے ترا آمد آمد آج ہے کس شاید مینوش کی گوہرِ زندانِ لعل بک لکھے ہیں جو صف عاشقِ جانسوز تیرے کیوں آئیں تیرے پاس واہ کس سا مان ہے نہ زہم میں مسند نشین باغِ پراحسان کیا آیا جو بہرِ سیر یار ذکرِ شکر عشق کا میرے تمھارے حسن کا کیجیے آرام اگر شوق سے دلیں مرے جلوہ گروہِ دلیں شقائق تماشا چشمِ شوق حال جو میر ہے کیا جانیں یہ خوب حسین ہو طغفاری مبارک شمع کی تم جو حسین جیسے آئے ہیں بیان میں جو طلعت کے قدم خط مجھے لا کر دیا لیکن بے غماض سے</p>
--	--

جان دی کن حسرتوں کے ہا صدفِ ریاں
 اور وہاں تپک وہی اک تازِ معشوقانہ ہے

یوسف کے رخ میں تو رہ نہ تھا یا ضیاء بھی
 پر تجھ میں جو ادھر وہ انہیں ادا نہ تھی

پھونچو زمین تازگی کہ چین میں فضا نہ تھی فضلِ حد تک تم ہو حسینو زمینِ انتخاب ساتی نے کی شراب کے دینے میں کیوں کمی شیریں کی غفلتوں سے گئی کوہکن کی جان کوچہ جو نامہ ہو نہ اس ترک کا ملا آخر سیاہی شبِ فرقت نے جان لی ترت پہ فاتحہ کو وہ آئے رہے نصیب	آنا مگر تھا عیب کہ بوسے وفا نہ تھی یوسف میں حسن تھا مگر ایسی ادا نہ تھی بدلی نہ تھی کہ بلغ میں ٹھنڈھی ہوا نہ تھی اب کیا کبھی حسینو زمین بوسے وفا نہ تھی ثابت ہوا یہ ہلکو کہ اُسکی قضا نہ تھی ملتی ہمارے سر سے یہ ایسی بلا نہ تھی اتنی بھی ہم کو اُسے امید وفا نہ تھی
--	--

دینا تھا انکو دل تو کہیں امتحان کے بعد
صفہ رترا قصور تھا انکی خطا نہ تھی

تھا ظاہری لحاظ کبھی دلیں جانہ تھی مدت ہوئی اشرا کا اکی نشانِ نسیم کیا اسیم مل گیا کسی عاشق کا خون گرم قید لباس تھی کسے جب تک رہا خون یا وہ تپاک یا مین اب ایسی کہ درین چونکا کبھی نہ خواہ بغافل سے کوئی بت آنا تھا تمکو آپ ہی ہوتا ہر خط سے کیا ہوتے ہیں قتل تو ہزار دن ہی بیگناہ	دیکھا جو خوب انہیں مروتِ خزانہ تھی کیا قابل قبول ہماری دعا نہ تھی ایسی تو تیرا آتش رنگِ خزانہ تھی سر پہ کلاہ تن پہ ہمارے قبائے تھی جو ابتدا تھی آپ کی وہ انتہا نہ تھی شاید شکستِ شیشہ دل میں صدا نہ تھی میرے مرض کی تو یہ مناسب دوا نہ تھی خونخوار ایسی آپ کی تیغِ جفا نہ تھی
--	--

کیون توڑ کر اسے مجھے قونے ندی نجات

کھاری تو ای خون مجھے زنجیر پانہ تھی

و اتا جو کھے جہان مین صفدر وہی پسے
گردشِ فلک کو کب صفتِ آسیا نہ کھی

یہ دلوے جنوں کے یہ جوش غم ہونے
چھوڑیں تمھیں گوارا ہم سے یہ غم ہونے
جنت میں جا کے کیونکر خوش ہونے تیرے
مزیں کا غم نہیں ہر لیکن ہر عصیان اتنا
لکھنے کو میرے عصیان آئے ملک تو بولے
پا مال شوق سے کر دل لیکے ہمسے ظالم
تو شیخ صاحب یہ مسئلہ تو بے
گلزار ابر سبزہ معشوق جام بینا
اس نے بنایا سایہ ہمیں تمھارا
صحبت ہر آن تو کی آفاق میں غنیمت
آئی تو گھر میں دنیا پر خوب جاتے ہیں
دل دیکے اُس غم کو کچھ بھارت ہے ہیں کیسے
انے کبھی نہ دیتے اس غم کی ہم کو
رفت کے جوش سے ہیں ابر بہار تمھیں

مٹ جائینگے یہ چرچے جس روز ہم نہونگے
پہلو میں تم نہونگے جس روز ہم نہونگے
یہ رنج و غم نہونگے درد و الم نہ ہونگے
بہلیگا جی نہ اُنکا جسر و زہم نہونگے
انکی تو حد نہیں ہے ہم سے رقم نہونگے
آزادہ کچھ سے تیرے سر کی قسم نہونگے
اُس بُت کا بوسہ لیکر مجرم تو ہم نہونگے
پھر ساری عمر سامان ایسے ہم نہونگے
تم سے جدا حسینون ہم ایک دم نہونگے
جنت میں یہ نہونگے دوزخ میں ہم نہونگے
ہمکو کبھی مبارک اسکے قدم نہونگے
سمجھے تھے ہم یہ پہلے ایسے ستم نہونگے
بر چلنے وقت اُتھ اہل عدم نہونگے
اشکو نکو میرے گن تو قطر وں کم نہونگے

تصویر تیغ ابرو ہرگز نہ کھنچ سکیگی	مانی کے ہاتھ دونوں جب تک قلم نہونگے
گلگشت کو تو آؤ تسلیسم کو تمھارے	ہین کون سرو گلشن سر جکے خم نہونگے

ہین کشتہ تغافل راحت ہی ہو کو صفدر
پھکنے دو صورتی بیدار ہم نہونگے

ہو جائیں آنکھیں بندہ جو پردہ اٹھائیے	طاقت کہاں کہ لطف تماشا اٹھائیے
افتدیں لاکھ طرح کی اپنا اٹھائیے	سر اس کے آستان سے نہ اصلاً اٹھائیے
بیاری فراق میں مرنا ہی خوب ہے	کیون رنج انتظار مسیحا اٹھائیے
اب چند روز دیر کی بھی سیر کیجیے	کبھی سے دل میں ہے کہ مصلاً اٹھائیے
جا بیٹھتا ہوں جب مجھے کتا ہے وہ غم	بستر مری گلی سے خدا را اٹھائیے
ہمراہ غیر غسل کو جاتے ہیں وہ جائیں	طوفان رو کے کیون لب دریا اٹھائیے
باندھی ہے تیغ اگر تو مبارک ہو آپ کو	ہم مجرموں کے قتل کا پڑا اٹھائیے
گر جائیے جو آپ زمین میں تو خوب ہے	احسان مر کے بھی نہ کسی کا اٹھائیے
مدت سے ہم ہیں طالب نظارہ جمال	رہنے نقاب زلف چلیپا اٹھائیے
اس نے ہمیں دل نازک عطا کیا	کیونکر تبون کے غمزہ بجا اٹھائیے
آئی ہمارے چھوہیں کیا لال لال پھول	جلکہ چین میں لطف تماشا اٹھائیے
نیچی نظر سے ہے چین حسن کی بہار	آنکھیں نہ شل زر گس شہلا اٹھائیے
بدنام سارے خلق میں ہوئے فائدہ	کشتے کا دھوم سے نہ بنانا اٹھائیے

موسیٰ کی طرح طالب دیدار ہم بھی ہیں	صاحب نقاب چہرہ زیبا اٹھائیے
------------------------------------	-----------------------------

صفہ رکمال ضعف سے طائین رہی	کیونکر تبون سے ابل شید اٹھائیے
----------------------------	--------------------------------

ملا ہر وہ حسن تمکو جس کا فروغ ہر شام ہر سحر ہر
 خدا کی قدرت ہیں دونوں عارض جو یہ ہر خوشیدہ و قمر
 مقام ڈرنے کا ہر اسی سے خدا سے جو شخص بخیطہ ہر
 نہیں ہر ڈرنے کی اُس سے حاجت ذرا بھی جسکو خدا کا در ہر
 اُسی کا کوچہ ہر باغِ جنت اُسی کا در سجدہ گاہ عالم
 دماغ کیونکر نہ عرش پر ہو کس آستانے پہ اپنا سر ہر
 کسی کا منہ ہر یہ امر سنگر جو تیغ ابرو کی یون جڑھے منہ
 سپرین کرتا ہوں اپنا سینہ یہ دل مرا ہی مرا جگر ہر
 عجیب راحت سے سو رہے ہیں ملے ہوئے کشندگانِ الفت
 کسی کی گردن کسی کا بازو کسی کا زانو کسی کا سر ہر
 خدا نے اُسکو کیا ہر یکتا نہیں زمانے میں کوئی ثانی
 شبیہ کھینچے گا کیا مصور نہ وہ دہن ہر نہ وہ کمر ہر
 جو محو سیرِ جہن ہو دل کو تو صرف ساغر کشی ہو شب کو
 گذر رہی ہر کسی پہ کیسی بھلا تمہیں اسکی کیا خبر ہر

جو خوب و زینت جہان تھے وہ سوے ملک عدم سدھار
 ہر دو دنوں عالم کا ایک عالم جو کچھ ادھر تھا وہی ادھر ہے
 مریضِ فرقت نے پائی صحتِ طیب آیا کہ موت آئی
 رہی نہ تکلیف کوئی باقی نہ درد دل ہر نہ درد سر ہے
 نہیں بلائے پہ بھی تم آتے کو تو اسکا فرہ دکھا دین
 ابھی جو چاہیں تو کھینچ لائیں ہمارے نالوں میں یہ اثر ہے
 خدا جو دولت کرے عنایت تو سجدہ شکر بھی ہے لازم
 زمین پر دیکھ لو جھکی ہے جو نخل میں شاخ بارور ہے
 روان کیا ہے مگر یہ ڈر ہے کہین نہ رستے میں کوئی لوٹے
 نہ وحی باری ہے میرا نام نہ طائرِ سدرہ نامہ بر ہے
 نظر میں حورِ جناب ہی صفدرِ پری کو گھر بیٹھے دیکھتے ہیں
 تصور اپنا کہاں کہاں ہے خیال اپنا کہ ہر کہہ ہر ہے

مرے رونے کی اب کوئی حد نہیں ہے سبب کیا جو دل سخت اندمگین ہے جو مضمون ہے تصویر سے کم نہیں ہے نہیں دختِ رزیہ بھی اک حورِ عین ہے جفا کار ہے دہر میں جو حسین ہے	کہ آنکھوں پر اُس شوخ کے آستین ہے وہی آسمان ہے وہی یہ زمین ہے مرا خاتمہ فکرِ نقاش چین ہے مگر میکدہ بھی بہشت برین ہے وفا بھی زمانے میں یارب کہین ہے
---	---

<p>غرض بتکدے سے نہ کہے سے طلب غم دل ہو باتوں سے کیونکر نہ ظاہر کیا پیر ہن دست و خشت نے پُربے ہو اقرار سے صاف انکار ظاہر رگ گل سے تشبیہ دی اُس کمر کو جدا نرم قاتل سے محکوم نہ سمجھو کیا ہفت کشور کو تسخیر لے بڑھی قدر منصور سولی پہ کھنچ کر کہے کوئی جا کر یہ اُس بخیہ سے نہیں دیتے جنت تو دوزخ کو بھیجو بندھے ہم سے ایسے مضامین مرگان</p>	<p>ترا آستان ہر ہماری حبسین ہر مری طرح آواز میسری حزمین ہر گریبان نہ دامن نہ اب آستین ہر زبان پر ہر بان ولین گئے نین ہر مراد ہن بھی طرفہ باریک بین ہر بدن ہر یہاں جان میری وہین ہر سلیمان کے خاتم کا یہ بھی نگین ہر کہ سب حق پرستوں میں بالائین ہر کہ مل جاؤ اک دم واپسین ہر ہمارا بھی آخسر ٹھکانا کہین ہر کہ اب تنگے چٹنا ہر جو مکنتہ چین ہر</p>
--	---

وہ عرصے میں آئین تو ہو قتل و ہفدر

مرے حق میں شمشیر چین حبسین ہر

اک باغ ہر کھلا ہوا قاتل کے سامنے
 پر رو کننا زبان کو عنادل کے سامنے
 ماروں کا نور کیا مہ کا ل کے سامنے
 حق کا فروغ خاک ہو باطل کے سامنے

بسل پڑے ہو ہیں بسل کے سامنے
 پھو لون کو ای صبا مرا کنسا شمع
 بن تیرے آگے اور حسین کس حساب میں
 جھکڑے میں میر تم ہو طرفدار غیر کے

آتشکدہ بھی گرم بہت ہی پر اے صنم
 دنیا و دین کے بیچ میں یوں ہر مراطیق
 بلی سبھی یہ نالہ تجھوں کا ہر دھوان
 کعبہ بھی عرش بھی تبرک مقام ہر
 مرنیکے بعد بھی مجھے نادان رشک ہو
 آیا قریب یا رتو جاتے رہے جو اس
 اے برق پیش چشم نہ ہر دم چمک کے آ
 محکو کر لگا قتل ذرا منٹھ تو دیکھ لے
 آئی بار بار بھر مجھے پیدا ہوا جنون
 ہم بھی قریب درمیں نہ ہمسے کرو حجاب
 انجم دکھائیں اپنی چمک لاکھ چرخ پر
 شاید گدا کے بھیس میں عاشق نہو کوئی
 حورین کھڑی ہیں ساعر کوثر لیے ہو
 پروانہ اضطراب میں کتنا ہی بیجا ب
 لازم ہی مسکی مہر بھی ہو ثبت دستو

ہر سرد تیری گرمی محفل کے سامنے
 ساحل ہو جیسے بحر کا ساحل کے سامنے
 بادل گھرا ہوا ہر جو محفل کے سامنے
 پر کچھ نہیں یہ دونوں مرد لکے سامنے
 غیروں سے آپاوتے ہیں ملے سامنے
 ٹوٹا گیا یہ قافلہ منزل کے سامنے
 تیری تپش ہر کیا تپش د لکے سامنے
 تیغ آئے ہر جبرہ فاتل کے سامنے
 بھرانہ نون ہیں طوق و سلاسل کے سامنے
 بے پردہ آپاوتے ہیں سائل کے سامنے
 ذرے فروغ پائین نہ اس تل کے سامنے
 اس واسطے نہ آئے وہ سائل کے سامنے
 تلوار کے تلے ترے بسمل کے سامنے
 ہر ہلکنا رشیع سے محفل کے سامنے
 محضر لکھو جو نون کا قاتل کے سامنے

صفدر بہار گلشن بہتی ہے بے ثبات
 کیا کیا نہ پھول مٹ گئے کھلے سامنے

ہستی کا طلسم کوئی دم ہے	آیا جو عدم سے پھر عدم ہے
خط بین مرا حال دل رقم ہے	شق اسیلے سینہ قلم ہے
ہستی سے عدم نہیں بہت دور	رہر دو کو یہ راہ دقت دم ہے
محراب حرم کہ ابرو دوست	وہ چشم کہ آہوے حرم ہے
دشت بین ملی ہے ہکو دولت	جو دلغ ہے جسم پر دم ہے
دریا ہے جان جاب ہون	ہستی ہے مری تو کوئی دم ہے
مستون پہ عیان ہے حال عالم	ہر جام شراب جام جسم ہے
کس طرح لکھون میں سکون نہ	قرطاس نہیں اگر قلم ہے
اس عمر میں کیا تمام ہو	قصہ ہے طویل رات کم ہے
اغیار کے حلق پر تری تیغ	اے ترک یہ سیر قی میں سم ہے
تو حور نقامری نظر میں	محفل تری روضہ ارم ہے
ساقی و شراب و جام گلشن	اے ابر کرم دم کرم ہے
منہدی سے ہو وہ ہاتھ تو بخ	دل خون ہوا تو کسکو غم ہے
مرتا ہے جو اس کمرہ عالم	شاید کہ یہ جادہ عدم ہے
کر تا نہیں ایک وعدہ سچا	جھوٹے کی زبان پر قسم ہے
ملجائے وہ میرے دل کو یارب	جتنسا کہ جان میں الم ہے
اے جوش جہون اہون منون	دنیا کا نہ آخرت کا غم ہے

جتنی کہ شبِ وصال کم ہوا	اتنا ہر دراز ہجر کا دن
	دیکھا ہر تبون میں اُسکا جلوہ صفدر مجھے تہکدہ حرم ہر
بی موت بوشاق ہن مرجاتے ہن کیسے کشتوں کا ہو دیکھ کے ڈر جاتے ہن کیسے اور وصل کے دن جلد گزر جاتے ہن کیسے پوچھے تو کوئی آتے ہی گھر جاتے ہن کیسے دل لیکے وہ عاشق کا مگر جاہن کیسے نور شید و قمر دلسے اتر جاتے ہن کیسے یہ لوکا دھو اور اُدھر جاتے ہن کیسے دامنِ مرے مفت گھر جاتے ہن کیسے دناغ اپنے کلیجے کے ابھر جاتے ہن کیسے نام آور زمین نام وہ کر جاتے ہن کیسے اگڑے ہو کام اپنے سنور جاتے ہن کیسے	صد شبِ فرقت میں گزر جاتے ہن کیسے کسں میں ابھی کیا وہ ہمیں قتل کرینگے یارب نہیں ہوتی میں بسیر ہجر کی زمین بیٹھے تھے ذرا پاس کہ پہلو سے اٹھے وہ اقرار بھی کرتے نہیں دینے کا تو کیا ذکر چڑھتا ہر نظر پر جو کسی کا رخ روشن مارا ہو کسے تمنے کہ ہنگامہ ہر بریا شکرگان کو یہ حسرت ہر دم اشکِ فشانہ گل دیکھتے ہن ہجر میں جس روز شگفتہ ہستی کو شادیتے ہن جو عشق دہن میں آ بیٹھتے ہن پاس وہ جو وقت سنور کر
	پوچھو دل صفدر یہ کیا صد مہ جانکاہ تھامے ہو ہاتھوں سے جگر جاتے ہن کیسے
نیم بسمل ہن ترے ناز اٹھائیو اے	پیار سے ایک نظر دیکھیے جانو اے

<p>کھدو ہو جائیں ہوا آگ لگائیو اے انہیں دو بھی نہیں مل ہاتھ میں لائیو اے خود بھی جلتے ہیں غریبوں کے جلائیو اے ہم بھی کچھ حال مل اپنا ہیں سنائیو اے دیکھنا ہم کبھی دھوکا نہیں کھائیو اے کیسے چپ بیٹھے ہیں باتوں کے بنائیو اے سر تسلیم نہیں ہم تو جھکا ئیو اے طوق منت کے ہیں وہ آج بڑھائیو اے کہیں دریا بھی ہیں کوزے میں سمائیو اے آج پھر آئے ہیں یہ سر کے پھرائیو اے سر کے دینے یہ تلے جان چرائیو اے کچھ تو سمجھے ہوئے تھے اگلے زما ئیو اے پھول تو نہیں ہیں چرک پوچھائیو اے</p>	<p>سوز و دل ہم انھیں نہا ہیں ستائیو اے خوبرو لاکھوں ہیں عاشق کے ستائیو اے شمع کا حال نہ پہنان ہر نہ پروانے کا سبکی سنتے ہو کسی روز ہمارے بھی سنو ڈر ہر کیا تھے اگر یاد فراموش بدی سامنے اُن کے کسی کو نہیں یارِ سخن جب تک اُس تیغ کی محرابِ نو پیش نظر بیریاں کٹنے کا میرے بھی زمانہ آیا ہو سکیں کس سے بیانِ وصفِ ترے اے جسمِ حسن نا صحوں نے مجھے کل تنگ کیا تھا کسا قتل ہونا ترے ہاتھوں سے جو سمجھے دو کوئی خالی نہیں دنیا کی ندرت سے کتاب باغ میں آج ہر کس رشکِ چمن کی آمد</p>
--	--

فاتحہ پڑھنے کو آ تربت صفدر پہ کبھی

قندہ حشر کو ٹھوکر سے جگائیو اے

لب پہ مٹی چاہیے ماتھے پہ نشان چاہیے
بیٹھ رہنے کو زمین کوے جانان چاہیے

وصل میں ایجانِ رایش کا سامان چاہیے
نختِ اسکندر نہ اورنگِ سلیمان چاہیے

جوش سودا میں خیال رو جانان چاہیے	رفعِ حشمت کے لیے سیر گلستان چاہیے
زندگی میں پیر بن ہو بعد مرنیکے کفن	جو بیان درکار ہو ہکو وہی دان چاہیے
سادگی رکھنی ہو تیری لاکھ صوٹ کی بناؤ	کیا تجھے زیور مرصع ازمیری جان چاہیے
پیر بن اتنا کہاں سے لاؤں اسی دستِ جنون	چاک کر نیو تجھے ہر دم گریبان چاہیے
بیخبر کبتک رہیگا عاشقانِ زار سے	اے سیمیا اپنے بیمار دن کا درمان چاہیے
شام کو بے پردہ وہ آئے ہیں بہرِ نیرام	اب خجالت سے نہ نکلے ماہ تابان چاہیے
گیسو پہنچ کی تعریف کرتا ہوں رسم	ہاتھ میں جاے قلم شاخِ غزالان چاہیے
مولے بازار سے ساتیئے جام و سبو	فصل گل آئی ہے بخواری کا سامان چاہیے
خواہشِ مشاطہ انکو ہو تو کچھ بجا نہیں	باغبان کوئی نے پرِ لب گلستان چاہیے
مل رہیگا رتبہ مجھ سے درہِ ناچیز کو	مہربانی تیری اے مہرِ درخشان چاہیے
آدمی حیوان کو الفت سے بناتے ہیں ہم	لطفِ صحبت ہر جگہ حاصل ہو انسان چاہیے
سرفروشیِ معرکے میں عشق کے آسان نہیں	کوہِ مکن سا کوئی ازمینِ مرویدان چاہیے
ہند و خال اس کے چہر پر ہر چیز کا مقام	حاصلِ مصحف کوئی مردِ مسلمان چاہیے
متلگدستی نے حفاظت کیا فارغ مجھے	گھر میں کچھ باقی نہیں کیا مچکو دربان چاہیے

ہر اٹھین پر پنھنر صفہ قیامت میں نجا

موشو کو اعتقاد آل و قرآن چاہیے

محبت کا الفت کا حاصل یہی ہے

ترا دھل ہو خواہشِ دل یہی ہے

اُسے دیکھ کر مجھ سے کتا ہریں دل	میں بسمل ہوں جس کا وہ قاتل ہی ہر
جنارہ مرا جب سرقبہ پہنچا	قضا نے کہا پہلی منزل ہی ہر
کوئی غنیمہ دیکھا جو گلشن میں نیلے	تو سمجھا کہ شاید مراد دل ہی ہر
سہا جا کس طرح اندوہِ فرقت	اگر عاشقی میں ہر شکل ہی ہر
ہوئے غرق دریا افت میں جسم	صدا دی یہ عبرتِ ساحل ہی ہر
ہم فوجِ فرقت میں گرد و زل دیکھا	میں سمجھا کہ شمشیرِ قاتل ہی ہر
تری تیغ دیکھی تو بے سہل	گلے سے لگانے کے قابل ہی ہر
نکلتا ہر دم سنسناتے ہیں اعضا	محبت کا انجام ابدل ہی ہر
وہ کہتے ہیں منجھ دیکھ کر آنے میں	اگر ہر تو میرا متبادل ہی ہر
حسینوں میں دیکھا جو سکو تو سمجھے	تارے ہیں سب ماہِ کال ہی ہر
گولا جو مجھوں نے صحرا میں دیکھا	تو سمجھا کہ بیل کی محل ہی ہر

عجب بخودی دل پہ چھائی ہر صفہ
خدا سے حقیقت میں اصل ہی ہر

جفا پر اُنکے مکر بندھی ہر مگر وفا کا خیال بھی ہر
ہمارے مرنے سے خوش ہو ہیں مگر انھیں کچھ ملال بھی ہر
شراب پیتے ہیں مست زائد مگر انھیں انفعال بھی ہر
زبان سے کہتے ہیں توبہ توبہ بلند دست سوال بھی ہر

خدا جو ہر جان ہر قدم پر تو دل مرا پائمال بھی ہو
 فقط ہو مجھ کو آنکھیں مٹانا اگر کے چلنے میں چال بھی ہو
 جو چھپکے تم کو یہاں ہو آنا تو آؤ پازیب کیوں آمارو
 تمھاری دہشت سے بڑھکے بس یہ گھنگرود کی مجال بھی ہو
 خدا کی قدرت ہو حسن صورت ملی ہو تم کو عجیب دوست
 ہمارے دل کی ہو کیا حقیقت تمھارے آگے یہاں بھی ہو
 نہ تو ریشیشو کو تختہ یوں کہ میکہ میں ہن جمع میکش
 کسی کا دل ٹوٹتا ہو ظالم تجھے کچھ رسکا خیال بھی ہو
 وہ زخم کھائے ہیں تیغِ غم کے کہ دل کا احوال کچھ ہو چھو
 شید بھی ہو فوج بھی ہو قاتل بھی ہو حلال بھی ہو
 نہ حورِ جنت کی یہ ادائیں نہ قاتل میں یہ پری کے عمر
 کہیں تمھارا جواب بھی ہو کوئی تمھارا مثال بھی ہو
 شکار کرنے یہ کون آیا یہ تیر کس کی کمان سے چھوٹا
 کہ زخم کھانے کو سب ہیں حاضر لنگ بھی ہو غزال بھی ہو
 خبر تجھے باہر اس کی کب ہو کہ تیرا مشتاق جان بلب ہو
 امید بچنے کی اسکو کب ہو مریض میں کوئی حال بھی ہو
 فراق میں تنگ ہو بہت جی گر ہو اس بات سے نسل

یہی ہر گردش جو آسمان کی کبھی تو روزِ وصال بھی ہو
 غور اس حسن پر ہو بجایا ہر آسمان پر دماغ تیرا
 ضرور دل میں رہے یہ کھٹکا کہ اکدن آخر زوال بھی ہو
 جو جلوہ رخسار کا دکھایا کلیم کو طور پر بخش آیا
 کرم سے کیا تھر کو ملایا جمال بھی ہو جلال بھی ہو
 خدا ہو غفار بخشہ یگا کچھ اور دل میں سمجھو نہ عطا
 فقط یہ میکش نہیں ہیں مجرم نہیں تو کچھ نفع ال بھی ہو
 ہمارا عرض ہو چند روزہ غور اتنا نہیں ہو اچھا
 فلک پہ ہنسنے قمر کو دیکھا کہاں بھی ہو زوال بھی ہو
 نہ پوچھو داغوں کا حال ہم سے سیاہ بھی ہو گیا ہو کوئی
 گلی کبوتر تو ہیں ہزاروں مگر کوئی انہیں خال بھی ہو
 نہیں ہو ممکن کہ طائر دل بھنسیں نہ آ کے روزِ سمن
 وہ خال شکیں اگر سی دانہ تو زلف پر سچ جال بھی ہو
 ہزار فرقت میں دل کھاؤں ہزار اندوہ و غم کھاؤں
 کلام شکوہ زبان پہ لاؤں مری یہ صفہ بحال بھی ہو

کیجیے آزاد بندے کو خدا کی واسطے
 مجھ گدا کو بھی نگار کھو دعا کی واسطے

اور کوئی ٹھوٹھوٹھے جو رو جفا کی واسطے
 ہر طرح کے لوگ ہیں سہرا کے دیباچے

<p>استخوانِ اک روز اسکے ہن ہا کیو اسطے سب سے بیگانے ہو جس شخا کیو اسطے رہنے دے باقی کوئی روز نہ ہو کیو اسطے باندھو موصوٹ اسے مشکلا کشا کیو اسطے نہتیں کرتے ہو کیوں مجھ پر خدا کیو اسطے چاہیے کچھ حنیج بازارِ جزا کیو اسطے کون جا پیش سلطانِ امتحا کیو اسطے پانوں پر گر گر کے دینِ جہت خدا کیو اسطے آدمی کیوں باغِ میں بھیجوا خدا کیو اسطے وقت کب کوئی معین ہر قضا کے واسطے کیوں طیبو نکو بلا تے ہو دو کیو اسطے در و بھی ڈھونڈھے نہیں ملنا دو کیو اسطے</p>	<p>پر ہما کے کیوں کترو تا ہر سلطانِ بہر تاج جیت ہوا سکونہ مطلقِ آشنائی کا ہو پاس زخمِ سینے کے نہ سی جراح گھر لیر کا دل گر طرے رستے میں دل میرا نہ چینِ لطف سے کب لیے ہن میں نے بوئے مصحفِ خسار کے اگر تو انگر دیکھے مٹا جو نکو کچھ ہمراہ لے کیوں ناگین اس کے درے جس کے در میں فقیر کس طرح کہے کو آئینِ شیخِ تنجانی سے ہم خون دل دیتا ہوں انکھوں کے گرد گلزنگ ہا ولین جب آجائگی اٹھ جائیگے ہلو وہ ہمد موجود در و ہر جکو دو اسکی نہیں بہر رفع در و دنیا میں دوا کا ذکر کیا</p>
--	---

مصطفیٰ کا چاہیے ہر وقت اس صفدرِ خیال

دلِ محبت کو زبانِ یابی شناس کے واسطے

<p>ترے ہاتھ میں اُرسی یا رکب ہی چلے آؤ چھپکے ہی وقت اب ہی مریضِ محبت کو آفت کی تپ ہی</p>	<p>کسی کی یہ چشم تماشا طلب ہی کہ رستے میں سنسان تاریک شب ہی کہ شمعِ سحر کی طرح جان بلب ہی</p>
--	---

<p>تسری ہر اداسی قضا ہر عاشق کیا بخودی نے مجھے سب فارغ کھلی قبر میں جا کے جیا تکھ سمجھا چھو دن یوسفو کیا میں ابرو کو اس کے خفا میں وہ آئے نہیں اس سب سے رہے آب چاہ زخمدان میں کیونکر اُس آئینہ رخ پہ تل کو تو دیکھو خدا نے بنایا ہر نجو وہ لیلی جو آتا ہر منہ میں وہ کہنے میں تھکو قمر کس کو کہنے میں خورشید ہر کیا یقین ہر جو دیکھے ہو دیوانہ زاہد وہ بت طالب وصل ہم سے ہر اٹھا ترے ماہ عارض سے کیا اس کو نسبت</p>	<p>تکلم ستم ہر تبسم غضب ہر نہ عیش و طرب ہر نہ رنج و تعب ہر ابھی تک مگر ساتھ فرقت کی شب ہر مسلمان کو کعبہ مقام ادب ہر اجل بھی جو آتی نہیں کیا سبب ہر کنواں ایک سارا جہان شنب ہر یہ زنگی بچہ بادشاہ حلب ہر کہ مجنون شہر عشق میں سب عرب ہر ادب سے خموشی بیان مر لب ہر ہمیں تو تصور ترار و زو شب ہر بلا کی پر یکپہرہ بنت عنب ہر یہ فضل خدا ہر یہ تائید رب ہر کمال مہ چارہ ایک شب ہر</p>
<p>میں اُس شاہ کا دل سے بندہ ہوں صفدر جو امی لقب ہر قریشی نسب ہر</p>	
<p>سردی کی مسم عشق سر کی اُلٹی جو نقاب اُس قمر کی</p>	<p>کیا بات مرے دل و جگر کی آنکھیں کھل جائیں گی سحر کی</p>

یہ خون ہوا وہ خاک جلکر	یہ دل کی خبر ہو وہ جگر کی
ہم رہ گئے یا رتک وہ پہونچا	تفت پر تو دیکھو نامہ بر کی
بسل کے ہو پاس جیسے سہل	حالت ہو یہ ابا دل و جگر کی
ہم شہر سے پناہ مانگتے ہیں	وہ خیر منار ہے ہین شہر کی
دو بوسے بے تودہ یہ جھپے	چار آنکھ نہ ہم سے عمر بھر کی
اکس در پہ چلے ہین سجدہ کرنے	پاؤن کی خبر نہ ہیکو سر کی
گذری شب وصل ہو گیا حشر	اتھا صور کہ توپ تھی سحر کی
پتلی وہ کمر بیان تن زار	شکل ایک سی ہوا دھڑا دھڑ کی
ہلتے ہوئے شاخ گل جو دیکھی	یاد آئی لچک کسی کمر کی
طول شب ہجر ہو قیامت	ایسہ نہیں ہین سحر کی
اخبار نویس کچھ نہیں ہم	پوچھو نہ خبر ادا دھڑا دھڑ کی
زخمی کا ترے دماغ ہو اور	زخموں میں ہوں تباہ لڑکی
کیا یہ بھی ہو کشتہ رخ و زلف	شب رو کے جو شمع نے سحر کی
اُس بہ کے بے فلک سے ٹول	بیچے اگر آرسہ کی
پاؤن سے نکالینگے نہ کاٹے	کھاتے ہین قسم خون کے سر کی
کر پیر دی رسول اکرم	ہو راہ ہی خدا کے گھر کی

جاری رہے نہ چشمِ ترکی

وہ نفرت سے تیوری چڑھائے گئے
 کہیں ضعف سے ہم نہ لائے گئے
 گلے سے ملو اب ہر کس کا لحاظ
 مدد اِسکو کہتے ہیں نفرتِ میر کی
 ہوئے عافِ جیسے وہ اب شکر ہے
 ہو گو کہ دردِ نوں آنکھوں کے بند
 کھلا جب کوئی گل تو دل کھل گیا
 نیا کام بننے کیسا عشقِ مین
 بت ہاتھ کا نوں پہ رکھے مگر
 نہ آئے کبھی شے اغیار باز
 مگر دلِ ہم دکھائے گئے
 مگر نازِ تیرے اُٹھائے گئے
 جو تھے لوگ اپنے پرانے گئے
 مین روٹھا کیا وہ منائے گئے
 وہ عشوے وہ غم کے کنائے گئے
 مگر دلِ مین میرے دہائے گئے
 کہ اندازِ تیرے سے پائے گئے
 کہ آنکھوں کو دل سے رُٹائے گئے
 ہم احوال اُنکو سنائے گئے
 انہیں کچھ لگائے بچائے گئے

سنا ہے یہ جتنے کہ صفر کے شر
 کہ جلسے مین بریوں کے گائے گئے

عاشقوں سے غفلت کبھی ایسی نہ تھی
 بولے وہ ناز سے ٹھکرا کے مری بیت کو
 غائبانہ نہیں کچھ سامنے خاطر سب کچھ
 دل مین عاشق کے یہی آئے تو سبِ دنیا آیا
 اُنکی سوتی ہوئی قسمت کبھی ایسی تو نہ تھی
 میرے غافل تجھے غفلت کبھی ایسی تو نہ تھی
 تھو منہ دیکھے کی الفت کبھی ایسی تو نہ تھی
 جانس آگے نزاکت کبھی ایسی تو نہ تھی

<p>پیار کی چاہ کی صورت کبھی ایسی تو نہ تھی تیرے دیوانے کو دشت کبھی ایسی تو نہ تھی جانمن تجھ میں شرارت کبھی ایسی تو نہ تھی خاکساروں کے درد کبھی ایسی تو نہ تھی دل بیابان کی لہجہ کبھی ایسی تو نہ تھی پیش ازین چاند سی صورت کبھی ایسی تو نہ تھی پیشتر طرزِ محبت کبھی ایسی تو نہ تھی</p>	<p>ابو بے آنکے کسی وقت نہیں دل کو قرار اپنے سیلے سے بھی اب وہ جھجکا جاتا ہے بجلیاں کانہیں نہیں تو گرانی بجلی صاف کہتے ہو کہ آؤنگا نہ مٹی دینے برقِ سیما سے بھی بڑھکے تڑپے ہر ابو نوجوان تم جو رنگ جو انی چمکا شرع عشق ہوا کچھ تو کہ وہ ملنے لگے</p>
---	---

اکھلیا ناز کی بڑھنے کا سبب ہے یہ نیاز
صفدرِ آسِ شوخ کو نفرت کبھی ایسی تو نہ تھی

<p>شبِ فراق میں حالتِ عجب ہماری ہے صدِ اہم جو وعدہ کی بجلی کی بیعتِ راسی ہے صفائیوں پہ طبیعت بہت تمھاری ہے ترقیوں پہ مرے دل کی بقیہ راسی ہے چلو وہ چال تمھاری ہے یہ ہماری ہے لو نہ ہمسے اگر جان تملو پیاری ہے نہیں کچھ اور یہ افقت کی بات ساری ہے جگر پہ تیر محبت کا زخمِ کاری ہے</p>	<p>خفاں ہے آہ ہے نالہ ہے بقراری ہے نئی طرح کی ہو پیدائشِ دلِ نالان جلا کے خاک کیا ہم کو اور مکر رہو کیا ہو وصل کے وعدے اور بھی بچیں جفا کے طرزِ تمھیں یاد ہو وفا کے ہمیں یہ آنکا ناز سے کہنا کبھی نہ بھولونگا وہ سو سناتے ہیں آدھی بھی ہم نہیں کہتے برنگ طائرِ سہل جو میں تڑپتا ہوں</p>
---	---

<p>کلیم کر چکے غش طور چل چکا ہو خیر وہ بت گیا تو گیا کوہ غم گرا تو گرا</p>	<p>کہ سامنا ہو دی اور ہماری باری ہو ہر ایک حال میں شکر جناب باری ہو</p>
<p>ہو اپنے دلیں تصور سے یار کی تصویر عمل سے شیشہ میں صفہ ریزی آماری ہو</p>	
<p>لگا دی ہو جھڑی سادوں کی اپنی شکاری نے شب فرقت میں خواہش کھویا آہ زاری نے ڈوبیا ابر کو آبِ حیا میں شکاری نے جمن میں صوم گلگشت گلشن کو وہ آئینے ترے کو جے سے پیچھے قتلِ قاصد کی خبر آئی نہاں پر دین تھے بابے حجاب کے سرِ محفل برا ہو حال ہر دم نا کجا دلو سنبھا تو نہیں چھپایا تو بہت دلیں ترے داغِ محبت کو حسینوں کی نگاہوں میں بھلا کیا آبرو ہوئی سرِ پیکر جانِ ی کس رزد و بے قابل پر سنا ہو صحن گلشن میں بہار آئی خزان گزری غایت ہوا اگر پیغام کی کیا تعجب ہو خوشا تقدیر سے شک پوچھے اپنے دہن سے</p>	<p>دکھادی ہو چمک بجلی کی دلی بیقراری نے چھپر کھٹ کو کیا گسوارہ دلی بیقراری نے ٹٹایا آگ پر بجلی کو دلی بیقراری نے خبر دی ہو یہ ہکو قاصدِ بادِ بہاری نے خبر دی ہو چکو پہلے میر دلی بیقراری نے سکھائی ہو یہ ہکو سحابی بادِ خواری نے کیا بیمار سے بدتر بچھے بیمار داری نے کیا لیکن یہ پردہ فاش میری شکاری نے ملا یا خاک میں ہکو ہماری خاکساری نے کیا کیا خاتمہ باخیر میرا بیعت داری نے خبر اڑتی سی دی ہو ہکو بادِ بہاری نے کہ پہونچا یا ہو ہکو میکہ سے مک فضل داری نے ہمیں کیا آبر و بخشی ہماری شکاری نے</p>

خدا کی شان دیکھو وہ صنم بھی جسم پر آیا	کیا تھرکا دل پانی ہماری آہ و زاری نے
کنارہ کر گئے ساتھ خضر نے راہ تہلائی	فقط منزل پہ پہنچایا ہمیں تائیدِ باری نے
نبی میں جو مودینے پر آنکے بھی تو وہ بولے	کیا ہر ناک میں دم آ بی کی پر ہر نگاری نے

وہ آئے بھی گئے بھی اور نہ کچھ دیا قدر
وہ فوراً شکباری نے کمالِ بقیاری نے

وہ میرے پہلو سے گھر سدھارے ادھر کی دنیا ادھر کی ہے
قیامت آئی ہر یا اُکسی یہ آج کیسے سحر ہوئی ہے
مریضِ الفت کی روح تن سے روانہ پچھلے پہر ہوئی ہے
تمام آفاق میں ہر شہرہ تمھیں بھی اس کی خبر ہوئی ہے
نہیں طبیعت میں اب وہ گرمی نہیں وہ آنکھوں میں طرزِ شوخی
ہمیں یہ ثابت ہوا مقرر تمھیں کسی کی نطنہ ہوئی ہے
کمانِ ملک گرم و سرد عالمِ ندے مجھے اتواؤ فلکِ غم
سپہرِ نالوں سے جل اٹھا ہر زمین اُشکوں سے تر ہوئی ہے
قبول کننا کرد ہمارا نہ جاؤ اس وقت تو حشر ارا
کہ دن ہیں گرمی کے دھوپ پڑتی ہے سور ہو دپہر ہوئی ہے
کبھی جو در تک میں اُنکے پہنچا تو مجھ کو دربان کی دی یہ لیکن
بلائیے نگے وہ ضرور تم کو ذرا تو بچھرو جبہ ہوئی ہے

کیا ہے جب نامہ چاک ظالم نے دل ہوا ہر بیان بھی کڑے
 بھرا ہے قاصد دہان سے پیچھے خبر ہمیں پیشتر ہوئی ہے
 خدا نے ایسا جمال روشن کیا ہے اُس مہر کو عنایت
 اٹھی ہے چہرے سے اُسکے کاکل تو شام کو بھی سحر ہوئی ہے
 نصیب دیکھو کہ ایک دن بھی مزاج اُنکا نہ ہم سے بدلا
 اگرچہ سو بار سے زیادہ ادھر کی دنیا اُدھر ہوئی ہے
 نیا یہ پیری مین ہو تکلف کہ لوگ صحبت سے بھاگتے ہیں
 برہنہ شمشیر بنگے ہم خمبہ رہ جب سے کمر ہوئی ہے
 تجھے ہر معلوم خاک زابہ کہ عاشقی مین ہر کیسی لذت
 یہ پوچھ مجھ سے کہ عمر ساری اسی مین میسر ہوئی ہے
 ہزار ہوا انقلاب عالم نہیں ہر مستون کو کوئی دہشت
 بھری ہوئی ہے جو دم سے کشتی یہ تیغ عزم کی سپر ہوئی ہے
 سپید ہو گئے ہیں جب سے یہ مین ہے ہن صد اکبات
 رہیگی غفلت کی نیند تا چند آنکھیں کھولو سحر ہوئی ہے
 نقاب چہرے سے اُسکے اٹھی مگر مین محروم دیداب بھی
 نصیب دیکھو ذرا کہ پردہ ہماری گردن ظنہ ہوئی ہے
 ہوئی جو آخر شب جوانی تو کیا رہا لطف شعر خوانی

زبان پر بند اپنی صفہ زخوش شمع سحر ہوئی ہے

ہوا کے گیسو و رخسار یار باقی ہے
 تہ زمین دل مجنون میں خار باقی ہے
 فقط ہماری ہی صورت بدل گئی در نہ
 عدم کے چلنے کے سامان چکے ہیں سب
 نہ بند کرا بھی دوسرا اب ایسا قافی
 گردن مواخذہ دست جنوں سے کس کا
 مزار کو بھی وہ ٹھوکر لگا کے چلتے ہیں
 بتوں کو دیکھ چکے اب بسر ہو کئے ہیں
 مٹائے چرخ نے کیا قصر بادشاہوں کے
 کبھی تو قبر پر آفات کے کو اوپر جسم
 ہوا کے گیسو شکیں نہیں گئی سے
 ہوا سے زلف نہیں ہے جرات دن میں
 ہنوز اگتی ہے خاک مزار سے نرگس
 چھٹے جو تنگی دنیا سے کیا خوشی اسکی

اگر یہ گردش لیل و نہار باقی ہے
 کہ عشق بیلی محل سوار باقی ہے
 وہی زمانہ وہی روزگار باقی ہے
 یہ دیر ہے کہ تیرا انتظار باقی ہے
 کہ بزم میں کوئی ایسا ہمار باقی ہے
 کہ پیر میں میں نہیں کوئی تمار باقی ہے
 مری طرف سے جو ملین غبار باقی ہے
 در اسی عرصہ جو پروردگار باقی ہے
 نہ کوئی نقش نہ کوئی نگار باقی ہے
 امید جسم کی زیر مزار باقی ہے
 ختن کو چھان چکے اب تمار باقی ہے
 حواس خمسہ میں کیوں انتشار باقی ہے
 کہ ہم کو حسرت ویدار یار باقی ہے
 ابھی لحد میں عذاب فشار باقی ہے

بغل میں طائر دل لیکے میں جلوں صفہ

سنا ہر یار کو شوق شکار باقی ہے

چاروں کی چاندنی تھی آشنائی آپ کی ہٹ گئی جسوت سینے سے دولائی آپ کی کس نے ملکر شہ سے منہ مٹی چھرائی آپ کی وصل دیکھا دیکھنی حباب جدائی آپ کی اتو کچھ شکوہ نہیں حسرت برائی آپ کی اس صنم مداح ہو سارخی الی آپ کی	کر گئی اندھیر برپا بوفائی آپ کی کیا کمون کیا کچھ فرسے لوٹے نگاہِ ثبوت نے سادہ ہوٹھ ہیں کیوں صاف کہہ دیا آہِ فصلِ خزان ہر رخصتِ فصل بہار یاد ہو کہنا کسی کا سر مجھ کا کر وصل میں شیخِ کعبہ تختب پر کلیسا برہن
--	---

رفتہ رفتہ حضرت صفدر رحمان پہنچا کلام
آسمان پر کل غزل زہرہ گائی آپ کی

وہ لیتے ہیں روز امتحان کیسے کیسے نگاہوں میں ہیں بوستان کیسے کیسے کیسے عشق نے امتحان کیسے کیسے بنائے تھے ہمنے نشان کیسے کیسے تہ آسمان آسمان کیسے کیسے کھلے ہم پہ رازِ نہان کیسے کیسے تیر خاک ہیں بوستان کیسے کیسے بنائے ہیں ہمنے مکان کیسے کیسے کھلے لالہ دارِ غوان کیسے کیسے	ستم ستم ہیں نیچان کیسے کیسے گلی اندام دیکھے جوان کیسے کیسے رہے ہر مصیبت میں ثابت قدم ہم نہ پایا مکان آسکا تاصد پھر آیا بناتا ہر روز دردِ دل اپنے مٹے جب سے عشق دہان و کمر میں گرے ہیں زمین میں جو گلفام لاکھوں ہر اک بیت ہر نام رہنے کو کافی میرے خون سے تیرے دہن پہ قاتل
--	---

<p>آجڑے گئے آشیان کیسے کیسے ہوے پیر اگر جو ان کیسے کیسے لبِ لعلِ مین در فشان کیسے کیسے ہوے باغِ صرّت خزان کیسے کیسے روران ہو گئے کاروان کیسے کیسے</p>	<p>تنفس میں پھنسے نغمہ سنجان گلشن اگر سیکہ بھی ہر فردِ دس ساقی وہ دیتے ہیں دشتِ نامِ اکھِ دسر یہ گلِ دہینِ ناخجِ جوانی پہ نازِ ان کہان ہیں وہ یوسفِ فناستے جو آگے</p>
---	---

کسی طرح صفدر کے تیور نہ بدلے
 سب نے یار نے امتحان کیسے کیسے

<p>انھاری دتگیری کرنے سے اور ارجی منھدی کھلا سر مٹی مٹ گئی پس گئی منھدی کہتے پاھنم میں غیسٹے شاید ملی منھدی لیے جی بھر بوسے وصال میں کام آگئی منھدی تمھارے بانوں کو چھو کر فلک کے سر چڑھی منھدی خوشی سے دستِ بستہ حاضرِ خد ہوئی منھدی رنگِ شعلہ طور آج ہو چکی ہوئی منھدی ترے ہاتھوں تو بجانِ اچھی رچی منھدی چمک کر نیچے رنگین میں بجلی بنگئی منھدی ترا سر نہ تری مٹی ترالا کھا تری منھدی</p>	<p>غضب تو قتلِ عاشق کے یہ پہلے ہی تھی منھدی غضب کا حسن ہر آئین بھی تم پر مرنی ہیں لہو ہو جو آنکھوں سے بہا جاتا ہر دل اپنا نصیبِ دشمنانِ سیتِ روپائی تھی وہ کیا کرتے نہیں نگِ شفق یہ ہکورشوں صاف ہوتا ہے ملو تو دنگ اسکو یا گاؤ دستِ رنگین ہیں یہ بیضا کر گیا ہاتھ کو کیا اس پر روج کے کسی کا پسینا تو پسینا دل بکھو کیا پروا گھٹا میں چھپا گئیں مٹی ملی تھے جو ہونٹوں پر بلا اندھیر کرتے ہیں غصہ خیز ہیں چاروں</p>
---	---

	<p>سحر تک وصل میں اُنکو یہی چلے رہے صفدر ابھی غارہ کبھی مسی کبھی سرمہ کبھی منھدی</p>	
<p>جو لیجائے شہین ناز سے خون جگر منھدی یقین ہے باغ میں کھا بہت خون جگر منھدی کئی شب لنگھی جوٹی میں لگائی تاسر منھدی لگی رہتی ہے دست یار میں دود و پر منھدی ہمارا خون مل کر تو آئے رنگ پر منھدی تری چھوٹی ہوئی گریبا تھکے اتھر منھدی مئے مضمون باندھو نہیں بھی باندھو کم از منھدی نہ گلشن میں اب بازار میں ہے خشک تر منھدی کمر میں کھلے تھوڑی سی لیے جانا مر منھدی ادھر سر مر ادھر مسی ادھر غارہ ادھر منھدی</p>	<p>ابھی کس شوق سے ملتا وہ شوخ فتنہ گر منھدی ملے گردن لگی میر وہ رشک قمر منھدی خوشی اُنکو بھی ایسی تھی مگر گھر صبح آنکلی نہیں منظور میر اقل اسکو یہ بھی جہلہ ہے اگر درکار شوخی ہے تو یہ تدبیر بہت ہے ملے نور شید بھی غارہ کے بدلے چہر پر جو دیکھوں دست رنگین کو طبیعت رنگ پر حینوں کی طبیعت آگئی ہے ایسی زینت پر وہ رنگین صبح ہے کچھ سناٹہ خط کے چاہے تحفہ کشاکش میں پڑا ہر دل کہ چاروں اسکے گاہک ہیں</p>	
	<p>ہمارا خون لگو پوچھتا ہے کون اس صفدر مگر شوخی سے کرتی ہے کبھی اس پر نظر منھدی</p>	
<p>اٹھی رخ سے جدم سحر ہو گئی نکیلی پلک نیشتر ہو گئی کہ دل کی ترپ نامہ بر ہو گئی</p>		<p>کھلی زلف شب جلوہ گر ہو گئی سنان اُنکی تر چھی نظر ہو گئی اتنی یہ کس کو لکھا خط شوق</p>

<p> وہ سفاک محشر میں آیا تو خلق نزاکت سے اٹھانے چوٹی کا بوجھ اٹھی اُنکے رخ سے جو زلف سیاہ گلستان میں نرگس جو بیمار بہت جلد راہِ عدم طو ہوئی نگاہ غنایت سے صیاد کی مصیبت سے مرکوزِ اغتالی شبِ وصل گزری ہو تم تمام ہوا اپنی آنکھوں میں عالمِ سیاہ عرق آگیا چاندنی میں انھیں اکیسی نغان بے اثر تھی تو تھی </p>	<p> ادھر ہو گئی کچھ ادھر ہو گئی یہ بچکی کہ دہری کمر ہو گئی ہماری شبِ عنم سحر ہو گئی یہ کس بد نظر کی نظر ہو گئی ہمیں خضر یاد کمر ہو گئی مری بے پری بال و پر ہو گئی اجل تیغِ عنم کی سپر ہو گئی سبیدی کفن کی سحر ہو گئی جو اُس مہ کی ترجیحی نظر ہو گئی قبا گل کی شبنم سے تر ہو گئی دعا میری کیوں بے اثر ہو گئی </p>
<p> کہے کوئی صفہ رسوئے بہت اٹھو آنکھ کھولو سحر ہو گئی </p>	
<p> کچھ اندون یہ عجب دہرِ چرخِ پیر ہو خدا کی شانِ اوی بہت میں تیرے دستِ نگر ترے جبینِ قیامت ہوا صنمِ تشقہ عجیب پیچ میں ایزد زلفِ بارِ پیچ ترے </p>	<p> امیرِ ہمسے ترے عشقِ بینِ فقیر ہو وگرنہ ہمنو زمانے کے دستگیر ہو اسی لکیر پہ بن سیکڑوں فقیر ہو ہزاروں ہمسے شردامِ بینِ اسیر ہو </p>

لگی نہ ہاتھ فقیری تو بادشاہ بنے	جو بوریانہ ملا صاحب سریر ہوے
کمان کشون کو ہوا ڈیرہ تیری ناوک کا	کہ سہم سہم کے چلو نہیں گوشہ گیر ہوے

یہی تو لوگ ہیں دو ایک شاعر و صفدر

میان اسیر ہوے حضرت امیر ہوے

امید کمان ہو وہ کبھی شاد کرینگے	ہم خاک بھی ہونگے تو وہ ہرباد کرینگے
دیوانہ وہ ہوں مجھ کو بت یاد کرینگے	تیار جو بٹیری کوئی حرا د کرینگے
تم دل میں نہ اندیشہ کرو کچھ کہ دم خشر	غیروں کی ہم اندر سے فریاد کرینگے
الفت قد جانان کی یہی ہر تو پس گ	آرام تہ سایہ شمشاد کرینگے
یہ حال تمھارا ہر تو غربت میں پہنچ کر	ایراہل وطن کیا تھیں ہم یاد کرینگے
ناون کے سو شغل نفس میں نہیں لیکن	ہو جائینگے چپ خاطر صبا د کرینگے
میں غیر جو چلتے نہیں کہنے پہ تمھارے	ہم کو کہنی صورت منہ باد کرینگے
تینغ مرہ یار کی کھینچیں گے جو تصویر	ہاتھ اپنے قلم مانی و ہزار د کرینگے
یہ سختی جان ہر تو یقین ہو کہ دم فوج	شکوہ ملک الموت سے جلا د کرینگے
سو دے میں ترمی لہکے پھر رہے ہوں	اب حسانہ زنجیر کو آباد کرینگے
عید آتی ہر مشہور جہان ہر خبر قتل	یوں اپنے اسیر و نکو وہ آزاد کرینگے
وہ بیکس و ناشاد ہیں دنیا سے جلا ہوں	افسوس مرے حال پہ جلا د کرینگے
جنت میں بھی حسرت ترکہ کوچے کی رہیگی	ہم اور فراموش تری یاد کرینگے

نکاح

لکھینگے جو کوئی صفت چشم میں ہم شعر	ہر فہم جنھیں آنکھوں سے وہ صفا کرینگے
آیا تری رحمت کا اگر دیر میں مذکور	بت بھی طلب حسنِ خدا داد کرینگے

بے حل ہوئے مشکلِ زہیگی کوئی صفا	ہر امر میں جسدِ رمی ادا کرینگے
---------------------------------	--------------------------------

ترے گدا کی مشامِ جان میں طمع کی بوجھ بھی نہیں گئی ہے
 ہری ہے لوثِ جہان سے دہن یہ گردِ چھو بھی نہیں گئی ہے
 نگاہِ عاشق کی اُسکے عارض کے ردِ بوجھ بھی نہیں گئی ہے
 یہ گردِ دامن کو اُس پری کے ہنوز چھو بھی نہیں گئی ہے
 جو بعدِ مدت کے آگے ہو نہ جاؤ جلدی ذرا تو ٹھہرو
 ابھی تو نظروں سے دیکھ لینے کی آرزو بھی نہیں گئی ہے
 نہ اتنا غبروں کو منہ لگا دے لوگ صحبت کے کب ہیں قابل
 کہ جسکو کہتے ہیں ادبیت وہ انہیں چھو بھی نہیں گئی ہے
 یہ کون کتنا ہر قتلِ عالم سے دستکش ہو گیا وہ قاتل
 دہی ستم پر کمر بندھی ہے جفا کی خو بھی نہیں گئی ہے
 تجھی پہ مڑتا ہوں اجمد اسے میں جو کسی پوی کہاں کی
 پیامِ شادی کسی سے کبسا یہ گفتگو بھی نہیں گئی ہے
 جو لائے شیریں کو بیٹوں پر تو پیرزن سیر کرنے لے کچھ

بھ نہیں کو بہن کی دیکھی کسار جو بھی نہیں گئی ہر
 مرنے مقدر نے کیسی مجھ کو دکھائی عالی جنوں کی منزل
 وہاں میں اس عقل جا کے پہنچا جان کہ تو بھی نہیں گئی ہر
 قبائے گل تو ہر چاک لیکن مگر ہر بلبل کا پاس ایسا
 کبھی جن سے رفو گردن تک پہلے رفو بھی نہیں گئی ہر
 وہ شریکین آنکھ اُسکی صفدر رجا کے آئینے سے نہ کیونکر
 کہ آرسی ہاتھ میں ہر لیکن وہ روبرو بھی نہیں گئی ہر

کیا مریخ کو شہ فلک پر نیزہ بازی سے معاذ اسد کتنا طول رکھتی ہر شب و دریاخانہ ہر ہر دقت اور فرق نیاز اپنا کہاں چوپڑ کہاں شطرح یہ بین مشغل محفل کے ہوسے جاگے باہر کیا بر جی خوش حسینی کی کھلا نخت دل خون جگر ہنسنے غم کو عبور اپنا تھا بحر حادثات دہر مشکل پیری بن پیریان مجھ کی صورت بے آہن چڑھا جبے ارنبصوردی آواز خلقت کو شرف پیدا کرے کعبے کا سنگ آستان میرا	کہاں پہنچا نہ تیرا ترک غمزدہ تر کنازی سے سر مود کم نہیں یہ تیرے گیسو کی درازی سے ادا سجدہ ہوا مسجد میں ایسا کنازی سے انھیں فرصت نہیں ہر ایک دم بھی تیغ بازی سے کرے تو یہ سکندر چاہیے آئینہ سازی سے حلیل اسد کا رتبہ ملا مہمان نوازی سے کیا قافل نے بڑا پار شمشیر حجازی سے بیابان تک تری زلف سا پہنچی درازی سے بلندی کو کسی بہتر ہی ایسی سرفرازی سے قدم رنج کر جو سن دردم مہمان نوازی سے
--	--

<p>تو ن کے حسن میں اسد کا جلوہ نظر آیا ہمارا دم میں بٹیرا پار کر دے بھرستی ہے شکم کرنا نہ بندوں پر اگر تجھ کو سزا ملتی بتان ہند کو کیسا جمال اس نے بخشا کہیں ملکِ سلیمان ہے بہتر ملک دل میرا کہیں مین حسن میں بہتر حیدان طرازی ہے ہوا ہی جیسے مجھ کو عشق سلطان حجازی ہے</p>	<p>حقیقی عشق پیدا ہو گیا عشق مجازی سے تو ق ہو یہ اے قائل تری تیغِ جہازی سے تری نخت بڑھی اے بت خدا کی بے نیازی سے کہیں مین حسن میں بہتر حیدان طرازی ہے ہوا ہی جیسے مجھ کو عشق سلطان حجازی ہے</p>
---	---

یسر و صل تو ہو ہو اس ماہ سے صفدر
رزتا ہو گردلِ چرخ کی نیرنگ سازی سے

<p>اس آنکھ میں سرمے کی تحریر نظر آئی چہرے پر ترے خط کی تحریر نظر آئی اس فتنہ عالم سے کیوں عشق کیا بننے شام شبِ فرقت جب بننے نہ ہو دیکھا مخفل بھی حسینوں کی یا کوئی مرقع تھا موسیٰ کی طرح غش میں ہم دیکھے وہ چہر کچھ کھا کے مرین چھوٹن فرقت کی مصیبت سے شب دیکھ کے وہ گیسو زنجیر سحر پہنی دور یا پہ جو میں پہنچا گیسو کے تصور میں پھرتے ہوئے اُنکے جب میر لطیف کو دود</p>	<p>یامست کے قبضے میں شمشیر نظر آئی یا سورہ یوسف کی تفسیر نظر آئی دیکھا تو ہمیں اپنی تفسیر نظر آئی چلتی ہوئی گردن پر شمشیر نظر آئی جو شکلِ نطنز آئی تصویرِ نظر آئی کیا برق تجلی کی تنویر نظر آئی بہتر نہ کوئی اس سے تدبیر نظر آئی کیا خواب پریشان کی تعبیر نظر آئی جو موجِ نظر آئی زنجیرِ نظر آئی پھرتی ہوئی کیا مجھ کو تقدیر نظر آئی</p>
---	---

<p>چپ لگ گئی ہر جگہ اک عالم حیرت ہر دیکھی جو سپر اسکی ہم ابرسہ سمجھے سمجھا کہ مری صورت وہ قیدی الفت میں جبران مری صورت وہ بھی دمِ خصت میں چاندی کا درق ابرت ہر صبا جین تیری اس تن کی خرابی کا بھی صیان ہمیں آیا دیوار سے سر پھڑا موج اگئی چشت کی اس زلف مسلسل کی دت سین کا</p>	<p>کسی یہ مرتع میں تصویرِ نظر آئی بجلی سی چمکتی وہ شمشیرِ نظر آئی سونے کی گلے میں جب زنجیرِ نظر آئی تصویر کے پہلو میں تصویرِ نظر آئی قشقہ نہیں سونے کی زنجیرِ نظر آئی ٹوٹی ہوئی جب کوئی تعمیرِ نظر آئی جسمِ درجائان کی زنجیرِ نظر آئی جو سطر لکھی ہمنے زنجیرِ نظر آئی</p>
--	---

ہر ایک زمین میں ہم سرسبز ہو صفہ
افتیم سخن اپنی جاگیرِ نظر آئی

<p>چمن میں عبث جستجو تھی کسی کی کسی گل کو ہنسنے نہ سونگھا نہ دیکھا اڑائے مرے ہوش فونے جو اگر کمون کیا مجھے کیسی ملتی تھی لذت امیر و نیکو بھی اسکی محفل میں دیکھا ہر اک بات میں اتہو گالی ہو لب پر وہی ہم میں جو شیریاں بننے ہیں اب</p>	<p>زنانِ جامہ گل میں بو تھی کسی کی سدا تیرے کب آرزو تھی کسی کی مگر اے صبا تجھ میں بو تھی کسی کی زبان پر جو شب گفتگو تھی کسی کی نہ غرت نہ وان آبرو تھی کسی کی نہ بگڑی ہوئی ایسی خوش تھی کسی کی کبھی زلف طوق گلو تھی کسی کی</p>
--	---

وہی دن کچھ اچھے تھے اگر چشمِ حسرت بہت ہنسنے ماہِ دوہفتہ کو دیکھا بھری تھی جو خوشبو سے معراج کی شب نہیں جانِ ہر سے وقف ہیں لیکن نماز نہیں کیوں بھول پڑی نہ ہر دم بجائے جو رستے میں کشتے ہوں ہر سو	نہ دل تھا کسی کا نہ تو تھی کسی کی وہ تصویر تو ناگلو تھی کسی کی مگر کاکل مشکبو تھی کسی کی ردا رہن جامِ سبو تھی کسی کی مجھے یاد وقتِ وضو تھی کسی کی نظر سیر میں چار سو تھی کسی کی
---	--

نہ آتا میں بازارِ محشر میں کیونکر
کہ صفدر مجھے جستجو تھی کسی کی

گلرنگ ہوا دشت جو چھوڑے چھالے کیونکر نہ کروں دل میں حسینوں کے حوالے بھٹوڑا ہر غرزدن لگا لایہ بون نے سنتا ہوں کہ گلشتِ چمن کو وہ گئے ہیں ہر صبحِ وصل وہ اب ہو ہیں رخصت بازار میں ہیں آنہ سازوں کی دکانیں فرقت جسے کہتے ہیں وہ ہر سختِ مصیبت بے شبہ خطا کی جو دل میں بت لگایا	کانٹوں نے بھی بھولنے کی طرح رنگ لگا انداز نئے انکے میں اطوار نرا لے اب ہم سے غریبوں کی خبر لے تو خدا لے نرگس سے میں ڈرتا ہوں کہیں انکے نہ ڈالے آجائے جو ہر وقت اجل ہو جوا لے یوسف کو انکی نظر بد سے بچا لے دشمن کو بھی اسرارِ آفت میں نہ ڈالے خود ہمنے کیا شیشے کو تیر کے حوالے
---	--

جدر کا بھی کیا نام خدا نام ہے صفدر

<p>اگر تے ہوئے اس نام نے لاکھوں ہی سنبھلا شکوے سب اگلے پچھلے فراموش ہو گئے ویر و حرم سے آج جو روپوش ہو گئے امداد ایسے دل سے فراموش ہو گئے موت آئی اہل درد کو خاموش ہو گئے جتنے چراغِ نرم تھے خاموش ہو گئے کیسے وہ یاد ہیں کہ فراموش ہو گئے اک جلوے میں کلیم بھی بیوش ہو گئے بگڑا مزاج رند قبح نوش ہو گئے بارِ گران سے آج سبکدوش ہو گئے ہم خالی ہاتھ دیکے ہم آغوش ہو گئے وہ دلو لے کہاں ہے وہ جوش ہو گئے</p>	<p>پہونچے حضورِ یار تو خاموش ہو گئے کس ترک کے غضب سے درے شیخ و برمن اب ہکو بھول کر بھیجی ہ کرتے نہیں ہیں یا نو اتبو کاں ٹھنڈے ہو سو دھین سے باندھی ہو ایہ انجی گیسوے یار نے اقرار کچھ کیے تھے کبھی ہم سے آپ نے دیکھے ترا جمال یہ کس لنگہ کو ہر تاب کچھ ہم سے حالِ حضرتِ اعظمِ پوچھیے شکر خدا کہ خنجرِ قاتل سے سہ کٹا قاتل نے بڑھکے تیغ لگائی تو تھی مگر پیری میں نوجوانی کا پوچھو نہ ہم سے حال</p>
<p>صفدر بڑے رفیق تھے ہوش و ہوسِ صبر سب رذر سحر دیکھ کے روپوش ہو گئے</p>	
<p>جان آنکھوں میں ہر عشق کے بیمار و نکی کعبہ پوشاک کیوں پہنے غزا در و نکی کس قدر جلد ہر نازک تر خسار و نکی</p>	<p>کچھ خبر بھی ہر تمہیں اپنے گرفتار و نکی خونِ ایمان ترے ابرو کیما ای کا فر پڑ گیا نیل تصویر میں بھی بوسہ جو دیا</p>

<p>بدلے تو مرے دوست کہ تلوار چلی سرگین آنکھوں کی الفت نے دکھایا یہ اثر ہم جو گریاں ہو وہ کھینچ کے تلوار آیا اب رحمت کا غضب کچھ قاتل میں ہے جو نورِ عشاق تو کیا لیتے ہیں گیسو بھی صنم دشتِ وحشت کو دیا ہر مری دشتِ فروغ رحمت اُسکی جو اٹک دیا بھی چہرے نقا زاہد و ن کو یہ کہاں دلی صفائی حاصل</p>	<p>چھٹ گئی سامنے سے بھیر خریدار دلی خون سے لال زبانیں ہوئیں تلوار دلی کتنی جاذب ہر کند آنسو و نکلے تلوار دلی جسٹ دیکھتے بوجھارے تلوار دلی دونوں ہاتھوں سے بلائیں تیرے خسار دلی نوک رکھ لی ہر مگر آبلوں کے خار دلی بیگنہ دوڑیں خوشامد کو گنگار دلی ایک نے صحبت اٹھائی نہیں میخوار دلی</p>
--	--

دردِ دل زخمِ جگر ہے تیرا رشکِ عدد
ہاے کچھ حد نہیں صفدر تیرا آزار دلی

<p>ہمارے جو وہ گل سیر کو گلزار میں آئے ہو اے یار میں آیا نہ دلوں میں کر بھی عجب اُحت ملی کچھ دین دنیا کی نہیں پر عوضِ جہاں کے لاکھ دلوں پر پہلو یہی راہ درویش اپنی ہی خشک عالم میں ہمارے دلوں پر اہل دنیا سے تنفر، ہر ہمیں پر دہارا سر جوٹ جا تو کٹ جا</p>	<p>ابھی تو جانِ تازہ مرگس بیمار میں آئے تر بکرِ خلد سے پھر کو جہِ دلدار میں آئے جنوں کے سایے میں پہنچے بُری کار میں آئے ترپے کا فرہ تب فرقتِ دلدار میں آئے بیابان میں کبھی پہنچے کبھی گلزار میں آئے یہ وہ صفت نہیں خلوت سے جو بازار میں آئے تھکے بازو نہ قاتل کا نہ بل تلوار میں آئے</p>
--	--

<p>ابھی تک نہیں ثابت کہ کس دربار میں آئے یہ ساتھ آبلون کو دادی چار میں آئے غضب آئے جو رحمِ سدم مزاج یار میں آئے چلے تو موج پا لکک خوش فقار میں آئے کہیں وجہ نہ تیری جبہ ستار میں آئے کہ بادل کیسے کیسے جھوم کر گلزار میں آئے گل تازہ کی خوشبو جسکے باسی یار میں آئے ہوا سے اڑ کے درے روزن یوار میں آئے کہ لیکر برگ گل منع چمن نقار میں آئے اکہی رحم آنا تو مزاج یار میں آئے</p>	<p>ہیں عاشق جو بہت ہوئی لیکن غفلت جنون کانٹے جو پیامین تو ہم سیراب کردینگے بڑی شکل سے اسکی تیغ کے سائے میں پہونچے کسی کی کیا چلیگی اس خرام ناز کے آگے جو میخانہ آتا ہو تو اوزار اہر سمجھ کر آ نہ کر اب یہ درو جہام میں بہر خدا ساقی کسی ہو سکے کیا وصف اس گلانی نزاکت کا رسائی اس کے گھر تک خاک بنے پر ہی باقی نہ لایا پھول کوئی میری سرت پر تو کیا پڑا دم آخر وہ پوچھے شک سیر اپنے دہن سے</p>
--	---

دم سے آ کے ہم ہستی میں پچھتا میں جو
کہ کھاتے ٹھوکر بن کس راہ ناہموار میں آئے

<p>ضیاء قمر کی سحر تک مگر جبین میں رہی مڑپ وہی لبتیاب کی زمین میں رہی کہ رات وصل کی تھوڑی نہیں نہیں میں رہی نہ پوچھو بحث جو بان بان نہیں میں رہی چٹھری نہ پھولوں کی کب تازہ زمین میں رہی</p>	<p>خوشی جو شام سے یا درخ حسین میں رہی بس فنا بھی نہ کبخت کو فساد آ یا خدا کے واسطے اترو نہ کیجیے انکار وہ سیر قتل کو اٹھے تو دوست دشمن میں پسند انکو رہا روز ایک رنگ نیسا</p>
--	---

۱۱

ہوا کے گیسو میں کیوں نہ دیکھیں عالم میں اتاری تو نے انگوٹھی جو اپنی انگلی سے شبِ فراق پکارا بہت صدا بھی ندی ترے مریض کو فرصت کہاں طبیعت سے جہانِ تنگ میں تنگی ہو جس جگہ دیکھو ہزار طرح سے چھیڑا وصال میں انگو	کہ مشک کی نہ حقیقت دیا چین میں رہی نہ ڈاک زیرِ نگین حلقہ نگین میں رہی نہ جانیں تو سرخِ چرخ یا زمین میں رہی نظر تلاشِ مسیح فلکِ نشین میں رہی کشادگی فقط اب شعر کی زمین میں رہی مگر حیا سے چاچشمِ شرنگین میں رہی
--	---

بجا ہو دعویٰ سیرِ جہان مجھے صفدر

کہ شکلِ حورِ مری چشمِ دور میں رہی

اکسی خیر کرنا گھر سے وہ برہم نکلتا ہو پیرا ہونِ حضرت دلی بے دست و کھنکھت میں کہوں کس کس کو قابلِ ہر داد اس کی قیامت ہو تو سے دل لگانے پر نہ ہوتا خفا ناصح زمانے کو جلا دیتا ہو جو اک جنبش لب سے عجب نیزگِ مرگ و زیست کا عشقِ بزمین تری لمبا سے سبیل گلے مل سکے کہتے ہیں ہوئی نالہ و افغان ہماری جانِ جانی ہو	افسا آتی ہو کسی آج کس کا دم نکلتا ہو جہان کوئی حسین دیکھا بس نکام نکلتا ہو کسی پر جان جانی ہو کسی پر دم نکلتا ہو میں اپنی جان کھوتا ہوں را کیوں دم نکلتا ہو اُسی رشکِ مسحا پر ہمارا دم نکلتا ہو اُسی سے زندگی اپنی ہو جس پر دم نکلتا ہو اسی سفاکِ عالم پر ہمارا دم نکلتا ہو بچو ای حسرتِ ارمان ہمارا دم نکلتا ہو
---	---

مبارک حور و غلمانِ شمع و دمِ غور و برہن

ہمارا تو کسی رشک بری پر دم نکلتا ہے	
<p>عجب انداز سے وہ فتنہ عالم نکلتا ہے ترے محشر خرامیٰ میں عجب عالم نکلتا ہے ہمارے جوشِ حشمت میں عجب عالم نکلتا ہے ترے کوچے سے رسوا ہوا کہ عالم نکلتا ہے ابھی سے اسکی جنون میں نیا عالم نکلتا ہے سو عشاق جیٹے قاتل عالم نکلتا ہے ترے بیباختہ پن میں بھی اک عالم نکلتا ہے زمین سے دیکھنے کو جسکے اک عالم نکلتا ہے تمھاری چشمِ شرم آگین میں عالم نکلتا ہے</p>	<p>ہری کا حور کا جلی ملک کا دم نکلتا ہے اداسے ناز سے چلنا جھکنا جھومنا رکنا گریبان پر پر پر چاک میں استین مگرے ہمیں پر کچھ نہیں ہوتوں یہ بدنامی دلت شباب اس فتنہ کم سن کیا ہو گا خدا جانے خوشی سے نقد دل دیتے ہیں جان بزرگ کرتے ہیں یہ سی ہر نہ کا جل ہر نہ نشان ہر نہ منحہ ہی قیامت میں یہ کس پر وہ نشیں کا عام جلوہ کیفیت ہوگی آنکھ میں حورانِ جنت کے</p>
نہرا روں مہ جبین دیکھے مگر اس شوخ میں جھنڈر	نہرا لی آن پیدا ہے نیا عالم نکلتا ہے
<p>گمان ہوتا ہے سب کو نیرِ عظم نکلتا ہے کہ برجِ سنبلیل سے نیرِ عظم نکلتا ہے کہ جیسے آسمان پر نیرِ عظم نکلتا ہے آسمان میں آکے جیسے نیرِ عظم نکلتا ہے کو اکب چھتے ہیں جب نیرِ عظم نکلتا ہے</p>	<p>مرے دماغِ دل سوزان میں عالم نکلتا ہے رخ روشن کو زلفِ نین جو دیکھا یہ ہوڑا تھا سحر کو بام پر بیٹھے ہیں وہ کس شایعہ اگر رقیب روئی کے گھروہ جا کر اس طرح نکلتا حسنانِ جان کو کیا فرغ اس کے مہر آگے</p>

<p>سحر کی قوت جیسے نیرِ اعظم نکلتا ہے کہ ہنگامِ سحر ہی نیرِ اعظم نکلتا ہے</p>	<p>مور گلگون سے عالم ہر آنکے رُخِ روشن کا شبِ فرقت ہمارے گھر سے جاہرِ خدا ہو</p>
<p>ہماری ایک دو غزلین بھی صفِ صبر و جہدِ ہمتی ہیں جہانِ مطہر سے چھپ کر نیرِ اعظم نکلتا ہے</p>	
<p>تری شمشیرِ مینِ سفاک جو دمِ خم نکلتا ہے بہ نو آسمان پر دیکھ لو پر ختم نکلتا ہے دہانِ بنتی مینِ زلفِ گیسو و نکاحِ خم نکلتا ہے کہین تیر و کج طئے سے کمانِ کاخم نکلتا ہے کہ پھر شانہ ہوا زلفِ رسا کا خم نکلتا ہے کہین عالمِ مینِ چو خُشک کا بھی خم نکلتا ہے نکلتا ہے جو پیرِ شانہ سرِ ختم نکلتا ہے</p>	<p>بلالِ چرخ گردانِ مینِ یک عالم نکلتا ہے خدا کر حسنِ دو چاہیے جھکنا تو اضع سے یہاں شبِ بھرِ دل صد چاکِ بچِ قوایا ہے موت کر کیا ہو کج طینت کو صحبتِ بازو کی دلِ عشاق جو ابھے مینِ انکی خیرِ مویا رب بڑھاپے مینِ کبھی پشتِ و تاسیدِ جی ہمتی پر ز ادانِ عالم کر سیکنگے ہم سہری کیونکر</p>
<p>عجب امید ہو قافل سے صفِ درِ رازِ باریکی کہین تیغِ نگاہِ ناز کا بھی خم نکلتا ہے</p>	
<p>مگر کہنے مینِ جسکو یا صادق کم نکلتا ہے تبوئے گیسو پر خمِ مینِ پھسکر کم نکلتا ہے ہماری آنکھ سے آنسو بھی اتبو کم نکلتا ہے نہو کوئی ہون جس دلیلیں ایسا کم نکلتا ہے</p>	<p>کوئی دلسوز بنتا ہو کوئی بہم نکلتا ہے عجب یہ دمِ دلکش ہو کسی کا طائرِ دل ہو نکلتا حشرِ دارمان کا دل سے دل مین کسی مینِ کوئی ارمان ہو کسی مینِ کوئی حشر ہو</p>

د فورضعف سے نالہ بھی اتبو کم نکلتا ہے	گئے وہ دن کہ ہم اک ہ سے گردون ہا تھے
مگر اُس حیلہ گر سے اصل طلب کم نکلتا ہے	بظاہر خوشی خاطر تواضع پیار کی تاہن
جہان میں اتف اسرار و جد کم نکلتا ہے	بہت کثرت سے ہن علم و فن کے منتی لیکن
زبان سے اپنے حرف مدعا بھی کم نکلتا ہے	شکایت کا تو کیا نہ کو رسفاس کے آگے

خدا کا شکر سب اہل سخن کہتے ہیں خوش ہو کر

غزل میں تیری صفہ شمع ناقص کم نکلتا ہے

ہزار افسوس دے آج اپنے غم نکلتا ہے	بڑا پہلو نشین چھوٹا پڑا جہدم نکلتا ہے
بڑے ہنگامے سے اپنا دل پر غم نکلتا ہے	ہزاروں حسرتیں ہر نہ میں لاکھوں تنہا ہیں
کھونٹن خوشی نہ سے تو نطف غم نکلتا ہے	بہا بہ ہر دل ایسا بچ دغم سے ہر جانان
خوشی آتی ہر دین سے بچ دغم نکلتا ہے	وصال یار کا دن ہر شب فرقت کی ہر رخصت
کہاں آفاق میں کوئی دل پیغم نکلتا ہے	کوئی آفت رسیدہ ہو کوئی ہر مبتلا غم
خوشی جسکو سمجھتے ہیں وہ آخر غم نکلتا ہے	جہان کی شادمانی کا مال اچھا نہیں دیکھا
لحد سے بھی ہمارے نالہ پر غم نکلتا ہے	اثر بچ والم کا بعد مردن یہ رہا باقی
کسی کا طائر دل ہوا سیر غم نکلتا ہے	کوئی دیکھا نہیں آزاد اس دم مصیبت سے

فسانہ ہو حکایت ہو سخن ہو شعر ہو صفہ

تیری ہر بات میں پہلو درد و غم نکلتا ہے

تڑپتے ہیں ہزاروں سیکر وں کا دم نکلتا ہے	قیامت ہر جد مرده قائل عالم نکلتا ہے
---	-------------------------------------

تصدقِ خوشی پر سیکرِ دل سیکرِ جان پس دنِ ایفت ہو کسی رشکِ مسحا کی غریز و نہیں نہیں مطلق محبت آزما دیکھا قیامت تک جانی نہیں مہرجا تاہی موجود کا چنار آگتا نہیں ہر سالِ نبی خاکِ تربت سے تمھاری لہٹ پہ چاں پر نہیں قطرِ بسینے کے	وہ قفل سے ہمارے کیا خوش و خرم نکلتا ہو کہ اپنی خاک سے بھی بچے مریم نکلتا ہو فقط اک رشتہ الفت ہی مستحکم نکلتا ہو ہمیشہ جامِ محفل میں ذکرِ جم نکلتا ہو زمین سے دستِ حسرت یہ بٹے ماتم نکلتا ہو دہانِ افعی خوشخوار سے یہ سہم نکلتا ہو
--	--

ہر اک آگاہ اسرارِ حقیقت سے نہیں

ہزار و نہیں کوئی اس از کا محرم نکلتا ہو

اگر آغازِ الفت کا بغیر انجام ہو جا ہمارا خانہ دل سے اگر نکلے کوئی حسرت کریے وہ آرزو ملنے کی اس شوخ شکر سے تمھاری محفلِ عشرت ہو یا گردشِ بانگی کسی پر نشین پر سطحِ مرنا نہیں اچھا مٹے ہو شُب و صلتِ رفیقہ کو شُب و فرت بہت رہتی ہو محبت زلف کو خیارِ روشن سے بنائے اسیلے رفیقین اس صیاد بچند کے	تمھارا نام ہو پیا کر ہمارا کام ہو جا تو فرطِ غم سے پہلو میں عجب کمرام ہو جا جہان میں عمر کا جسکے بادلِ جام ہو جا کسی کو کامیابی ہو کوئی ناکام ہو جا کہ اپنی جان جا اور کوئی بدنام ہو جا کبھی ایسی بھی یا رب گردشِ یام ہو جا عجب کیا ہو یہ کافرِ دخلِ سلام ہو جا کسی کا مرغِ دل شاید اسیرِ دام ہو جا
---	--

وہ اپنے حسن پر نازان میں کیا پروا نہیں اسکی

کوئی رسوا ہو مقدر یا کوئی بدنام ہو جا	
رباعیات	
خلوت میں اُسے نہ انجمن میں دیکھا	صرا میں نہ دیکھا نہ چمن میں دیکھا
دیکھا جو بغور رہنے اُس یوسف کو	اپنے ہی حجاب پر بہن میں دیکھا
رباعی	
فرقت میں کسے ہمسے کنار انہوا	دل کو بھی کبھی ساتھ گوار انہوا
اِس فتنہ عالم کو جٹ لیتے ہو	کیا ہو گا کسی کا جب ہمارا انہوا
رباعی	
دل پہلے تو عیش و صل سے شاد رہا	پھر فرقت و دلدار میں برباد رہا
اب رہتے ہیں اس میں غم و اندوہ الم	اُجڑا بھی یہ کبخت تو آباد رہا
رباعی	
ان ظلم شعارون میں ہر قاتل تھا	دل دیکے بناہ چار دن مشکل تھا
صدے سے الفت میں مگر آہ نہ کی	یہ حوصلہ میرا تھا یہ میرا دل تھا
رباعی	
غفلت میں گزر گئی جوانی افسوس	کچھ قدر شباب کی نہ جانی افسوس
وہ دلوں اب خزان پرری کیان	افسوس بہا زندگانی افسوس
رباعی	

گلزار جہان کا کیا تماشا دیکھوں	اشک شبنم کہ گل کا ہنسنا دیکھوں
شکل گل رعنا میں نظر میں شب و روز	دو روز کی ہو بہا کیا کیا دیکھوں
رباعی	
وہ لطف چمن وہ سیر گلزار کمان	وہ نغمہ وہ محوہ نغمہ وہ یار کمان
پیری نے تمام کھو دیا حسن شباب	وہ ناز کمان وہ ناز بردار کمان
رباعی	
ہم خوب سمجھتے ہیں تمھاری باتیں	دکھلانے کی ہیں فقط یہ ساری باتیں
منظر رہی جلوہ نثرانی جسد	الدر سے تمھاری پیاری پیاری باتیں
رباعی	
جو لوگ گزر گئے انھیں یاد کریں	یا الفت خوبان پر نیراد کریں
ہر دم ہو جو مریاں و حسرت صفہ	فرصت اتنی کمان کہ دل شاو کریں
رباعی	
جو مرتبہ دروالم جانتے ہیں	دنیا کی بقا کو کالعدم جانتے ہیں
بیدرد کو درد کی کمان ہو لذت	جو ذائقہ اس میں ہو وہ ہم جانتے ہیں
رباعی	
آہیں رخ سے اٹنے نقاب توبہ توبہ	وہ ہم سے ہوں بے حجاب توبہ توبہ
یہ آہ و فغان یہ بقراری ہو عیش	ای دل نہ کرا اضطراب توبہ توبہ

	رباعی	
ہر ایک کے دل کو آرزو تیری ہو کبھی میں تلاش چار سو تیری ہو		عالم کو جہان میں جستجو تیری ہو تب خانے میں ڈھونڈتے ہیں ہندو بنگو
	رباعی	
فردوسی کی روح منکے بلبل ہو جاے محفل میں چراغِ انوری گل ہو جاے		گلزارِ مضامین وہ کھلے غل ہو جاے وہ طبع رسا سے پڑھکے فسون بھوکو
	رباعی	
وہ ظلم و ستم سننے کی طاقت نہ رہی وہ دل نہ رہا وہ اب طبیعت نہ رہی		اب ہم کو حسینوں سے وہ ہفت نہ رہی ہمراہِ جوانی کے گئے جوشِ خروش
	رباعی	
منظور تھی جسکی پاسداری نہ گئی زینت میں بھی اپنے خاکسار بن گئی		تھی نو سے تواضع جو ہماری نہ گئی کپڑوں میں ملا عطر تو مٹی کا ملا
	رباعی	
آئینہ صفت نہیں صفا کی ہم سے منہ دیکھے کی ہی یہ آشنائی ہم سے		روشن ہر تمھاری کج ادائی ہم سے آنکھوں سے نہاں ہو تو دل سے اترے
	رباعی	
مجھ سے نہ ملو ملو تمھارا دل ہو		قدرت تمھیں وصلِ ہجر میں حاصل ہو

مجبور ہوں میں غریب مختار ہوں تم	آسان ہوں تمھیں سب مجھے سب مشکل ہے
رباعی	
انسرودہ ہو دل کمال اس گلشن سے	صرصر کی چلون میں چال اس گلشن سے
پھولوں سے مجھے خاک ہوا امید وفا	بیل ہوئی کیا نہال اس گلشن سے
رباعی	
آخر ہوئی عمر عشق کرتے کرتے	بیدم ہو دم بتوں کا بھرتے بھرتے
مشتوق و فدا دار نہ پایا صفدر	حسرت سی یہ حسرت رہی مرتے مرتے
رباعی	
دنیا فانی ہو زندگانی فانی	یہ ساز طرب یہ کامرانی فانی
صفدر کبھی فال بھی جو ہننے دیکھی	نکلا کلمہ یہی کہ فانی فانی
رباعی	
اس عمر میں ہننے اک زمانا دیکھا	گلزارِ جان کا سب نماشا دیکھا
ہمت میں مروت میں سخا میں صفدر	نواب کو ہر وصف میں یکتا دیکھا
رباعی	
مجلس میں جو سرکار کا جلوہ آج	درپردہ مرا نصیب چمکا ہر آج
اغراضِ حضور نے بڑھایا صفدر	ہر قطرہ دریا ہر آج
رباعی	

نواب سلامتِ زمین با جاہِ جلال دو نون کے محب شاد ہوں دشمنِ پاپ	صفدر کی دعا ہو یا خداے تعالیٰ میں شاہِ دوزیر دو نون مجلسِ میں شریک
--	---

رباعی

مجلسِ میں دعاؤں کا یہی جوش رہے صفدر کی ہر عرضِ حیدر صفدر سے	لازم ہے کہ کوئی زبان نہ خاموش رہے صحتِ نواب سے ہم آغوش رہے
--	---

خمیس بر غزل خسرو علیہ الرحمۃ

ابرو میں جو ہر تیغ کے آنکھوں میں ہر فسوگری اگرچہ زیبا ہے تو رشکِ تباہِ آذری	الہد حسن در برابرِ حیرانِ ہنِ حورِ پری خورشیدِ ماتھے سے نخلِ غارِ صفتِ ماہِ مشتری
--	--

ہر چند صفتِ بسکتم لیکن ازان بالا نری

ہر باتِ ہر جادو بھری دلکشِ سرکشِ شوہِ گری گل کیا مقابلِ ہوئیں غنچے کرین کیا ہمسری	پریوں کو غنچے پری حور و نگو نازِ جاکری تو از پری چاکتری و زبرگ گلِ نازکتری
--	---

دورِ ہرچہ گویم بہتری حقا عجائبِ دلبری

معتوقِ عاشقِ میں بہت جاری ہر رسمِ ستی دنیائیں ہوتا ہر کہیں اس درجہ بھی ربطِ دلی	رہتے ہیں برون ایجا لیکن نہیں جاتی دلی میں تو شدم تو شدم ہی میں تہن شدم تو جانِ شدی
--	---

تا کہیں نگوید بعد ازین میں دیکھ تو دیکھری

اگر غیرتِ شمسِ قمر تیرا سراپا دیکھ کر کی جستجو شام و سحرِ عالم کو دیکھا سرسبز	کہتے ہیں سب اہلِ نظر دیکھا نہیں ایسا بشر ہرگز نیاد در نظر صورتِ زرویتِ خوبتر
--	---

	شمسے ندانم یا قمر سے ندانم یا پری	
ہر دم تلاش حسن کی میں لیا اک دن نہ دم خضر طریق عشق ہوں ہر ملک ہر زیر قدم	پتھر مارا میں عمر بھر دیکھا عجب چھٹا انجھم آفا تھا گر دیدہ ام مرتبان و زریدہ ام	
	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیز دیگری	
آفاق میں شور ہو تیرا قلم حسن آستین لیکن تری صنعت کا میں بے اتحاف نہیں	کھینچیں میں تو سیکڑوں گلین حسین و جبین صورتِ گزشتہ قاش چین یا صورتِ یارم بہ بین	
	یا صورتِ کشتِ انجبین یا ترک کن صورتِ گری	
اُس فتنہ آفاق سے اک در صفہ نے کہا تا چند یہ جو رو جفا ہو جسم بھی لازم ذرا	اک عاشقِ وارفتہ ہر مدت سے تیرا بتلا خسر و غریبست و گدا افتادہ در شہر شما	
	باشد کہ از ہر خدا سو غریبان بگری	
مخمس بر اشعار اساتذہ فارس		
ز نعیم خوان الفت فرہ پیشیدہ باشی یزین بسان بسیل زالم طہیدہ باشی	ز ریاضِ نعم بدامن گلِ دافع چیدہ باشی دلَم از فراقِ خوش تو فراقِ دیدہ باشی	
	بر بہت غبار گشتم ز صبا شنیدہ باشی	
مرے بخت نے دکھایا مجھے ترا کو یہ بیان جو ترے مکان میں پہنچا تو بر آگے لے ارا	کہ کشادہ در تھاتیرا شب تار و ابر باران تو نجوابِ نابودی کہ من از رقیب پنهان	
	کفت پا تو بوسہ دادم ز خاشنیدہ باشی	

ترے ناز دلربا نہ کوئی میرے لیے پوچھے	وہ نئی نئی ادائیں وہ نئے نئے کرشمے
مرا دل ہی جانتا ہے جو مڑا اٹھائے یں	مہر من بددستی بسترِ قسم کہ روز سے
ز تو دیدہ ام ادا کہ تو ہم ندیدہ باشی	
ہوئی بحث عاشقین ہم ایک دوسرے	تو ہر اک کو تھایہ دعویٰ کہ ہمیں ناز کیجے
کہا ہنسکے آرسی نے غلط بین سب کے	مہر من بددستی بسترِ قسم کہ روز سے
ز تو دیدہ ام ادا کہ تو ہم ندیدہ باشی	
نہ وہ نقشے کی ترنگیں وہ میکشی کے جلسے	نہ وہ بھولی بھولی باتیں وہ پیار پیار عمر بے
سبب ملال کیا ہے جو خوش ہو کچھ ایسے	نہ تبسمی نہ رفرے نہ حکایت نہ حرفے
ز زبان بریدہ ناصح سخنی شنیدہ باشی	
دل غمزدہ میں اپنے جو ہو گئے غمگساری	وہ کہاں شمیم گل میں صفتِ وفا شعار
بخدا ہر ختم اسپر رہ درم جان نثار	دل من بگیر و بو کن تو اگر دماغ دار
گلِ باغِ آشنائی بہ ازین نہ چیدہ باشی	
غم و درد و رنج دارمان گئے عمر بھر نہ دے	جو قصا فریب کی تو نصیبِ حفتہ جاگے
کیے خوب چشم دے دم و سپین نظار	بچہ ناز رفتہ باشد ز جهان نیاز مند
کہ بوقت جان سپردن بسترِ سیدہ باشی	
وہ عجب مڑ کے دن کچھ کہ خوشی تھی محکوم	نہ خیال سحر جانان نہ کسی کا تھا مجھے غم
بڑھی ایسی بدگمانی کہ ہوا ہر اب عالم	دل ہر کو اب نیم پیش جو خود بد انم

	بر بہت گذشتہ باشد تو نیاز دیدہ باشی	
بخدا کہ آئے اُس دم تجھے قدر جان نثار وہ خوشی سے مسکرائے تجھے دیکھے جو کربا	جو ہماری طرح تو بھی ہو کسی پہ دلِ قربان ز جفا غشقا زان شوی کہ زماں پشیمان	
	کہ تو ہم ز جو رخو بان ستمی کشیدہ باشی	
تری بقیاریوں میں ہوا ہوں سخت عاری نہ کسی سے ہمدمی ہر نہ کسی سے دوستداری	کبھی ناکہ سحر ہو کبھی شب کو اشکباری بفراق آہ و زاری ہوصال بقیاری	
	بہ کجا بریم ایدل کہ تو آرمیدہ باشی	
عجب آرزو کردہ ہے یہ جان رنج و رحت کوئی راغب تو کل کوئی خواستگار نعمت	کوئی مبتلا غم ہو کوئی صرف عیش و عشرت منم وہیں مناکہ بہ خلوت و صالت	
	برخ تو دیدہ باشم تو درونِ یدہ باشی	
وہ جفا شعار اکدن مجھے مل گیا جو تنہا تو یہ حال سُنکے صفدر نہ بُرا کہا نہ اچھا	کہا میں نے درد دل ہر مرا قابلِ مدا بجراحتِ دل مانگی فشاں دگفت	
	کہ تو ہم ز خوانِ وِلم قدحی کشیدہ باشی	
	سلام	
سلامی وصف لکھنا چاہیے سبطِ پیمبر کا شہِ مظلوم کو غم تھا نہ اکبر کا نہ صغیر کا یہ فرماتے تھے شاہِ تشنہ لب تن شہادین	قلم ہو شاخِ طوبی کا ورق مہرِ شہور کا عجب معجزِ ناپر ذکر تھا اسدِ اکبر کا گلا مشتاقِ ہر آبِ دم شمشیر و خنجر کا	

<p>گرے گھوڑی سے جب مجروح ہو کر سیدو تلاطم تھا رجز خوانی عباس دلاور سے دل سپیر میں دوزخم تھے ناسور بڑھکر پس بجا دل نہ قاتل کا حرم کی آہ و زاری نثار شاہ دین کر کے کس کس شجاعت سے گلوے شاہ دین تھا بوسہ احمد مرسل کہا زینب سے شہ نے عازم گلزار حبت ہوں</p>	<p>زمین تھرائی برپا ہو گیا ہنگامہ محشر کا ہلاتا تھا زمین کر بلا نعرہ غضنفر کا کبھی فرزند کا غم تھا کبھی صدمہ برادر کا یہ کھلتا موم کی صورت جگر ہوتا جو تپھر کا فسانہ رنگیا عالم میں عباس دلاور کا اسے خیر سے کاٹا حوصلہ دیکھو سنگر کا شال بو گل اس باغ میں دفن ہو دم بھر کا</p>
--	---

نظر شام دسحر و بختن کی دستگیری پر
نہیں کوئین میں کوئی وسیلہ اور صفدر کا

<p>رہیگا تا قیامت ذکر تمشکل ہمیب کا چڑھایا سر سر نیزہ شہ گاروں نے سرور کا گمان اعدا کو ہالے میں ہوا ماہ منور کا اُداسی چھا گئی رنگ اُڑ گیا سلطان خان کا نہ بچا نا کسی نے مرتبہ سبط ہمیب کا ملاحزہ کا منصب ہاتھ آیا رتبہ حیدر کا نڑب کر جان یا شاہ کے ہاتھ نہ صفر کا عجب نقشہ ہوا تھا عابد بیار و مضطر کا</p>	<p>سلامی دہر میں شہرہ ہو اتیک حسن اکبر کا دکھایا دل دل زاروں نے پیغمبر کے دلبر کا نظر آیا جو زلفون میں رخ پر نور اکبر کا شہید کر بلا کا غم جو پہنچا چنچ چارم تک ہزاروں اشقیاء آمادہ انداز سالی بن علم لیکر کہا عباس غازی خوش قسمت تصور کیجیے اہل غراوہ دشت غربت میں و نور ضعف تن لاغر گل خیار پر مردہ</p>
--	---

ثناے شاہ نیردان کیا کسی سے ہو سکے صفدر خدا دو جان واقف ہے جو رتبہ ہے حیدر کا	
بحر اُمی پیش حق ہے رتبا حسین کا موسیٰ سے بڑھکے کیوں نہورتبا حسین کا ایسا خس خضر دونوں میں پرہیز مدح خوان مشہور ہے جہان میں جو محبوب کردگار ذرہ انھیں کے فیض سے ہوتا ہے آفتاب بھائی بھتیجے بھانجے سب گئے شہید مقتل میں لاکھ طرح کے حد سے مگر نوح شقی نرید کا دم بھرتی تھی ادھر فرزند فاطمہ بھیا پیر کا جانشین قدسی فلک پہ روئے ہیں حورین بہشت میں	روضہ ہے تاج عرش معالی حسین کا ہر نقش پا موجب یدِ بیضا حسین کا دم بھرتے ہیں فلک پہ مسیحا حسین کا سو جان سے تھا عاشق شیدائے حسین کا ظل خدا ہے پاک ہے سایا حسین کا خشکی میں ہے تباہ سفینا حسین کا راہِ رضا ہے بانوں نہ سر کا حسین کا نعرہ تھا اہل دین میں ادھر یا حسین کا رتبہ شکر دن نے نہ جانا حسین کا ماتم کمان کمان نہیں برپا حسین کا
صفدر نہیں ہے شبہ کچھ اسکی نجات میں محشر کے دن ہے جسکو وسیلا حسین کا	
بحر اُمی خاکِ خون میں ہے لاشا حسین کا بازو میں بیویوں کے رس بندھے ہوئے وہ بیکسی وہ یاسِ جگر وہ زخمِ تن	سر پہلے ہیں کاٹ کے اعدا حسین کا اونٹوں پہ سر برہنہ ہے کنبہ حسین کا وہ تشنگی وہ دھوپ میں چلنا حسین کا

<p>وہ تیغ آبدار و وہ حلقوم نازنین اک دن یہ ہو کہ جسم مبارک ہر خاک پر اک دن وہ بھاکہ آ کے گلستانِ نعل اٹھایہ شور گھوڑے سے عباس جب گرے حیدر برہنہ سر پہن گریبان نبی کا چاک</p>	<p>وہ پائے نحس شمر وہ سینا حسین کا کوئی نہیں ہو پوچھنے والا حسین کا روح الامین جھولاتے تھے جھولا حسین کا مارا ایسا فرات پہ ستا حسین کا یلے کے نام روتی ہو نہر حسین کا</p>
<p>صفدر کسی سے کام نہیں کوئی کچھ کہے سوجان سے ہوں عاشق شیدائ حسین کا</p>	
<p>نبی کے دین بے حجب علی گھر ہو نہیں سکتا زمانے میں کوئی حیدر کا ہمسر ہو نہیں سکتا افضیت میں علی کے نکتہ چین کوئی کیا قدر علی ممتاز ہیں بے شبہ گلزارِ پیمبر میں کرے کیا فرق کوئی ربیعہ شیر و شیر کا کہا حضرت نے فوج شام سے ہم کیا مکدر ہو پکارا شمر امی عباس تم بھی ابن حیدر ہو نخا ہو کر کہا غارتی کیا کہتا ہو اونا رسی بہت ساحل پہ شور شناریوں کی کہا اگر کہا حضرت نے ہونختار رو کو گھاٹ دریا کے</p>	<p>سلامی گھر میں اخل کوئی بے در ہو نہیں سکتا جھک کر زورہ نور شید منور ہو نہیں سکتا کلامِ اسد میں دخل سخنور ہو نہیں سکتا شجر سب ہیں مگر کوئی صنوبر ہو نہیں سکتا دو نیمہ بے پر جز ہل گوہر ہو نہیں سکتا غبار آلودہ رو ماہ انور ہو نہیں سکتا شرن بھائی کا کچھ بھائی سے کتر ہو نہیں سکتا کبھی قطرہ سمندر کے برابر ہو نہیں سکتا یہاں خمیہ تو اس سبطِ پیمبر ہو نہیں سکتا لعینوں فرق لیکن تیسے کوثر ہو نہیں سکتا</p>

ہو آئے زن میں اکبر بڑھکے ابن سعد چلایا	مقابل اس کی کوئی دلاور ہو نہیں سکتا
کہا سب نے سنا میں کس طرح تصویر غیب	کہ امت میں میں ہم خون پیر ہو نہیں سکتا
بھرے سمجھا کے اعدا کو کہا عباس شہ	بڑے یہ شگل دل میں موم پتھر ہو نہیں سکتا
کہا زینب شہ نے گھر لے یا سر کئے میرا	قدیم تسلیم کے جادو سے باہر ہو نہیں سکتا
سر پیر نیز پر پتھر برا عجاظ طاس تھا	کئے سے کبھی قرآن ازبر ہو نہیں سکتا
دے رو شاہ بیابانہ اکبر کے بھی لاشہ پر	کسی سے صبر یہ العز اکبر ہو نہیں سکتا
کہا شہ نے تمھیں عباس دین کی رضا کیونکر	آلتنا ہو جگر صبر ای برادر ہو نہیں سکتا
گلا جب کتا تھا شاہ کا یہ شمر کتا تھا	یہ خشکی ہر روان تیری سے خنجر ہو نہیں سکتا
گلے کی تھی صدا اس دم تو تھوڑا سا بلا پانی	سلوک تنہا بھی تجھ سے استمگر ہو نہیں سکتا
لکھا صفحہ نے اکبر کو نہ جین ہجو میں دم بھر	کروں کیا بے اجل وعدہ برابر ہو نہیں سکتا
چلے آ دیہاں جودنی رخصت لیکے بابا سے	بہن ارسی یہ کیا تیسے برادر ہو نہیں سکتا
کہا عابد نعش شہ پڑو غسل کفن کیونکر	رہا قید مخالف تین لاغر ہو نہیں سکتا
گلے میں طوق جو بھاری ہو یہ بار گراں	نجات کے سبب نچا مر ہو نہیں سکتا
کوئی اتنا نہ تھا جو حاکم فاسق کو سمجھا تا	ترا محکوم فرزند پیر ہو نہیں سکتا

غم شہ میں گریاں روشن گریاں صفحہ

رقم اسے مرے عصیان کا دفتر ہو نہیں سکتا

رطب اللسان مدح شہ نامدار میں

مضمون تڑپ ہے میں دل بقرار میں

<p>بیٹوں کا دماغ بھائی کا عہدِ رحم کی فکر مرنے چلا ہر شاہ کا فرزند نو جوان تعریف کیا ہوا کبر پوسٹِ جمال کی عباس کا نہ مثل نہ اکبر کا تھا نظیر کھینچی امام دین نے جو مصہامِ جدی اسدِ رمی صفائی دستِ شہِ زمان دم یکے مثل برقِ صفوں گزر گئے کہتے تھے شاہ وعدہ طفلی وفا کرد عرضی میں لکھا فاطمہ صغرائے شاہ کو چادرِ ملک نصیب نہ تھی اہل بیت کو ہو تخت پر زید لگن میں سرِ حسین</p>	<p>کیا کیا الم تھے شہ کے دلِ اغوار میں گنتا ہر سر و باغِ تنہا بہار میں بھولا تھا ایک گلِ چین و زگار میں یہ فرد سیکڑوں میں وہ یکتا ہزار میں بلبلِ شہری سپاہِ ضلالتِ شعار میں سوسو کے سر اڑا دیے ایک ایک اڑن جو ہر پہو قضا کے عیان و افتار میں یارِ ب نہ آئے فرق مرے اعتبار میں کب تک گنوں فراق کے دن انتظار میں بیوہوں کے منہ چھبائی تھی مہرِ غبار میں کیا دخل ہو مشیت پروردگار میں</p>
---	--

صفدر رعنائتِ شہِ عالی جناب سے

حسن قبول ہو سخنِ خاکسار میں

<p>آئی خزانِ ریاضِ نبی پر بہار میں ہنگامِ زرمِ چہرہ روشن حضور کا جا بنا زبانِ دکھاتے تھے موکے جان یون غازیوں سے درم و برہم تھی فوجِ شام</p>	<p>کیا کیا ستم ہوئے چین و زگار میں تا بان تھا مثلِ نیرِ اعظمِ غبار میں جا تا تھا مثلِ شیرِ ہر اک کارزار میں طوفانِ جسطحِ ہوتا طمِ بجار میں</p>
--	---

گرمی میں بھوک پیاس میں نصفت انہار میں	کیا کیا لڑے امامِ نرن کے رفیق و یار
چارہ نہیں ہر قدرت پروردگار میں	فرمایا شہ نے صبر مناسب ہر ایسی بہن
مجبور ہوں کہ دل ہی نہیں اختیار میں	آنسو بہا کے زینبِ مضطر نے عرض کی
ضیغِ ٹرپ رہا ہر ہمارا کچھار میں	کہتے تھے شاہ دلو کو قرار آئے کس طرح
کانٹے تھے پیاس دہن شیرخوار میں	پانی ملا نہ افسوس نہ ناشاد کام کو
تھی قتلِ شہ کی عید صفار و کبار میں	ہونچے جو ملکِ شام میں مظلوم کر بلا
لایا ہر دورِ چرخ ہمیں کس و یار میں	کس بھگیسی سے کہتے تھے دردِ گاہل بیت
بتاب و بتقار تھی زہرا مزار میں	زینب پچھا ٹرین کھاتی تھی بلی کی لاشیں

یارِ بے آرزو دہر کہ صفہ رہو روزِ خیر

خلِ حمایتِ شہ دالاتِ باریں

اک فقط رہ گئے ہم داغِ آٹھانیوالے	مجرئی شہ نے کہا بیگنے جانے والے
ایک مظلوم کے تھے لاکھ ستانیوالے	شامی و ردی و کوفی و عراقی و عرب
سرورِ خاقِ اکبر میں گمانیوالے	بھوکے پیاسے ہو کشتوں سے جا جا شہید
او دل بسطِ پیر کے دکھانیوالے	عمر سعد سے عباس دلاور نے کہا
تشنہ ہوں ساغر کوثر کے پلانیوالے	حیف ہو نہر سے سیلابِ سب خلقِ خدا
کیسے کیسے لڑے حیدر کے گھرانے والے	ایک اک دار میں چورنگ کیا دس دس کو
دیکھو یوں جاہلینِ فردوس کے جانیوالے	حرجو لشکر سے چلا ہاتھ غیبی نے کہا

<p>آتشِ تہا کی سے چین گے کیونکر شمرید رو سے کشتی تھی سیکھ نہ رو کر نہ پد رہی نہ برادر ہی نہ عمو سر پر شافعِ حشر کو دکھلایئے کیا رو سیاہ واہ نیزنگ فلکِ قتلِ یون یون نہ دہن</p>	<p>خیمہ آل محمد کے جلائیو اے رحم لازم ہے یمون کے ستانیو اے گے دنیا سے مرے ناز اٹھائیو اے شمعِ قندیلِ امامت کے بجھائیو اے لبِ اعجاز سے مروں کے جلائیو اے</p>
<p>شامل حال اگر فضلِ خدا ہے صفدر ہم کبھی ہن روئے شیر پہ جائیو اے</p>	
<p>مجرئی میدانِ ابنِ بوتراب آئی کوہی امی غرا دارو ادبے اب سنبھل چھو ذرا آج ملکِ شام میں ہے صبحِ محشر آشکار اشقیدائے تھے ہم شکلِ نبی کو دیکھ کر کر بلا میں زلزلہ ہے کابنتی ہے فوجِ شام کشتی تھی صغرا پھر کشتی ہے جوشِ انتظار حر نے اعدائے کہا سید یہ یہ جو دستم کہتے تھے قدسی کہ آنکھیں بند کر لو قدر سیدِ مظلوم پر کیا کیا کیے ظلم و ستم شاہ کہتے تھے ہر ہنہ سر پھر نیکیاں ہیں</p>	<p>ابج پر سچ شرف کا آفتاب آئی کوہی بزمِ مین ذکرِ شہِ عالیجناب آئی کوہی زینبِ ناشاد و مضطر بے نقاب آئی کوہی اس حسینِ نوجوان پر اثاب آئی کوہی کیا علمدارِ شہِ گردون رکاب آئی کوہی گر بلا سے میری عرشی کا جواب آئی کوہی خالمو اندر کا تم پر عتاب آئی کوہی سر بر ہنہ زینبِ عصمت مآب آئی کوہی یہ نہ سمجھے بے خبر روزِ حساب آئی کوہی ایک دن یہ بھی جہا نین انقلاب آئی کوہی</p>

<p>فرط غم سے انہیں تاب تم صفدر خموش کشت دل پر رنج و ماتم کا سحاب نیکو ہی</p>	<p>طبیعت بزم میں شقائق ہر نازک خیالوں کی جگہ ہر فاطمہ زہرا کے ولین رزو والوں کی خزان ہر عین فصل گل میں شہ گونہا لو کی و گیسو خم و خم وہ شان گھونگھروا لو کی بہا نہیں حشر تک شہرت رسی کی شہر والوں کی تصدق جن پہ پھیلے جان انکھیلن لو کی بلی تھیں خاک و خونین صورتیں یو جہا لو کی عجب صورت بدی گرجی گورے گورے گا لو کی شال آفاق میں ممکن نہیں ان بیٹھا لو کی عجبات ہوئی تھی نشکی سے خستہ حالوں کی وہ فریاد حرم وہ بقرا سی خرد سالاں کی ہلا دی تھی عرش کبریا آواز نا لو کی</p>	<p>سلامی روح لکھنا چاہیے قدسی خصالوں کی مجنون کو عجب رتبہ ملا آنسو بہانے سے چلے میں جان دے اکبر و قاسم جوانی میں علی اکبر کا وہ حسن جانی وہ رخ روشن زفیقا نشہ والاڑے کس کس شجاعت سے وہ چشم زگسی پایا لہو یوں ظلم اعدا سے پڑے تھے چار مغفل میں بے گور و کفن لا شہ مظلوم جب لا علی اصغر کو میدان میں جوانان حسینی و فوجرات میں یکتا تھے و فوراً توانی ضعف بیابانی پریشانی خیام شاہ میں یر پاتا تھا اک ہنگامہ محشر اسیران تم زندان میں جب فریاد کرتے تھے</p>
<p>زمین کیسی ہو دکھا دیتی ہر رنگ اپنا زبان رکتی نہیں صفدر کبھی صاحب مکا لو کی</p>	<p>چاروں ہر یہ ہوا باغ کھانیکے لیے</p>	<p>گلشن عالم میں سب آئے ہیں جانیکے لیے</p>

<p>منتظر بن سامعین آنسو بہانیکے لیے آئے ہیں قدسی وہاں نکھین بھانیکے لیے سب نعم و نرج و الم تھے آزمائیکے لیے جاتے تھے کس کس خوشی سے سرگنائیکے لیے برگ گل سے ہلکے لب مسکرائیکے لیے اور اُدھر ایہ دان تھا اک زمانیکے لیے تھا گلوے صغریٰ دان نشائیکے لیے سرگنائیکے لیے ہر جان جائیکے لیے ای فلک زینب تھی یہ صد اٹھائیکے لیے آئی تھی مقتل میں صرصر خاک اُڑائیکے لیے اک بہانہ تھا انھیں آنسو بہانیکے لیے</p>	<p>چاہیے ذکر شہدہ والا لڑلانے کے لیے جس جگہ ہوتا ہے وصفِ بادشاہ کر بلا حق تو یہ ہر امتحان صبر شہدہ منظور تھا غازیوں کے دل میں بھی کیا کیا شہادت کی سنگ خوش ہو اکبر دم آخر پدر کو دیکھ کر جانشین ساقی کو شہ پہ پانی بند تھا اک ذرا انصاف بھر خدا فرمائیے غازیاں فوج دین کہتے تھے کچھ پروا نہیں قید کی تکلیف بھالے عالم بیوقوف کا غم بیکسی شاہ پر رونا تھا ابرو نو بسا رہا ہنستے تھے ظالم تو رو دیتے تھے سجاد حق</p>
<p>ہستی مہموم کا حقد ر نہیں کچھ اعتبار ہو یہ نقشِ عالم فانی مٹانے کے لیے</p>	<p>ہستی مہموم کا حقد ر نہیں کچھ اعتبار ہو یہ نقشِ عالم فانی مٹانے کے لیے</p>
<p>کر بلا میں آئے تھے جنگل بسانے کے لیے کار ہا امت عاصی بنانے کے لیے دل دلا کے واسطے سر سناں کے لیے راہ حق میں نقد جان دل لٹانے کے لیے</p>	<p>شاہ نے چھوڑا مدینہ غم اٹھائیکے لیے قبلہ کو نہیں لے کیا کیا سے رنج و الم آنکھ رو کو زبان ہر بہرِ مدح بچستن کس خوشی سے آئے تھے مقتلینِ غازی کف</p>

اکبر و عباس کیا کیا جراتیں دکھلا گئے	رہ گئے نام و نشان باقی فسانے کے لیے
عابد بیمار رکو دیکھ کر سوے فلک	بیریاں لائے شکر جب پھانیکے لیے
تھے ہزاروں صدمہ و غم ایک جانِ ار پر	سیکڑوں جسم تھے اکہل کھانیکے لیے
شاہ بیکنے اٹھا یا صدمہ بے انتہا	ہم گنہگاروں کے عیساں بخشوانیکے لیے

سیرِ عالم کر چکے صفدر جلو سوے عدم

قافلہ تیار ہر دنیا سے جانے کے لیے

اشنہ خاصُ عام پر بجز ابھی ہر سلام بھی	جو ہر امام و دجھان ہادی خاصُ عام بھی
شاہ بہ جو فدائو انکے عجیب نصیب تھے	باغِ جناب بھی ملیگا رہ گیا انکا نام بھی
تھوڑے دنوں میں رویا ہو گئے غارت و تباہ	شمر بھی ابنِ سعد بھی فوج بھی شیرم بھی
ظلم کی انتہا نہ تھی ایک جسد کی واسطے	تیر بھی تھے کمان بھی نیزے بھی تھے جسم بھی
قاسم نامراد کو بیاہ کی کیا خوشی ہوئی	شادی کے اہتمام میں تھو کا تھا پیام بھی
ہوتے تھے غازیانِ دین یا خدا میں خدا	آتی تھی خلد کی ہوا لاتی تھیں عینِ حرام بھی
صبر کی انتہا نہ تھی شکر خدا تھا ہر گھڑی	بند تھا تین وزرے آب بھی اور طعام بھی
حرصِ جہاں کا ہو برا سیکر ڈنکو پھنسا دیا	دشمنِ دین کے پاس تھا دانہ بھی اور دم بھی
مر چکے جبِ فقر و یار شہ کا عجیب حال تھا	آنکھوں میں اشک بپڑا ہوا کس کے کلام بھی
دشتِ بلا کو دیکھ کر بھائی شہ نے کہا	یہ وہ زمین ہے جس جاگہ کوچ بھی ہر مقام بھی
خاک میں آہ ملیگا اکبر و جوانِ کاسن	عارضِ تابناک بھی گیسو مشکفام بھی

شکر شام سے کہا سبط نبی نے حیف ہو وشت بلا سے شام تک جا پہنکے بیربان اہل حرم جو ہر سحر چوتھے غم سے نوجہ گر کہتے تھے یہ امام دین رنج دالم کی حدیں ماتم شاہ انس و جان ارض و سما میں ہر عیا	قتل بھی کرتے ہو مجھے جانتے ہو امام بھی چل نہ سکے جو ناتوان فصاحت چند گام بھی روتے تھے انکے حال پر کوئی بھی اہل شام بھی تن سے جدا ہو سر کہیں قصہ ہو یہ تمام بھی جن ملک ہیں نوحہ خوان رو بہین خاص عام بھی
--	---

صفدر مدح خوان ترا اب یہ امید داری
خرد میں نوکر و کن ہو نام بھی اور کلام بھی

از ہجرتی حسین کی کہنا بارگاہ ہو حیران ہوں مجھ دکھائے گا محشر میں کیا نیرید اٹھا ہو کر بلا میں یہ طوفان ظلم و جور گھیرا ہو آگے شام کے شکر نے شاہ کو جاتا ہو ایک ایک ادھر سے رفیق شاہ اکبر کو دین امام کہ عباس کو رضا کس کس خوشی سے کرتے ہیں لایہ نثار نوریش و رفیق جتنے تھے سب قتل ہوئے میدان میں شاید بجا ہیں اہل کین بوکھلا کے کتے میں علی صغر کو شاہ دین	جس میں گدا کو مرہ بڑ بادشاہ ہو خون حسین خون رسالت پناہ ہو خشکی میں اہل بیت کی کشتی تباہ ہو ہالہ ہو گر پیچ میں زہر اکا ماہ ہو بلوہ آدھری فوج کا بید سپاہ ہو بازو کا ہو یہ دور وہ نور نگاہ ہو میدان قتل غازی کو عید گاہ ہو تہا امام رہ گئے اور قتل گاہ ہو انکی زبان پہ اشہد ان لا الہ ہو ششماہہ شیر خوار ہو اور بیگناہ ہو
---	--

<p>پیا سا ہی تین روز سے حالت تباہ ہے آمادہ قتل کرنے پر ہر کہینہ خواہ ہے خوف خدا بھی کچھ سمجھے اور دُشیاہ ہے ایسی جیسا رسول کی یہ دوسرا گاہ ہے یہ شہسوار دوش رسالت پناہ ہے غارت کو سوئے خیمہ روانہ سپاہ ہے نوک سنان پہ فرق شدہ دین پناہ ہے آندھی سیاہ چلتی ہے عالم تباہ ہے تن پر نہ پیرین ہی نہ سہ پر کلاہ ہے بیمار ہی ضعیف ہے حالت تباہ ہے حقایی تو بخشش امت کی راہ ہے</p>	<p>اس چوٹے بسمان سے نہ پانی کرو عزیز اگر گرے ہیں شاہ جو گھوڑے خاک پر رورو کے اہل بیت یہ کتنے تھے شہر سے ق خنجر کے رگڑے دیتا ہے جس خلق خشک پر ظالم ہے جسکے سینہ زخمی پہ تو سوار آنسو شہید ہو گئے وہ شاہ تشنہ کام اوشون پہ سر برہنہ ہیں سب بیبیان گریان ملک فلک پہ لرزتا ہے آسمان جاتے ہیں ملک شام کو سجدا سطح شدت ہے تب کی پانوں میں شری گلے طوق لیکن ہے ہر قدم پہ یہ زنجیر کی صدا</p>
<p>صفدر چلو حسین کے روضہ پہ ہند سے سب کچھ وہاں ملیگا بڑی بارگاہ ہے</p>	
<p>مفتوح ہو وہ روضہ دار السلام کی ہر بات ہے حدیث رسول انام کی ہر صبح ہنسنے رو کے محرم میں شام کی رکھنا ہے جو سبیل شہید و نکلے نام کی</p>	<p>ای مجرئی جو بیت ہے اپنے سلام کی دل جانتا ہے قدر کلام امام کی ہر وقت یاد آئی جو غربت امام کی کوثر کا جام ساقی کوثر سے پائیکا</p>

حضرت برائے بخشش امت ہو شہید
 بزم غزائے شاہ کا اندر سے مرتبہ
 حورین بھی رو آئی ہین غلمان بھی شاہ کو
 سرتک دیانہ بیعت فاسق قبول کی
 آئی ہو کر بلا سے اگر تو ذرا ٹھہر
 نوحہ کریں حسین پر رد لین غریب کو
 اصغر کے غم میں دنی تھی بانویہ کیسے بین
 فرمایا شاہ دین نے جو اکبر ہو شہید
 بر قتل شاہ ترجمہ ذبح غلیبسم کا
 ہر بزم غم میں مہدی ہادی کا ہر زور
 کہتے تھے حرکی لاش کو یوں کیجھکر ملک
 ہر خشم گلو پہ بانہ کے رومال فاطمہ
 حق حسین پر ہر شہادت کا خاتمہ
 کہتے تھے شاہ پیاس کا کچھ غم نہیں بین
 چشم عدو سے کیسے اُنھے پردہ جفا
 بچوں کو گود میں لیے پھرتے تھے طبیعت
 و شہد بلا میں لا شہیدوں کا نپا اُنھے

واجب ہو سب پہ تغزیہ داری امام کی
 سرمہ ہو چشم حور کا خاک اس مقام کی
 کچھ کم نہیں بہشت سے مجلس امام کی
 کیا شان ہو حسین علیہ السلام کی
 بونجھ میں اے نسیم ہو خون امام کی
 غربت ہو پیش چشم نبین اس مقام کی
 کم عمر تم گئے ہوئی تاثیر نام کی
 تصویر آج مٹ گئی خیر الانام کی
 تفسیر کی جری نے خدا کے کلام کی
 تسبیح میں ضرور ہو شرکت امام کی
 تقدیر کیسی ٹر گئی اس شہد کام کی
 آقائے کیا اثر معالی ہو غربت غلام کی
 جیسے نبی پہ حق نے نبوت تمام کی
 لذت ابھی سے لب پہ ہو کثر کے جام کی
 چھینی ردائیں عورت خیر الانام کی
 جلتی تھیں چار سمت فتاتین خیام کی
 فریاد سنکے زینب ناشاد ہین

<p>شہ نے کہا میں مصحفِ ناطق کا ہون پسر بیدانِ حشر تھا شبِ عاشور وشتِ ظلم شکر میں شاہِ دین کے بہتر جو ان تھے کل کہتے تھے شاہِ پانی دوا صغر کو ظالمو حرنے یہ ہاتھ باندھ کے حقیر سے عرض کی عفو و فور شہ نے کیا دواہ رے کرم بھولی دھماکے بخش امت نہ شاہ کو نیز دین یہ شہیدوں کو اذیت نہ اہلیت پرے بد کے آئین تماشے کو مرد و زن در بار میں نرید سے یہ شہ نے کہا چُن چُکے مارے ہننے رفیقانِ شاہِ دین دست و گلو میں جکے رس بندھے ہو سرنگے ہو سائے تیرے گھڑی ہوئی لکھا ہر لٹ کے آئے جو شربِ ہینِ اہلیت فریاد کی جو بیوؤں نے سر کھول کھول کر</p>	<p>بولے عدو کو کہ سہین جگہ کیا کلام کی ما صبح اتنی جمع ہوئی فوجِ شام کی اُس سمت انتہا تھی نہ کچھ اثر و حام کی جاری ہو نہ کیا ہو بساں ایک جام کی یا شاہِ دین قبول ہو تو بہ غلام کی بتلائی راہِ خضر نے دارِ السلام کی اُس دم کہ تھی زبا کو نہ طاقتِ کلام کی غل تھا کہ آج فتح ہوئی میرِ شام کی ہر عید قتلِ سبطِ رسولِ انام کی سُرنے سے دھالِ آج تو بھر دُ غلام کی وہ رگیا تھا کچھ کہ لڑائی نہ سام کی عشرت ہی ہر باد شہِ شہنہ کام کی نرغیب سی تو اسی ہر جسہِ الانام کی دندہ یاد تھی ہر ایک طرفِ وادام کی ہلنے لگی فرتحِ رسولِ انام کی</p>
<p>صفہِ رجس پر یہ جیدِ عہد کا سایہ ہے</p>	<p>دُشتِ نین ہر گرمی روزِ قیام کی</p>
<p>سلامِ سپرِ عبادتین رہا مضر و جود سے</p>	<p>خبر تھی سجدہ حق میں بخیر سے نہ قاتل</p>

ستم اعدا کا شہ کی بکسی مشہور ہو انک
 جو پونچھ کر بلا میں شاہ زینب کے کار و کر
 کہا شہ نے سفر ہو ختم اب یا نہ جائے
 نکلتا تھا ادھر ایک ایک غازی شکاری
 نہایت شاہ کو صدمہ ہوا مرنے سے اکبر کے
 بدن مجروح آنکھوں میں اندھیرا ہو کی شد
 کہا شہ نے کہ ماں ہو فاطمہ نانانی میسر
 اور اسوچو تو دین کیا جو باسو تم دو گے
 ہزاروں زخم میں پر او شہ دور روز پیا
 یعنیوں نے ستم کیا کیا کے سجا دیس
 سو جو راہ میں باد کے چھانٹوں جلتا تھا
 شہیدوں کے جو سر گرد شہر تھے سانپوں
 کہا اہل حرم جب یارِ شام میں ہو چکے
 طلب پانی کیا پیا سو تیر کی ہوئی باز
 دیا پانی نہ اس فخریہ کو یعنیوں نے
 سلام شاہ کیا موز کیا ہو تو اس صفدر

ہو اس حق بھی پوشیدہ کہیں عالم میں باطل سے
 نہایت بغیراری دلو ہو اس سخت منزل سے
 کینکے سیر استی قتل میں سب کے تیغ قاتل سے
 ادھر لاکھوں کے لیکن بھاگ جاتے تھاں
 جوان بیٹے کا پوچھے داغ کوئی باپ کے دل
 اٹھائی لاشیں کبر ضعف میں حشر نے مشکل
 نہیں گاہ کیا اتی قوم تم میرے فضاں سے
 کرونگا حشر میں فریاد جب میں بے دل
 اوبت پیاس کی انھو صفو پوچھو تو سب سے
 جگر تار کوئی سیرا کو طوق سلاسل سے
 بیابان تک تھا فریادی زبان خارِ منزل سے
 ساروں کے یہ ہنر تھے وہ بڑھکراہ کاں سے
 کہاں ہوئے اتارا کرتے تھے ہلو جو محل سے
 عجیب فان اٹھا ظلم کا دریا ساحل سے
 غریز انگشتی جسکی پیر کی نہ سائل سے
 جو نصف ہیں کینکے کم نہیں تو بھی مقبل سے

اگر مشکلاں ہوں خفت مشکلاں صفدر

تو ہو آسان سے آسان مشکل مشکل سے	
بحرئی جنگ کے میدان میں جو اکبر آئے شہ نے فرمایا مرا فاتحہ دینا زینب رو کے شہر نے کہا پھر گئی قسمت کیسی دو ہی حد احرنے کہ کیوں ای عمر سعد لعین غل ہو اشام میں ناموس پیر بن ہی لاش شیر یہ ہر رات عشا داری کو	غل ہو افوج عدوین کو پیر آئے سر دپانی جو کہیں تم کو میسر آئے پھر کے شیر نہ بھائی علی اکبر آئے بھوکا پیاسا رہے مہمان جو گھر آئے جب حرم اڈٹوں پر بے متفع و چار آئے فالما آئیں علی آئے پیر آئے
یہ صفدر کی تنہا دلی فریاد	آستان بوی شیر میسر آئے
قطعہ تاریخ وفات برادر صاحبزادہ محمد کلب حسن خان بہادر خٹک غفران باب جناب نواب محمد سعید خان صاحب بہادر خٹک آرام گاہ	
واہ ای چیخ ستم پیشہ ہر کیا دور ترا نظر آتے ہیں عجب طرح کے تیرے حرکات کو نہ لالہ ہر نہیں رنگ فنا کا جس میں اہل دنیا میں جو مقتول تو دنیا مقتل شام کو جلتی تھی جس نرم میں عشق کی شرا حال دولت کا چود دیکھو تو ہوا کا جھوٹا منفعل جسے کہ ہر زگر گس شہلاے چین	کیسے ایجاد ستم روز یک کر تا ہو تو درو کے حسین نکلنے میں ہزاروں پہلو کو نہا پھول ہر حسین نہیں مٹ جانے کی بو تہ شمشیر گر دین تہ پنجہ ہر گلو صبح دیکھا تو شکستہ خم و جام و سبو وقفہ زیست کو پوچھو تو جناب لب جو انجمن انکھوں سے جو دیکھو تو وہ روتے ہیں

کیا کمون حادثہ مجھ پر ان روزوں شہنشاہ کلب حسن خان تھا جو بھائی میرا ہاے فسوس ہی وی اسکو قضا نے مہلت جوشِ غم نے یہ کیا ہر مرے دل کو پانی عمر کیا تھی ابھی تیس برس کا سن تھا وہ یہ مرنیکے نہ تھے روٹھ گئے ہو چھوٹے	کون قصیر تھی میری جو ہوا چرخِ عدو جھٹ گیا مجھ سے ملنے اسکی جوانی کی نوا پردہ خاک میں پوشیدہ ہوا آئینہ رو ضبط کرتا ہوں مگر تھم نہیں سکے آنسو کھا گئی کسکی لٹنہ چل گیا کسکا جادو میں نہ لالوں مگر کچھ نہیں چلتا قابو
---	---

نزع کے وقت یہ تاریخ کبھی صفدر نے

آہ امیر کلب حسن توڑیے چلے تم بازو

تاریخ مسند نشینی جناب نواب محمد کلب علی خان صاحب بہادر فرمانروا ریسپور

مسند پر جو بیٹھا وہ مسہر جج کمال صفدر نے جلوس کی یہ تاریخ کبھی	باغرت دشان وجاہ و اقبال جلال ہر سفت ہوئی عروس صبح اقبال
---	--

قطعہ درہنیت تشریف آوری نواب محمد کلب علی خان بہادر
از سفر حجاز

انہی کے روز سے جو لوگ ہیں متعاہد مند خیال جاہ و تجمل میں کب یہ رہتا ہر کرین جو دولت دنیا میں فکر دولت دین خدا تو تاج حکومت سے سرفراز کرے	وہی ہیں حکم خدا اور رسول کے پابند کہ عیش میں ہو مشقت پئے نواب پسند کہاں میں ایسے جو اندر زیرِ چرخ بلند جھکے ہیں یہ سجدہ میں محرابِ کعبہ کے مانند
---	---

یہ شرط عشقِ خدا ہے کہ دل سے محو ہے
ہزار بعد مسافت ہو کھینچ لیجائے
وہی ہر عشقِ ترقی ہو جسکو روز بروز
یہ حالِ حضرتِ نواب کا ہمارے ہے
خوابِ کلبِ علیخان بہادری نشان
ہزار شغلِ جہانِ بانی و جہانِ داری
حصولِ حجِ زیارت پہ بندہ لگی جو کمر
تدبیرِ سب حکما ساتھ ہمیشینِ علما
دیارِ ہند سے تاملکِ شیرب و بطحا
لٹاے گنج یہ مکین اور مدینے میں
طریقِ آمد و شد جب تلک رہا درپیش
شریفِ کعبہ تو کیا سکر ساکنانِ حرم
اسی طرح سے مدینے میں بھی لٹا گنج
ہوئی قبولِ زیارت یہ حج ہو مقبول
کہانِ تلک کوئی نواب کی کرتے تعریف
دعا کا وقت ہر صفہ رخصت کر یہ دعا
بڑے حیاتِ ترقی ہو عمر و دولت کو

خیالِ دولت و زراعتِ زنِ فرزند
کشش دکھائے اگر افتِ خدا کی کند
وہی ہر شوق جو ہر دم ہر ایک سے وہ چند
سمائے شوکت و رفعت کے آفتاب بلند
کہ جسکے فیض کی کھاتے ہیں بحرِ وکانِ سو گند
ہزار فکرِ نظامِ امور و دفعِ گزند
وہ قطبِ دین ہوے سیارِ مہر کے مانند
بڑی تزک سے یکایک اٹھی غنا سمند
کہانِ کہانِ نہوئی اُنسے خلقِ فائدہ مند
کہ مصطفیٰ ہوے راضی خدا ہوا خرسند
درِ خسروانہ عالی ہوا نہ دم بھر بند
امیر ہو گئے دستِ سخا ہوا یہ بلند
تمام شہرین باقی رہا نہ حاجت مند
کہ جدِ دینِ مینِ خدا و رسول کو ہر پسند
کہ ہر کمالِ مینِ مینِ بیشال و بے مانند
کہ یا کریم تجھے اپنے دوست کی سو گند
رہے ستارہ اقبالِ شلِ صبر بلند

قطعہ تہنیت خلعت پوشی جناب نواب محمد مشتاق علیخان صاحب بہادر

ریاست مبارک حکومت مبارک	حضورِ معلیٰ کو خلعت مبارک
یہ شوکت یہ ثروت یہ شہمت مبارک	نہ ابا تن غیب کی گمہی ہو
مبارک سلامت سلامت مبارک	یہی آجکل ہر ہر اک کی زبان پر
ترقی اقبال و دولت مبارک	لا قیصر بند سے جاہ و منصب
قدم کو ہو تخت حکومت مبارک	پہ پھرے فرق اقدس پہ چتر پان
شجاعت سخاوت عدل مبارک	نہن کی حاتم کی کسری کی صورت
ہو انو اہول کو یہ مسرت مبارک	یہ دن عید کے دن بھی ہر زاو
یہ سامان یہ جلسہ یہ صحبت مبارک	اس یوان میں ہر روز جشن و
قدم سے ترے زینت مبارک	ہو اوزنگ فرمانرواہی کو شاہ
یہ طبل ریاست یہ رایت جبارک	رہے عمر بھر سکے حکمرانی
محبوب کو ہو عیش و عشرت مبارک	رعایا رہے سایہ عاطفت میں
جو دشمن ہوں ان کو خجالت مبارک	خوشی خرمی تہنیت و دستوں کو
گل نو دیدہ کی نگہ مبارک	کسی کا شگفتہ ہو دل شل غنچہ
کسی دل کو ہو دل و غرت مبارک	خجانبان عشرت میں لے کی صورت
ہو سرکار کو جشن عشرت مبارک	رہے جام سے جب تک نامِ جم کا
ہو آفاق پر فتح و نفرت مبارک	سکندر سے جب تک ہر آئینہ باقی

مرے شاہ کو اوجِ نعت مبارک کہ نواب کو جشنِ صحبت مبارک شبِ روزِ ہکواِ طاعت مبارک	ہر مین مہر و مہ جب تک آسمان پر خداوندِ عالم سے صفدر و عاہر نہ چھوٹے کبھی دامنِ فیض ہم سے
--	--

قطعہ درہنیت مسند نشینی اعلیٰ حضرت قدر قدرت جناب نواب
محمد حامد علی خان صاحب بہادر و ام ملکتم اقبالہم

غنائتِ ساقی کو شریکی ہو لطفِ پیمبر ہو تراہر روزِ روزِ عیدِ عشرت میں بڑھکر ہو سکندر کی طرح تختِ حکومت ہفت کشور ہو سیلمان کی طرح سارا جہان تیرا منہر ہو مٹے رتبہ تجھے دینا میں جو ہر تر سے بڑھ ہو عدو کو تیرے روزِ عیدِ شام صبحِ محشر ہو شمیمِ خلق سے تیرے شہا عالم معطر ہو یقین یہ ہو کہ خارِ خشک تن سے گل تر ہو گلِ قصود گلزارِ جہان میں تازہ و تر ہو نہالِ دولت و اقبال تیرا بار آور ہو	مرے نواب تجھ پر خیرِ رحمت سایہ گستر ہو شبِ قدر و شبِ معراج ہو شبِ سعاد میں رہے مثلِ فرید و فرق پر تاجِ جہان بانی اکہی قاتلِ منافات قبضے میں ترے آئے زیادہ ہو تیری دولت و دہ بالا ہو تیری حشمت محب کو تیرے شامِ حشر صبحِ عیدِ یار ہو نسیمِ عدل سے تیرے جہان سرسبز ہو یار ہو چمن میں صورتِ بادِ بہاری تو اگر جائے نہالِ آرزو یارِ مراد دیکھ کر لائے ریاضِ دہر میں شاہِ گلِ جلوہ گر جب تک
---	---

رہے مدوح دورانِ شرف ہو مدح کو کچھ سے

ہمیشہ بزمِ عالم میں ترا مدحِ صفدر ہو

قطعہ در بیان محفلِ رقص و سرود

<p> ہجومِ لالہ زخون کا دکھا رہا تھا بہار ہر ایک نشہ کسب و کمال سے شرار وہ اُنکے گھنگرہ و دنگی رقص میں عجیب بکار وہ ناز کی سے لچکنا کر دم رفتار گمک وہ بایں کی ہوتی تھی آسمان کے پار وہ لفظ لفظ پہ گانے تباہے میں مکرار چلی کسی کی کہیں تیغِ ابرو و خمدار دکھا رہی تھی کوئی اپنی گرمی بازار کہیں شہانہ کہیں کاٹھرا کہیں تھی بہار کہیں سندورہ کہیں سادنی کہیں تھا طار کہیں پیچ تھی گلنگڑا کہیں کہیں گندھا کھڑے تھے مجھے کو پشوا زین پہنے ستار کہیں تھا ناچنے میں ناں سہم کہیں ٹھنکار سرود میں سر آئینہ سر سنگار ستار نفیری بانسری انوزہ جنگِ سہتار تھا ناچ گانے کا غل گنبد فلک کے پار </p>	<p> ہوا سے عیش سے محفل بھی رات کو گلزار کھڑے تھے ناچنے گانے کو سیکڑون دست کہیں بناؤ کیے زنبیون کا جھڑٹھا وہ لیکے ہاتھ میں پشوا زین سے چلنا وہ تھا پٹبلوئی سارنگیون کا وہ لہرا سر بلبل آئی وہ آوازیں تان لیتی ہیں کسی کی تیرنگہ سے ہوا کوئی بسمل تبار ہی تھی کوئی اپنے جنس حسن کا بھاؤ کہیں تھنک باگ کہیں پور با کہیں سورٹھ کہیں تھا ایک کہیں سنگھڑا کہیں کامود کہیں تلنگ کہیں دیس تھا کہیں کھاج کہیں کتھک کہیں کشمیری تھے کہیں نقال کہیں لاپ گمک تان اوج کا چرچا تھا بجارے تھے کسی سمت اہل کسب کمال کہیں بجاتے تھے بیٹھے ہونوا زندے عجیب طرح کا ہنگامہ تھا عجیب محفل </p>
---	--

	خیالِ طولِ سخن ہو گزینہ ای صفدر ہزار شعر بھی کہنا مجھے نہ تھا دشوار	
	نامہ	
<p>انیس دل و منس جانِ زرا سرورِ دل و راحت جسمِ جان سلامت رہو تا قیامت رہو سناؤں تمھیں داستانِ فراق اٹھا اس قدر دود آہِ جگر اندھیرا سا پیشِ نظر آگیا مصیبتِ مین یا دیا عیشِ دھال مرا اگر یہ تھا رشکِ ابر بہار تو آہِ شرِ بار تھی نوحہ گر اُدھر دہر مین غل اٹھا الا ان کہا خیر ہو کس لیے ہو یہ رنج نہ ہو گا کبھی اُنکے دل میں اثر کہ زہار کہنے پہ اُسکے نہ جا وہ مقصد سے محروم رہتا ہوں کم</p>	<p>مرے دربارِ محرم و عکسار ریاضِ لطافت کے سرورِ دل ہمیشہ صحیح و سلامت رہو اگر سن سکو تم بیانِ فراق ہو اتم سے رخصتِ مین جسمِ اُدھر کہ یکبارگی ابرِ غم چھا گیا لگی کوند نے برقِ رنج و ملال مری چشم تھی غیرتِ آبشار کبھی کم ہوا جوشِ رقت اگر اُدھر آگیا لب پہ شور و فغان ہوئی عقل یہ دیکھ کر نکلتے سنج اگر یوں ہی روتے رہے عمر بھر اُدھر شوق نے سُکے دی پیدا رہے جو محبتِ مین ثابت قدم</p>	

لکھی یہ غزل مین نئے معش مین	یہ سنتے ہی پھر آگیا ہوش مین
غزل	
بلبل چین سے چھٹ کر کم کردہ آشیان ہر ہر صبح یہ چین ہر وہ سنگ آستان ہر اک درود دل ہمارا مدت کا راز دان ہر صد ہزار ہا مین اک جان ناتوان ہر	قسمت مین کیا ہوں وہ گلبدن کمان ہر عاشق ہو تو پھر کیا دیر و حرم سے مطلب راز نہان سے اپنے وقت نہیں ہر کوئی لاکھوں مین یا س حشر اک دل ہر نیم بل
قاصد سے حال نہان باد صبا مخفی صہدر جہان مین کوئی تیرا بھی ازدان ہر	
کہ ہو دل کو پہلو مین صبر و قرار کہ تصویر و نکی ہاتھ آئی کتاب گیں صورت مین سب کی دل اتر بہت داغ دل اپنے دھویا کیا پھر اگر تصویر کے بار بار مگر شوق دل رہ گیا نام تمام ملا در و غم سے جو دل کو قرار	اتنی دکھا مجھ کو دیدار یار خدا نے دعا کی مری مستجاب نظر جب پڑی تیری تصویر پر اُسے دیکھ کر خوب رویا کیا کیے گوہر اشک اُس پر نثار اگرچہ ہوا نامے کا اختتام لکھو نگا مین کچھ اور بھی حال زار
اشعار شفرق	
دل سینے مین بتیا تھا مدت سے جدا تھا	مین صحبت دلدار مین اک دُز گیا تھا

بیاختہ اُسوقت کہا آکے کسی نے غل تھا کہ خدا جانے یہ دیوانہ ہو کسکا ہر گام زمین ہلتی تھی فریاد و فغان سے	دیکھا عجب اک سانحہ جو ہوش ربا تھا کل راہ میں اک خاک بسر ہو ملا تھا زنجیر کی جھنکار سے اک حشر بپا تھا
اُس فتنہ عالم نے کہا سوچکے دل میں وہ صفدر وارفتہ ہو رہے تھے بھی سنا تھا	
دیگر	
پھر ہوا ہر فصل گل میں جوش و شہدائے سبرہ ہو ٹھنڈی ہو ہو یا رہے گلزار ہو	پھر کسی پر یہ دل پر مضطرب آنے کو ہو ساقیا جام و صراحی لاسحاب کیا نیکو ہو
دیگر	
دل کو ہمارے صفدر اب کیسی جیتو ہو	دیر و حرم میں عاشق جس کو پکارتے ہیں
دیگر	
کتے نہیں مضمحل کوئی سست غزل میں	رہتا نہیں کانٹا کبھی گلشن میں ہمار
دیگر	
دل کھینچا جاتا تھا دیوانوں کا اک کھسکا	یہ تو فریاد کسی تازہ گرفتار کی تھی



نگار خانہ صفدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دونوں عالم سے محبت کے بین نیزنگ جدا
یہ موقع ہر الگ سب سے یہ ارزنگ جدا
اس گلستان کا ہر اک نگہ ہم ہر رنگ جدا
یہ صدا اور یہ راگ اور یہ آہنگ جدا

ہر کسی سے نہ جہا نین یہ حقیقت پوچھو
صاحب درد سے اس درد کی لذت پوچھو

اسکا ہمد ہم ہر پریشان کوئی حیران کوئی
سر بھرا ہر کوئی بسیر و سامان کوئی
چاک دہن ہر کوئی چاک گریبان کوئی
غرق دریا ہر کوئی قیدی زندان کوئی

کون نیزنگ جبینان فسونگر سے بچے
رحمت حق ہو تو ہنگامہ محشر سے بچے

اس ستمگار نے دیران کیے گلشن کیا کیا
پہرے پہرے پرزے کیے اس غار نے دہن کیا کیا
پھونکے اس برق شراب نے خرمن کیا کیا
نوجوانوں کے طے خاک میں جو بن کیا کیا

	خانہ بردوش ہو عاشق شیدا لاکھون اہل ناموس ہو عشق میں رسوا لاکھون	
یہ وہ صحرا ہے کہ ہر گام پہ مین خارا سمین یہ وہ جادہ ہے کہ دشوار ہو رفتار سمین	یہ وہ دریا ہے کہ ہر موج ہو تلوار سمین مست کا کام نہیں چاہیے بیشیا سمین	
	جس سے ہو جائے ملاقات ملاقات رہے دام سے صید نکل جائے تو کیا بات رہے	
ساری باتوں کی خبر چاہیے عاشق کیلے حفظ ہر شام دس چاہیے عاشق کے لیے	ذرا سے درے پہ نظر چاہیے عاشق کیلے جستجو آٹھ پہر چاہیے عاشق کے لیے	
	رنگ افست نہ کسی طرح بدلنے پائے آکے شیفے میں پری پھر نہ نکلنے پائے	
دل میں آتا ہر طلسم ایک بناؤں تازہ باغ سب راہی محبت کا دکھاؤں تازہ	دہستان عشق کی بار دکھناؤں تازہ جس سے آجائے ہنسنی گل وہ کھلاؤں تازہ	
	سب ہوں مشتاق نیا رنگ ہویدا ہو جا بھیر لگ جائے فسوں کا تماشا ہو جا	
اندنوں ایک پریش سے ملاقات ہوئی صحبت عیش و طرب گرم چو ذرا ہوئی	دونوں جانب سے بڑھنا رہا ہوا ہوئی جس سے بڑھ کر نہ کوئی باہو وہ بات ہوئی	
	شب بسر ہوئی بھی باہم گل و شبنم کی طرح	

	دن کو اک جان دو قالبِ خط تو ام کی طرح	
دل سے اُس شائبہِ مخمور کا دیوانہ ہوا ہوشِ مطلق نہ رہا سب سے مینِ بیگانہ ہوا	شمعِ رخسار پہ سو جان سے پروانہ ہوا دل ہوا چاک تو اُن کیسودن کا شانہ ہوا	
	رُشکِ عذرا تھا جو وہ دمِ مفتون میں تھا وہ اگر غیرتِ لیلیٰ تھا تو مجنون میں تھا	
سیکڑوں ناز اُدھر تھے تو ادھر لاکھ نشا شمعِ دیوانہ صفتِ دونوں طر سوز و گداز	اُس پر یہ وہ مجھے فخر اُسے مجھ پر ناز ساتھ ہر وقت کا جسطرح دعوت کی نماز	
	جذرا ربط کیے شد دل و جانِ من تو من تو گو گم شدہ امی دو میانِ من تو	
جو مری چال ہی اُس ت کم سن کا چلن دلین کچھ پیچ نہ پیشانی اُن پر یہ شکن	ایک دل ایک زبان ایک سخن ایک ہن جملہ تسلیم و رضا تابع فرمان ہمہ تن	
	میں جو کچھ بات کہوں وہ بھی ہی بات ہے دن کہوں دن کہے گرت کہوں رات کہے	
فلکِ تفرقہ پرداز کو بھالے نہ یہ طور فتنہ پردازوں کا تخت میں اُس کے دور	چار ہی روز میں کچھ رنگ ہوا اور سے مہر و الفت نہ ہی ہو گیا آماجہ جو ر	
	وہ مردت وہ غنایت وہ مدارات گئی رفعتہ رفعتہ وہ محبت وہ ملاقات گئی	

دل جہاں چاہا وہ جا جا کے وہاں رہنے لگے	دور لے لے کے گرا بے کام کان رہنے لگے
نہیں معلوم کہ چھپ چھپکے کہاں رہنے لگے	صورتِ رازِ زمانِ ہمے نہاں رہنے لگے

شکل ملنے کی گئی قانع ایسا ہوئے	دن کو متاب ہوئے رات کو خورشید ہوئے
--------------------------------	------------------------------------

آدمی روز پتا ہنسنے لگا کر بھیجیا	کبھی قاصر کبھی خط بٹھکے کبوتر بھیجیا
اک نہ اک تحفہ شب و روز ہر ابر بھیجیا	کبھی پوشاک کی کشتی کبھی زیور بھیجیا

جب گیا کوئی یہ معلوم ہوا گھر میں نہیں	جسے جسوقت پکارا یہ سنا گھر میں نہیں
---------------------------------------	-------------------------------------

عقل حیران کہ انہی سبب اسکا کیا ہو	دل پریشان کہ انہی سبب اسکا کیا ہو
غم فراوان کہ انہی سبب اسکا کیا ہو	ہوش پران کہ انہی سبب اسکا کیا ہو

باہمہ لطف و کرم قہر و غضب راجہ علاج	ہر دم آنروگی غیر سبب راجہ علاج
-------------------------------------	--------------------------------

جس قدر فرقت دلدار کو عرصہ گذرا	اضطرابِ دل بقیاب ہوا اور سوا
صبر کا فور ہوا ہوش ہوئے سر سے ہوا	رفقہ رفقہ ہوئے آثارِ جہون کے پیدا

اشک بہ بہ کے چلے گوشہ دامن کی طرف	ہاتھ رہ رہ کے لگے اٹھنے گریبان کی طرف
-----------------------------------	---------------------------------------

فکر تھی دلیں انہی وہی ہوں نا کام	مشکلیں غیروں کی آسان جو کرتا تھا کام
----------------------------------	--------------------------------------

دن کو فریاد و فغان نیند ہی رات کو حرام	کیا ہوا آج مجھے ہر پہ تعجب کا مقام
	چارہ گرد کا جو ہوا سے چارمانہ ملے غرق ہوتے ہوئے تنکے کا سہارا نہ ملے
زن محتالہ جو ہسالیے میں ہستی بھی فریب ہنسکے بولی کہ میں آئی ہو بیدار نصیب	آخر کار ہوئی راہ ناما عقل ادیب اسکو بلوا کے کہائیں یہ احوال عجیب
سحر سے زراغ کو دم بھر میں ہمارتی ہوں مشکل آسان ہو دیکھو تو میں کیا کرتی ہوں	
پردہ قاف سے پر یوں کو اڑلاتی ہوں کام بگڑے ہو دم بھر میں بنا لاتی ہوں	خارج سے ہر کو باتر نہیں لگلاتی ہوں چرخ سے توڑ کے متابہ سہا لاتی ہوں
شام کو شام سحر کو نہ سحر گنتی ہوں بلکہ اڑتے ہوئے طائر کے میں پر گنتی ہوں	
جوڑی والی دہنی مستعد کار ہوئی گھر میں اسکے گئی دو روز میں مختار ہوئی	مجھ سے یہ کیسے روان جانب بازار ہوئی جوڑیاں بیکے دہان جانے کو تیار ہوئی
راز دہان بنکے یہ باتر نہیں لگایا اسکو کہ بغیر اسکے کبھی چین نہ آیا اسکو	
سانحے عشق و محبت کے زبانی کہنا داستان کوئی نئی کوئی پرانی کہنا	رات بھر بیٹھ کے پاس اسکے کہانی کہنا چپکے چپکے کبھی اسرار نہانی کہنا

مذکرے مر و محبت کے سنا نا اُسکو ناز و اغماز کے انداز سکھانا اُسکو	
یہی دن سن جین جوانی کے نکالو ارہاں اور رعنائیں آفاق میں کیا کوئی جوان	وقت پا کر یہ کہا اُس سے کہ ایجان چاں جنسے پہلے تھی ملاقات وہی تھے خواہاں
جنس اچھی ہو تو ہین اُسکے خریدار بہت تم سلامت رہو دنیا میں طلبگار بہت	
وہ اگر طالب دیدار نہیں اور سہی سیر کرنے کو وہ بازار نہیں اور سہی	اُنکو تم سے جو سروکار نہیں اور سہی جی پہلنے کو وہ گلزار نہیں اور سہی
زیر بازو ہی جو مرغوب تو زیور لاکھوں زینت گوش ہر مطلوب تو گوہر لاکھوں	
جی اگر تو جہاں ہر پہ شل جھوٹ نہیں جس سے بہتر نمودنیا میں کوئی اور حسین	صاحب ذوق بھلا رہتے ہیں پابندین بچے سے فرماؤ تو لاؤں میں کوئی ماہدین
ایک ہو لاکھ جوانوں میں طرح درجی ہو ریشک یوسف بھی ہو عاشق بھی ردا بھی ہو	
از غم افلاک کے قلابے ملا دو نگلی میں یون نہیں مشیر آنکھوں سے دکھا دو نگلی میں	ہو گی مرضی تو ابھی جان نرا دو نگلی میں جن کے موتی کوئی بازار سے لا دو نگلی میں
گز م بے دیکھے نہ بازار تماشا کرنا	

	دیکھ لینا تو سمجھ بوجھ کے سودا کرنا	
دل میں پیدا ہوا اُس شمع بجلی کے گداز سائنے آکے مرے ددر سے دی یہ آواز		استقد رچرب زبانی سے نذر غن قاز پائی مرضی تو بے تعجیل چلی شعبہ باز
	لو مبارک ہو شرب اکام کیا واہ ری مین بت کو بکھے سے چھالائی ہوں اندر سین	
غیر کی شکل بنو اپنی یہ صررت بدلو کہو کیا دو گے مجھے شرط تو حضرت بدلو		اب کوئی روپ بنا دیہ شبا بہت بدلو چاہیے نقل مکان بھی یہ عمارت بدلو
	باغ سے جاے خزان باد بہاری آئے جس مکان میں کو اُس گل کی سواری آئے	
صحن گلزار میں تھا ایک تکلف کا مکان درو دیوار سے تھا جلوہ فردوس عیان		مژدہ یہ سنکے سوے باغ کیے لوگ روان عیش و عشرت کے میاں ہوسارے سامان
	شل آئینہ کدورت سے زمین پاک ہوئی فرش زرین جو بچھا غیرت افلاک ہوئی	
خوب اسباب تکلف سے اُسے سجوایا روشنی نے شب متاب کو بھی شرمایا		شل فردوس جو گلشن تر و تازہ پایا شیشہ آلات نے کچھ رنگ عجب دکھلایا
	شمع کا دودھ ہوا پر جو اٹھانور ہوا سنگ در تک بھی خوشی سے یہ بڑھا طور ہوا	

دایاں پھولوں کی آتی تھیں نظر چار طرف	نیشیان عطر کی موجود تھیں ہر چار طرف
عینبر و مشک ختن عود اگر چار طرف	جا بجا خوان گزگ نقل و ثمر چار طرف
بار پھولوں کے کہیں ساقی گل فام کہیں	
بادۂ ناب کہیں شیشۂ کہیں جام کہیں	
اُس طرف نہ تھی گلی رنگ جوانی چمکا	کھا کھل دوش پہ لہرانے نئی زلف سرا
بدلی پوشاک نئی پھولوں کا زیور پہنا	سرمہ آنکھوں میں لگایاں کالا کھانجی
طرز بیداد نئی کا کل خمدار نے کی	
اک قیامت تھی کہ بازیاب کی جھنکار کی	
اور ادھر کو ہو بہر و پکے سامان تمام	وہ بھرا روپ کنہیا بھی کرے جس کو سلام
زلف کی طرح سے رخسار ہو سنبل فام	زیب تن صبح نے گویا کہ کیا جامہ شام
بال سر کے ہوئے بل کھلے وہ گھونگر دا	
وہ تو کیا جس سے نہ بچا بن برابر دا	
ول میں پوشاک بدلنے کا پھر آیا جو خیال	انگر کھا پنا کہ جو تنگ تھا اور حسب کہاں
صاف ظاہر ہوا باندھا جو کمر سے رومال	عشق پیچہ کوئی پٹا ہوا ہر گرد نہال
پایا جامہ کہ جو پٹا ہوا زانو سے رہے	
بانگی ٹوپنی جو ملی گوشہ ابرو سے رہے	
الغرض شام نے جلوہ جو دکھایا ہیکو	افردہ وصل نقد رنے سنایا ہیکو

اضطراب دل مضطر نے ستا یا ہم کو	شوق گلشن کی طرت کھینچ کے لایا ہم کو
ہنشین جا کے فروکش ہو دالانوں میں	مشورے نظم و نسق کے ہو دربانوں میں
مین تو سند پہ پھان شکل بد لکر بیٹھا	زن محتالہ گئی سوئے چمن شل صبا طریقہ العین میں آئی نہ ہوئی دیر درا
اُس پریر کو محاسن میں بٹھا کر لائی	نگہت گل کی طرح صاف اڑا کر لائی
دور پہ اک دھوم ہوئی نخت کا اختر چمکا	دن پھرے عاشق شید اکا مقدر چمکا نخت بیدار ہوئے طالع صفدر چمکا
آئی اُس فتنہ عالم کی سواری آئی	یا گلستا نگی طرف باد بزاری آئی
تاوہ باغ گیا شوق میں سنکر بہ خیر	اُس پریر زاد کو سند پہ بٹھایا لاکر چشم و دل دونوں ہو کھو جمال دلبر زن محتالہ کو خوش ہو کے دیا خلعت نر
پاکے انعام وہ خوش ہوئے گئی گھر کی طرت	متوجہ میں ہوا اُس بہ انور کی طرف
اُس نے وہ شکل وہ پوشاک جو بائی دیگی	دیر تک شرم و تکلف سے کوئی بات نہ کی میں نے بوجھا کر ہوئی آپ کو خیر کسی اکما حیران ہوئی تقدیر کہاں لے آئی

	بندہ پرور مجھے کیوں یاد کیا کام ہو کیا یہ تو کیسے کہ اس آغاز کا انجام ہو کیا	
کون ہیں آپ بیان کیجیے کچھ نام نشان کچھ کس کا ہو یہ گلشن یہ چمن رشک جن	کہا مشہور ہون میں عاشق خوبان جن کہا میں نے کہ اسے جانے آپ اپنا مکان	
	باغ سبز اس گل رعنا کو دکھائے ہیں اور یہی نام و نشان اپنے بتائے ہیں	
دل بیتاب کو پھر ضبط کا یار نہ رہا لاکھ انکار کیا ایک نہ مانا کنا	نشہ بخود شوق نے مخمور کیا لاکھ انکار کیا ایک نہ مانا کنا	
	کس کشاکش سے مسہری میں ٹہا یا میں نوب جی کھول کے سینے سے لگایا میں	
ایک ہی حالت دلخواہ ادھر خواہ ادھر طلب ہوئے رخسار ادھر واہ ادھر	شوق ادھر ذوق ادھر پیارا ادھر جاہ خواہش اصل ادھر چھیرے پر آہ ادھر	
	زلف کے چھونے پہ کھینچا مگر انار کے سا لب بہ لب ہوئے رکنا مگر انداز کے سا	
مستی شوق میں پھر خوب چلے جام پہ جام اٹھ گیا سارا تکلف نہ رہا شرم کا کام	مثل گل نشہ مے سے ہو چہرے گلہام دلبری کی کبھی بائیں کبھی بچن کے کلام	
	کچھ کا کچھ منہ سے کہا نشہ کی طغیان میں	

اب یقین تیری کسی بات کا جھگڑ نہ رہا	کہا ہم جھوٹ نہیں بولتے لاجل و لا
تیری چاہت کی قسم تیری وفا کی سوگند	اپنے غم کے کی قسم اپنی ادا کی سوگند
مسکرایا جو میں بیساختہ شکر یہ قسم	کہا سچ کتنے ہیں واقع ہر خدا عالم
قول بدلے تو قلم ہو یہ زبان مثل قلم	شک اگر ہو تو ابھی چلکے اٹھا لو میں علم
ہاتھ پر سورہ جن سورہ رحمان کھدو	لاؤ دوسرے سر پر ابھی قرآن کھدو
شریف مرتبہ حضرت حوا کی قسم	دامن طیبہ مادر عیسیٰ کی قسم
پاکہ امانی بلیقہس و زلیحہ کی قسم	سب سے بڑھ کر ہر بہین فاطمہؑ ہر کی قسم
بانوے سید مظلوم کی عصمت کی قسم	حضرت زینبؑ و کثرت کی عفت کی قسم
علم جعفرؑ تیار کی سوگند بہین	شان عباسؑ علمدار کی سوگند بہین
ترتیب حیدرؑ کردار کی سوگند بہین	روضہ احمد مختار کی سوگند بہین
لوث عصیان سے بچائے گئے برابر دین	کنوین میں ڈوب مرین ہو جو کبھی تر دین
ایسی قسموں سے مرے دل کو ہوا آٹھ یقین	کہا میں نے کس بات تک مجھے زنا نہیں
گئی وحشت دل بتیا بے پائی تسکین	پھر وہی باغ وہی پھول وہی بہین گلچین

<p>بخت اسی طرح سے بیگانے یگانے کے پھرین دن مرے جیسے پھر سارے زمانے کے پھر</p>	
<p>نئے انداز کا دوسوخت سنایا صفدر عشق بازی کا عجب رنگ بجایا صفدر</p>	<p>جلوہ حسن سخن خوب دکھایا صفدر دل عشاق کو دیوانہ بنایا صفدر</p>
<p>ہر جو نا فہم آئے ذائقہ کیسا اٹھیگا صاحب فہم کو البتہ مزا اٹھیگا</p>	
<p>قطعہ تاریخ نتیجہ طبع وفادار جناب ششی امیر احمد صاحب شاد حضرت مصنف</p>	
<p>آج کل طبع شوخ صفدر نے سر بزا نو ہوا ایسے فقیر</p>	<p>کی جو موزون حکایت شیرین نام رکھا شکایت شیرین</p>
<p>قطعہ تاریخ نتیجہ فکر سا شیخ امیر احمد صاحب تسلیم لکھنوی</p>	
<p>زہے فکر بلند رشک سبحان شرافت نفیخہ از گوہر اُرد بہ لطف و خلق در آفاق نامی جنابش قبلہ ہمت بلند ان چو استادان بہ موزونی فسانہ بہ تکلیف اجبا طبع کامل بہ اندک مدتی آن نظم گرامی</p>	<p>رئیس نامور صفدر علی خان امارت خانہ زاد چاکر اُرد چو اجداد خود از اقران گرامی درش امید گاہ متمندان بہ نظم و شرمتم از زمانہ سودا سوخت گوئی گشت مائل ز فکرش یافتہ حسن تمامی</p>

	شہرہ ہو میری نظم فصاحت نظام کا پرچا ہو خاص و عام میں حسن کلام کا	
ہر بند ہمیشہ ہر ہر بیت لاجواب بندش میں صاف سلک گہر کے ہوتا بواب	ہر شعر بے نظیر ہو ہر لفظ انتخاب معنی دکھائیں جلوہ متاب آفتاب	
	مضمون ہر ایک تاج سرا افتخار ہو جو حرف نکلے کلک سے وہ یادگار ہو	
آواز غیب آئی کہ صفدر نہو ملول مطلب برآباد کی تمنا ہوئی حصول	درگاہ حق میں تیری دعا ہو گئی قبول مداحوں میں نام تو زمیں کے ہوا شمول	
	وقفہ نہ کر غنائ کیت قلم اٹھا وہ سامنے ہی منزل مقصد قدم اٹھا	
شکر بند اغیب ہوا دل میں شادمان دل مضطرب ہی شوق سے رکتی نہیں بان	دریا سے بڑھکے پیری طبیعت ہوئی روان اسی عندلیب نطق یہی وقت امتحان	
	اہل سخن کو زور طبیعت دکھا دے آج نغمے تے ترانہ رنگین سنا دے آج	
انہی خلید طبع ریاض سخن دکھا اسی طائر خیال پری کا چلن دکھا	بزم غرامین رنگ بہار چمن دکھا عرش برین پہ قدسیوں کے انجمن دکھا	
	اسی یکہ تازہ فکر برعت روانہ ہو	

	ای شہسوار زہین و حیدر زمانہ ہو	
فرمانرواے ملک سخن ہر قلم مرا سرد و ریاض خلد برین ہر علم مرا	روشن ہر شل زیر اعظم حشم مرا ہستی کے انجمن میں غنیمت ہر دم مرا	
	مانند شمع رونق بزم جہان ہو نہیں طرز بیان میں پیشرو نکا نشان ہو نہیں	
بلبل کے زفر موکے سوا ہی بیان مرا رشک عروس باغ ہر حسن زبان مرا	مکمل نہیں نظیر تہ آسمان مرا شاخ نہال سدرہ پہ ہر اشیان مرا	
	میں آپ ملک نظم میں اپنا مثال ہوں مانند مہر روز جزا لازوال ہوں	
بلخ جہان میں بلبل بستان نظم ہوں روح کلام قلب سخن جان نظم ہوں	فرمانرواے شعر جون سلطان نظم ہوں روز رازل سے شیر نیشان نظم ہوں	
	روشن ہر شل شمس و قمر ترسم مرا پہونچا ہر شرق و غرب ملک بد بہ مرا	
گلزار میں بہار چمن میں نسیم ہوں سعدن میں لعل بحر میں در نسیم ہوں	لاٹے میں رنگ جامہ گل میں نسیم ہوں دشت خفن میں مشک میں دیم ہوں	
	یہ سب اثر ہر رحمت پر درجہ کار کا کیا نطق کیا بیان ہر اس خاکسار کا	

بس اے زبانِ بشر کو تعلق نہیں روا	کیا اصل کیا وجود ہر اک مشت خاک کا
راہی ہر ایک روز سوئے عالم بقا	آدا غیب آتی ہر ہر دم فنا فنا

جانا ہر ایسی راہ کہ جسکا نشان نہیں	
منزل نہیں مقام نہیں کاروان نہیں	

ملک عدم کا قافلہ ہر دم روانہ ہر	ہر ذبیحات تیرا جل کا شانہ ہر
دنیا سے بے بقا کا عجب کارخانہ ہر	پیش نظر جو آج ہر کل وہ فسانہ ہر

آفاق میں اجل سے کسی کو مفر نہیں	
آما دہ رحیل میں لیکن جبر نہیں	

یہ دہرے ثبات نہیں قابلِ قیام	اندیشے کی جگہ ہر یہ عبرت کا مقام
وہ کام کر زمانے میں رہے جس سے نام	پھر کیا کریگا موت کا جب آگیا پیام

ہنگامِ نزعِ صدمہ فرقت اٹھائیگا	
اعمال کے سوانہ کوئی ساتھ جائیگا	

کیا حال ہوگا روح کا ہنگامِ انتقال	رنجِ عیالِ فرقتِ اجاب کا طلال
اندیشہ عذاب گناہوں کا انفعال	بعد فنا لحد میں نکیرین کے سوال

کنجِ مزار میں بھی نہ آرام پائینگے	
زیر زمین مصیبتیں کیا کیا اٹھائینگے	

وہ چھوڑنا جہان کا وہ تکلیف جانکنی	وہ اضطرابِ قلب وہ حسرت وہ سبکی
-----------------------------------	--------------------------------

وہ خوف باز پرس نہ وحشت جواب کی	وہ یاس وہ ہراس نہ عبرت وہ بے بسی
ہم نہیں رفیقِ نہیں آشنا نہیں	وہ ان کو کی دستگیر سوا سے خدا نہیں
اکدم کی زیست پر عبث اتنا غور ہے	اک روز سب کو چھوڑ کے جانا ضرور ہے
دورِ فضا سے ملک بقا کتنی دور ہے	جو دور سمجھے فہم کا اُسکے قصور ہے
کہتا ہے روزِ ہفت غیبی فضا فضا	اس کا کتنا منزل ہستی فضا فضا
کیا کیا دورنگی چن روزگار ہے	فصل خزان کبھی کبھی فصل بہار ہے
بزمِ جہان میں شادی و غم بہکنار ہے	عبرت کی جایہ ہستی ناپائیدار ہے
اندیشہ خزان ہے تو نطفِ بہار کیا	اس چلتی پھرتی چھاؤں کا ہر اعتبار کیا
قافیہ میں سب قیام کسی کو بیان نہیں	جو صاحبِ علم تھے اب اُن کا نشان نہیں
دستِ قضا سے شاہ و گدگد اکو امان نہیں	وہ کونسا چمن ہے کہ جسکو خزان نہیں
جو آج سرفراز ہے کل پائمال ہے	جسکو کمال ہے اُسے اک دن زوال ہے
غم سفر ہے پاسِ بنین زادِ راہ آہ	منزلِ کڑی ہے دوش پہ بارگناہ آہ
افراطِ معصیت ہے ہر نامہ سیاہ آہ	لیکن عبث ہے حسرت و فسوس و آہ آہ

	پیش خدا وسیلہ ہمین نجبتن کا ہے روز جزا نورِ یعہ حسین و حسن کا ہے	
کیا خوف ہے کہ شافع محشر میں مصطفیٰ محشر میں ہو گا سایہ دامن قبول کا	حلال مشکلات دو عالم میں مرتضا پشت و پناہ امت عاصی میں مجتبا	
کیا کیا قلق اٹھائے شہہ مشرقین نے دی جان بہر بخشش امت حسین نے		
کیا جانے کوئی منصب اعلیٰ حسین کا از فرش تا بعرش ہے جلوہ حسین کا	پیش خدا بلند ہے رتبا حسین کا کافی ہے عاصیوں کو وسیلہ حسین کا	
سر و یکے اسکی راہ میں سردار ہو گئے سرکارِ رذو ابجلال کے مختار ہو گئے		
برج شرف کے نیر اعظم حسین میں رونق فراے کعبہ و زمزم حسین میں	مسند نشین بزم دو عالم حسین میں درگاہ کبریا میں معظم حسین میں	
ملک نہیں کہ وصف شہہ و سر الکھون اب سرگذشت معسر کہ کربلا لکھون		
جب آسمان پہ جلوہ نورِ سحر ہوا تحت ظلم پہ مہربین جلوہ گر ہوا	پہنان ہوئے نجوم روانہ نمبر ہوا شورش اُدھر صلوة کا نعرہ اُدھر ہوا	
سب نے حضورِ قلب سے ذکر خدا کیا		

	یعنی فریضہ سحری کو ادا کیا	
وہ یاد کسریا میں درختوں کا جھومنا وہ سبزہ زار وہ گل خود و ہزار ہا	وہ صبح کا ظہور وہ پیران پر فضا وہ شاخ گل پہ نغمہ مرغان خوشنوا	
	مہکا ہوا اتحاد امن صحرائیم سے میدان تحار شک عنبر سارا شبیم سے	
جو بن نئے نئے تھے عروس بہار کے کیا کیا تھے رنگ قدرت پروردگار کے	جلوے عجیب تھے چمن روزگار کے نغمے تھے قمریوں کے ترانے ہزار کے	
	است مے نشاط جوانان باغ تھے بوئے گل و سمن سے معطر و باغ تھے	
عکس شعاع مہر سے شبیم کی وہ جھلک کوئل کی کوک بلب شیدا کی وہ چپک	سوج نسیم صبح میں پھونکی وہ مہک وہ لالہ زار سبزہ صحرا کی وہ لہک	
	وہ بھولنا شفیق کا وہ جو بن بہار کا نقشہ کشیا تھا صنعت پروردگار کا	
گلزار و لالہ نرگس و نسرن و نسرن تھی شاخ گل پہ بلب خوش بہرہ نرین	پھلو تھے دشت میں گل خود و چمن چمن چمنوں میں وہ مہک کہ خدا نافرقتن	
	ہر باغ میں بہار ریاض جنان کی تھی پر گلشن حسین میں آمد خزان کی تھی	

نالا گاہ آئی ہاتھ غیبی کی یہ صدا	آبادۂ جہاد ہوا و شکر خدا
سُکر ہوئے سوار جو انان مہ لقا	لکھائی ہوا سے سرد تو خوش ہو یہ کہا
غم کیوں نہ دور ہو دل عرفانِ شست سے	
ہاتھو کے ہوا کے آتے ہیں باغِ بہشت سے	
جہاں آت ہیں شکِ سام و زیمیاں تھیں ہر جوان	چہر و آنجے جنکے صولت شیر خدا اعیان
ترکش کر میں برین زرہ دو شیر کمان	نیزے تھے سب کے ہاتھو نہیں مانند کمان
یوں دبدم تہمتی تھیں تیغین بنامِ مین	
جس طرح اضطراب ہوا ہی کو دمِ مین	
آئی جو زمر گاہ سے آواز کوں حرب	بولی زبان تیغ کہ آیا ہر وقت ضرب
گھوڑے کی طرح تہ و بالا تھے شرق و غرب	شوق و غامین کوئی نہ تھا غازیو لکڑ کرب
مست شراب شوق شہادت کمال تھے	
پہرے خوشی سے صورت یا قوت لال تھے	
گھوڑے اٹھا اٹھا کے جو شیر لہاتے تھے	نور شید کا پتا تھا فلک تھر تھراتے تھے
شانِ شکوہ و شوکتِ جرات دکھاتے تھے	اعدایہ قرب تیغ کے سکے بٹھاتے تھے
عمر ابد سے مرتبہ مرگ فوق تھا	
جنت کا شوق پشمہ کو شرکا ذوق تھا	
طواریں تول تول کے کہتے تھے جبری	ہم سے کرینگے اہل ستم کیا برابر ہی

وہ تابع نرید ہیں ہم فوج حیدری	ترک فلک کو جسے نہیں تاب ہم سری
بیجا یہ زعم ہیں سپہ نابکار کے	جو ہر نہیں کھلے ہیں ابھی ذوالفقار کے
یہ بھوک اور یہ پیاس ہمارا شعار ہے	فاقہ نہیں ہے نعمت پروردگار ہے
سروچمن کی بے شمری سے بہار ہے	رخت حیات پیر بن مستعار ہے
سربجی کئے تو فرق نہ آئے عواس میں	کیا خوشنما ہے یاد خدا بھوک پیاس میں
فاتحین تشنگی میں ٹینگے سپاہ سے	ہیں سیر ذکر اسبندان لا الہ سے
سیراب ہو چکے ہیں مے عشق شاہ سے	ترب خدا ملیگا اسی بارگاہ سے
کیونکر جدا ہوں ہم شہ بیکیں کے ساتھ سے	بیٹے ہیں جام ساقی کو ترے کے ہاتھ سے
جعفر تھے حرب فرب میں جعفر کے یادگار	شان محمدی تھی محمد سے آشکار
قاسم کے رچہ شادی کے سہر کی تھی بہار	اکبر تھے ہم شبیہ رسول فلک وقار
آکھایہ نشان علیؑ ولی کے نشان کا	لہر رہا تھا سر پہ پھر رانسان کا
عباس نامور کا رہے رب احشام	ہلچل تھی فوج شام میں ران تھے خامش
کہتے تھے کس زبان سے ہو شکر شہ انام	دیکر نشان بلند کیا غازیونین نام

	<p>فوج خدا کے آج علمدار ہونگے ہم شانے کٹا کے جعفر طیار ہونگے ہم</p>	
<p>اکبر کا وہ شباب جوانی کی وہ رنگ بازو میں زور لب پہ تنہی لہو شوق جنگ</p>	<p>چہرہ دفر شوق شہادت سے سرخ رنگ قوت میں شیر دشت و غار و زمین رنگ</p>	
	<p>جلوہ تھا گیسو و نمین رخ لا جواب کا یا برج سنبہ میں ظور آفتاب کا</p>	
<p>قاسم کا وہ جمال و گیسو مشکبار وہ حسن بھیشال وہ رخسار تابدار</p>	<p>سینے پہ پر تو در دندان تھا آشکار جس طرح سے ہوزیب گلو موتیوں کا ہار</p>	
	<p>رخسار پر جو خال قضا را چمک گیا پہلو میں آفتاب کے تارا چمک گیا</p>	
<p>آمادۂ قتال تھے زینب کے نوناں وہ سن وہ دل وہ حوصلہ وہ عجب جلال</p>	<p>جرات میں لا جواب شجاعت میں بھیشال تلواریں کھینچ کھینچ کتے تھے خروال</p>	
	<p>جاننا زبان کھا بیٹے کو بھوپا سے میں قد یہ حسین کے ہیں علی کے نواسے میں</p>	
<p>حاضر تھے در پہ سب یہ گل گلشن سبا تشریف لائیمہ عصمت سے یوں جنا</p>	<p>تھا انتظار آمد شاہِ فلک رکاب نکلے خیامِ حرج سے جس طرح آفتاب</p>	
	<p>آئے جو آپ حیدر صفدر کی شان سے</p>	

خورشید نے سلام کیا آسمان سے	
صفت بیتہ جو کھڑے تھے رفیقانِ خوشنصا	تسلیم کو خمیدہ ہوئے صورت ہلال
بولاقدم کو چوم کے اقبال لازوال	مانند سنبہ ہو سربد خواہ پائمال
خلاق کائنات کا فضل و گرم رہے نصرت ہو ہم کا بظہر ہم قدم رہے	
وان ابن سعد فوج کا لیتا تھا جائزہ	سرگرم اہتمام تھا وہ بانی جفا
پھر افسرانِ فوج ستمگر سے یہ کہا	ہاں احوال اور وہی موقع ہر نام کا
فرصت ملی نہ فاطمہ کے نور عین کو خاطر نیرید کی ہر تو مار و حسین کو	
تلوارین کھینچ کھینچے بولے وہ شقیا	خنجر سے آج کاٹیں گے شہیر کا گلا
مشہور ہر شجاعت عباس بادشاہ	بازد کریں گے نہر پر اس شیر کا جدا
کیا ذکر فوج شاہ مین برناویر کا اصغر ملک بھی آج نشانہ ہر تیر کا	
یہ سُنکے ابن سعد ہوا دلمین دمان	اسوار جوق جوق کیے نہر پر دوان
خود وہ شیر ہر ماتھ مین لیکر بڑھا کمان	پھینکا خدنگ ظلم سو شاہ انس و جان
بھرتو لگا سے تیر یہ فوج شہر پہلے لو فان اٹھا یا بارش باران تیر نے	

فوج خدا میں تیسہ چائے ہزار ہا	مخرج ہو گئے رقص شہ ہدا
سینہ کسی کا خانہ زنبور نیگا	سیردن کسی کے جبہ رڈن سے خون بہا
انجام کار عسازم پیکار ہو گئے	
سب جان نثار جنگ پہ تیار ہو گئے	
جس وقت مستعد ہو غازی جہاد پر	برق غضب گری سہ اہل عناد پر
سرگرم تھے وہ فتنہ عالم فساد پر	آنکلی نطنہ عنایت رب العباد پر
نظردن میں مرتبے جو شہادت کے تلکے	
آنکھوں کے سامنے در فردوس کھل گئے	
ہر اک کے دل میں گلشن جنت کی تھی انگ	فوج ستم سے آئی جو آواز طبل جنگ
چہرے ہوئے دفر شجاعت سے سرخ رنگ	کہتے تھے اب دغا میں مناسب نہیں رنگ
کثرت پہ ظالموں کو نہایت غور ہو	
چلکر سپاہ شام سے ٹرنا ضرور ہو	
انقصہ ہو کے شاہ سے رخصت زینت بار	شیرانہ معرکے میں گئے بہر کارزار
فوج ستم سے ٹرنا تھا ایک ایک جان نثار	دس دس ہزار گرتے تھے اسپر ستم شمار
اس درجہ مجمع سپہ بد خصال تھا	
ایک خیال کا بھی گذر نامحال تھا	
پہونچا غبار دشت جو تا اوج آسمان	پیش نگاہ سد سکندر ہوئی عیان

نہار یک مثل پردہ ظلمت ہوا جان	نصف النہار پر تھا شب تار کا گمان
دشت نبرد صحن قیامت سے کم نہ تھا	یناسے چرخ شیشہ ساعت سے کم نہ تھا
اُس گردین امامِ زمن کے رفیق و یار	ماند مہر و ماہ درخشان تھے بار بار
اسطرح جلوہ گر تھے زمین پر وہ نامدار	جس طرح آسمان پہ ستارے ہوں آشکار
آلودہ تھے نہ چہرہ گلگون غبار میں	محضر لکھا تھا خون کا خطِ غبار میں
ہر گام پر بھی برقِ سمند و مکی جست و خیز	مثل زبانِ شعلہ آتش تھی تیغ تیز
خبرِ شرفشان تھے سائیں تھیں برقِ زبر	صحراے زمگاہ تھا میدانِ رستخیز
جتنے پہاڑ روئے زمین پر تھے ہل گئے	اُس نہ طبق سے ہفت طبق جا کے مل گئے
دورِ یاقون کا دشت و غامین ہوا یہ جوش	بجھلی کی طرح تیرتے پھرتے تھے دج بوش
بسمل کی جھکیوں کا اٹھا ہر طرفِ حروش	مثل نشانہ اُڑتے تھے اہلِ ستم کے ہوش
طاری تھا رعبِ نوحِ خدا ز زمگاہ میں	ہلچل تھی اُنکے ہاتھ سے ساری سپاہ میں
آتی تھی ڈرے ڈرے سے آذرِ الامان	گستا تھا قطرہ قطرہ کہ طوفان ہوا عیان
انجمِ فلک پہ تھے صفتِ چشمِ خوفشان	ساکن تھا مثلِ قطبِ بحر سے آسمان

	روز و غاموید روز شمار تھا اعدائے دین پہ تھر خدا آشکار تھا	
جانتے تھے فوج فوج جہنم کو اہل شر فوج یزید کو کبھی تمناے مال و زر	مد نظر تھا غازیون کو خلد کا سفر ان سب کا دل میں فاطمہ کے بن گیا تھا	
	کیا کیا رشے جہاد میں کیا کام کر گئے کون و مکان میں حشر تلام نام کر گئے	
ہر خد ایک ایک نے لشکر کو دسی شکست عبرت کی جاہر ہستی فانی کا بندوبست	اعداء پہ حملہ در ہوئے مانند شیر مست دام اجل میں ہو گئے پابند حق پرست	
	گلزار فاطمہ پہ خزان رن میں آگئی کیا بیکسی حسین کے لشکر پہ چھپا گئی	
حرم مر گئے تو شاہ کے یاد رہو شہید زینب کے دونوں ماہ منور ہو شہید	پھر مسلم غریب کے دلبر ہوئے شہید شاوی کی صبح قاسم مضطر ہو شہید	
	عباس ابن ساقی کو شہر بھی مر گئے اکبٹر بھی مر گئے علی اصغر بھی مر گئے	
باتی رہا نہ طفل ملک فوج شاہ میں بسمل پڑے تھے خاک پر سب قتل گاہ میں	آئی خزان ریاض رسالت پناہ میں عالم سیاہ تھا شہد دین کی نگاہ میں	
	ٹوٹے ہوئے تھے بھول جن میں پڑے ہوئے	

	شیر شل سرد تھے انہیں کھڑے ہو	
عباس نامدار کبھی یاد آئے تھے اصغر کی جھوٹی سی کبھی تربت بنا تھے	اکبر کی لاش کو کبھی جھاتی لگاتے تھے ہاسم کو دیکھ کر کبھی آنسو بہاتے تھے	
	بھائی کے قتل ہونے کا صدمہ کمال تھا فرزند کے فراق میں جینا محال تھا	
فرمایا اہل بیت کو حسرت سے دیکھ کر تم سب عنایت احدی پر رکھو نظر	خصت کو آئے خیمہ میں پھر شاہ بحر و بر دنیا سے بے ثبات سے اب ہر مرا سفر	
	اب اہل بیت سے نہ تجھے گھر سے کام ہی پیاسے گلے کو برش خنجر سے کام ہی	
سمجھاتے تھے ہر ایک کو شاہ فلک و قمار لازم ہے وقت بچ دالم بشکر کردگار	یہ سنے اہل بیت تو روتے تھے زار زار کیا فائدہ فغان سے کرو صبر اختیار	
	لو اوداع سب سے ہر خصت حسین کی دنیا سے غم قریب ہی رحلت حسین کی	
حاضر تھا در پہ خیمے کے سپ سب کام میکال و جبرئیل تھے سرد گرم تمام	یہ ککے اہل بیت سے خصت ہوا امام کس شان سے سوار ہو شاہ نشہ کام	
	برج شرف سے دن کو سواری ڈال گو یا چمن سے باد بہاری روان مہل	

کس طمراق سے فرس باد پاچلا	ستانہ مثل باد صبا جھوٹا چلا
حسن خرام ناز دکھاتا ہوا چلا	مانند راہوار شبہ لافٹا چلا
بڑھکر سبکروی میں نسیم سحر سے تھا	دو چار گام آکے یہ پیک نظر سے تھا
یکنا و لا جواب تھا رہوار بٹھال	گلگون نزا د حور شائل پری جمال
عالی دماغ زہرہ جبین غبرن امال	نازک مزاج تیز طبیعت ملک خصال
چہرہ عروس نوکا سراپا تھا نور کا	بجھل بل پریشونگی جھکڑا تھا حور کا
گیتی نور د باد یہ پیا صبا شتاب	بیتاب بقرار سبک و قمر رکاب
تیزی میں باد تندروانی میں موج آب	لاکھوں میں بے نظیر ہزاروں میں انتخاب
مثل براق یہ ہمہ تن بے مثال ہو	بالا روی میں رہبر پیک خیال ہو
ایسا بلند حوصلہ دیکھا نہیں فرس	اڑ جائے آسمان سے جو رکاب کے نہ بس
اُسکی رکاب تک جو کسی کو ہود سترس	باقی رہے نہ سیردو عالم کی پھر ہوس
بیتاب تھا وہ برق جہاں تاب کی طرح	مضطر تھا بقرار تھا سیما کی طرح
سرعت میں برق جست میں پیک نفاہ تھا	شعلہ زمین پر تھا فلک پر ستارہ تھا

آتش تھا صاعقہ تھا ہوا تھا شرارہ تھا ترہرہ جمال مہر تھا ماہ پارہ تھا	
آیا صفت نبردین اس زرق برق سے جس طرح آفتاب نمایاں ہو شرق سے	
پہونچے جو زر نگاہ میں شاہ فلک مقام اعداد دین آپ نے فرمائے یہ کلام	چار و لطف تھا فوج ستمگر کا ازدحام منصف ہوا اپنے دلیمن ذرا اگر وہ شام
تم جسکے کلمہ گو ہو میں اسکا نواسا ہوں مہمان ہوں غریب بن بھوکا ہو یا ساسا ہوں	
آگے مرے شہید ہو سب رفیق و یار مرنے کی آرزو ہر شہادت کا انتظار	باقی رہے نہ اکبر و عباس دیوتار ہو جلد راہ خالق اکبر میں سرنثار
کچھ اور مدعا نہیں حجت تمام کی اب مانویا نہ مانو نصیحت امام کی	
سنگریہ گفتگو پس سعد نے کہا لیکن قبول ہوگی نہ اب کوئی التجا	ہم خوب جانتے ہیں جو رتبہ ہر آپ کا حاکم کے دشمنوں پہ ترحم نہیں روا
بہتر یہی ہو کیجیے بیعت یزید کی لازم ہر ہر بشر پہ اطاعت یزید کی	
جب یہ سنا خوش ہو شاہ نامدار حسرت بھی اس طرف ہو سرگرم کارزار	ملواریں کھینچ کھینچ آئے ستم شعار دیکھا نگاہ تر سے پھر سو ذوالفقار

	نسیض دم مسج تمہا چشم امامین اکسار جان آگئی جسم حسامین	
نکلی چمک کے میان سے اس آفتاب سے یا برق شعلہ نوٹھی کہ نکلی سحاب سے	جیسے عروس نو نکل آئے حجاب سے یا ہو گئی شعلہ جدا آفتاب سے	
	کس بل دکھائے فوج کو چکی رُکی جلی گھونگھٹ اُلٹ کے ناز و ادا پیری جلی	
آبادہ و غا ہوئی مصمام حیدری ضو میں قمر فروغ میں خورشید خاوری	جلوہ نہا تھی چار طرف شان قیصری صورت میں عورتوں میں ملک ناز میں پری	
	چلنے میں شعلہ بار بھی تھی ابدار بھی بادِ سوم بھی تھی نسیم ہسار بھی	
خیم دم میں لا جواب تھی کس بل میں بنیاں سفاک وقت جنگ سر افکن دم جہاں	آتش فراخ شعلہ نشان صاعقہ خھاں پیغام مرگ حکم قضا قہر و ابھلال	
	پنہاں کبھی نظر سے کبھی آشکار تھی آلودار کیا تھی قدرت پروردگار تھی	
چلتی تھی رن میں چار طرف تیغ و زہاں زیر زمین گئی کبھی بالائے آسمان	ہر سمت شعلہ ریز تھی ہر سو شر و فشان ارض و سما سے آتی تھی آواز الامان	
	دہشت سے وحش و طیر بیا بان میں چھپ چھپ	

	ہیبت سے جا کے شیرنستان میں چھپ رہا	
آیا پیام مرگ جد صہرن میں آگئی	بیدم ہوا جسے جھلک اپنی دکھا گئی	ہستی سے نقش کفر و فطالت مٹا گئی
	آمادہ جد ال تھی گرم قتال تھی	گویا نمونہ غضب زوہ الجلال تھی
چم خم دکھا رہی تھی عجب ننگ صنگ سے	جلوہ نہا تھی ایک پری لاکھ رنگ سے	کھنچ کھنچے جان لیتی تھی کس کس انگ سے
	کس کروفر سے فوج پہ جاتی تھی بار بار	سفا کیا غضب کی دکھاتی تھی بار بار
جکی تو مثل برق چمکتی چلی گئی	بجکی تو مثل شاخ بجکتی چلی گئی	مہکی تو مثل غنچہ مہکتی چلی گئی
	اس تیغ آبدار کا جس جاگدہ ہوا	اک ضرب میں زمانہ ادھر ادھر ہوا
گرم و غا تھی مستعد کا زار تھی	سیما ب وار مضطرب و بیقرار تھی	سرکش تھی سرفراز تھی غالب و قار تھی
	سج و سج نہی تھی قطع نہی بانگین نیا	دم خم نیا تھا چال نہی تھی چلن نیا

	چہرے پہ آشک شمع کے مانند ڈھل چکے نزدیک تھا کہ منہ سے کلیجہ نکل چکے	
کیا سنگدل تھے وہ ستم ایجاد ہائے وہ تشنہ لب وہ خنجر فولاد ہائے	نیرو سنان لگاتے تھے جلاد ہائے دل بند مصطفیٰ پہ یہ بیداد ہائے	
	لاکھوں میں ایک بیکس تنہا ہزار حریف وہ فاطمہ کے نازوں کا پالا ہزار حریف	
اور حاضرین بزم اب آیا ہر وہ مقام نزدیک ہی سیاہ ہو کر زمین تمام	سننے ہی جسکو خاک آرائی کے خاص مقام نزدیک ہی کہ درہم و درہم ہوں سخن عام	
	گھوڑے سے خاک و خونین شہنشاہ دین گرا قندیل کعبہ گل ہوئی عرش برین گرا	
بیٹھا زمین پہ قبلہ آفاق قبلہ رو تھی سب کو قتل سید بیکس کی آرزو	سردار فوج جمع ہوئے آگے چار سو لاکھوں سنان و خنجر و شمشیر اک لگو	
	اسلام ابن سعد شکر نے کھو دیا ایمان کا نام شمر لعین نے ڈبو دیا	
ناگاہ وقت عصر قیامت ہوئی بیا بہر جم نے ڈرانا کیا خوف کس بیا	خنجر کمر سے کھینچ کے شمر لعین بڑھا فرزند شیر خاں کا گلا کاٹنے لگا	
	جبش ہوئی فلک کو زمین بھر بھرا گئی	

	آنندھی سیاہ دشت مصیبت میں آگئی	
ہنگام نزع بخشش امت کی تھی دعا دنیا سے مہراج شرف کوچ کر گیا		نجنر تھا خلق پاک پہ لب پر خدا خدا انقصہ تن سے فرق مبارک جدا ہوا
	آئی صد اسید امام زمن ہوا عالم میں آج خاتمہ نبیستن ہوا	
دشت بلا میں کانپ ہی تھی ہلک لاش آتی تھی ہر طرف سے یہ آواز دلخراش		لاشوں کی ابن سعد شکر گو تھی تلاش نزدیک تھا کہ کوہ دزمین ہو باش
	سرورِ باض ختم رسالت نگوں ہوا ماتم سے روئے چرخ برین نیلگوں ہوا	
شیر خدا تھے مضطرب الحال نوہ گر بھائی کے بچ و غم میں حسن تھے برہنہ سر		تھے بقرار دستہ جگر سید البشر جاری تھے اشک فاطمہ کے رو پاک
	صدہ تھا بحساب شکایت ذرا نہ تھی جز شکر حق نگلہ سے زبان آشنانہ تھی	
زیب قریب مرگ تھی کلثوم بقرار یا و پدرین بانی سکینہ تھی اشکبار		ماتم سے اہلبیت کے محشر تھا آشکار سر پستی تھی بانوے شاہ فلک وقار
	سینہ زنی سے چار طرف شور و شین تھا ارض و سما میں ماتم قتل حسین تھا	

شبہم سے اشکبار تھا چرخ برین ملک	فرط الم سے خاک بسر تھی زمین ملک
غم سے جگر کباب تھا مہربین ملک	سدرہ پہ بتیوار تھی روح الایمن ملک
<p>لرزان تھا عرش کاؤ زمین تھر تھراتی تھی</p> <p>جن ملک کے رونے کی آواز آتی تھی</p>	
فوج شتمین بجے تھے نقار بھٹھ	دیتا تھا ایک دوسرے کو فتح کی خبر
تھی بسکہ غلاموں کو تما مال و زر	غار ت کو آئے خیمہ عصمت میں اہل شر
<p>اسباب ٹوٹا آگ لگائی خیام میں</p> <p>اہل حرم کو قید کیا از دحام میں</p>	
صفدر بیل بے خموش کہ صدرہ کمال ہے	شرح مصائب شہ والا محال ہے
بزم غزاین کثرت رنج و ملال ہے	اہل ولا کو وجد محبوبن کو حال ہے
<p>خلاق کائنات سے اب ہے دعایی</p> <p>خواہش یہی مراد یہی التجا یہی</p>	
جبتک کہ مر رنق چرخ برین رہے	جبتک گلون سے زیت رو زمین رہے
جبتک رواج دین شہر مسیلین رہے	جبتک جہان میں نہم غم شاہ دین رہے
<p>نواب نادار کا رتبہ دو چند ہو</p> <p>اقبال مثل شہرہ تھیں بلند ہو</p>	

گلدستہ معرفت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لکھوں حمد پر در دگارِ جهان
وہی بندہ پروردہی دستگیر
سمیعٌ بصیرٌ غفورٌ رحیم
حسبٌ مجیبٌ خفیضٌ ذلیل
ترا نامِ جبار و قہار ہے
مجھی کو ہر زباِ خدائی تری
نہ کوئی ہو اہی نہوگا شریک
فنا سب بین باقی ترا نام ہے
کسی چیز کی جھکو بردا نہیں
ترے کنہ قدرت کو چھوچھا

نشانِ جگہ لا کون ہنچ دے نشان
وہی ہر علیٰ کل شئی قدیر
علیمٌ خبیثٌ عزیزٌ حکیم
غنیٌ کبیرٌ عظیمٌ جلیل
مجھے خود پسندی سزاوار ہے
ہر بے انتہا بادشاہی تری
تری ذات ہی وحدہ لا شریک
نہ آغاز ہے اور نہ انجام ہے
کسی کا مجھے خوفِ اہل نہیں
یہ ہے غیر ممکن سدا سرِ محال

ترے نور وحدت سے کیا کیا بنا
عیان ہر ہر اک شے میں جلو اترتا
نہو کس طرح مغفرت کا یقیں
نہاں قطرہ قطرہ میں پھر عیان
دو عالم کو اک دم میں پیدا کیا
فقط لفظ کن سے جہاں بن گیا
عیان صورت کھنکشان ہو گئی
نہ غور و تامل زیادہ کیا
اُسی سے ہر گوش میں لیل و نہا
اُسی کی تجلی ہر دیکھو جہاں
ظہور اُسکا ماہی سے تار ماہ ہر
اُسی کی ہر اک پپہ ہر گفتگو
اُسی سے درخشان ہر شمس و قمر
اُسی سے ہر شے کی نشو و نما
اُسی سے مناسب ہر امید و بیم
وہ ہر شے میں ہر پھر نہیں ہر کہین
اُسی نے بنائے ہر عور و قصور

زمین آسمان کوہ و صحرا بنا
کن آنکھوں سے دیکھو نہاں شاترا
ترے ذات ہر ارحم الراحمین
عیان درے دور سے پھر بے نشان
تماشاے قدرت ہویدا کیا
زمین بن گئی آسمان بن گیا
گلوں سے زمین بوستان ہو گئی
وہی ہو گیا جو ارادہ کیا
اُسی کے ہر قدرت کے جلوے ہر
عیان میں نہاں ہر نہاں میں عیا
جدھر دیکھو اُسہی اُسہی ہر
اُسی کی ہر اک دلیں ہر آرزو
اُسی سے نمایاں ہر شام و سحر
اُسی سے بقا ہر اُسی سے فنا
وہی منتقم ہر وہی ہر کریم
وہ سب کچھ ہر دیکھو تو پھر کچھ نہیں
اُسی کا ہر ارض و سما میں ظہور

نباتات و بحر و رودی حیات
 ملائک بشر جن و غلمان و حور
 ازل سے ہیں سب اُسکے در فقیر
 سب اُسکے ہیں مخلوق خالق ہر وہ
 سب اُسکے ہیں محتاج وہ بے نیاز
 ہر اول وہی اور آخر وہی
 ہمیشہ رہی ہر ہیگی نمود
 وہ خالق وہ رازق وہ نکتہ نوا
 جہان میں عبث ہر نعم پیش و پس
 و بار تہ اوج افلاک کو
 ضیاء مہر کو تاب اختر کو دی
 شفق کو دیا رخوانی لباس
 ہوئی زیب و زینت گل کو عطا
 کیا زر کو عالم میں حاجت
 کسی کو کیا تاج شاہی عطا
 سکندر ہوا مالک و بحر و بر
 کسی کو جہان میں تو انگر کیا

اُسی کے ہیں ہر تو اُسی کے صفات
 نہیں ہر کوئی اُسکی رحمت دور
 غنی و گدا و صغیر و کبیر
 سب اُسکے ہیں مرزوق رازق ہر وہ
 سب اُسکے ہیں بیکدہ بندہ نوا
 ہر باطن وہی اور ظاہر وہی
 اُسی کو سزاوار ہر بہت و بود
 وہ مالک وہ مختار وہ بے نیاز
 ہر اللہ میں اور باقی ہو جس
 کیا فرش اس سطح خاک کو
 ترپ برق کو آب گوہر کو دی
 فلک کو ملا آسمانی لباس
 ترانے ہوئے بیلون کو عطا
 جواہر کو نجشما عجیب و غریب
 کسی کو گدا کی کاہنہ سدا
 سلیمان کو نجشما عجیب و غریب
 کسی کو قناعت کا قناعت

کسی کو کیا وصل جانائے شاد	مقدر سے کوئی رہا نامراد
کسی کو دیا شوق ناز و ادا	کسی کو ملا ذوق حیر و وفا
کسی کو دیا اُسے حسن و جمال	کسی کو تمنائے لطف وصال
کسی کو نہیں دخل چون و چرا	وہ مالک ہے جو اُسے چاہا کیا
کوئی باہنر ہے کوئی بے ہنر	مگر اُسکی رحمت ہے ہر ایک پر
وہ چاہے تو قطرے کو دریا کرے	سمندر کو چاہے تو قطر کرے
بشہ کو دے گوش و چشم و ہن	دہن سے کیے لاکھ پیدائیں
بہار چمن زینت ابھمن	سخن ہر سخن ہر سخن
بیان مراتب انبیاء و ائمہ و اولیاء و علمائے	
ہدایت کو بھیجے بہت نبیا	جد اگانہ ہر اک کو ربہ ملا
خلافت کا آدم کو منصب دیا	گر وہ ملائک نے سجدہ کیا
ملائق لعنت کا ابلیس کو	عنایت ہوا علم ادریس کو
ہوئی نوح کی التجا مستجاب	گنہگار و مشرک ہو غرق آب
یہ تمکا فضل پروردگار جلیل	ہوئی رشک گلزار نار خلیل
ملی چشم خوںبار یعقوب کو	عنایت کیا صبر ایوب کو
اگر خضر کو آب حیوان ملا	تو داؤد کو لحن دلکش دیا
دیا ماہ کنعان کو حسن و جمال	بڑھایا سلیمان کا جاہ و جلال

ہوئے طور سینا پہ موسیٰ کلیم
 مسیحا کو بخشا عجیب معجزا
 محمد ہوئے خاتم الانبیاء
 ہوا اُنکے مقدم سے روشن جہا
 ہوئے سرو فارس کے آشکدے
 ہوا دہر کفر و ضلالت سے پاک
 بجا عام نعت ارہ اسلام کا
 نہ گھر مشرکوں کے نہ بستی رہی
 ازل سے ہوا کون محبوب خاص
 ہوئی کسکو نہر نبوت عطا
 میسر ہوئی کسکو سیر جنسان
 یہ ادنیٰ ہوا عجا ز خیر البشر
 کسی نے نہ سایے کا پایا نشان
 ہوئے آپ کے جانشین و وصی
 کیا حق نے زور ولایت عطا
 ملیں نہ وجہ نبوت نبی فاطمہ
 رہیں محو یادِ حیدرِ اعمر بھر

نظر آئے انوار رب کریم
 کہ تم کیلے مردوں کو زندہ کیا
 شفیع قیامت حبیب خدا
 ہوئے اُنسے پر نورِ نفث آسمان
 گرے قصر کسریٰ کے سب کنگرے
 ہوئے بت پرست و منافق ہلاک
 مٹا نام ہستی سے احسان کا
 رہی جس جگہ حق پرستی رہی
 ملا کس پیمبر کو یہ اختصاص
 کیسے حق نے تاج شفاعت دیا
 بنا کس کا خلوت مکدہ لامکان
 کیا اک اشاریے شوقِ انعم
 کہاں ہر کہاں ہر کہاں ہر کہاں
 امیر عرب شاہِ مردانِ علی
 وہی بین زمانے کے مشکلاشا
 کہ عصمت کا اُسپر ہوا خاتمہ
 یہی شغل تھا آپ کا عمر بھر

<p> عنایت کے حق نے دونور عین خلع تھے کہ دوگو ہر بے بہا ہوئے سلسلہ وار پھر تو امام ہر اک رہنما سے زمانہ ہوا نہ ہے شان اصحاب خیر الورا ہزاروں ہوئے اولیا کرام کیے خلق ارباب علم و تقیین بہت اہل دل اور موجد ہوئے بہت جام وحدت مدہوش تھے ہوا مختصر حال سب کا قسم مگر چشم انصاف سے دیکھے اسی سے منور ہیں ونون چہاں اسی کا ایمان ہر طرف نور ہے سوا سب سے ہر بد حجاب وئی نہ جائے کسی وقت اسکا خیال دلائل و دلائل کیا دور ہے پرستش کے قابل نہیں ہر کوئی </p>	<p> کہ ہر نام جنکا حسن اور حسین شہادت کا و ونون کو رہے ملا ہے دین و دنیا میں سب یک نام ہر اک معرفت میں یگانہ ہوا کہ اوصاف ہیں جنکے بے انتہا بہت آنسے جاری رہا فیض عام ہوئے عالم دین و رکن رکن بہت علم عرفان کے موجد ہوئے غم دین و دنیا فراموش تھے رہا سب پر خالق کا فضل و کرم وہ کیسا ہے جس نے یہ رتبے دیے وہی ہر بیان اور وہی ہر وہاں مگر لاکھ پردوں میں مستور ہے جہاں اٹھ گیا یہ حضوری ہوئی اگر دل میں ہر اشتیاق وصال کہ جو بندہ یا بندہ مشور ہے وہی ہر وہی ہر وہی ہر وہی </p>
---	--

بیان فصل بہار و فضا کے صحن گلزار زمزمہ سنجی مرغان خوشنوا و
حمد و ثناء کے خالق یکتا

نظر آئے حسن عروس بہار	پلا سا قیاساغر مشکبار
بنادے مضامین کا گلہ ستہ آج	شکفتہ ہوا ای خاطر خستہ آج
گلچین لالہ و زگر و نسرین	نگاہوں میں پھر جا رنگ چمن
بہار طبیعت سے گلشن بنے	درق آج گلچین کا دامن بنے
معانی بیان ہونے دھنگ سے	مضامین رقم ہون عجیب نگ سے
شمس چمن لائے باد صبا	حسینان گلشن دکھائیں ادا
ہر اک غیر تگل ہو غنچہ دہن	مہیا ہو زمر عروس چمن
کٹے حوصلہ سر و شمشاد کا	بڑھے اوج طبع خداداد کا
سین یہ مضامین تو گل بھونچا	نوا سنجیاں بلبلین بھونچا
بہک کر کہاں سے کہاں آگیا	اکسی ہو اس بنچو دی کا بُرا
فرا دیکھو گلشن میں صنع خدا	نہیں آدمی کو فعلی روا
جہان میں اُسی کے ہیں نقش و نگا	گل و غنچہ دسرو و ابر بہار
جدھر دیکھو ہر اک شگوفہ بہا	تماشے ہیں گلشن میں بے انتہا
چمن میں شکفتہ ہوے گل ہزار	جہان میں وزان کی تقسیم بہا
عطا کی تڑپ بلبل زار کو	و یا حسن گل کو خلش خار کو

اگر آنکھ فرگس کو جیران ملی
کیا بلسون کو چکنا عطا
جو سبرے کو اُسنے دیا خواب ناز
مٹے راستی سر و آزاد کو
اگر بوے گل کو لطافت ملی
محافظ کیے برگ ادھر اور ادھر
جو آبِ روان کو روانی ملی
اگرچہ دیے دل پہ لٹکے دانع
جو غنچون کو شوق تبسم دیا
ملی چال کبک درمی کو اگر
نہیں بے سبب یہ بہار و خزا
جو اناں گلشن پر دستِ ہین
لچکتی ہر شاخ گل ترہین
زمین پر گل دلالہ و ارغوان
کین ہر گلستان میں ابر بہار
نسیم سحر کی وہ اٹھیلیاں
کین رقص طاووسِ مستانہ ہر

تو سنبھل کو زلف پریشان ملی
گل و یاسمن کو ملنا عطا
تو سوسن کو بخشی زبان دراز
دیافتہ محبوب شمشاد کو
تو شاخِ سمن کو نزاکت ملی
کہ پچکے نہیں شاخ گل کی کمر
تو سبرے کو پوشاکِ صفائی ملی
اگر خار کے غم سے بخشا فراغ
تو بلبل کو صرف ترنم دیا
تو نغمے میں طوطی کے بخشا اثر
اُسی کی مین در پردہ نیزگیان
حبیبان گلزارِ نرسند ہین
اگر تے ہین سر و دھنوب کین
ملک پر شفق بھونے کا گمان
کین ہر روان چادرِ آبشار
وہ مرغان گلشن کی خوش فعلیاں
کین عشقِ بلس کا افسانہ ہر

کہین لطف موج نسیم بہار
 کہین شاہد گل کی جلوہ گری
 کہین نغمہ طوطی خوش گلو
 کہین صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم
 کہین یاسمن کی عروسانہ بو
 وہ شاپانہ خوشبو دنیان کی
 کہین مالتی کی کہین سیوتی
 کہین موگراہ کی کہین موتیا
 کہین زینت باغ سورج کھی
 کہین شوخی رنگ تاج خروس
 کہین تختہ صبر برگ کا خوشنما
 کسی سمت لالہ کی ساغر بکف
 گلوں کا وہ جو بن کھانا کہین
 معطر ہر سنبل کی چوٹی کہین
 وہ پٹنا ہوا عشق بچاں کہین
 مکتا ہر گلشن میں بدلا کہین
 چمن میں خاکی کہین ٹٹیان

کہین ہر عروس چمن کا سنگار
 کہین عندلیبوں کی نوحہ گری
 صنوبر پہ قمری کی حق سرہ
 کہین جوہی کی بھنی بھنی شمیم
 کسی سمت چنبے کی متانہ بو
 وہ مہکی ہوئی چاچا کا منی
 کہین کیوڑا ہر کہین نیستگی
 لب نہر شبو کی شب کو فضا
 کہین زرب گلشن گل چاندنی
 سراپا ہر شبک لباس عروس
 کہین ہر گل اشرفی کی فضا
 نہالان نوخیز میں صفت بصف
 درخون کا وہ لہلہا نا کہین
 بہار چمن چھوٹی چھوٹی کہین
 وہ بھلی ہوئی بوریجان کہین
 حصار گلستان ہر کیلا کہین
 شگفتہ کہین تختہ زعفران

دختران سایہ فلک میوہ دار	سراسر تکلف سراسر بہار
کیمین مین گلستان مین نہرین دہان	کسی جا مین خوارے گو ہر نشان
کسی سمت عالم ہر گلزار کا	جداسب سے جو بن ہر شمار کا
کسی سمت گلشن مین آموں کا بو	دکھاتا ہر ہر بار عالم کچھ اور
وہ انگوڑ جلدوہ نماتا ک پر	ستارے ہوں جسطرح افلاک پر
کیمین سید خیمہ شرنک خوش اُلقا	کہ سیب زرخندان ہو جیسے فدا
کیمین ہر شریفہ کیمین ہر انار	کیمین زینت بلوغ ہر کو کنار
کیمین جلوہ گر مین رخت مین آم	تماشا مین مین جنکے سب خاص عام
کیمین ناشیا مین ہر چا مین کیمین	دکھاتی ہر رنگ اپنا آ مین کیمین
اگر کوہ و چراگی دیکھو بہار	شگفتہ مین گلہائے خود و نہار
جداسب کی خوشبو جداسب کی رنگ	جداسب کی خلقت جداسب کے رنگ
بہت دیکھے گلشن بہت لالہ زراک	نظر آئے لاکھوں گل نو بہار
نہ وہ خود نہائی نہ وہ رنگ بو	اُسی کی مگر سب کو ہر جستجو
ہر اک رنگ سے بلبلی بوستان	اُسی کی بیان کرتی ہر بوستان
مگر سننے کو چاہیے گوش ہوش	نہیں ذکر سے کوئی اُسکے خموش
طلب کر اُسی سے گل آرزو	اُسی کی ہر پھیلی مہک چار سو
اُسی سے ہر تازہ نہال مراد	اُسی کا تجسس اُسی کی ہر یاد

<p>گل و غنچہ سے اُسکی صنعت عیان لگایا ہوا دست قدرت کا ہر ہر اک گل سے آتی ہر خوشبو حق رہے رات دن محو یاد خدا عنایت کیے حق نے اپنے صفات ہمیشہ رہے فرق تسلیم حسم وہ معبود برحق ہر بندہ نواز کہان نگہت گل کہان نوک خار</p>	<p>وہی اس گلستان کا ہر باغبان یہ گلشن جو پس زینت کا ہر ہمیشہ رہے چشمِ دل سہو حق بشر کو مناسب ہر سب سے سوا بنایا اسے اثرات کائنات نہ بھولو کبھی اُسکا فضل و کرم از کو اُسکے آگے جبین نیاز کہان مین کہان جہر پروردگار</p>
<p>بیان موسمِ برسات سرسبزی و شادابی نباتاتِ حال نازنیشان سراپا صفات و حمد و ثناء خالق کائنات</p>	
<p>مجھے کچھ بھی برسات کی ہر خبر بچھلکتا ہوا آج ساغرِ پلا گھسا آئی ہر دل بڑھا ہر مرا مے طاہر و صاف ہر سدا آج جیسا ہو سامانِ برسات کا سب کو کی طرف دستِ نازک بڑھا دکھا ہر پستون کو دریا دلی</p>	<p>اکدھر ہی تو اسی ساتی عشوہ گر اٹھی ہر پہاڑوں سے کالی گھٹا یہ موسم یہ سامان یہ ٹھنڈی ہوا فضا بادہ غوار و نکود کھلا آج یہ موسم ہر مہمانِ برسات کا دکھا سا قیما پیاری پیاری ادا رہے نام تیرا سخاوت تری</p>

یہی ہر تمنا یہی آرزو دکھا عارضِ دختِ رز کی بہا رخِ مہر پہ ہر گھٹا کا حجاب دکھائی ہے برساتِ عالم کچھ اور صدارِ عد کی ابر میں ہوا دھڑ ادھر جرقِ تابان کو ہوا اضطراب پوس آج کوئی نہ ساتی رہے پلا اس قدر بادِ تند و تیز وہ محو کیا ہے جس محو میں مستی نہ ہو مگر مستی معرفت ہو ضرور یہ مینخوار ہے بادِ خوارِ است ہر اک سمت چلتی ہے ٹھنڈی ہوا وہ سب سے کی صحرا میں شادابان وہ بادل کا آنا گر جتا ہوا وہ سادوں کی گھنگھوڑا لگھٹا تے ہیں برسنے پہ بادل کہیں وہ گلشن میں سبزی پہ پڑنا پڑا	کہ ٹوٹے کہیں جلد مہرِ سبو دلِ مضطرب ہے بہت بیکار دکھا جامِ مینِ جلوہ آفتاب چلے دور پر بادِ خوار و نمین دور اٹھے بزمِ مینِ شورِ قتلِ ادھر ادھر سیر دکھلائے موجِ شراب سب میں نہ اک بوند باقی رہے کہ میکش کرین نشے میں جستِ خیر وہ تلوار کیا ہے جو کستی نہ ہو رہے جسکارِ ذرا بد تک سرو ازل سے ہر دل جامِ تہمت ذرا دیکھو برسات کی بھی فضا وہ برقِ درخشان کی بتیا بیان وہ نقارہ رعدِ عبت ہوا ٹرپ برق کی رعد کی وہ صدا بھرے آبِ حمت سے جل جھل کہیں وہ بادل مینِ قوسِ قزح کی ہمار
--	--

وہ برسات کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا	وہ بارش میں پروائیوں کی فضا
وہ آنا گھٹاؤن کا گلزار پر	وہ بیتابی برق کسار پر
وہ بنرے کی صحرائیں کھسوں لہک	وہ پھولوں کی باد صبا میں ہمک
وہ تھم تھم کے بجلی دکنہ کہیں	وہ تاروں کا کم کم چمکنا کہیں
ہوا کا وہ تھمنا وہ چلنا کبھی	قمر کا وہ چھپنا نکلتا کہیں
دکھائی ہو برق اپنا عالم کہیں	برستے ہیں بادل جھا جھم کہیں
وہ جنگو چمکنا شب تار میں	وہ دادر کی آواز گلزار میں
کہیں ابر باران میں رونکا شو	کہیں کالی کالی گھٹاؤن کا زور
کسی سمت آموں میں گول کی کوک	اٹھے جس سے میساختہ دلمیں ہوک
کہیں نغمہ بلبلس بوستان	پپے کی دلکش صدابی کہاں
دھوندھار بادل میں بگولوں کی سیر	چراگاہ میں کثرت وحش و طیر
وہ طغیانی آب دریا کہیں	وہ شادابی کوہ و صحرا کہیں
وہ دریا میں سرخاب مرغابیان	ہوا سے وہ موجوں کی بتیا بیان
تلاطم سے گرداب پڑنا کہیں	جبا بون کا بنسا بگڑنا کہیں
وہ جھیلون میں لطف گل نیلوفر	وہ کھلنا کنول سطر آب پر
چمن میں خرامان کہیں گلعدا	حسینوں کے وہ جھولنے کی بہا
کہیں دلرباؤں کی ناز وادا	شفق میں کہیں چزیوں کی فضا

کسی کے وہ دست خائی غضب
 کسی آفت جان کی جٹی بھوین
 کسی سرد قد کی کمرین پچک
 سراپا کوئی صورتِ نازہر
 کسی کی شبلی وہ چتون غضب
 تحرامان کوئی مثل کبک دری
 دکھاتی ہر کوئی رخ تابناک
 کوئی سیر گل دیکھتی ہر کھڑی
 کوئی گل بدایان کوئی گل سر
 کوئی مٹھنہ سارہ آبشار
 کوئی خوش گلو گارہی ہر ملا
 کوئی دیس گاتی ہر کوئی رہا
 کسی سمت ہر تاج کی دھمام
 دم رقص چھل بل دکھانا کبھی
 وہ گانا حسینوں کا پیا خیال
 وہ گھونگھٹ میں خسارِ زیبا کی شان
 وہ عشوہ وہ انداز وہ باپین

کسی کی وہ نازک کلائی غضب
 کسی شوخ کی تا کر کا کلین
 کسی زلف کی بھینی بھینی دمک
 کسی کا جدا سبب انداز ہر
 جوانی کا اٹھنا وہ جو غن غضب
 کسی میں سراپے عشوہ گری
 کھڑی اینڈتی ہر کوئی زیرِ تاک
 بناتی ہر بھونکی کوئی چھری
 پیٹے کوئی بار موبات پر
 کوئی برق کو دیکھ کر بقرار
 بجاتی ہر گلشن میں کوئی تار
 کوئی کامل فن سنائی ہر راگ
 کہیں بہ جبینوں کا ہر آردِ حالم
 تانا کبھی مسکرا نا کبھی
 وہ دود و قدم دلربائی کی چال
 سر دوش زلف چلیا کی شان
 تبسم سے وہ گنج لب پر شکن

کسی کا کبھی دیکھنا نہ سے	کبھی مکرانا اک انداز سے
کبھی کی وہ زلف رسا خمِ نجم	کبھی کی وہ رفتار دود و قدیم
اٹھا کر وہ پشوا ز چلنا کین	ٹھہرنا اگر ناسنبھلنا کین
حسینوں کے جگمگت کے جگمگت	ہزاروں خرامان ہیں زہرہ جین
کین چشمِ مخمور جہاں دو بھری	کین مہ جینوں کی جلوہ گری
بڑھاتی ہر جھولے میں نگین کوئی	کوئی چپکی بیٹھی ہر سہمی جوتی
انگ سب دو چار زہرہ جین	بکاتی ہیں پکوان بیٹھی کین
نباتات انواع و اقسام کے	گلستان و صحرا میں پیدا ہوئے
طرب خیز موسم ہر برسات کا	دکھاتا ہر عالم طلسمات کا
جہان میں ہر اک شو کو دیکھا بغور	سوا اس کے صانع نہیں کوئی اور
وہی ہر خداوند ہفت آسمان	اسی سے منور ہیں دونوں جہاں
اسی کی طلب میں روان آب ہر	اسی کے لیے برقی بیاب ہر
اسی سے وزان ہر نسیم بہار	اسی سے روان چادرِ آبشار
اسی سے ہر نیرنگی دو جہان	اسی سے ہر فوس قزح کا سان
زمین آب رحمت سے سیراب ہر	جہاں فیض قدرت سے شاداب ہر
حیات دور و زہ ہر شل جاب	سراسر یہ بحرِ جہاں ہر سرازاب
مگر فکر سامان ملکِ عدم	دور و زہ ہر دنیا کا جاہ و حشم

<p>لے خاک میں جب تک مشت خاک نہ بھول اُس کو دم بھر جو عاقل ہو تو جہاں تک ہو ممکن کرو یک سوئی اُسی کا تجسس اُسی کی طلب خوشا چشم جو چشم ہو حق نما خطا پوش ہر وہ عطا پاش ہر</p>	<p>تعلق سے دامن ہو پہلے ہی پاک جہاں میں عبث اتنا غافل ہو تو نہ باقی رہے دل میں حرد وئی اُسی کا تصور رہے روز و شب خوشا دل کہ جو دل ہو محو حرا عبث جرم کی فکر یادش ہر</p>
<p>حکایت معراج خیر اور رسیدن مقام سدرۃ المنتہی و دیدن اشتران بے انتہا و تماشا سے قدر خدا بعدہ حمد جناب کبریا</p>	
<p>کہ حاصل ہو کیفیت سدری بڑھے یہ طبیعت کہ معراج ہو کہ آئے نظر سدرۃ المنتہی بتائیں مضامین مجھے جبریل بس اب کھول دے قفل صندوق کا بطحہ کے بیٹھے ہوں جا گزرک نظر آئے مستی میں عالم اک اور کہ نشے میں بھی لب پہ تکبیر ہو جو لغزش بھی ہو تو گردن سر بھل</p>	<p>پلا سا قبا سا غرہ بنیادی ترقی ذہن رسا آج ہو دکھا اس قدر راج فکر رسا ہمیشہ رہے فضل رب جلیل نقاب رخ و خستہ ز اٹھنا نہیں احتیاج کباب سمک چلے اس قدر دور پر آج دور مے معرفت کی یہ تاثیر ہو نہیں سجدہ حق سے بتر عمل</p>

<p> ذرا ہوش میں آؤ بیچو نہ ہو جو معراج کی شب رسول خدا نظر آئی وہ ان قدرتِ کردگار نہ کچھ ابتدا تھی نہ کچھ انتہا مسلسل چلی جاتی تھی وہ قطار تجھے ہندوق دو دوسرا کاٹ کر کلیدیں بھی تفلوں کے ہمراہ تھیں پیغمبر نے روح الامیں سے کہا کہاں سے چلی آتی ہے یہ قطار یہ ہندوق کیسے ہیں کیا انہیں یہ بولے بہت سوچ کر جبریل تجھے جب سے خالق نے پیدا کیا نہیں انکی کچھ ابتدا انتہا یہ کی میں نے خالق سے عرض تجھے اسین حیرت ہر شام و سحر حبیب خدا جب یہاں آئیگا یہ رازِ نہان اب بتائیں حضور </p>	<p> بس اب قصہ قدرت حق لکھو ہوئے وارد سدرہ المنتہی چلی جاتی تھی آشتروں کی قطار ہوئے محو حیرت رسول خدا کوئی ساربان بھانہ کوئی سوا مگر سب متغفل تھے وہ سرسبز اگر ساتھ کوئی محافظ نہیں بناؤ انھی ہی یہ کیا ماجرا کہاں جاتے ہیں آشتربشیار خدا جانے کیا مدعا انہیں ہے رہے شان پروردگار جلیل ہمیشہ یوحنین انکو دیکھا گیا نہیں کوئی واقف سوا خدا کہاں جاتی ہے آشتروں کی قطار ہوا حکم چندے ابھی صبر کر تو یہ رازِ سرستہ کھل جائیگا تماشا سے قدرت دکھائیں حضور </p>
--	---

<p> ذرا کھو تو قفل ایک صندوق کا جو کھولا وہ صندوق جبریل نے وہ صندوق بیوقوف سے معورت تھا ہوئی اور حیرت پر حیرت مزید حقیقت ہی کیا اک نظر دیکھیے تماشاے قدرت ہویدا ہوا اسی طرح دیکھے زمین آسمان اسی طرح قوس قزح کا آسمان اسی طرح گل زینت خاک تھے یونہیں مہربانگی دن کو ضیا اسی طرح گردش میں تھا آسمان وزان تھی جن میں نسیم بہار کہیں بھو نوکی بھینی بھینی مہک گھٹائیں یوہیں آتی تھیں جھوم جھوم کہیں دیکھے انسان کہیں وحش و طیر یہی قصر و ایوان یہی بام و در یوہیں جا بجا دیکھے شہر و دیار </p>	<p> یہ سنکر رسول خدا نے کہا حبیب الہی کے ارشاد سے کھلا راز قدرت جو ستور تھا ہر اک بیٹھے پہ قفل تھا اور کلید کہا اُسکو بھی کھول کر دیکھیے وہ قفل سر بیضہ جب وا ہوا نظر آیا اک اور عالم وہاں فلک پر اسی طرح بھی ککشیان ستارے یوہیں زیرِ فلک تھے یونہیں رات بھر چاندنی کی فضا اسی طرح فصل بہار و خزان روان تھی کہیں چادرِ انبار کہیں سبزہ صحرا میں کو سون ملک یوہیں مور کرتے تھے پانی کی صوم سمندر میں دیکھی جہاز و نکی سیر یہی کوہ و صحرا یہی بحر و در اسی طرح آبادی روزگار </p>
---	--

ہر اک شہر میں خلق کی دھوم مچا
 کہیں بزم شادی کہیں بزم غم
 کہیں دورین ساعہ مشکبو
 یوہن ہر جگہ محفل انبساط
 کہیں دیکھے میلے براتین کہیں
 کہیں مدرسوں میں مسائل کی دھوم
 کہیں مسجد میں خانقاہ میں کہیں
 کہیں بزم عیش و نشاط و سرو
 غرض دیکھتے سیرست بلند
 گئے اک جگہ جو رسالت مآب
 جو دیکھا تو وہاں بزم میلاد ہی
 زبان پر ہی سبک ہی تذکرا
 ہوئے مسکے حیران رسول خدا
 یہ کہہ کر رکھا سجدہ حق میں
 چلے وہاں سے ہمراہ روح الامیں
 نوشہ قدرت حق بیان
 بہت ایسے عالم بہت روزگار

زن و مرد کا ہر طرف از و حام
 کسی کو مسرت کسی کو الم
 کہیں دیکھے لبریز جام و سبو
 اسی طرح برپا تھی بزم نشاط
 سین غشقا ز کی باتیں کہیں
 مریضوں کا دار الشفا میں ہجوم
 کہیں سجد میں عابد و مکی جبین
 کہیں جوش ماتم سے شور و نشو
 ہر اک چیز قدرت کی کرتے پسند
 نظر آیا وہاں مجمع شیخ و شاب
 ہر اک فکر دنیا سے آزاد ہی
 کہ ہی آج معراج خیر الورا
 کنا اسکی قدرت ہی بے انتہا
 کیا شکر خلاق جن و بشہ
 گئے تھے جہاں سے پھر آئے وہیں
 لکھوں عمر بھر گزئی داستان
 ہمیشہ بنائے بگاڑے ہزار

<p>اُسی کا تجسس کرو کو بکو عبادت کرو تو اُسی کی کرو وہ ناراض ہو تو ٹھکانا کہاں ہمہ تن اُسی کی طرف ہو رہو کفن مرگ کا کس نے پہنا نہیں جان میں کسے ہر قیام دہشت بھلا کچھ تو راہ سفر لے چلو پس مرگ ہو گا خدا ہی خدا مرد تو تصور میں اُسکے مرو اُڑے خاک بھی تو اُسی کی طر</p>	<p>اُسی کی رہی عمر بھر جستجو اطاعت کرو تو اُسی کی کرو وہ راضی اگر ہو تو راضی جان چلو اُسکی راہ طلب میں چلو ہمیشہ زمانے میں رہنا نہیں غنیمت ہر یہ چند روزہ حیات جو کچھ ہو سکے راہ خالق میں دو فقط زندگی تک ہیں سب آشنا جیو تو تصور میں اُسکے جیو نہ مڑ کر بھی دیکھو کسی کی طر</p>
<p>استدراک موسیٰ از خلقت ارض و سما بجناب کبریا و حسب علم بر سر چاہ رسیدن و سنگ نیرہ دران انداختن از تماشا قدرت آگاہ شدن</p>	
<p>دکھا چشم و دل کو تجسلی طور زمانہ ہر مشتاق دیدار پاک نظر آئین حبت کے گلشن مجھے کہ دیکھوں تجسلی رب کریم</p>	<p>پلا سا قیام آج صبا سے نور اٹھا دے نقاب رخ تابناک دکھا سیر وادی این مجھے یہونیج طور سینا پہ طبع سلیم</p>

وہی شوق نقشہ جانے لگے	صدائیں ترانی کی آنے لگی
وہی ہوتا تھا وہی التجا	وہی کوہ سینا وہی ہونیا
یہ لذت بڑھے جلوہ پار سے	کہ آنکھیں نہون سیریدار سے
اسی طرح پھر طور جلنے لگے	اسی طرح آنکھوں کا سرمہ بنے
شرپ کر گرے دل پہ وہ عاقہ	کہ جس کا رہے عمر بھر ذائقہ
بڑھے نقشہ معرفت اس قدر	نہو دل کو دونوں جہان کی خبر
وہ مستی ہو جس میں ہوں شہیار	نہ بھولوں کبھی یاد پروردگار
مگر کس زبان سے ہو حمد خدا	صفات حمیدہ میں بے انتہا
ہمیشہ سے ہی اس کی خلقت یو	عیان ہر تماشائے قدرت یو
خدا جانے یہ کمکشان کب سے ہی	زمین کب سے ہی آسمان کب سے ہی
یہ شمس و قمر کب سے پیدا ہوئے	یہ شام و سحر کب ہویدا ہوئے
ہوئی کب سے کوئی مکانی نمود	ہوا کب سے عرض و سما کا وجود
کسی کو نہیں علم اس کے سوا	وہ خالق ہی بے شبہ ہر خیر کا
ادب سے بدرگاہ پروردگار	گزارش یہ موسیٰ کی ایکبار
ہوئے خلق کب آسمان زمین	ہوا جلوہ گر کب یہ عرش برین
ہوئی کب طلسم جہان کی بنا	ہوں مشتاق میں اس کے ادراک کا
ہوا حکم چندے کے کہ قطع راہ	بلکہ گناہان دشت میں ایک چاہ

<p> اُسے دانا چاہ کے دریاں عیان ہوگی قدر اٹھکا گچھا چلے اُس طرف کو بہ شوق تمام نظر آئے پر شور دریا کہیں نہ ہو جنہیں تمیز لیل و نہار نظر آئے پر خوت بادل کہیں کہ جیسے ہوتا ریک سارا جہان نظر آئے خارِ غیلان کہیں کسی جاترائی میں شیر کی دھوم کہیں اڑ رہے دیکھے آتش فشاں کہیں دیکھے انبارِ خار و خشک جسے آب سمجھے وہ نکلا سراب نہ دیکھی مگر شکل انسان کہیں بہت منز لوہین اٹھائی گزند وہاں آئے جس دشت تھا وہ چاہ وہ پھینکا جو آس چاہ کے دریاں کہ ہر آئے ہو کوں مطلب ہر کیا </p>	<p> اٹھکانا کوئی سنگہ زیرہ وہاں منفصل ملیگا تھیں ان جواب غرض وہاں موسیٰ علیہ السلام لے راہ میں کوہ و صحرا کہیں پہاڑوں میں دیکھے کہیں ایسے غار کہیں جھاڑیاں دیکھیں خنگل کہیں کہیں کالی پیلی اٹھیں اندھیاں لے وحشت افزا بیابان کہیں کہیں بن میں بن بانسو نکا ہجوم کسی جامی موج ریگ روان کہیں سایہ معدوم کو سون تلک نہ آئی نظر دوزخ شکل آب نظر آئے غول بیابان کہیں بہت جا بجا دیکھے بست و بلند مہائب اٹھا کر ہوتی قطع را نظر آیا اک سنگہ زیرہ وہاں ند اچاہ سے آئی حیرت فرا </p>
--	--

<p> کہا کون موسیٰ ہو کیا کام ہو پڑھا اپنا آدم تلک سلسلا اس طرح اک شخص آتا ہریان بتاتا ہو آدم تلک سلسلا مفصل بتاتا ہو نام و نشان نہیں ہنگر نہ روئی کچھ انتہا کس آدم کی اولاد میں ہو جانا تماشاے قدر تھے حیرت ہوئی رہے دیر تک محو حمد و ثنا نہیں اس کی کچھ ابتدا انتہا بشر کیا نہیں عقل کل کو خبر تو ہم کیا ہماری حقیقت ہو کیا وہی دیکھتے ہیں جو دکھلا دیا اسی کا ہو دونوں جہانیں ظہور اُدھر رخ کر و مثل قبسلہ نما سراپا اگر موسیٰ تن ہو زبان پھر اسپر ہو نور ایمان عطا </p>	<p> بتایا کہ موسیٰ مرا نام ہو کہا ہوں فرستادہ کبریا نہ آئی پھر چاہ سے ناگمان یوحنین حق کا مرسل اسی نام کا یوحنین ڈالکر سنگریہ بیان یہاں تک کہ آدھا کنواں بھڑکا ہو تم کو سن موسیٰ ذی کتاب بہت آپ کو سنکے عبرت ہوئی خداوند عالم کو سجدہ کیا کہا قدرت حق ہو لا انتہا سراسر معطل ہو عقل بشر رہے محو حیرت جہان انبیا وہی سمجھے جو اُس نے سمجھا دیا مگر اس قدر جانتا ہو ضرور جدھر دیکھو مرضی رب العلا ادا ہونہ شکر خدا کے جہان یہ کیا لطف کم ہو کہ انسان کیا </p>
--	---

<p>یہ سب سے زیادہ عنایت ہوئی کیا مرحمت دل کو علم و یقین جہان میں عطا سرفرازی ہوئی ہوئی بزم عالم میں غرت عطا عیا زمانے کی نعمت ملی ہمیشہ رہا اسکا فضل و کرم عطا کیکن امیرانہ جوین بہت رکھا ہر مصیبت میں ثابت قدم گرین شکریں کس کی عنایت کا ہم قیمت ہر یہ عمر ناپائدار رہا ہر نہ باقی رہے گا کوئی</p>	<p>کیا خلق است میں محبوب کی کوئی اسکی توحید میں شک نہیں سراسر یہ بندہ نوازی ہوئی بہ کثرت ہوا مال و دولت عطا بڑی بات یہ ہر کہ صحت ملی بڑھا روز بندے کا جاہ و شہم برائین مری آرزو میں بہت نہ آیا کبھی پاس رنج و الم ازل سے اب تک گنیں تو ہر کم کرو روز دشب یاد پر درگاہ رہا ہر ہمیشہ رہے گا وہی</p>
<p>حکایت عرض نمودن فطرس بجناب کبریا پر آدورہ و طواف عرش علا حسب حکم معبود رقتن فطرس براہ منزل مقصود و بعد عاتر سیدن متعرف عجز قصود گون</p>	
<p>چلا سا قیام کو شرملا مضامین لکھوں نشے میں جھوکر چلا آج اتنی جھکنے لگون</p>	<p>کہ لکھنے میں وصف عرش خدا کردن نظم شبشے کا منہ جو کر عنایت سے تیری جھکنے لگون</p>

بجائے گز کہ سینت حنبت منگا	اٹھا جام شیشے کی گردن جھکا
گھٹے بیقراری بڑھے انبساط	نظر آئے حور و ن کی بزم نشاط
وہ مضمون عالی ہون طبع رسا	ملا ایک کہین سُسکے مسل علا
بلندی پرواز دکھلا دے آج	خبر کرسی و عرش کی لا دے آج
یہ رفعت دکھا آج پیک خیال	کہ آسان نظر آئے کارِ محال
سہک کر چلا بیخود یمن کہان	بس ایو الووس آگے ہر لامکا
مناسب نہیں اتنی بالادوی	کر و اہل تہذیب کی پیروی
مقامِ ادب ہو یہ فسکر رسا	ہوس ہو تو عرش برین کم ہو کیا
تکلفے تیج کیا اُسکی طبع سلیم	خدا جسکو فرمائے عرشِ غلیم
گردن اُسکی وسعت کا کیونکر بیان	مقابل نہیں جسکے کون و مکان
وہ گنبد کی رفعت وہ برج کی شان	جہان عقل کل کا نہ پہنچے گمان
ستونِ لعل و الماس کے بجا ب	ہر اک گنگرہ غیرتِ آفتاب
جدھر دیکھو سامانِ دھڑور کے	کلس نور کے بام و در نور کے
جبابِ اسیم قدرت کے بنے تھا	سراسر عیان صنعتِ کسریا
وہ تابندہ قدرت کے نقشِ رنگار	کہ ہون لعل و یاقوت اپنے نثار
نہ وان دھوپ ہو اور نہ وان چاند	تجلی ہو چارون طرف نور کی
نہ شام و سحر میں نہ شمس و قمر	مشابہ ہو کچھ کچھ جناب کی سحر

<p> ہر اک سمت قدرت کی نہرین دل کین طائران خوش بحان کی دھوم نہ بانی کی خواہش نہ دل کی فکر یہی اسکی تعریف محدود ہی لکھا ہے کہ بانی ہن ستر ہزار جدا گانہ ہن اک ملائک کے نام خدا نے عطا کی ہر طاقت بہت وہ اڑنے میں ہر سب سے چالاک تر ہر اک پل میں کرتا ہے وہ تیر گام بہت ناز ہے اسکو پر داز پر ادب سے ہوا ملتس ایکبار ترے عرش عظیم کا دورا کرو میں دیکھوں تو ہر کس قدر سکا دو ہو احکم خلاق ارض و سما ترے بال و پر میں یہ قوت کہا بصد التجا اُس نے پھر عرض کی چلا سنے فرمان معبود کو </p>	<p> گل و غنچہ رشکِ باض جنان وہ مرغان نغمہ سرا کا ہجوم ہر اک کی زبان پر اُسی کی ذکر تجلی کہ خاص معبود ہی محافظ ہر اک کے ملائک ہن جا ہر اک انہیں فطرس بھی مشہور عام ہر پرواز کی اسکو کثرت بہت بہت مستعد ہے بہت تیز تر ہزاروں برس کی مسافت تمام روش اسکی ہے ایک انداز پر کہ ہے آرزو میری پروردگار تری صنعتوں کا تماشا کرو کروں سیر عرش معلیٰ بظہور کہ ممکن نہیں سیر عرش علا تجھے اتنی اُڑنے کی قدرت کہاں ہو احکم رب خیر تیری خوشی روانہ ہو راہ مقصود کو </p>
--	---

<p>نہ آگے بڑھاؤں سے بیک خیال ہوئی کس قدر طریہ راہ دوار</p>	<p>اُڑا چھو مینے علی الاتصال یہ کی عرض خالق سے ای بے نیاز</p>
قطعہ	
<p>ہوا اک پائے سے دوسرا جتنی دور ہوئی ہر چارم ابھی راہ طر ہوا فرط پرواز سے مضحمل یہ منزل کڑی کس قدر طر ہوئی کہ اب مرحلہ نصف طر ہو گیا نہ مطلق رہا پھر وہ جوش خروش بڑی یہ خطا مجھ سے سرزد ہوئی تو ہی بندہ پر در غفور الرحیم نہ اپنی جگہ بھر کے آنیکی تاب نہ جائے اقامت نہ پائے گریز بریشان نہوا نکھ کو بند کر مسافت وہ اک دم میں طر ہوئی کیا سجدہ شکر خالق ادا خدا جانے کیسا دہو گا کین</p>	<p>ہوا حکم پر در دگار غفور وہاں تک پہنچنا تو معلوم ہو وہ پھر چھ مینے اُڑا متصل خداوند عالم سے پھر عرض کی ہوا پھر یہ فرمان رب العلا یہ سنکر ہوا ہو گئے اسکے ہوش بہت منفعل ہو کے پھر عرض کی نہایت ہوا اب میری حالت تقیم نہ اب دو قدم آگے جانیکی تاب نہیں کوئی چارہ سو آگریز ہوا حکم حلاق جن و بشر عرض آنکھ فطرس جب بند کی جہاں سے اُڑا تھا وہیں آگیا مکان جسکا ایسا ہو عرش بر</p>

<p>نشان اُسکی قدرت کے ہیں ہتھ مار کسی کو بھی یکتائی زیبا نہیں اگر آپ ہر وحدہ لا شریک رہے اُسکی توحید کا اعتقاد عبادت کریں اُسکی شام و سحر اگر سلسلہ اُس سے باقی رکھو پس مرگ پھرتے جانا تو کیا کسی کو نہیں ہر ثبات و قرار فنا سب کو ہوتا ہر انجام کار کسی کی ہوئی ہر سرا میں سہ ہو قبضے میں جسکے حیات و مآ غضب ہر غضب ہر غضب</p>	<p>وہ چاہے تو ایسے بنائے ہزار کوئی اُسکا عالم میں ہمتا نہیں وہ ہر مصیبت میں سب کا شریک نہ بھو کو کبھی دل سے خالق کی یا ہوے اسلئے خلق جن و بشر سوا معصیت کے جو چاہو کرو کر و زندگانی میں یادِ خدا و دروزہ ہر بیان کی خزانِ بہا ہر اک شریہان کی ہر ناپائدار نہ آفاق میں دل لگائے بشر محل تعجب ہر جہت کی بات بشر اُس سے غافل رہے روزِ شب</p>
<p>حکایت استفسار فرمودن رب جلیل از حضرت غریب در بارہ قبض روح خلق خدا و رسم آمدنش بر کسے شاہ و گدا عرض نمودن ترجمہ خود بر احوال طفل تختہ نشین و بار دیگر از سیر ارم محروم ماندن شدہ اولعین و باز حکم خدا اگر دیدن آن طفل را کہ بر تختہ دیدی و رحم نمودی</p>	

ہمین شدادناشاو بود

مجھے سا قیادخت رز کی قسم
 مے معرفت کا طلبگار ہوں
 مگر پاس اسکا بھی ساتی رہے
 زمانہ ہوا مجکو چھوڑے ہو
 وگرنہ مجھے خم کے خم بھی تھے کم
 مری جان وہ صہبا گل رنگ دے
 خبر جان و تن کی نہ مطلق رہے
 مے صات و طاہر کا دریا بہا
 بطحہ ہر اک سمت ہستی پھرے
 بنا اے تصور ارم کی مثال
 مین نازک طبیعت ہونالی و باغ
 وہ گلشن کہ جبین ہو سیر جان
 لب نہر ہو ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم
 وہاں تھے اگر گوہر آباد ار
 بنائے تھے آسنے ستون بلور
 وہاں تھے جو نوارہ و آبشار

دکھا دے تماشاے باغ ارم
 پلا مجکو جہنی سنا اور ہوں
 تمیز بد و نیک باقی رہے
 خم و شیشہ و جام توڑے ہو
 سبو کے سبو پی کے لیتا تھا دم
 کہ جوشہ شوق مین رنگ دے
 رہے تو فقط الفت حق رہے
 ملا طم اٹھا جوش طوفان دکھا
 صراچی ہوں ہر طرف تھمتھے
 مگر ہونہ شداد کا سانچا سال
 دکھا بڑھکے باغ ارم سے بھی باغ
 وہ گلشن زمین جسکی ہوا آسمان
 ہر اک سمت ہو بھینی بھینی نسیم
 تجلی قدرت ہو یاں آشکار
 سراپا نظر آئے یاں قصر نور
 یہاں قطرے قطرے پہ سوئی نشا

زروسیم کے کنگرے تھے وہاں
 وہاں بھی مار گنگت بوستان
 وہاں تھیں اگر دخترانِ حبیب
 بہت طول دینے سے کیا فائدہ
 جناب خداوند توفیق نے
 خلافت کی روحیں بہت قمیق
 یہ کی عرض سب کچھ ہر روشن کچھ
 ہوا حکم پروردگارِ جہان
 گذارش کی اس خالقِ دوسرا
 قضا را تباہی میں آیا جہاز
 پختہ سب بیان محیطِ الم
 اٹھا ہر طرف شور آہِ دُعا
 کوئی نوہر گر تھا کوئی بقرار
 تلامذہ سے تختے ہوئے سچا
 اجل سے کسی کو نہ مہلت ملی
 اکیلے وہ تختے پہ تھی بیچو اس
 وہ تختہ کئی روز بہتار ہا

سرِ بامِ شمس و قمر ہوں یہاں
 یہاں ہر طرف ہو شمسِ جہان
 یہاں آئینِ حورانِ خلد برین
 اٹھا و قتلِ اب لکھو مدعا
 کما ایک دن تاملِ روح سے
 کسی پر تھیں جسم آیا کہین
 فقط دوجگہ جسم آیا مجھے
 مفصل کر دسب حقیقت بیان
 سمندر میں جاتا تھا اک قافلہ
 نہ شاہ و گدا میں رہا امتیاز
 سرون پر گرانا گمان کوہِ غم
 ہوئے صاف آثارِ محشرِ عیان
 کوئی مضطرب تھا کوئی شکبار
 مسافر ہوئے غرق بحرِ فنا
 مگر اک زن حاملہ رہ گئی
 بجز یاس و حسرت نہ تھا کوئی پاس
 دل اسکا غم و رنج ستار ہا

<p> ڈہری سہمی گھیرائی زدنی کبھی دین دروزہ اُسکو پیدامو نہ مادر نہ خواہر نہ بھرم کوئی وہ رہ رہ کے تکلیف اُس کی ہوا سے وہ تختے کا بلنا کبھی وہ ہر سمت باد مخالف کا زور تلاطم سے پانی اُپھٹنا کہیں بجز ذاتِ معبود کوئی نہ تھا غرض رازِ قدرت ہو پیدامو زہے شان پروردگار کریم تسلی ہوئی طفل کو دیکھ کر وہ تختہ گیا تھا ابھی تھوڑی دوا ہوا مجکو حکمِ خداے جہان بجالایا فرمانِ رب العلا وہاں جسم آیا مجھے دیکھ کر مگر دل میں پھر سوچ کر یہ کہا دوبارہ پھر اسی خالقِ بحر و بر </p>	<p> نہ آرام پانی نہ سوئی کبھی یہ اک اور صدھے پہ صدھے ہوا نہ منفس نہ دایہ نہ محرم کوئی وہ چاروں طرف حسرت و غمی وہ موجود سے موجود کا ملنا کبھی مگر چچ کے پانی اُگلنے کا شور وہ گردابِ شہر صکرا بلنا کہیں جو اُس دردِ غم میں اُسے دیکھتا اُسی حال میں طفل پیدا ہوا صدق سے نکل آیا ورثیم رہا دل میں خوفِ ہلاکت مگر نہ ٹھہرا تھا اُسکا دل نا بصور کرو قبض روح زنِ جستہ جان وہ بیجان ہوئی طفل تنہا رہا کہ بے شیر کیونکر جیے گا پس مجھے حکمِ معبود میں دخل کیا تاسف ہوا حال شد ادھر </p>
--	---

کیا تو نے اسکو یہ رتبہ عطا
 فرزدن و بدم اسکی سطوت ہوئی
 بڑھا اسقدر اسکا جاہ و حشم
 گذرنا تھا ہر دم بعیش و نشاط
 میاں زمانے کا اسباب تھا
 شب روز تھا عیش و عشرت سے کام
 ملی تھیں جہانکی اسے نعمتیں
 یہ کجخت کے ولین آیا خیال
 یہ کچھ جمع سامان سب انتخاب
 رہا ایک مدت اسی فکر میں
 بلائے ہر اک جا سے اہل کمال
 زمین و یکھراک جگہ پر فضا
 ہر اک فن کے صنائع و اہل ہنر
 لگاتے تھے نشین زر و رسم کی
 طلائی چھتین تھیں مرصع نگار
 عوض سنگریز و نیکے و زخوش آب
 زر و رسم کے کنگرے دس ہزار

کہ تھا قاف سے قاف تک پیریا
 ہر اقلیم بخت حکومت ہوئی
 مسخر ہوا سب جہان یک تسلیم
 نہ تھی فکر کوئی بجز انہماک
 ہر اک قصر میں فرش سنباب تھا
 کبھی شور و فلفل کبھی دور جام
 اٹھاتا تھا ہر چیز کی لذتیں
 کہ خلد برین کی بناؤں مثال
 زر و رسم و نعل و کمر لاجواب
 اسی مشغلے میں اسی ذکر میں
 جو صنعت گری میں تھے سب پیشاں
 رکھی اُسے باغ اہرام کی بنا
 تھے سرگرم تعمیر شام و صبح
 چنائی وہ سب شک و غبر سے بھی
 ستون اسین بلور کے بیشمار
 بڑے تھے ہر اک نہر میں بیجا
 چمک چمکی یکساں تھی نیل و نیا

عوض خاک کے زعفران و عسبر	ہر اک سمت تھی نگہمت و پذیر
وہ کو سون تلک مشک و عنبر کی بو	گل و یاسمن کی مہک چار سو
درختوں پہ نغمہ سرا جانور	گلستان میں لطف نسیم سحر
کہیں طائر و نکی نو استخوان	کہیں عندلیبوں کی خوش فطیان
ہوئیں منتخب و خزانِ جہان	رکھا قصر میں شل حورِ جہان
جو غلمان بنانے کا آیا خیال	کیے جمع طفلانِ صاحبِ جمال
بلندی و وسعت کا کیا ہو بیان	نہ تھا مثل اُسکا تہ آسمان
ہوا پان سو سال میں اختتام	زر و مال بھی ہو گیا سب تمام
خبر نیلے نیساری باغ کی	بہت اُسکے دل کو مسرت ہوئی
عجب کر و فرستے بجاہ و چشم	روانہ ہوا سوے باغِ ارم
در باغ تک بھی وہ پہنچا نہ	کہ آیا مجھے حکم رب العدا
روانہ کرو اُسکو سوے عدم	نہ دیکھے تماشاے باغِ ارم
یہ سنتے ہی حکمِ خداے جہان	بسرعت ہوا اسطرف میں روان
قدمِ پشتِ زین سے اتارا نہ تھا	کہ پہنچا میں سر پر شالِ قضا
نہ دی مہلت سیرِ ناکام کو	کیا قبضِ روح بد انجام کو
مہلت میں تیری مجھے دخل کیا	مگر اُسکی حسرت یہ جسم آگیا
بنانے میں کی صرف عمرِ غریبہ	جہان میں نہ باقی رکھی کوئی خیر

<p> تماشا نہ دیکھا مگر اک نقشہ تجھے رسم آیا تھا جس طفل پر کیا ہنسنے عالم کا منہ باز روا دیا ہنسنے اسکو یہ جاہ و جلال بہت شاہ دیتے تھے اسکو خراج کہ کرنے لگا دھوئے ہمسری اسی کی دو عالم میں پائی منزل یہ ہوا خوف سے زرد چہرہ کا رنگ تجھے سب بین آسان کا رخصت غنی ہو تری ذات اور بے نیاز جسے چاہے تو بخش دے بھلا تجھی کو خدا کی سزاوار ہو دیاں کیا ہر عقل بشر کی مجال تو آئے تماشا کے قدرت نظر وہی ہر زمانے کا مشک کشا اگر مور ہو تو سلیمان کرے وہ چاہے تو قطرہ ہو درخشاں آب </p>	<p> کیے صرف المناس و نعل و گہر ہوا حکم حلاق جن و بشر وہی طفل ناشاد شد اور تھا سمجھتا تھا تو جس کا جینا محال جہان میں کیا مالک تخت و تاج یہاں تک عطا کی اُسے برتری سراسر جو کفران نعمت کیا یہ سنکر ہوئے قابض روح و نگ یہ کی عرض ایمر قادر ذوالجلال جسے چاہے دم بین کرے سرفرا جسے چاہے نازل ہو سپر خدا تو خالق ہر مالک ہر مختار ہو جہان قابض روح کا جویہ و را کوئی چشم حق بین دیکھے اگر وہی ہر زمانے کا حاجت روا گد اکو وہ چاہے تو سلطان کرے وہ چاہے تو ذرے ہو آفتاب </p>
---	---

<p>وہ ادنیٰ کو چاہے تو اعلیٰ کرے ہر اک سکی رحمت سے فیضیاء کرے جسکا خالق ستار بلند اگر بندہ پرور ہو ایسا تو ہو اسی سے ہر عرض و سما کی نمود ہر اک شے سے ظاہر ہو شانِ خدا نہو اسکی وحدت کا کیونکر یقین کر و یاد میں صرف عمر غزیر زبان کو نہ ملے ذکر سے اسی کی ہو اہو اسی کی ہوس ہمیشہ رہو طالب کبریا</p>	<p>جو اعلیٰ کو چاہے تو ادنیٰ کرے برایہ زمین و آفتاب وہ آفاق بین کیوں نہوار جند جو خلاق اکبر ہو ایسا تو ہو سمندر ہر اک قطرہ بحسب جود اسی سے ملا ہو نشانِ خدا کوئی اسکا ہمتا و ہمسر نہیں کہ خالی نہیں ذکر سے کوئی چیز نہ خالی رہے دل کبھی ذکر سے نہ بھو لو کسی حال میں اک نفس زبان پر ہو ہر دم خدا ہی خدا</p>
<p>حکایت جناب سلیمان علیہ السلام یہ بار عام نشانِ دادن حضرت ازو صل باشاہزادہ مغرب و کوشش سیمرغ در عدم و ہلال ہر دو حکم قادر ذوالجلال و نہان گردیدن سیمرغ از فعال</p>	<p>حکایت جناب سلیمان علیہ السلام یہ بار عام نشانِ دادن حضرت ازو صل باشاہزادہ مغرب و کوشش سیمرغ در عدم و ہلال ہر دو حکم قادر ذوالجلال و نہان گردیدن سیمرغ از فعال</p>
<p>دکھا سیر تخت ہوا سا قبا ہر اک لفظ مہر سلیمان بنے</p>	<p>شہر ابا طور بلا سا قبا بیاض ورق مہر تابان بنے</p>

مضامین دکھائیں پری کی ادا
 ہر اک بیت بیت مقدس ہو آج
 وہ بندش میں پیدا ہو جلوہ گری
 چلے خوب دور سے شعلہ رنگ
 یہ تاثیر ہو بادہ صاف کی
 سراسر نہ دل محوستی رہے
 وہ محو ہو کہ جسمین رہوں ہوشیا
 پلا بادہ معرفت اس قدر
 جناب سلیمان علیہ السلام
 مودب چپ راست انسان تھے
 بہت تھے امیران عالی وقار
 ہزاروں غلامان زرین کمر
 ہزاروں کمر بستہ خد شگدار
 چرند و پرند و دوحش و طیور
 وہ شوکت و عظمت وہ عرب دل
 خدا نے دیا تھا عجب کردار
 لکھنؤ قصر و ایوان کی تعریف کیا

معانی میں جلوہ ہو بقیس کا
 جو مصرع ہو عالم میں پار و اج
 کہ جس پر نقد ہوں جن دہری
 دل مضطرب میں بھری ہوا رنگ
 سیاحت کروں پردہ قات کی
 تیر بلند ہی دستی رہے
 نہ بھولوں کبھی یاد پروردگار
 لکھنؤ داستان قضا و قدر
 تھے اک روز مصروف دربار عالم
 کھڑے دست بستہ نبی جان تھے
 بہت صاحب مملکت تاجدار
 جو انان نامی و مولت اثر
 تھے بے انتہا حاجب و چوہدار
 دُور وہ تھے صف بستہ پیش حضور
 وہ سیرت وہ صورت وہ حسن جمال
 عیان شان معبود تھی سرسبز
 نظر آتی تھی قدرت کبریا

<p> ازل سے ابتدا تک نہوں یہ تمام بیان آپ کرتے تھے حمد خدا نہیں اُسکی قدرت کی کچھ انتہا جو ہوتا ہر حکم قضا و قدر کسی سے ہو سزا و کبھی ہو کمین کہ اعر بادشاہِ جان حق شناس مرے دلو تصدیق کامل نہیں حقیقت ذرا اُسکی سمجھائیے جہان میں ہو آئندہ جسکا ظور مثبت ہر حکم خداے جہان وہ بے شبہ عالم میں پیش آئیگا کسی پر عیان اُسکی حکمت ہو کیا کہ جسکا کسی وقت ہوگا ظور نہیں اُنکے وہم و گمان میں نور اُسے دیگا حلاق عالم پسر ملیگی اُسے دستہ لار فام ملائیگا اُنکو خداے جہان </p>	<p> رستم ہوں اگر وصف دربار عالم اٹھاؤں قلم اب سوے دعا پس حمد حلاق عالم کسا ظور اُسکا دیکھا اُسی کا اثر کوئی کام قدرت سے باہر نہیں یہ کی شکستے سمرغ نے التماس قضا و قدر کا میں قائل نہیں مثبت ہر کیا خیر فرمائیے کوئی حال ایسا بتائیں حضور کہا اُس سے حضرت نے ایسا ہو گیا جو کچھ اُس نے روز ازل لکھ دیا کسی سے بیان اُسکی قدر ہو کیا یہ اک مختصر حال سن لے ضرور نہیں اُنکا عالم میں اب تک جو د ہر مغرب میں اک شاہ والا گھر جو مشرق میں ہر شاہ عالی مقام وہ جب دختر و طفل جوئے جو </p>
--	--

زہتِ قدرتِ قادرِ ذوالجلال
 بہت گرچہ مغرب سے مشرق ہر دور
 اسی دن سے سیمرخ کو تھا خیال
 ہوئی خلق جب دفترِ گلزار
 اڑا کر اُسے قاف میں لے گیا
 دیا کچھ دنوں شیرِ جوان اُسے
 پس شیرِ میوے کھلاتا رہا
 غرض رفتہ رفتہ جوان ہو گئی
 یہ بڑھکر ہوئی آفتِ روزگار
 وہ دن سن وہ جو بنِ جنِ حلال
 نہ مطلق خبر تھی کہ دنیا ہے کیا
 ہوئی جیسے وہ ماہِ پارہ جوان
 اسے رہنے دو ساکنِ تیشیان
 وہی تھا زمانہ وہی ماہ و سال
 ہوا افضل خالق سے وہ نوجوان
 رہے صرف تعلیمِ اہل کمال
 ہر اک علم میں وہ یگانہ ہوا
 لکھا ہے مقدر میں اُنکے وصال
 مگر جو شیت ہے ہو گا ضرور
 وہ مشرق میں جاتا تھا پھر وہاں
 اُٹھا لایا بچوں میں مثلِ شکار
 وہاں اشیاء بنا کر رکھا
 نہ دکھلائی پر شکلِ انسان اُسے
 تر و تازہ پھل روز لاتا رہا
 سراپا وہ جانِ جہان ہو گئی
 حسینانِ عالم ہونِ جہنمِ نار
 مگر تھی طبیعت میں حُش کمال
 نہ کھاتی تھی باغِ جہان کی ہوا
 نرد مادہ دونوں رہے پاسِ بان
 سنو شاہِ مغرب کی اب دستِ بان
 دیا حق نے فرزندِ صاحبِ جلال
 سراپا شجاعتِ سعادت نشان
 ہوا کھڑے عرصے میں وہ پیمال
 عرضِ انتخابِ زمانہ ہوا

ازل سے ملا تھا دل بے قرار
وہ کیللا شکارِ غزالان کبھی
نہ چھوڑا شکارِ چرند و پرند
وہ کشتی میں اکدن ہو جلوہ گر
سمندر میں کشتی روانہ ہوئی
یکایک جو بادِ مخالف چلی
سمندر میں کشتی تھی مثلِ سیاح
مصاحب ہو غرقِ بحرِ فنا
کئی دن برابر وہ تختہ بہا
نظر آیا اک دشت و دشتِ فرا
تضاؤ قدر سے وہ پہنچا دیا
ٹھہر کر لیا سائے میں دمِ ذرا
شہنشاہِ مشرق کی نورِ نظر
فضا و دشت کی دیکھتی تھی گھڑی
محبت سے دیکھا بہت دیر تک
دل مضطرب کا بڑھا اضطراب
ادھر شاہزاد نے دیکھا ذرا

طبیعت میں تھا ذوقِ شیر و شکار
کے عید شیرِ نیشان کبھی
مگر دل سے تھا عیدِ باہی پسند
رفیقِ اکے بیٹھے ادھر اور ادھر
نسیمِ حسرتِ تازیانہ ہوئی
اڑا کر اُسے قاف میں لگئی
ملاطم سے آخر ہوئی غرقِ آب
یہ بیچارہ اک تختے پر رہ گیا
کنارے پر اک روز لالی ہوا
اُتر کر ادھر شاہزادہ چلا
کہ سیمرخ کا تھا جہانِ شیان
ہوا کھائی ٹھنڈی افاقہ ہوا
اُسی اشیانے میں تھی جلوہ گر
سوے شاہزادہ نظر جا پڑی
رہی محو حیرت نہ جھپکی پلک
طبیعت میں پیدا ہوا اضطراب
کہ ہر محوِ نظارہ اک نہ لقا

محبت کا دل پر اثر ہو گیا
 سرِ ابا یہ محو تماشا ہوا
 لگا عشق کا تیر و دون طرف
 یہ بچو دودھ مضطرب حیران تھا
 اُدھر تیرا لفت ہوا دِل کے پار
 اُدھر شکلِ زگس بندھی مشکلی
 گرے اسکے آنسو اگر خاک پر
 اُدھر ہجر میں اُس کا دل بقرار
 اُدھر لب بہ لب ہونیکی جستجو
 اشارے سے اُس نے بلایا قریب
 وہ بھی آشیانے میں یہ خاک پر
 بہت کچھ اشارے کناہے ہوئے
 نہ سمجھی کوئی بات وحشیِ خصا
 نر و مادہِ حیوت آئے اُدھر
 جب انہیں سے کوئی نہ تو تاوان
 نئے رنگ سے پھر وہ رشک پری
 کئی دن اشار و نمین باتیں ہیں

وہ تیرا لہر کارگر ہو گیا
 دل اُس کی فتنہ چاہن شہد ہوا
 ہوئی دل میں تاثیر و دون طرف
 یہ بسمل وہ بیدل یہ بجان تھا
 اُدھر ٹپکے دلیں نئے ہزار
 اُدھر چشمِ حشر سے ندی بہی
 گئی اُسکی فریاد افلاک پر
 اُدھر ویدم تھا اُسے فطرار
 اُدھر شربت وصل کی آرزو
 گیا یہ بھد شوقِ سکو حبيب
 یہ فرشِ زمین پر وہ افلاک پر
 سخن رہ گئے لب پہ آئے ہوئے
 پر نشان ہوا شاہزادہ کمال
 آجھپ جاتا شاہزادہ نامور
 یہ آبِ میٹھا پھر تہِ تشیان
 دکھاتی تھی ہر روز جلوہ گری
 محبت کی لفت کی گھاتیں ہیں

غرض رفتہ رفتہ ہوئی آشنا	سمجھنے لگی بات کچھ کچھ ذرا
کہا شاہزادے نے اے میرہ لقا	بلالے مجھے یا مرے پاس آ
یہ سنکر ہوا اُسکو حمد کہاں	رہا شاہزادی کے دلمین خیال
اُسی روز سیمرخ بہر شکار	گیا آشیان سے سوے کو ہزار
اُٹھالایا بچے میں اک نیل گاؤ	کہا اپنی مادہ سے جی بھر کے کھاؤ
غرض کھا کے دونوں زیر نہال	وہیں چھوڑ دی نیل گاؤ کی کھال
وہ جسم ہوے سیر ہو کر رون	کہا شاہزادی نے اے نوجوان
نہیں کوئی تدبیر اسکے سوا	تو اس پوست گاؤ دین بڑھ جا
جب آئیکا سیمرخ ہنگام شام	منگا لو نگلی اس پوست کو لا کلام
یہ تدبیر سنکر بہت خوش ہوا	سر شام اُس پوست میں چھپتا ہوا
ہوا شب کو سیمرخ کا جب نرو	بہت شاہزادی کو پایا ملول
کہا اُس نے گھبرا کے اے میرہ لقا	مگر رہی کیوں آج باعث ہو کیا
کہا شاہزادی نے اے میرہاں	پڑی ہو یہ کیا شہ نہ آسمان
مجھے اسپین حیرت ہو جلدی تبا	کہا اُس نے ہو پوست نیل گاؤ
وہ بولی یہ شہی عجیب غریب	ذرا اُسکو لے آؤ میرے قریب
گیا اُسکے سیمرخ زیر نہال	سوے آشیانہ اُٹھالایا کھال
بہت خوش ہوئی کھال کو کھیکر	رکھا آشیانہ میں پیش نظر

گئے جب نرودادہ وقت سحر
 بڑھا شوقِ مینِ جانبِ دلربا
 رخِ صبر سے اٹھ گئی یانِ نقاب
 لبوں سے ملے لبِ دہن دہن
 یہاں تک بڑھا لطفِ بوسِ کُنا
 اٹھائے مزے شربتِ وصل کے
 ہوئے شکلِ جوڑا ہم مہر و ماہ
 ولولہ مین نہ باقی رہیں حشرِ مین
 غرض روز و شبِ حرم و شاد کام
 جب آئے نرودادہ ہنگامِ شام
 بسر کر کے تنہائی مینِ رات بھر
 وہ رہتے تھے دن بھر بعیشِ طر
 و یاقِ تعالیٰ نے طفلِ حسین
 اسے چھوڑ دیا ہمراہِ اہلِ عیال
 کہا ہنس کے اک روزِ سیمرخ سے
 یہ کی عرضِ سیمرخ نے امیِ جناب
 گبا سر بسر وہ زمانہ گذر

نکل آیا شہسزادہ نامور
 ہوئی ہم بغلِ آکے وہ مہرِ لقا
 ہوئی فرطِ الفت سے وہ بیجا
 دلون سے ملے دلِ بدن بدن
 کہ دونوں کے دل ہو گئے بقرار
 شرابِ محبت سے دونوں چھلکے
 ادا ہو گئی وصل کی رسمِ وراہ
 ہوئیں ہجر کی دورِ بکلفِ قین
 بسر کرتے تھے وہ بعیشِ تمام
 یہ اُس پوستِ مینِ جل کے کز اقیام
 نکلتا تھا گہرا کے وقتِ سحر
 اسی طرح گذرے کئی سال جب
 تو لد ہوئی دخترِ مہِ حبیبین
 شہوابِ جنابِ سلیمان کا حال
 تھوڑی مشیت کے دن آ گئے
 ہوا اپنے دعوے مین مین کا مینا
 کہان اب وہ دخترِ کہان وہ بسر

<p>ٹھہر جاؤ را دیکھ شان خدا کہ سلطان مغرب بھی حافر ہوا سرا سیمہ دربار میں آگیا کہ اے مرسل حق رسالت اب ستم دیدہ بیکس دل انگار ہیں جہان میں غریبوں کا فریاد رس کیا عرض دونوں نے درد دلی ہوئی سب حقیقت مفصل بیان ابھی شاہزادی کو ملاقات غرض داخل آشیانہ ہوا تو اس پوست میں بیٹھ آرام سے کیا ہر جناب سلیمان نے یاد سوئے تخت گاہ سلیمان چلا کہ پہونچا یہ دربار میں ایکبار وہ پشتارہ پیش نظر رکھ دیا کہ ہو قدرت حق تعالیٰ عیان کہا اس طرف دیکھ کر آپ نے</p>	<p>تبسم کیا آپ نے اور کہا ابھی تھا زبان پر یہی تذکرا اسی وقت مشرق کا فرمانروا یہ کی عرض دونوں نے پیش جناب عجب مجھ سے میں گرفتار ہیں خدا نے کیا آپ کو داورس کہا آپ نے کچھ کہو تو سہی سنی دختر و طفل کی داستان کہا سنے سیمرغ سے آپ نے یہ سنکر آدھروہ روانہ ہوا پہونچکر کہا اس گل اندام سے مرے دل کی برائیگی اب مرا وہ بیٹھی تو نیکر شال ہوا جناب سلیمان کو کھانا انتظار ادب سے قریب آکے مجھ کیا کہا کھول دے اب یہ راز نہان وہ پشتارہ کھولا جو منقار سے</p>
---	--

نکل شاہ مشرق کی نعتِ جگر
یہ سنکر نکل آئے دذونِ شتاب
مودب کھڑے ہو کے مجرا کیسا
دیا حکم بچوں کو بھی ساتھ لاؤ
وہ جا کر اُسی پوستِ گاؤ سے
کیا پیار حضرت نے اطفال کو
ہوا پھر یہ ارشادِ سیمرغ سے
قضا و قدر کا نمونہ یہ ہر
ہوا بسکہ سیمرغ کو انفعال
نگاہوں میں سب جو رسوا ہوا
ہوا چشمِ انسان سے ایسا نہان
یہ اونٹنی ہر ذکرِ قضا و قدر
مشیت میں جس چیز کا ہو حضور
جو کچھ لکھ دیا اُسے روزِ ازل
مشیت میں اُسکے تبدیل نہیں
کر و بندگی اُسکی شامِ دسہر
اُسی کی عبادت کر و متصل

نکل شاہ مغرب کی نورِ نظر
وہ متاب یہ غیرتِ آفتاب
سلیمان کے قدموں پہ سر رکھ دیا
وہ کم سن ہیں گھبراتے ہونگے بلاؤ
اُٹھا لائے بچوں کو بھی سامنے
کہا دیکھو خالق کے انضال کو
تماشاے شانِ خدا دیکھ لے
مشیت سے خالی نہیں کوئی شے
ندامت سے تھما سر اُٹھانا مچا
نجالت زدہ ایک سمت اُڑ گیا
نہ پایا کسی نے پھر اُسکا نشان
ہزاروں تماشاے ہیں دیکھو اگر
وہ ہو گا وہ ہو گا وہ ہو گا فرد
ابد تک نہ اُٹیکا اُسینِ خلل
سہرِ موترقی تنزل نہیں
رکھو اُسکے فضل و کرمِ نظر
رہے اُسکی الفت سے بہرِ نیر

<p>ادھر توڑو رشتہ اُدھر چوڑو اُسی کے رکھو آستانے پہ سہر دوئی چھوڑ کر اک طرف ہو رہو اُسی کی دم واپسین بھی ہو یاد جو شکل سے مشکل ہو آسان ہو یہ دنیا ہی کیا مال دنیا ہی کیا کسی کی مگر چشمِ بینا نہیں ہر اک حالِ مین حق پرستی رہے</p>	<p>سوا اُسکے سب کی طلب چھوڑ دو نہ کھاتے پھر دٹھو کین در بدر کر دما سوا ترکِ دو ہو سو ہو اُسی سے رکھو عمر بھر اعتقاد عجب اُسکی قدرت عجیبان ہو جب ایسا ہی خالق تو پر دیا ہو کیا بڑی اُسکی سرکار ہی کیا نہیں مسرت ہو یا رنج ہستی رہے</p>
<p>بیانِ بے ثباتی و ہر ناپائیدار و عبرتِ احوالِ گذشتگان روزگارِ بوقلمونی گلستانِ جہان و نیرنگیِ بہار و خزان انجامِ ہرزہ چیاتِ فنا و ذاتِ جنابِ باری رابقا</p>	<p>پلا سا قیابادہ مشکبو حیاتِ دور و زہ کا کیا اعتبار وہ مری ہو جو ناقص کو کمال کرے وہ مری ہو کہ جس سے ہو ترکِ طلب وہ مری ہو کہ جس سے نمودِ دل آس وہ مری ہو کہ جس سے نمودِ دسر</p>
<p>سلامت رہن تیرے جام و سبو دکھا دے لالہ گون کی بہار وہ مری ہو جو شونو کو بسمل کرے تعلق کے ہو چھوٹنے کا سبب وہ مری ہو کہ جس سے نہ غم آئے پاس رہے پیچو دی مین بھی حق پر نظر</p>	<p>پلا سا قیابادہ مشکبو حیاتِ دور و زہ کا کیا اعتبار وہ مری ہو جو ناقص کو کمال کرے وہ مری ہو کہ جس سے ہو ترکِ طلب وہ مری ہو کہ جس سے نمودِ دل آس وہ مری ہو کہ جس سے نمودِ دسر</p>

<p> وہ مری ہو کہ جس سے طلاقت ہوئے وہ مری ہو کہ جس سے نہ بیکے خیال دورنگی زمانے کی ہو آشکار کہاں ہم کہاں پھرے لالہ فام بھر و سنا نہیں صبح کو شام کا زمانے کی ہر شے ہو نقشِ بر آب یہ ہو بخود سی بادۂ صاف میں خرابات میں جوشِ مستی رہے ہمیں کیا رہے بانہ عالم رہے بدلتا ہو ہر روز رنگِ آسمان زمینِ اسکی رہتی ہو ابد و ابر عیان ہیں زمانے کی نیزنگیاں کبھی جلوہ گرِ انجسم و کملشان خرابات دنیا ہو عبرت کلاہ کسی کو جہان میں نہیں ہو بقا یہ دنیا ہے فانی ہر جہان سرا سفر بیان جتقدر آئینگی </p>	<p> سخن میں فصاحت غلتا ہر مے دکھائے عروس سخن کا جمال چلے دور پر دور لپل دنہار پلا آج اتنی کہ رہ جائے نام ملا دے مے سے منہ منہ جام کا فقط ہکو کافی ہو دور شراب بہکتا پھرون روز انصاف میں گھٹا میکدے پر ہرستی رہے تراجمِ سلطنت تراجم رہے مٹاتا ہو نام آوردن کج نشان کہ ہر دم طے مجکو تازہ شکار نمونہ ہو جنکا بہار و خزان کبھی خاک ہو پردہ آسمان تماشا ہے عالم ہو حیرت کدہ ہر اک شے فنا ہو فنا ہو فنا جو آیا یہاں چار دن رہ گیا یوہن رفتہ رفتہ چلے جائیگی </p>
--	---

فقط رات کی رات لیتے ہیں ہم یہ جاگھر بنانے کے قابل نہیں جو آیا وہ صدے اٹھا کر گیا جو عاقل ہیں وہ لگاتے نہیں جو عالم ہیں آکر یگانہ ہوا ہوا ہو گا کوئی زمانے میں شاو رہے ہم تو اگر ہمیشہ ملول کبھی بھول کر مثل گل چوہنسا تھر اس جہان سے یہ حاصل ہوا ہوا ڈھوس کے پھٹے ہم میں نہ کوئی رہیگا نہ کوئی رہا	سرا ہویہ دنیا مسافہ ہیں ہم تو راول لگانے کے قابل نہیں بہت اشک حسرت بہا کر گیا عم و رنج ہستی اٹھاتے نہیں وہ تیر قضا کا نشانہ ہوا ہزاروں چلے جاتے ہیں مار ریاض جان سے ہوا یہ حصول وہ روتا ہوا اس چرچ سے گیا کہ دو روز جینا بھی مشکل ہوا رہے مبتلا دور ایام میں رہے گا فقط ایک نام خدا
--	---

احوال انبیا

زمانے میں آئے بہت انبیا شناور ہوئے بحر توحید کے شب دروز جاری ہا فیض عام ہدایت رہی سب کو بد نظر زمانے سے کفر و ضلالت سے	بڑھا اُن سے اسلام کا سلسلہ طلبگار تھے حق کی تائید کے بجز دعوت حق نہ تھا کوئی کام گدرتی تھی طاعت میں شام و سحر بڑھے اہل ایمان منافق کھٹے
--	---

<p>وہی مشرکون میں مطلق رہی شفیعِ اہم کا یہ رتبہ بڑھا کسی کو قضا نے نہ چھوڑا یہاں نہ باقی رہے جبہ عالی مقام بقا ہر تو اک ذات واحد کو ہی</p>	<p>رہی جس جگہ وحدت حق رہی ہوے رفتہ رفتہ حبیبِ خدا لگے دار فانی سے سو جہاں تو ممکن نہیں ہر کسی کو قیام سدا کے فانی ہر ایک شے</p>
<p>احوالِ یادشایان</p>	
<p>سنا ہو گا شایانِ بافی کا حال کہ صہر ہو سکندر کا تاج دلا کہاں ہر فریدوں کا جاہ و شہم بڑی حکمرانی تھی ضحاک کی نہ جمشید کچھ لے گیا اپنے ساتھ ہوا دور گردوں سے یہ انقلاب ہر عبرت مکہ طاقِ نوشیروان کہاں ہر وہ محمود کی دار و گیر کہاں اب ہر تیمور صاحبِ جوان نہ سنجر کی باقی رہی سنجری جہان میں ہو قیصر کہ خاقانِ چین</p>	<p>کہاں آج ہر آنکا جاہ و جلال کہاں ہر سلیمان کا تخت ہوا زمانے سے کیا ہو گیا جامِ جسم ہوا خاک گردن سے افلاک کی سکندر جہان سے گیا خالی ہاتھ نہ بہمن رہا اور نہ افراسیاب کہاں ہر وہ دارا کا بطلِ نشان کہاں ہر وہ تعلق کی فوج کثیر فسانہ ہوا حالِ چنگیز خان نہ نادر کی باقی رہی نادری نہ چھوڑی گئی باقی کسی کو زمین</p>

<p>ہمیشہ فلک پر تھا جنکا مزاج کبھی جنکے سر پر تھا چتر زری کسی کی نہ تھی اصل جنکے حضور جہان کے فرے سب فراموش کسی کی حکومت نہ سطوت تھی اگر دیکھو انصاف سے اک نظر</p>	<p>تہ خاک غافل وہ سونے میں آج لحد میں ہوئی خاک سے ہمسری لے خاک میں وہ سر پر غور عروس لحد سے ہم آغوش ہیں رہی تو فقط یاس و حسرت رہی کھلونے تھے مٹی کے یہ سر بسر</p>
احوالِ علما	
<p>بہت دار فانی میں فاضل ہو یکے مسئلہ یا د مشغول کے کسی کی ہوئی قرین عمر صرف کسی کو رہا شغل تفسیر کا کسی کو تھا علم ادب میں کمال معانی میں کوئی جو مشاق تھا وظائف کوئی پڑھ کے عامل ہوا معطل رہے سب کے علم و کمال نہ کام آئی تحریر و تقریر کچھ لحد میں پڑے سونے میں بنخیر</p>	<p>بہت علم منطق میں کامل ہو ہوئے منتہی علم معقول کے کسی نے پڑھا نحو کو حرفِ حُر کوئی فقہ دان و محدث ہوا کوئی علم اخلاق میں ہمیشاں تو علم بیان میں کوئی طاق تھا کوئی نقش لکھنے میں کامل ہوا ہوا عاقبت خاک سب کا مال فضا کی نکالی نہ تدبیر کچھ ہوئے سادے بیکار علم و ہنر</p>

ہر اک علم میں تجھے بہت شہسوار	رہے محو حیرت وہ انجام کار
احوالِ حکما	
<p>جہان میں ہو خلق کیا کیا حکیم نہ تھا مثل حکمت میں لقمان کا بڑا صاحبِ نعم بقراط تھا ارسطو جہان میں یگانہ ہوا ہر اک فن میں بونصر تھا انتخاب کوئی فن تشریح میں طاق تھا کسی کا گیا آسمان تک قیاس کسی کو ہوئی علم ہیئت میں صوم کسی کو مطب کا رہا شغلا طبیعی کوئی پڑھکے فائق ہوا ہو انواب مشائیوں کا خیال نہ کچھ ہو سکا بر قضا کا علاج ہوے استخوان خاک انجام کار</p>	<p>جہان میں ہو خلق کیا کیا حکیم نہ تھا مثل حکمت میں لقمان کا بڑا صاحبِ نعم بقراط تھا ارسطو جہان میں یگانہ ہوا ہر اک فن میں بونصر تھا انتخاب کوئی فن تشریح میں طاق تھا کسی کا گیا آسمان تک قیاس کسی کو ہوئی علم ہیئت میں صوم کسی کو مطب کا رہا شغلا طبیعی کوئی پڑھکے فائق ہوا ہو انواب مشائیوں کا خیال نہ کچھ ہو سکا بر قضا کا علاج ہوے استخوان خاک انجام کار</p>
احوالِ ہیلوانان	
ہزاروں نمودار رکھے ہیلوان	ہوے رفتہ رفتہ عدم کو رد

نہ باقی ہیں زراں نریمانِ سام	تہ آسمان رہ گینا سب کا نام
فسانہ ہوا رستم و داستان	فرامرز و سہراب و ہرز و گمان
قباد و فرہرز و اسفندیار	ہوے اور بھی پہلوان و بشمار
کوئی شیر دل تھا کوئی پلین	کوئی تیغ زن تھا کوئی صفت شکن
کوئی نشہ زور طاقت سے	سبھی تھا کواہ گران کو بھی پست
کسی کو رہا ذوق تیرد کمان	کسی کو تھا مرغوب گرز گران
کسی نے کیا دیو کا سامنا	کوئی شیر نرسے مقابل ہوا
مگر چل سکا کچھ فضا سے نہ زور	ہوے بعد مردن ہم آغوش گور
جو دینے رہے لشکر و لشکرست	اجل کا نہ کچھ کر سکے بند بست
جہان میں بڑی و صوم رستم کی بھی	فضا سے نہ کچھ چل سکی رستمی
جو زور آزمائی میں کھے بیشمال	لحد میں ہوئی انکو جیش محال
جب آکے فضا سر پہ نازل ہوئی	تو کروٹ بدلتی بھی مشکل ہوئی

احوال حسنان

بہت مہر جبین زرب عالم ہو	بہت انہ عشاق بدم ہو
کسی کا وہ جو بن وجہ سن جمال	کسی کو تھا ناز و ادائیں کمال
کسی پر جوانی کی آمد غضب	کسی گل کا وہ سرِ ساقہ غضب
کسی کی وہ اکھیلیا چان	کوئی مست بادہ عجب حال میں

<p>کسی کو تھاد کے جلانیکا شوق کسی کے وہ رخسار رشک قمر کسی کا وہ آنکھیں ٹرانا غضب کسی آفت جان کی نیچی نطنہ کسی کو تھانا زو ادا پر عسرو کوئی نازنین کوئی جادو ادا تقصا نے نہ چھوڑا کسی کو مگر کہان وہ رخ و گیسو تا بدار کوئی مثل گیسو پریشان گیا فقط زندگی تک تھے ناز و ادا گران تھی جنین نگہت با سمن کہان ہر وہ اب عاشقوں کا جوم کوئی فائے کو بھی آنا حسین پس مرگ پھر وہ محبت کہان تصدق جو ہوتے تھے شام و سحر</p>	<p>کسی کو تھانے بنانیکا شوق کسی کی وہ زلف رستا مکر اشاروں کے وہ دل بھانا غضب کوئی بادہ حسن سے بخیہ کسی کو سے لالہ گون کا سردور کوئی ہر طلعت کوئی مہریتا ٹے خاک میں سب وہ رشک قمر کہان آئینہ شانہ بسل نہار کوئی شکل آئینہ حیران گیا نہ کچھ یاد آیا جب آئی قضا ہے خاک سوتے ہیں وہ گلبدن کہان ہر وہ اب جان شارونکی دھوم سر قہر آنسو بہاتا نہیں وہ الفت کہان ہر رفاقت کہان لچہ پروہ آتے نہیں کھو لکر</p>
احوال نو جوانان	
ہزاروں جوانان عالی نژاد	کئے منزل دہر سے نامراد

عجب دے تھے عجب جوش تھے	شراب جوانی سے مدہوش تھے
کوئی محو ہنس گامہ انبساط	کوئی روز و شب مرثیہ نم نشاط
دکھاتا تھا اپنی جوانی کوئی	ہوا رسم الفت کا بانی کوئی
کوئی شمع رویوں کا پروانہ تھا	کوئی حسن پر اپنے دیوانہ تھا
کوئی ہجر جان میں تھا بقرار	کوئی رات بھر یار سے جھگڑا
کسی کا کوئی محدود تھا	مے حسن سے کوئی سرشار تھا
کسی کو تھی مرغوب سیر حین	کوئی محو نظارہ گلبدن
کسی کو تھی محو نور دہی پسند	رہا کوئی طوق و سلاسل بیند
کسی کا ہوا دل لگانے میں خون	کسی پر رہا سایہ افکن جنون
کسی کو ہوا داغِ حشر نصیب	کسی کو ہوا عیش و عشرت نصیب
وہ جی بھوین گنج لب پر شکن	کسی میں جوانی کا اک بانگین
ہر اک بات میں اک نئی آن بان	وہ رخسار پر سبزہ خط کی شان
کسی کو تھا زور آزمائی کا شوق	کسی کو تھا نیچے کلائی کا شوق
کوئی شہسوار سی میں تھا بشتاب	کسی کو تھا عیدِ فگنی میں کمال
کہ مجھ سا جہان میں نہیں دوسرا	یہ سر میں ہر اک کے بھری تھی ہوا
ہوا ہو گئی سب بہارِ شباب	حقیقت میں عمرِ جوانی تھا خواہ
نہ اب ہم فیرون کے وہ تھے	نہ مانند بلبل رہتے چھپے

نہ باتی رہا کچھ جوانی کا جوش	ہوئی مثل شمع لہر سب نہموش
احوالِ حین	
تجیرِ فضا ہر طلسمِ جان	کبھی فصلِ گل ہو کبھی ہر خزان
کبھی چشمِ بلبل میں ہر جا گل	کبھی ہر طرف شور ہو ہاے گل
کبھی ہر بہارِ گل و یاسمن	کبھی خار و خس میں میانِ چین
کبھی نمِ بلبیل بوستان	کبھی برگ و گل نذرِ بادِ خزان
کبھی شاہدِ گل کے جلو ہزار	کبھی صحنِ گلشن میں انبارِ خار
کبھی طائرانِ خوش الحان کی دھوم	کبھی شور کرتے ہیں میانِ چند و بوم
کبھی جھومتے ہیں نہالِ چین	کبھی جاےِ عبرت ہر حالِ حین
کبھی زینتِ باغِ شمشاد ہو	کبھی سرنگون سر و آزا د ہو
کبھی قمریوں کی ہر حق سرہ	کبھی نعرہ چنید ہر چار سو
کبھی طوطی خوشنوا خندہ زن	کبھی شور کرتے ہیں زناغ و زغن
کبھی سایہ انگن ہر گلشنِ تاک	کبھی بادِ صحرے اُرتی ہر خاک
نہ بلبل کو وقفہ نہ گل کو قرار	دور و زہر ہر باغِ جہان کی بہار
کبھی زندگانی یہ نازان نہ ہو	بہارِ گل و غنچہ خندان نہ ہو
بہت پھول کھل کھلے مڑھ جائے	بہارِ اپنی عالم میں دکھلا گئے
خزان نے شائےِ نفا کا چین	ہوئی بادِ صحرے ہواےِ چین

تر انون میں بلبل نگے ہر یہ صدا
 عبث نغمہ سبجان گلشن میں شاد
 نہیں بے سبب گریہ آبشار
 گلوں کو نہ ہنسنے کی مہلت ملی
 بقا رنگ کو ہر نہ ہو کو شہا
 ریاض جہان کا تماشا کیا
 عجب یاس سے بلبل بقرار
 کبھی ایسے گلشن میں آنا نہ تھا
 یہاں آکے کیا شاد و خرم ہو
 جفا گل کی دیکھی خلش خار کی
 کہا گل نے شکر پریشان نہ ہو
 یہاں عیش و عشرت کی فرصت کسے
 ہم اک دم کو گلشن میں آئے تو کیا
 فغا سر یہ ہر وقت موجود ہو
 زبا نہر تھا گل کے ابھی یہ کلام
 کہا ایسے الفت میں بخود ہو
 بھری دلیے بلبل نے اک آہ سرد

بہار چن کو ہر آہ نہ
 مناسب ہر فصل خزان کی بھی یاد
 عدم کی مسافر ہر فصل بہار
 نہ غنچوں کو کھلنے کی فرصت ملی
 بہار گل تازہ ہر ایک رات
 نہ پائی کسی گل میں بوے وفا
 یہ کتنی ہر بادیدہ اشکبار
 یہاں اشیانہ بنانا نہ تھا
 ہو کی اک خوشی سیکڑن غم ہو
 نہ حسرت بر آئی دل زار کی
 سبب اسکا ظاہر ہر گریان ہو
 تبسم تکلم کی مہلت کسے
 اگر لاکھ جلوے دکھائے تو کیا
 خوشی اس گلستا نین بیود ہو
 کہا آکے بادِ خزان نے سلام
 کہ اکباروں سے بھلا یا مجھے
 تحیر سے گل کا ہوا رنگ زرد

<p> کہ با دفن کا طمانچہ لگا نہ گل تھا نہ بلبل نہ وہ گفتگو نباتات ہوں خواہ ہوں دیحیات رہا ہر نہ کوئی رہے گا دام بقا ہر فقط ذات رب کے لیے وہ باقی ہر فانی ہر ایک شے مسافر ہیں ہم سب ہی ہر مقیم نہ ہو گا کوئی اک رہیگا وہی کسی کو بقا جاوہانی نہیں ہمیشہ رہیگی فقط اُسکی ذات نہ ابد تک ہوا ہر نہ ہو گا کوئی زمانے میں ہر چیز ہر بعدیل وہی دین و دنیا کا مقصود ہر ہزاروں میں جلوسے جد و جہد اُسی کی عنادل کو ہر جستجو حقیقت میں اُس نور کی فوہیں نہ ہو بزم عالم میں دلہن لگی </p>	<p> ابھی دل میں دنوں کے اک خوف تھا فنا کا تصرف ہوا چار سو کسی کو نہیں ہر قیام و ثبات چنانچہ میں فقط شب کی شب ہر قیام فنا ہر زمانے میں سب کے لیے ہمیشہ رہیگا ہمیشہ سے ہر زمانہ ہر حادث وہی ہر قدیم نہ تھا کچھ بھی پہلے مگر تھا وہی کوئی اُسکا عالم میں ثانی نہیں نہ باقی رہیگا کوئی دیحیات نہ ہر سر اُسکا نہ ہمتا کوئی یہ ہر وحدت حق کی کافی دلیل وہی دونوں عالم کا معبود ہر گل و شمس و نجم و قمر دیکھے اُسی کی ہر اک گل میں ہر رنگ و بو وہ شمع تجلی ہر بر تو ہیں سب ہمیشہ اُسی سے رہے لو لگی </p>
---	---

سراسر یہ دنیا ہے خوابِ خیال	بجز یاس و حسرت نہیں کچھ مال
شب زندگانی بسر ہو گئی ت	میں غافل رہا اور سحر ہو گئی
سحر بھی ہوئی اور نہ چونکا ذرا	غضب ہی اسی طرح سوتا رہا
بجاسر یہ جس وقت کو سن حیل	کھلی آنکھ جب رہ گیا دن قلیل
میں اُس وقت مہربان بام تھا	سفر کا جہان سے سراخام تھا
جلی چھوڑ کر جسم روح رواں	اٹھا ہر طرف شور آہ و فغان
ہوئے جمع بیگانہ و آشنا	ہجوم غریزہ واقارب ہوا
ہوا پھر یہ منظور اجاب کو	پے دفن جلدی اسے لے چلو
غرض جلد سامان جب ہو چکا	جنازہ مرا لے چلے آشنا
جیانے کمانٹھ چھپا چلو	جہان میں عیان رو سیا ہی نہو
نہ افشا کر داسکا حال تباہ	عدم کو چلا ہی بہت رو سیاہ
غرض رفتہ رفتہ بحد تک گئے	مگر بار عصیان سے سب تھک گئے
بحد میں آتا را جنازہ مرا	ہر اک دیکھتا تھا تماشامرا
غریزہ واقارب نے تنھے دیے	دعا سب نے کی مغفرت کے لیے
بحد میں مری آنکھ جسم کھلی	نظر آئی چاروں طرف تبرگی
ہر اک سمت حسرت ہر اک سمت یاس	نہ مونس نہ ہدم نہ غمخوار پاس
چپ وراس ہمایہ لاکھوں گز	نہیں ایک کی دوسرے کو خبر

<p>وہ رنج و تعب وہ لحد کا عذاب وہ تنہائی قفس وہ بے بسی وہ خوف مکافات اعمال بد کہیں سے نہ مطلق ہوا کا گذر خدا ہی خدا ہی خدا ہی خدا یگانہ سوا اسکے کوئی نہیں پس مرگ خالق کو جانا تو کیا ریا دولت دین سے مین مارا بہت دست افسوس ہن در مین کروں کس سے دکھا رہا حال خراب وہی ہر غریبوں کا فریاد رس وہی روسیاء ہوں کا پروردگار</p>	<p>نیکرین کے وہ سوال و جواب ندامت گناہوں کی وہ بیکسی وہ چاروں طرف سے فشارِ لحد نہ خورشید کی فونہ نورِ قمر نہ خویش اقارب نہ یار آشنا ہو ادل کو اسوقت حقِ یقین مگر حیف ہر مر کے مانا تو کیا کبھی زندگی مین کی اسکی یاد سراپا ہوں عصیان بہر طوین قبامت تلک ہی ہی اضطراب سوا اسکے کوئی نہیں داد رس وہی عاصیوں کا ہر آمرزگار</p>
<p>غدر و جرائم و مناجات بجناب قاضی الحاجات</p>	
<p>یہی جستجو ہی مدعا حیات دور روزہ ہر آخر مات تو ستار ہر مین سراپا تصور اٹھائے ہوئے سر پہ پارِ گناہ</p>	<p>یہی آرزو ہی التجا طے نارد و رخ سے یارِ بنجا ہوئے آکے ہستی مین کیا کیا قصور چنان سے چلا ہوں بہت رویا</p>

<p>اگر تیری رحمت ہو قصہ ہر پاک ترا بحر رحمت ہے بے انتہا مرے جرم عصیان کی کچھ حد نہیں بجز ریاض و حشر نہیں کوئی سا کیا تو نے دنیا میں سب کچھ عطا تماشا ہے قدرت نہ دیکھا کبھی یہ جان میں رہا صفت عصیان کیا ایسا کیا کام جیسے ہونا ز کئی عمر غفلت میں صبح و مسا اگر تیری رحمت ہو بیزار ہو بار سزا ہے خطایا ہو فضل و کرم جب آئیگی محشر میں نوبت مری عنایت کا تیرے طلبگار ہوں</p>	<p>حقیقت ہر انسان کی مشیت کا گنا ہوئی میری حقیقت ہے کیا ترے لطف و احسان کی کچھ حد نہیں ریاضِ جان چلا خالی ہاتھ ہوا کچھ نہ فحش سے سوائے خطا حقیقت نہ سمجھا نہ سمجھا کبھی بجز رویا ہی نہ تھا کوئی کام مگر ہے ترا دست رحمت دراز ہوا کچھ نہ حق عبادت ادا وگر نہ جو منظور پروردگار بہر حال ہے فتنہ قیاسیم خم عیان ہوگی شان رحیمی تری گنہگار ہوں میں گنہگار ہوں</p>
<p>نہ دو طول صفدر کر و قصدا ازل سے ابتک لکھے گر قلم صفات اسکے لکھنا کچھ آسان نہیں</p>	<p>کمان تم کمان حمد پر دو نہوشمہ حمد خالق رستم جو طر ہو سکے یہ وہ میدان نہیں</p>

خاتمہ کتاب

طبیعت کو گرا زمایا تو کیا	فرغ مضامین دکھایا تو کیا
کرے قطرہ کیونکر سمندر کا دھبہ	ہو ذرے سے کیا مہر انور کا دھبہ
لکھیں حمد خلاق جن و بشر	یہ دشوار ہے بلکہ دشوار تر
زبان و تسلیم کو یہ قدرت کہاں	کرین حمد خلاق عالم بیان
رستم ہوں اگر دفتہ بیشمار	نہ ہوں ختم اوصاف پروردگار
کسی سے بھی ممکن نہیں اس کی حمد	اُسی کو سزاوار ہے اپنی حمد
ذریعہ مگر معذرت کا یہ ہے	بہانہ فقط معذرت کا یہ ہے
یہ ہے عرض اہل سخن سے مری	گزارش ہے ارباب فن سے مری
کسی جا اگر دیکھیں سو و خطا	کرین چشم پوشی یہ طاعت و عطا
لکھی ہے عجب حال میں ثنوی	تنبیر بد و نیک مطلق نہ تھی
فصاحت بلاغت کا کیا تذکرا	زبان پر جو آیا وہ موزون کیا
دکھانی نہ تھی قابلیت مجھے	کہ منظور تھا ذکر وحدت مجھے
مے معرفت کا تھا ہر دم سرور	نہ پاس آنے پاتا تھا کبر و غرور
نہ تھی اُن دنوں محکوم دل کی خبر	نہ دل کو تھی زہار میری خبر
میں دل سے الگ تھے دل جدا	نظر میں تھا ہر دم خدا ہی خدا
فصاحت بلاغت جو منظور ہو	تو حاضر ہی دیو ان کو دیکھ لو
سوا اسکے ہر قسم کا ہے کلام	سلاست، متانت، ہے جیسر تمام

اصلہ آسکا مہرج دیگا مجھے	جو خوش ہوگا سب کچھ دیگا مجھے
زمانے کا ہر دینے والا وہی	جہان میں سب ادنیٰ میں علی وہی
کسی سے طلب ہو جو اسکے سوا	تو صفدر خطاب خطا خطا
قطعات تاریخ طبع	
قطعة تاریخ از جناب منشی امیر احمد صاحب میر	
ہر سے بندش ہے مضمون آئینہ ہر چین	زبان اچھی بیان چھا عجب حسن طبیعت ہر
امیر سیکی کہی تاریخ میں بھی بہت سچی	کہ حقا جو حکایت ہر وہ اکسیر ہدایت ہر
قطعة تاریخ از جناب مولانا طور الحق صاحب	
شادی شد نظم چون سلک گہر	در شنائے خالق رب جلیل
بے تکلف گفت یافت سال طبع	بے نظیر و بیشال و بے عدیل
قطعة تاریخ از جناب منشی گوہر پشاور صاحب صبا	
خشت و جاہ جلال میں سر نواب میں	حضرت صفدر علی خان بہادر مثل
باسل رستم شکار عاقل بقمان شعار	عادل کسری و ثار باذل حاتم عمل
میوہ دولت کے باغ ایاں کے نخل	نخل ریاست کی شاخ شاخ و آرت پھل

مثنوی تازہ دیک آپ نے تصنیف کی	معرفت اسکے ہر اک شعر کا ہر حاصل
طبع صبا سے ہوا جلوہ نما سال طبع	واہ چھپی خوب یہ مثنوی بے بدل

۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از فیروز شاہ خاں صاحب فیروز

چھپ گئی فضل خدا سے مثنوی وہ لا جواب	جسکے ہر مصرع میں ہر حسن بیان معرفت
فکر جب فیروز سال طبع کی مجھ کو ہوئی	غیب سے آواز آئی بوستان معرفت

۱۳۰۹ھ



تقصیدہ اول در حمد خداوند کون و مکان خالق زمین و آسمان
مسمعی بہ انوار وحدت

آب کوثر سے چو ہونچہ خلسے کی زبان	پتھر لکھون حمد خداوند زمین و آسمان
شہسپ جبریل چشم حور ہوں کلک دوتا	ہاتھ میں جاو رقی ہوں برگ اشجارِ جنان
اقتیلاج صوف بھی ہر روشنائی کے لیے	ماہ سے کند و کہلائے پارہ جیب کتان
حاجت شہخت بھی ہوگی بچھے وقت قسم	لائے رضوان سرخی رخسار حورانِ جنان
بہر نقاشی سپیدہ ہبھی بچھے درکار ہی	جلوہ گر اگر بیاض صبح جنت ہو یہاں
چاہیے وقت کتابت ماہی ترطاس گیر	جلد آئے عالم بالا سے حوت آسمان
گوشتہ قرطاس کی کرکین نہیں کرتے دست	کس لیے مقراض جزا چنچ پر ہر رایگان
بجگو ناحق ہر تلاش کار و کاغذ تراش	کیا نہیں کافی ہر میری تیزی طبع روان

آب ز فرم آئے کبھے سے وھو کیواسط
 پھر طلب تائید کی اسکر ہر فرض عین
 ہو چکین جسم مہیا سب یہاں رسم
 خامہ میری انگلیوں میں دیکھ کر عیسیٰ کہین
 تہ تہ زانو پہ کاغذ دیکھ کر یولین ملک
 کیکے بسیم اسرا سکی حمد لکھتا ہر قسم
 صا خاق کا نشان ظاہر ہو مخلوقات
 اسکی قدرت پر گواہی دی رہا ہین رزقو
 قدرت کا ل سے کیا بے مادہ پیدا کیے
 کیا بنا دست و پا چشم و گوش و جان و تن
 ہو وہی خالق وہی رازق وہی حی و قدیم
 ہو وہی دانا وہی مینا وہی رب کریم
 لوگرا سکا ہر ہر اکفت میں پیغام نجات
 ہو کلام پاک اسکا روح جسم ہر کلام
 حمد خاق کیا حیات بے بقا میں ہو سکے
 یکثرہ وادی قدرت میں یساری زمین
 سبزہ و گل میں دلیل صنعت پروردگار

پھر محلہ جاہیے وقت رقم فروش مکان
 آئیہ نصر من اسر جاہیے وزیر بان
 پھر قلم کاغذ پیش ابر ہو گوہر نشان
 پنجہ نور شید میں یہ جلوہ گر ہو مکشان
 بے تکلف رحل پر قرآن کا ہوتا ہو گمان
 کیکے کن پیدا کیے جسے زمین و آسمان
 جو رو غلمان خلد و وزخ ارض و فلک انیس
 عرش و کرسی مرد و مہ لوح و قلم و ریادگان
 چار غصہ خاک باد و آتش و آب و روان
 شکر خلاق دو عالم کس زبان سے ہو بیان
 ہو وہی قادر وہی عادل ہی ہو خیب و ان
 ہو وہی مالک ہی بخشنده تاب و توان
 یاد اسکی ہو ہر اک شکل میں تعوید امان
 یہ گھر ہو سب قصد یہ مغر ہو سب استخوان
 رات کم سے کم زیادہ سے زیادہ دستا
 ایک قطرہ بحر صنعت میں جاب آسمان
 باغ سے ظاہر ہوا اسکا ہو کوئی باغبان

کاسہ کو کے پھرنے سے چاک پر بنتے ہیں نظر
 چشم دل مینا اگر ہو رنگ قدرت دیکھ لے
 نورے نور قطرے قطرے میں نہان پھر شکار
 ہر جہت میں ہر دہی موجود لیکن بے جہت
 جستجو سب کو ہی یوسف کا پتا مقامین
 بحر و بر میں ہو رہی ہر روز و اسکی تلاش
 کون ہر شتاق جو اسکا زمانے میں نہیں
 جلوہ حق دیکھنے کو چشم بنیا چاہیے
 چشم نے پائی ہر بینائی جو اسکے فیض سے
 حمد خلاق دو عالم دل سے کیونکر ہو سکے
 اب لکھوں کچھ شعرا ایسے جنہیں نماز و نیاز
 دیدہ یعقوب میں وہ حسن و وہ مصر
 جلوہ حسن حقیقی صاف آتا ہر نظر
 فاختہ کو ہی جو اسکے قدموزن کا خیال
 دیکھ کر گلشن میں کیوں تھکان ہوا آئین
 صاف چلجاتے ہیں پروا ذرا پر وہ نہیں
 قیس کو ہی گرد و باد وشت کی گردش پسند

دور روز و شب نہیں کرتا ہر خودیہ آسمان
 یہ قمریہ مہر یہ قوس قزح یہ ککشان
 تپتے تپتے بوٹی بوٹی سے عیان پھر نشان
 ہر مکان میں ہر گھر اسکی تجسس میں جہان
 رنگ کی صورت ہر مالان کار و زکا کاروان
 آب دریا میں روان ہر ریگ صحرا میں روان
 وعدہ دیدار پر مڑتا ہی یہ سارا جہان
 ورنہ کب فانوس میں ہر شمع کا شعلہ نہا
 کیا زمین سے جلد جاتی ہر نگہ تا آسمان
 کوڑہ کمطرت میں گنجایش دریا کمان
 ہونم تحریر حسن و عشق دونوں توان
 طور پر نہ کر تجلی چشم موسیٰ میں عیان
 روئے گل کو دیکھ کر بلبل جو کرتی ہر فنجان
 جان دل سے ہو گئی شیدائے سر و پستان
 گر نہیں ابرہہ وہ گیسو غبرفشان
 شمع کے پردہ میں اسکی بے نیازی ہر عیان
 بلی محل نشین کا کچھ تو پایا ہر نشان

عشق شیرین چھوڑ شیرین آفرین پر جان
چاہیے نل کو کہ اس سے سلسلہ پیدا کرے
عاریت کچھ نور اُسنے اپنے چہرے کا دیا
اپنے پر تو سے نہ دیا وہ اگر حسن و جمال
رہبر عشق حقیقی ہو بیان عشق مجاز
چشم عالم سے ننان ہو پر ہستی آشکا
حق ہو یہ دعویٰ مرا کافی میں اسکے دو گوا
اسکی ہستی کو وہی پہونچے جو ہستی سے
جاگ اور غافل کہ دنیا کا نہیں کچھ اعتبا
روح کو اس جسم خاکی میں نہیں ہرگز قیام
نقش باطل ہو جہان اول فنا آخر فنا
سمجھے کیا راحت کو حشر اول اگر غم دست
جب ہو ایسی بے ثباتی فکر عقیقی ہو ضرور
جستجو ایسے مکان معرفت کی چاہیے
نور کے پردہ ہوں میں نور کے دیوار و در
فرش کی جائیں نگین تعدین و نکل فرشتہ
رقص میں قوس نعل نغمہ آسمین آہ دل

کو کہن سے روز گشتی تھی یہ تیشے کی زبان
دام آفت ہو دمن کا گیسوے غنہ نشان
ہو گئے اسوجہ پوسف عزیز کاروان
قابل نظارہ کب ہوتے حسینانِ جان
کون جا سکتا ہو لوح بام پر بے نردبان
جلوہ گر ہو ہر طرف ہر سو نشان بے نشان
اک حسینوں کا دہن اور دوسرا تو میان
دیر تانی ہو کہ پردہ ہو خودی کا درمیان
غفلت دنیا فانی کو سمجھ خواب گران
چار دن کو مل گیا ہو یہ کر ایہ کا مکان
سنا کجا پائے جوش خضر عمر جاودان
ہو صبح عید پر شام محرم کا گمان
چار دن کیواسطے سر پر نہ لے بار گران
جس مکان میں پر دو چشم ملک ہو سائبان
جلوہ برق بجلی جسکی فوسے ہو عیان
کر سی در عرش کا پایہ نظر آئے وہاں
سامعین جاگے باہر بخود ہی آرام جان

کچھ بھی حاصل ہو اگر تجھ کو تصوف کا مزہ
 ایک بین چشم موحد بین اگر گل ہوں ہزار
 ایک لہ ایک نرگس ایک سنبل ایک گل
 ایک اصل نترن ہو ایک فرع یا سمن
 چشم وحدت میں اگر ہو ایک بین خشک تر
 باغ میں گلہار غنا دیکھ کر ثابت ہوا
 خاک باد و آب آتش میں نہیں کچھ تفرقہ
 قاضی مفتی شیخ دوا عطا دینخوار و درند
 ایک محفل ایک صحبت ایک فائوس ایک شمع
 ایک شیشہ ایک تل ایک ساغر ایک مری
 ایک طوفان ایک نظرو ایک گرداب ایک موج
 ایک صحرا ایک ذرہ ایک جادہ ایک راہ
 ایک صفحہ ایک نقطہ ایک معنی ایک لفظ
 گوش سماع چاہیے دونوں کی ہر گفتار ایک
 جیب ہو کیٹائی تو پھر کیسی دلی خاطر بین
 شگ اگر ہو آئینہ خانے میں چکر دیکھو
 راہ ناہموار جب چھوٹی کمان پست و بلند

بے تکلف ہو مری خوان سخن پر ہیمن
 کون کہتا ہو کہ رنگارنگ ہو یہ بوستان
 ایک سوسن ایک نسیرن ایک سمن ایک زعفران
 ایک برگ ضمیران ہو ایک شاخ زعفران
 سبزہ بیگانہ ہو یا سبزہ آب روان
 ہر خزان میں نو بہاران نو بہار این خزان
 ایک طینت ایک خلقت ایک تاباں ایک جان
 غور سے دیکھو تو سب میں ایک جلوہ ہو عیان
 ایک طنبوہ ایک نغمہ ایک مطرب نغمہ خوان
 ایک ساتی ایک شاد ہر ایک بزم میکان
 ایک کشتی ایک ساحل ایک بحر بیکران
 ایک محل ایک نازقہ ایک میر کا روان
 جو بیان ہو وہ زبان ہو جو زبان ہو وہ بیان
 خواہ غنچے کا دین ہو خواہ سوسن کی زبان
 ایک بین خوشید ذرہ ایک تکتاب و کتاب
 ایک صورت کی نظر آتی ہیں شو شکیں و تاب
 عالم عرفان میں یکسان میں زمین آسمان

اُس مین کو ترک کر جسین حدین قیام ہون چا
 ایسی محفل میں جا جسین کہ دشمنین جلیں
 دیکھ ایدال سقہر بالادوی اچھی نہیں
 ہوش میں گفتگو سے بخود ہی لازم نہیں
 چھوڑا پیرہن جو دعی عرفان کے ہون
 جان اتنا قائل توحید رب کو ہر نجات
 کنہ مطلق دہر ہر باطل حلول و اتحاد
 دور باطل ہر سلسل کی حقیقت کچھ نہیں
 ہر طرح بیغائدہ ہر بحث جبر و اختیار
 چار جانب ٹھوکرین کھانے سے کچھ حاصل نہیں
 باعشا بجا و عالم منہج جو دو کرم
 نہر بیج رسالت شمع بزم معرفت
 مہبط روح الامین محبوب عالمین
 حامی و غمخوار است تاجدار شش جہت
 واہ کیا رعب ہوت ہر کہ جسکے خوف سے
 معجزیہ گرمی بستر دہی باقی رہی
 معنی لولاک سے یہ صاف روشن ہو گیا

اُس فلک سے بھاگ ہو جسپر کہ جزا کا نشان
 ایسے گلشن سے خد کر پھل ہون حسین توان
 کس طرف کا قصد تھا جو سے آنکلا کسان
 یہ وہ محفل ہر جہاں انسان کی کشتی ہر زبان
 صاحب لولاک کا تو اعرافنا ہر بیان
 اور کو چونین نہیں ہر چلنے والوں کو امان
 محض بجا ہر مذاہب میں جکیونکا بیان
 بن سراسر کتب احکام نجوم آسمان
 مصلحت اسکی ہر ظاہر اختیار اسکا کھانا
 راہ سیدی ہر طریق بادشاہ و مسلمان
 منفرد آدم سرور کون و مکان
 قبلہ اہل حقیقت کعبہ کرد بیان
 زیب بخش خد تمکین خسرو عشق آستان
 شائع روز قیامت مالک نام و جہان
 لرزے میں آنجک ہر مرتد نو شیردان
 آپ کے بھی گئے بھی بہر سیر لامکان
 وہ نہوتے تو کبھی پیدا نہوتے آسمان

<p>یہ شرف یہ مرتبہ اور انبیا کا ہر کمان چشم نابینا میں ہو سر پہ جو خاک ہستان وصف خود کرتا ہر قرآن میں خدا و جنان کھول درگاہ انہی میں تضرع سے زبان یا خدا اے پاک بہر جہدِ عالی مکان نار و دوزخ سے ربائی ہوئے باغِ جنان</p>	<p>مجمع اعجاز ہر ذاتِ مقدس آپ کی نقش پاکو تک گن لے شب تار یک مین بندہ عاجز سے کیا نعت پیمر ہو سکے اب قصیدہ ختم کر صفدر اٹھا دست دعا یا خدا اے پاک بہر شافع روزِ جزا اس سراپا جرم پر بخشین ہو فضل و کرم</p>
---	--

عیشِ عشرت میں ہمیشہ زندگانی ہو بسہ
جملہ مکروہات دینا سے ملے مجھ کو امان

قصیدہ دوم در نعت سرور کائنات باعث ایجاد موجودات
مسمی بہ مہرِ نبوت

<p>بزمِ سخن میں ہنر بان خاک جو چھوڑی خالقِ علم سے مجھے روزِ ازل سبق ملا ملکِ کلام میں مجھے پایہ خسروی ملا ہر روزِ زبان ہر ذکر حق مصحف رب ہنر ملا خلقتِ علم جب ہوئی ملکِ کلام جب قطرہ آب بحر ہو ذرہ خاک ہر ہر ہو سیم قرطاس ہر کیون نہ بنا صبح و شام</p>	<p>شیخِ صفت جلتجھے گل ہو چراغِ شاعری کس کو نصیب ہی مراد تہہ سخنو ری پائی ہر ایک بیت نے نعتِ فقرِ قہری کون ہو ہنر بان مرا کون کرے برا بری سب ہو میرے اتنی مجھ کو ملی پیسری جسکی طرف پڑی مری ایک نگاہِ سری مجھ سے بہرِ پیویر سیکھی ہی کیمیا گری</p>
--	---

فضل خدا سے ہر گھڑی طبع سا کے ساتھ ہیں
 نو دمی زبان ہونے میں ملتی زمین ہونے میں
 صفحہ مرے بیاض کا صفحہ آفتاب ہے
 شعلہ و معنی و بیان سب میں ہی زبان پر
 علم و حدیث میں کیا لی فقہ میں تو ان میں ہوتا
 کاشف راز حق نہیں دیتی کشف ہر کچھ
 نقطہ ہر ایک ہر مرا تین جوامع و کلم
 معنی صاف کامرے سامنے ہے وہ آئینہ
 خانہ فکر ہر مرا ملک سخن میں بادشاہ
 عامل اگر کوئی کہے محکو تو کچھ عجب نہیں
 باغ سخن کی سیر سے دولت سرمدی ملی
 شے مرے کلام کو کہتے ہیں جنکو قسم ہے
 طبع سا ازل سے ہے بحر ہر میں آشنا
 فضل و کمال کم نہیں جاہ و جلال کم نہیں
 خسر و خوشن بیان ہونے میں سجدی نکتہ دان ہوں
 ذہن کو وہ ضیاء ملی جسکی چمک کے دربر
 خضر رہے کلیم ہوں شین رو سلیم ہوں

پانچ حواس باطنی پانچ حواس ظاہری
 نسخہ نویس ہر مرا ایک حکیم آوری
 نقطہ مرے قلم کے ہیں زہرہ و ماہ و شتری
 کندہ ہر میرے نام پر خاتم نام آوری
 علم ادب میں بوعلی علم لغت میں جوہری
 کس سے کروں مقابلہ زندہ نہیں زخم شری
 ممکنہ ہر ایک ہر مراد شرح فصول اکبری
 جسکی چمک سے آب آب آئینہ سکندری
 صفحہ ہر تخت سلطنت وائرہ تاج قیصری
 بندش صاف شیشہ ہر معنی روشن اک پری
 ہر گل جعفری ہر بیان رشک طلا جعفری
 معجزہ کلیم ہر بایہ فسوں سامری
 بط کو نہیں ہے حاجت کسب فن شنآوری
 ایمین بھی لا جواب تین گرچہ ہر رنگ شاعری
 اور سے اور ہو گیا مرتبہ سخنوری
 دو دسیاہ ہنگی شعلہ شمع انوری
 ہو کے مری نیاز مند کرتی ہر ناز شاعری

میر سے محیط فکر میں رود کی ایک موج ہو
 جامی و آملی و کمال قاسم و فطرت و نطیسر
 عرفی و فیضی و منبر شوکت و بیدل خزین
 صاحب حافظ و غنی طالب دانش و وحید
 شاعر انتخاب ہوں ناثر لاجواب ہوں
 حق کے تلامذہ جو ہیں امنین و جید عصر ہوں
 ایسے سخن اگر کہے میں نے تو کیا مضائقہ
 سامنے اہل فہم کے پڑھ کے سب طرح کے شعر
 یہ عجیب جرات تھا میں کہاں کہ صر گیا
 اس شبہ دین پناہ کا وصف میں اب تم کرو
 مطلع اس آیت تاب کا زیب رقم ہوا تو قلم
 جلد چلا دے ساقیا بادہ صاف کو شری
 پڑھ کے کلام نعت جو قد سیدوں کو سناؤ نہیں
 مدح ہر جس کے دوست کی بخشے وہی صلہ مجھے
 نعت نبی شروع ہر بزم میں آئیں سامعین
 احمد عرشِ ستان باعثِ خلقتِ جہان
 خاص جناب کبریا نخر گر وہ انیسا

میر سے بیاض شعر کا جزد ہی ایک عنصری
 شرم سے سب ہیں سرنگون غل کر نیگے ہمسری
 قافیہ تنگ ہو اگر مجھ سے کرین برابری
 کمد و کہ مجھ سے سیکھ لیں رسم و رہ سخنوری
 سبزہ پامال ہو مجھ سے کرے جو ہمسر کیا
 ملتی مجھے نبی کے بعد ہوتی اگر پیبری
 اہل سخن کی رسم ہر لاف و گزاف شاعری
 میں نے بھی کچھ دکھا دیا بد بے سخنوری
 طبع رسا دکھا دے اب شوکت مدح گشتی
 جیسے خدا ختم کی روز ازل پیبری
 جسکو سپہر بھی کہے مطلع مرخاوری
 عرش برین پہ جا فکر تادم مدح گستری
 سب یہ کہیں کہ مر جا چاہیے اسی شاعری
 میں ہوں گناہ سے بری سچے گناہ ہوں
 حورین و انیون خلد سے چرخ آئے مشتری
 نخر زمین و آسمان افسر فرق سردری
 آئید رحمت خدا شافع روز داوری

زیر نگین ہیں وہاں تاجِ حکم آسمان
 رب کا شریک ہے عدم آپکا سایہ ہے عدم
 جا کے جو لامکان میں سو فلک نگاہ کی
 اُس شہ خاصِ عام کا خوانِ کرم ہے فلک
 نامِ شہ و فساد کا عہد میں اُسکے اٹھ گیا
 دور میں اُسکے ہتھ روزِ خضر ز دلیل ہے
 عدل سے اُسکے یک ظلم کا نام مٹ گیا
 شافعِ حشر کا کرم خلق سے کس نے کم دیا
 خلقِ و کرم کا وصف جو کلک دوانے لکھا
 عارضِ تابناک پر گیسو مشکبار ہے
 رفتِ قمر جاہ ہے غیرتِ اوجِ لامکان
 اُسکے محب کو خسر میں خوفِ حساب کچھ نہیں
 اُسکے محیطِ فیض سے آبِ بقا جو مل گیا
 کون نہیں ہے بہرہ ور کون نہیں ہے فیضیاب
 واہ رے اوجِ گنبدِ مرقدِ فخر انبیا
 اُسکی نگاہِ قمر کو دیکھیں اُردہ اک فطر
 ملکِ عرب ہند تک تیغِ جہاد دیکھیں گئی

چرخِ برین پہ کیوں نورِ رحمتِ قمرِ قمری
 غور سے دیکھو مرتبہ کس سے ہوئی برابری
 آیا جاب سا نظر گنبدِ چرخِ چخبری
 مہرِ ایک لنگری ماہِ ایک شتری
 ذرہ آفتاب میں مٹ گئی جنگِ زرگری
 توڑ دیا ہر تاک نے رشتہ مرادری
 عشوہ و غمزہ حسین بھول گئے شگری
 خشکی زہد پر ہوئی دامن ترکو برتری
 انگشتِ مشکِ اسپین ہر اسپن ہر کچھ عنبری
 پنچہ آفتاب میں دامنِ ابرادری
 ہر وہ بلند آستانِ رشک سپہرِ چخبری
 لاکھ گناہ ہوں مگر ہر وہ گناہ سے ہری
 طولِ حیاتِ خضر ہر تادمِ دودِ آخری
 عادتِ آفتاب ہے شیوہِ ذرہ پروری
 ایک کلس ہے سبز رنگِ گنبدِ چرخِ خضری
 آنکھیں تہنکی بھو بھائیں ساحری و شگری
 بچھتی ہے نوحِ قتل سے دیرین جاکے کاوری

جسم صاف اُڑ گئے جنگ میں کسوں کے سر
ساتھ تھے جو رفیق دیا سب ہر جی جان
دوہڑا اُنکے زور و چار چار لاکھ پست
تاریوں کو دم و غا برق صفت جلا دیا
راہ خدا سے جو پھرا حلق پہ تیغ پھر گئی
عالم دین میں جا بجا رکن رکین ہزار ہا
شور اذان کا پانچ وقت و عظیم تر کن کی یہ
دین حسین میں خستہ آنکھ کے خلل دورا
رو ز ازل تھا آپ پر صنعت حق کا خاتمہ
تو ر جناب کبریا آپ میں جلوہ گر ہوا
تو پھر کہاں کہاں پھر وہیں پہنچا تھا جہاں
صفہ را بہ اختصار کر طول سخن کہاں
چار کرد کو جب تک گھر ہے یہ آسمان
پھولیں چین میں جب تک لالہ و گرس سمن
ابر بہار جب تک باغ جاں کو زرب دے
شاہ گل ہو جب تک تخت چمن پہ جلوہ گر
یہ زم جہاں میں جب تک جاگم نام جسم ہے

طنطنہ جہاں تھا معجزہ ہمیشہ سی
رخ سے ہر اک کے آشکار و پد غصہ سی
کسکی کہوں بہادری کسکی کہوں دلوری
چاہ میں آگ بن گئی آب حسام حیدری
آیا جو راہ راست پر قس سے دہ رہا بری
آج تک ہر موجزن ظلم فیض گستری
شہرہ ہر آج تک ہی زیر سپہر خبری
شرع متین سے باندھ دھڑلہ سد سکندری
ایسے ذات پاک پر ختم ہوئی پیبری
پہنچ میں چند روز تھا ایک حجاب ظاہری
دائرہ ازل ہوا حلقہ دور آخری
مانگ حد آئیہ دعا بعد نیا ز گستری
جب تک آسمان پہ ہر جلوہ مہر خادری
چرخ پہ جب تک ہن زہرہ و ماہ و مشتری
انگت گل ہو جب تک رشک شیم غبری
بلبل نا رہ جب تک گل کی سے سنگری
جب تک گئے سے ہو نہ گرہ سکندری

زیر فلک ہر جنگ شام و سحر کا سلسلہ	شمس و قمر بن جنگ رونی چرخ چبری
دین نبی کا جنگ چار طرف ہو غلغلہ	وہر بن جنگ ہے شہر و تیغ چدری
صحت و عافیت رہے عزت و منزلت رہے	دولت و مرتبت میں ہو نجات رسائی یاوری
بیل و ہمار زندگی عیش و طرب میں صرف ہو	ابر عطا حق سے ہو کشت مراد دل ہری

حامی نزع مرقی شافع حشر مصطفیٰ

سایہ جعفر و تقی لطف تقی و عسکری

قصیدہ سوم و شہادت علی شیر نیردان مشک کشتاے ہر دو جان سہی نہ و علی

گوین میں بخشی ہر خدا نے مجھے توفیق	پستی میں ہوں سجدہ تو بلند می میں تکبر
لکھا جو سر لوح مرا حال مسلم نے	تقدیر نے خوش ہو کے کہا وہ رسی تحریر
سرکار کرامت سے ملا منصب عالی	قلیم سعادت میں عنایت ہوئی جاگیر
کیا کیا میں شرف شش جہت میں حاصل	علم و عمل و خلق و کرم عزت و توقیر
زکھون جو قدم سنگ پہ ہو جاوہ پارس	گر با تو میں لون خاک تو بجا وہ اکسیر
کمد و یہ مصور سے مزار تہہ ہر اعلیٰ	دنیا کے مربع میں نہ کھینچے مری تصویر
ذی رتبہ میں ایسا ہوں کہ تجھی و فراز لکھی	خود سر دفتر مری لوح خط تقدیر
سایہ کی طرح ساتھ ہوں شانوں سے اتر کر	معلوم فرشتوں کو اگر ہو مری توقیر
سزا بقدم غم ہوں جرات ہو سراپا	شمشیر ہو نہیں موسے بدن جو ہر شمشیر
موسیٰ مری پیشانی پر نور جو دیکھیں	فرما میں کہ بیشک یہ بجلی کی ہر تندر

ہنگامِ تکلم ہر دہن مہرِ سلیمان
شاملِ بین بلاشبہ مرے خاک کے نورے
میںخانہ حکمت میں فلاطون مرا آگے
اسدِ مرے شرفِ دیکھ کے ماہِ رمضان کو
روشن ہو مری روشنی طبع سے عالم
یو جہ مرے گرد اجابت نہیں بھرتی
اسد سے پہلے ورقِ عرش تو مانگے
ابر کی طرح ہوں جو تواضع سے خمیدہ
جلد یہ شرف تو نے کیے خلق پہ ظاہر
وہ آئینہ ہر بزمِ سخن میں مری تقریر
کیا مرتبہ بخشا ہر مرے علم نے مجھ کو
مردوں کو مسیحا کی طرح کرتی ہر زندہ
خاق نے نبی کو دیے علم بجز شعور
تو بہ میں پیرِ نہیں شاعر ہوں لیکن
پیساختہ تحسین کی صدا غیب سے آئی
پاکیزہ مرے شعر اگر کان میں پہنچیں
فقرے مرے دو چادر اڑائے ہیں مقرر

پھر کیوں مجھے آسان نہو آفاق کی تسخیر
س کوزرِ خالص جو بنا دیتی ہر اکسیر
اک عمر سے ہر گوشہ نشین ضمِ تشویر
منہ دیکھتے ہیں لوگ مرا صورتِ شمشیر
ہر قاف سے تافات ہر ابر مری تنویر
نقطہ ہر دعا حلت پر گار ہر تاثیر
سننا ہوں کہ کھینچا گا مصور مری تصویر
آنکھوں پہ بٹھاتے ہیں مجھے صاحبِ قہر
اب اور کوئی نغمہ سنا بلبلِ تقریر
دیکھے تو ابھی بول اٹھے طوطی تصویر
دل ہر مرا قرآنِ زبان ہر مری تفسیر
اعجاز کا اعجاز ہر تفسیر کی تقریر
قسمت سے ملی روز ازل مجھ کو یہ جاگیر
اعجازِ مضامین میں کرامت مری تقریر
دیکھے مری تحریر کو گر کا تبِ تقدیر
بی وقت ہو یا وقتِ موزون کے تکبیر
واعظ سرِ منبر جو کیا کرتے ہیں تفسیر

پر نور مانہ ہر مرے فیض سخن سے
 قائل ہیں مگر کہتے ہیں سب صاحب انصاف
 اور و لکا سخن خاک ملے میرے سخن سے
 کیا مجھ سے مقابل ہو وہ میدان سخن میں
 کیا مرتبہ پایا ہر دوات اور قلم نے
 ہنگام رقم رشک سے کٹ جائے ہر حاسد
 دیوان میں نقشے جو مضامین کے کھینچے ہیں
 ان کے سوا اور سنو جو ہر ذاتی
 خاک قدم احمد و حیدر ہو نہیں جب سے
 آنکھیں رہ مولائین مری فرش میں ہر دم
 اسی طبع سا اور سنا مطلع روشن
 کی مدحت حیدر میں کوئی بیت جو تحریر
 جس دن ورق صنع پہ کھینچی تھی وہ تصویر
 معلوم ہر سب کو کہ وہ ہمنام خدا ہے
 وہ نور بنی ہے جو نبی نور خدا ہیں
 منظور ہے جو اس کو وہ منظور خدا ہے
 ادنیٰ کو عنایت ہو اگر ربہ اعلیٰ

ہوں روشنی طبع سے خورشید جہانگیر
 دیکھی نہ سنی پہننے یہ تحریر یہ تعسیر
 واؤ دکا احسان نہیں آواز عصافیر
 ہر علم عدد و قبضہ نامرد میں شمشیر
 وہ نور جہان ہر اسے کہتے ہیں جہانگیر
 تحریر کی تحریر ہر شمشیر کی شمشیر
 اوراق ہیں سب صورت اوراق تصاویر
 کیسی مجھے لائی ہے رہ رست بہ تقدیر
 جن کرتے ہیں تعظیم ملک کرتے ہیں توقیر
 گویا مجھے محل سے ملی خواب کی تعبیر
 جس کو کہ مسیحا کہیں خورشید کی تنویر
 گھر اپنا ہوا گلشن فردوس میں تعبیر
 تھا بال ملک موتلم مانی تقدیر
 معنی میں جو ہو کون تو نہیں کچھ مری تعبیر
 بھر قوم نصیری کی عبث کرتے ہیں تکفیر
 ہلتے ہی زبان صاف بدل جاتی ہے تقدیر
 ذرہ ہو چمک کر ابھی خورشید جہانگیر

وہ تھرے جسوت بلند و نکو کرے پست
 وہ چاہے تو گرمی کو بنا دے ابھی سردی کا
 وہ چاہے تو سرما کو کرے موسم گرما
 دریا پہ جو وہ بحر کرم شہر بسا لے
 ہوشب کو اگر نور نشان وہ کھن روشن
 کیا عدل ہو جو دادِ شبنم ہوشکستہ
 یہ خوف ہو گوشے سے نکلتی نیندِ ظالم
 سب کام میں یوں مرضی خالق کے موافق
 ایسے میں زمانے میں کمانِ محو عبادت
 کیا ساقی کو شر کا ہر میخانہ اُلفت
 اب بلیں ہر کچھ شعر لکھوں ہو کے خواہ طلب
 مضمون جو تر خلقِ حسن کے ہوئے تحریر
 وسعت سے ہر وسعت ترے دریا گرم میں
 ہر چند ترے لطف و غضبِ نون ہیں یکساں
 آیا جو غضب پر تو کیا داخلِ دوزخ
 کیا دورِ عدالت ہر کہ میدان میں دم جنگ
 اگر وقت و غالب پہ ترا نام نہ آئے

انجم صفت قطرہ شبنم ہوں زمین گیر
 پیدا کر دے نار کرے برف کی تاثیر
 آتشکدہ گیس بنے خطہ کشمیر
 موتی کے محل بدلے جاؤں گے ہوں تعمیر
 خورشید کرے ماہ سے در یوزہ تنویر
 گردون صفت آس کرے ناکہ شبگیر
 ہر جہ نشین توں کی محراب میں ہر تہ
 جسطرح ہو مقصود دلی کلک سے تحریر
 سر سجدے میں ہو یا مبارک سے کچھ تیر
 مست سے وحدت کے لیے دروہی کسیر
 جسکو کہیں سب اہل نظر نور کی تصویر
 مشہور یا ضابطی حیننی ہوئی تفسیر
 چھوٹا سا جابابیک ہر حسینِ فلک پر
 لیکن اسے تقدیم ہو اور اسکو ہر تاخیر
 دیکھا نظر لطف سے دی خلد میں جاگیر
 دد کرے برابر ہر ترا گشتہ شمشیر
 کبھے میں مناجات نہ صاحبِ تاثیر

قد ہی ہوے کیا شاد جو نقاش ازل نے
 جس نرم میں روشن ہو چراغ رخ انور
 یوں نقش ہو بر دلین ترا درخ مجست
 مشہور ہو چرخ خداوند و دوز عالم
 جاتی ہو واجب سر و فدے کی چین میں
 اور دست ترے در کی اگر آنکھ ملائے
 اسد رجز مانہ ہو جان عہدین تیرے
 یہ کاتب اعمال بھی دشمن ہیں عدد کے
 گوثر ہو دوات اور قلم سب شجر خلعت
 سر گرم کتابت ہوں ملائک بھی ابد تک
 تعریف شجاعت کی تو جرات نہیں پرتی
 کیونکر مریدان ہو کوئی محسوس کہ آما
 ہو سورہ و افح اسی تیغ کا تمنا
 کیا کام کیے بدرین خندق میں حدین
 حاجت نہیں کچھ اسکی نکلنے کی دغا میں
 دم دیکے یہ یعنی ہو شکار و فکی جانین
 نقاش بنائے اگر اس تیغ کا نقشہ

کھینچی درق عرش برین پرتی تصویر
 اعلیٰ ہو تو اس نرم میں پڑے خط تقدیر
 آئینے میں جسطرح کھینچے عکس کی تصویر
 شاہادہ ترے روضہ انور کی ہو تعمیر
 کانٹوں سے بھی گل پھولتے ہیں اہرتی شیر
 خورشید کا حباب کی طرح رنگ ہو تبسم
 ہفتے میں کوئی روز بھی باقی نہ رہا پیر
 نامے میں لکھیں اسکے جو ہود سے تقصیر
 اوراق یہ ساتون طبقات فلک پیر
 ممکن نہیں ہرگز کہ ترے وصف ہوں مجیر
 منظور ہو اب خاص مجھے مدحت شمشیر
 اسرت وہ شیر جری پاسے جو شمشیر
 انتصر میں اسر سر قبضہ ہو تحسیر
 آوازہ ہو اس تیغ و دیکر کا جاگیر
 چل جائے اگر ذکر تو آفاق ہو نسیم
 وہ ہوتی ہیں فی انار یہ ہوتی ہو شلیگیر
 ہو جائیں ابھی ہاتھ تلم کھینچے ہی تصویر

نور شید قیامت کی طرح فوج مدد پر
 یوں کاٹتی ہو برقی کو یہ تیغ و دیکر
 سفاک ہو قتال ہو خونخوار ہو خونریز
 اشعار کی کیونکر نہ جلیں خرمین ہستی
 او طبع روان اب یہ ہوا سرین بھری
 ثابت نہیں ہوتا کہ چھلاوا ہو یہ کیا ہو
 جو غیر طبیعت ہیں یہ ہر انکی زبان پر
 گلشن میں اگر بستر گل پر یہ روان ہو
 بالائے ہوا جہت میں آیا جو پسینا
 چرتے ہیں سر خاک جو نقش قدم اسکے
 اس صحر چالاک سے سب گرد ہیں ہوا
 بالائے خاک ہو کبھی یہ زیر زمین ہو
 پیشکش جہت دہر کو مڑ کر کے پھر آئے
 سیلاب سے سیلاب سے بجلی سے ہوا ہے
 اب طول قصید کو مناسب ہیں صفد
 اس مدین خفرت کی صفت لکھی ہر شکل
 کسی ہو یہ طاقت کہ لکھے مدحت مولے

کس شان سے جاتی ہو دکھاتی ہو کئی تیور
 جس طرح سر شمع جہا کر تی ہو گلیگے
 پیغام اجل قہر خدا کی ہو یہ تصویر
 برقی غضب خالق اکبر ہو یہ شمشیر
 رہو اس بکرو کی صفت کیجیے تحریر
 صحر کا یہ نقشہ ہو کہ بجلی کی ہو تصویر
 ناوک یہ روانی میں ہو تیزی میں ہو شمشیر
 برگ گل ترکانہ ذرا رنگ ہو نصیر
 کیا کاغذ ابری پہ کھینچی برقی کی تصویر
 آڑاڑ کے وہ بنجانے میں نجم فلک پر
 پرواز کو غما کے نہ ہو پچھلے عصا فیر
 جانے میں توقع ہو نہ آنے میں ہو تباہ
 ہو پچھلے بھی نہ انسان کی ہو نہ فلک پر
 یہ سب سوا ہو اسے کیا کیجیے تعبیر
 ہوتی ہو گراں سب کو جو بر جاتی ہو تحریر
 شاید کہ قیامت کی آدھر سے ہو تحریر
 پر رذر قیامت یہ شفاعت کی ہو تحریر

مقصود دلی ساقی کو تر سے طلب کر	دوانت میں ترے حال خود شاہ جاگیر
یا شیر خدا واسطہ بانسہ و سجاد	یا شیر خدا واسطہ شیر و شیر
عقبیٰ میں عنایت ہو مجھے دولت عقبیٰ	دنیا میں نمونہ صدقہ دنیا سے میں لگیر
مخلج نمونہ دولت و شمت سے بسیر	فردا سے قیامت کو ملے غلہ میں جاگیر

محشورین پیمبر کی شفاعت ہو میر
اسرہ دے جرم و خطا کی مجھے تضرع

قصیدہ چارم در نسبت امام حسن مقبولی را گاہ دولنن مسمیٰ بخلق حسن

نقش باطل ہر طلسم ہستی ناپائدار	ہر نصرت میں خزانگی اس گلستانی بہار
جائے عبرت ہر سراسر یہ جان بے بقا	اس کا حاصل حشر و فسوس ہر انجام کار
روز و شب را ہی میں لاکھوں قافلے سو عدم	غیر ذات حق کسی شمع کو نہیں دم بھر قرار
اس شاہ گاہ میں چشم بصیرت چاہیے	ہر جگہ ہر شہر میں ہر رنگ تہذیب آشکار
صنعت خلاق عالم خشک تر سے ہر عیان	آج صحر خشک ہیں کل موجزن ہو بچار
عالم اسباب میں تو میں تیرا دی و غم	گلشن ایجاد میں حیطہ گل کے ساتھ خار
عالم فانی میں ہم آگے ہیں دم بھر کیلے	زندگی اپنی جابا ساہو یا مثل شرار
پیش آئی ہر سراک کو منزل ملک عدم	شیخ ہو یا برہمن یا محتسب یا بادہ خواہ
کوئی بچکر جائے اس سفاک عالم سے کہاں	ہر سیر ہر دم ہر قضا مانند تیغ ابد ار
روح ہنگام فنا کا شانہ تن چھوڑ کر	طائر بے آشیان کی طرح ہوگی بیستار

رنگِ عبرت چھار ہاڑی ہر طرف گلزار میں
 دیکھتا کیا ہوں کہ سارا باغ ہر ماتمکدہ
 فاختہ سکتے ہیں بلبل دم بخود طوطی نموش
 داغِ حسرت دل پہ لاکے ہو سبزہ سرنگون
 اک طرف پردہ ہر باغین کوئل کی صدا
 چشمِ عبرت ہیں بے خون دل بہانی ہر حسنا
 پای گل شمشاد ہر شمشاد پر قمری نموش
 پتے حسرت سے کفنِ فوس ملتے ہیں کہیں
 انقلابِ بہتی موبہم پر ہنستے ہیں گل
 دیکھ کر یہ کثرتِ رنج و الم گلزار میں
 بھر کے آہِ سرد یہ بولا کہ ظاہر ہر سبب
 فصلِ گل میں چل رہی ہے چار سو باد فنا
 کی قباد و بہمن و اسکندر و دارا و جسم
 کل ملک کہتے تھے ہفتِ اقلیم پر جو ترس
 کیا ہوا تختِ سلیمان کیا ہوا خضر کا تاج
 طاق سے کسری کو جم کو جام کیا ل گیا
 جیت ہی مال ہو وہ کاسہ سُرورِ فلک

جوشِ وحشت میں جو کی اک روز ریل لالہ زار
 گل گریبان چاک ہیں وہی ہر شبنم زار زار
 محوِ حیرت نرگس شہلاہر گریبانِ آبشار
 بار غم سے اٹھ نہیں سکتی ہر شاخ میوہ دا
 اک طرف گلشنِ بینِ عبرت خیر ہر صو زار
 لوثی ہر خاک پسنبیل کی زلف مشکبار
 کثرتِ افسردگی سے سرنگون ہیں برگِ با
 ہر شجر و نخل ماتم ابر گلشنِ اشکبار
 بے ثباتی دیکھ کر وہی ہر شبنم زار زار
 باغیان سے عین نے پوچھا ماجرا بے اختیار
 بے ثباتی ریاضِ ہستی ناپائیدار
 اس ریاضِ بے بقا میں چاروں کی ہمار
 اٹھ گئے اس عالمِ فانی سے کیا کیا نامدا
 آج دو کنجِ لحد میں سوتے ہیں بے اختیار
 کیا ہوا اخترِ فردہ کی کیا ہوا اسفندیار
 رنگے دنیا میں سب دنیا کے نقش و نگار
 تھا کبھی جلوہ نما جس سر پہ تاجِ افتخار

طوطیا سے چشم سے بڑھ کر بھی جنکی خاک پا
 نیند آتی تھی نہ جنکو قاسم و سنجاب پر
 آج اُمّی تر بتوں پر شامیانہ تک نہیں
 صفحہ ہستی سے کیا کیا مٹ گئے نام و نشان
 جب کسی کی شمع عشرت بزم میں روشن ہوئی
 سو گئے ہیں دُعا و حسرت کیسے کیسے جبین
 خاک میں آلودہ ہیں آج اُنکے مو غنہ میں
 اُنکی وہ نازک دماغی کیا ہوئی بعد فنا
 شل گل جو خندہ زنجیر مثل پیل نعرہ زن
 مرقدون میں اُنکے اہل تار کفن تک بھی نہیں
 چھپ گئے افسوس کیا کیا مہر طلعت خاک میں
 خواب میں بھی اب نظر آتی نہیں وہ صورتیں
 ہو گئے آنکھوں سے اوجھل اب وہ بارانِ عدم
 کسکو کسکو یاد کیجے کسکو کسکو روئے
 جسکے اول بھی عدم ہوا و آخر بھی عدم
 کس طرح ملی ہوگی یارب منزل ملک عدم
 دیکھتے ہیں تماشا جو کبھی دیکھے نہ تھے

کو کو صحرایہ پھرتی ہر اب اُنکا غبار
 خاک پر وہ سورہے ہیں بنجر زیر مزار
 گرد سر پہ تاتھا جنکے چتر زرین بار بار
 کیسی کیسی شوکتین دکھلا گئے عالی وقار
 جنبش باد فنا سے گل ہوئی انجام کار
 ملے ہیں خاک میں کیا کیا حسین گلعدا
 غیرت سنبھل تھی کل جنکی زلف شکیبار
 جنکو ہوئی تھی چمن میں نگہ گل ناگوار
 سوئے ہیں خاموش وہ کنجِ محبت میں غمخوار
 جنکے زیب جسم رہتا تھا لباس زر نگار
 شکل اسکند رحیمی جنکی سیکڑی آئینہ دار
 زلف و عارض دیکھتے تھے جنکی ہم پس نہا
 جنکو بے دیکھے ہیں دم بھرنے آتا تھا قرار
 روز جاتے ہیں عدم کو ہنسنے دین چار
 اُس حیات چند روزہ کا بھلا کیا اعتبار
 بنجر گم کردہ رہے تو شہ پہ یار و دیار
 دیکھے کیا کیا دکھائے انقلاب روزگار

اس تصور میں سو یا خواہ میں کیا یہ حال
 ہر بشر کو پیش آتی ہے یہ راہ ناگہیر
 نکر سے کیا فائدہ حسین بشر مجبور ہو
 چاہے وہ کام کرنا جس سے رہ جان
 ذکر آجاتا ہے اکثر جام سے جمشید کا
 ہر کلام اچھا تر لیکن اسے ضایع نہ کر
 سبط پیغمبر قسم کو شر و جنت حسن
 نواب راحت سے ہولید ارجے قوت سحر
 وصف میں اُس شاہ کے ایسا کوئی مطلع نہ
 بخشش امت کا ہر تیری شفاعت پر مدد
 ایک دیر سے دست فیض میں ساتون فلک
 قائم خلد و جسم حاکم ارض و سما
 جرج از ان ملک سب میں سر فرمان پذیر
 عجب تر خلق حسن کا ذکر ہوتا ہے کہیں
 بے طلب پائے سائل تیرے سے ہر مرد
 اگر کچھ کھوئے فطر ربتے ہیں تار رات بھر
 روز میدان ہمنان جعفر غازی لقب

ایک مرد پیر مجھ سے کہ رہے ہیں خضر وار
 ایک دن ہر اک کو ہوتا ہے لحد سے ہکنار
 روز و شب اسکے تصور میں عبت ہے بقرار
 آدمی دنیا میں کچھ تو چھوڑ جا یا دگار
 نام اسکندر ہے اتنی آئنے سے برقرار
 فرض ہے تجھ تنائے خسر و عالی وقار
 نیر دین شمع بزم بادشاہ و ذوالفقار
 آنکھ کھلتے ہی خیال آیا یہ دل میں ایک بار
 ہو جو دیوان سخن میں انتخاب روزگار
 عر وہ الوثقائے دین اس کا تیرے تار تار
 ایک قطرہ تیرے بھر جو دین ساتون بچار
 وہ کیا پایا ہے سرکار خدا میں اختیار
 تھے سلیمان بھی مگر ایسا گمان تھا آقدا
 دود و دھڑلے بجاتا ہے ابر مشکبار
 جنبش لب کی نہ کچھ حاجت نہ رنج انتظار
 اس تمنائے کہ سر رہے ہوتے در کا بخار
 وقت جولان ہر کاب خسر و دلدل سوار

سب ازل سے اسکے ہنر افروزہ طرزِ خرام
 کیا چھلدا ہر کیمین اک دم ٹھہرنا ہی نہیں
 ایک دن دیکھا تھا کا وہ اس صبارِ رفتار کا
 جلد ایسی جیسہ رنگ رو شیریں ہوندا
 شوخی رفتار پر پس پس گئے پر یوں کن دل
 برق و باد و ابر و خوشید و سہیل مانتا
 خاتمہ سرعت کا ہی اس سپ خوش رفتار پر
 غم راکب سے پہنچ جاتا ہی پہلے زرمین
 طو کرے افلاک کو آئے تعلق پر اگر
 عرصہ کو تین کو یہ بنے تکلف طو کرے
 کیا کروں تعبیر اسکو کس سے نسبت دے
 کیا کیت فکر اسکی وصف موزوں کرے
 اب قصیدہ ختم کر صفہ ردعا کا وقت ہے
 جب تک عالم میں ہے دین نبی کا غلغلہ
 جب تک ہے گردش گردنِ دن کا سلسلہ
 جب تک ہیں بلبلین گلزار میں گل پر فدا
 تا ز پر و رو چمن چتیک خزان سے یوں دل

موج دریا بو گل ریگ روان باد بہار
 مثل دل بیتاب مثل نبض عاشق بقیار
 دھندھنی پھرتی ہر اتک گردشِ لیل و نہا
 بال ایسے جیسہ زلف صاحبِ محل نشا
 جب ادواناز سے رکھے قدم دو تین چا
 عالم ایجاد میں سب ہیں اسی کے یادگار
 آگے جانا ہی اسے اپنے نظر کا ناگوار
 باگ لٹھائیکا کبھی کرتا نہیں یہ انتظار
 داخل تحت اثر ہی ہو گرد و گھٹائے انکسار
 جب تک بالشت بھر بھی راہ میں اٹھے غبار
 سیل ہے سیلاب ہے شعلہ ہے بجلی ہے شرار
 جو سمند با و پا ہو انتخابِ روزگار
 عرض کر خلاق عالم سے کہ اسی پر در دگار
 جب تک مشہور ہے حیدر سے نام و دالِ فقر
 جب تک آفاق میں ہے انقلابِ روزگار
 جب تک ہیں قمریان سر و لب جو پر شمار
 گلشنِ عالم میں آئے جب تک فصل بہار

عاشق و معشوق میں ہو جتلیک قول قرار وصل میں نعوں عاشق و معشوق جتلیک ہکنا جتلیک ہوں فرط وحشت گریبان تار تار سایہ رحمت مرے سر پر ہو تاج افتخار گر می ہر قیامت سے بچے جسم نزار میں ہمہ تن معصیت تو داور آمرزگار یا دین تیرے بسر ہو زندگی لیل و نہار	عشق بازی میں ہو جتلیک عہد و پیمانک بیقرار و مضطرب میں جتلیک ہجران نصیب جتلیک میں سیرین خوش جنوں چاک چاک ورقہ التاج شرف ہو ظل چتر مغفرت روزِ محشر ہوں پناہ احمد مختار میں میں سراپا جرم ہوں تو خالق نکتہ نواز شل غنچہ باغ عالم میں نہ ہو دلبستگی
---	---

جتلیک دنیا میں ہر شعر و سخن کا تذکرہ

یہ قصیدہ بھی رہے بزمِ جہان میں یادگار

قصیدہ ہجیم و نقبت امام حسین نورنگا شہنشاہ مشرقین مسمی
بہ جام شہادت

کیا ہی بگڑا ہے مزاج فلک دون پرورد نہیں معلوم کہ ہر چرخ کو کیسا مد نظر دکو ہلایں کہاں کس سے ملین جائیں کہ در بدر خاک بسر بھرتے ہیں ارباب نہر دم بخود میٹھے ہیں وہ سر کو جھکا شمشیر مثل تعارض زبانِ حلقی ہو انکی فر ضرر	آج کل حال زمانے کا ہوا ہے ابتر روزِ اک شعبہ تازہ بپا کرتا ہے صحبتِ علم و ہنر اب کہیں باقی نہ رہی فلک شعبہ پر داز کی نیزگی سے غیرتِ نغمہ بلبیل تھے ترانے جنکے بات کر نیکانہ تھا جنکو سلیقہ مطلق
--	---

ایک گردش میں فلک کی صفت تنہا
وہ ستارے نہیں نظر و عین کسی کے افسوس
چشم عالم سے نہاں ہو یوں اہل کمال
نام عالم میں کہیں شرم و حیا کا نہ رہا
اب کہاں نعرۂ تکبر کہاں شورا و اذان
ہو اگر قصد حرم دیر کا رستہ بتلا یمن
چار سو گرم ہوا آفاق میں با زار قریب
ایک پیسے کے عوض کھلتے ہیں جھوٹی مہین
اب رحمت کی دعا اگر کوئی بچان مانگے
صورتِ خضر اگر آبِ بقا بھی لمبا ہے
تھر دیا یوان میں جو دن رات بسر کرتے
فرش تھے قائم و سنبال سے بہتر جنگ
رہ گئے عالم فانی میں فسانے اُنکے
تجری ٹوپی پسند آئی ہوا کہ عالم کو
کرسی و مینر کا اس درجہ بڑھا ہوا پایا
عطا کر دین لگانا ہر خلافِ تہذیب
تد فسرین دہن کی مین گلزار دین

زنگ کلفت میں چھپ اہل نہر کے چہر
شیر بھی بھاگتے تھے دیکھ کے جنگ تیر
ابر تار یک میں چھپ جاتا ہر جسطرح قمر
ہستی پھرتی ہیں عصمت و عفت گھر گھر
زنگِ ناقوس کی آتی ہر صبح آٹھ پہر
منزل دہر میں پیش آتے ہیں ایسے بہر
جنس ایمان کو عبث سمجھتے ہیں سوداگر
پشتین قرآن کا جامہ تو نہ آئے باور
کشت امید پہ افلاک سے بر سین تپھر
تخل امید نہو حشر ملک بار آور
اب کرایکا میسر نہیں اُنکو چھپسہ
بورے اب وہ پکھلتے ہیں بجا بستر
اٹھ گئے قیصر و خاقان و جم و اسکندر
بھول کر بھی کوئی یتا نہیں نامِ فسر
تخت طاؤس بھی بائیں لگائیں ٹھوکر
سر گرانی کا سبب تھے ہیں شک و غبر
اکل خوشینو حسین وہ لگانے میں شجر

نہ انسان میں نہ علم نہی صحبت ہے
 نہ ہر گون کا ادب ہے نہ غریزہ کا لحاظ
 نہ کوئی بادہ کشی رات کو شاید بازی
 چاند و خانوین شب و روز پر رہتے ہیں
 شرم تافہی سے کسی کو ہے نہ نفی سے حیا
 فہم برعکس ہے تدبیر غلط عقل خلاف
 ناز میں بھول گئے عشوہ و انداز واد
 نہ وہ جھل بل نہ وہ شوخی نہ وہ طرزِ رقبا
 نظر آتی نہیں وہ چشمِ فسون ساز کبھی
 کیا ہوے مہرقاہ جبین گلزار
 چشم و چشم کہ جبین کہ نہیں شرم و حیا
 قلک فقرہ انداز کی اک گردش میں
 گردش جام کمان صحبت اجاب کمان
 نشہ مو کی ترنگین میں نہ شورِ قفل
 اب ہر اس دور میں یہ حال تنگ ظرفوں کا
 دن کو بہت پھر کرتے ہیں باز رو
 قیمت فعل بدشان ہے نہ قدر الماس

کیا کرے وہ جو نہواں صفتوں کا خوگر
 نوجوان آجکل اس درجہ ہو ہیں خود
 نہ انھیں باپ کا اندیشہ نہ خوفِ مادر
 امر ازادوں کی یونانی ہر اوقات ہسر
 خم کے خم پتے ہیں میخانوں میں بخوفِ خط
 منفعت جگہ سمجھتے ہیں اسی میں ہر ضرر
 آنکھ عشاق سے ملتے ہی طلب کے تے ہیں
 نہ وہ انداز نہ وہ عشوہ گری کے تیور
 پھرتی ہے آنکھوں میں وہ زلفِ ساتا کر
 شبنام بیٹھی ہیں چکوں میں جو ہنر دہر
 زلف وہ زلف ہے جس سے کہ پریشان ہو
 دفعہ بزم خرابات مہوئی زیر و زبر
 در مسک کی طرح بند ہیں میخانوں کے در
 بادہ خوار دن کے نہ جگمگ میں نہ دوساغر
 آپ کو بھول گئے بادہ نخوت پیکر
 شب کو بیہوش پیر رہتے ہیں کھائی کے گھر
 سنگریزوں زبون تر ہے عقیق احمر

صابر و شاکر و غازی و امام برحق
 نیز برج شرف لعل خورشیدِ نجف
 حاکم کون و مکان بادشہِ سرور و جهان
 وادہ کیا مرتبہ دربارِ حیدر امین پایا
 کام وہ کام کیا جو نہ کسی سے ہوگا
 جہنم ہو یا دجنابِ حدیثی لہرِ وہ دل
 کیون نہ ہو کیسے یہ بیٹے ہیں سے کس کے
 سیکردنِ نرج و الم صدئہ و غم تھے لیکن
 سرور یا حاکمِ ظالم کی اطاعت نہ ہوئی
 شہِ مظلوم پہ گزریے میں مصائب کیا کیا
 قصد جب آپ کے اوصا کے گننے کا کرے
 بہر بخشش بہن کافی ہو دلا شہِ دین
 اور طوفان سے نہیں کوئی بچا نہ والا
 کون ہو خلق میں مصروفِ عبادت ایسا
 ذکر حق یا و خدا بخشش امت کی دعا
 دل دہ دل ہر ہے جس دلیں تصور اسکا
 تحا یہ اعجازِ لیس قتل کہ ہنگام نماز

قرۃ العین نبی راحتِ جان حیدر
 رونقِ دین مبین زینت و زیب منبر
 قاسمِ نار و جنان مالکِ حوضِ کوثر
 دے کے سر ہو گئے سرکار کے منظور نظر
 کیون نہ ہو مرتبہ درگاہِ خدا میں برتر
 جو خدا راہ میں معبود کے ہو سر پہ وہ سر
 خلفِ شیر خدا تختِ دلِ پیغمبر
 مغفرتِ امتِ عاصی کی رہی مد نظر
 کرتے فرزندِ نبی بیعتِ فاسق کیونکر
 سوزِ دل دلع جگر و دردِ کمر ضعفِ بصر
 پہلے تہلا دے بہن ریگ کے ذرے گنکر
 خوفِ محشر سے ہوا دل غمگین مضطر
 کشتیِ امتِ عاصی کے یہی ہیں لنگر
 کبھی غافل نہ ہوے یا خدا سے دم بھر
 مجھے یہی شغلِ امامِ دو جہان آٹھ پہر
 آنکھ وہ آنکھ جس آنکھ کی حق پر ہو نظر
 میرے پر کعبہ کو پھر جاتا تھا فرقِ طہر

بندگی ایسی جو خالق کی عبادت ایسی
 صبر و شکر و ادب و جود و سخا خلق و کرم
 نہ کیا شکوہ بجز شکر کسی آفت میں
 ہمہ تن خیر تھے سزا بقدم خلق و کرم
 دشمنوں سے تھے مدارات مجنوبہ کرم
 صبر ایوب ملا خلق حسن زور علی
 ختم تھا حضرت شہید بہ عدل انصاف
 نام تک ظلم و ستم کا کین باقی نہ رہا
 سنگ یکے جو کڑی آنکھ سے شیشے کی طرح
 آئینہ شکل کم و بیش اگر دکھلائے
 بند میں سبز خوابیدہ کے آئے جخل
 کوئی چپ کر ہو اگر مرکب بیخواری
 شمع کر سکتی نہیں گرمیاں پرہیز سے
 کبھی دیکھی نہ سنی ہو گی سخا و ایسی
 وقت بخشش کبھی اس بہت کرم کے آگے
 ہوا مولیٰ کی سخاوت سے یہ عالم معمور
 فاقہ رہنے میں پاتا تھا کین عالم میں

صبر و شکر

صفت عبادت

صفت عبادت

م آخر بھی رہا سجدہ معبود میں
 خاتمہ ہو گیا ان سب کا شہ والہ پر
 رہی ہر حال میں خالق کی عطا پہ نظر
 جائے صبر و وفا قطع ہوا تھا شہ پر
 تھے سرا سر شدہ دین رحمت حق یک منظر
 علم اور یس ملا بجز وہ پیغمبر
 اب کہاں ایسے زمانے میں عدل گستر
 کچھ بزرگوں میں شیر سے کچھ خوف و خطر
 آتش عدل سے جل کر ہو دہن خاکستر
 خوف سے زبر زمین کا نپا تھے اسکن
 وار شمشاد پہ گلشن میں چڑھے باد سحر
 طوق میخوار بنے حلقہ دور ساغر
 شعلہ آتش سوزان کو ہر پنے سے خدر
 مال کیا چیز ہر امت کے بے دید پاس
 نہ جواہر کی حقیقت تھی نہ کچھ مال تھار
 مفلسی کتنی ہر سر پٹ کے عین جلون
 آ کے مولیٰ کے یہاں کرنا تھا اوقات بسر

شہ نے بخشا تھا اسے سب رو شاہ اکبر
 دیکھ کر جو دعو چاک ہو ا نخل کا دل
 فیض سے جبکہ نہ محروم رہے شاہ و گدا
 لکھی ہر جرات ابن شہ مردان مجھ کو
 دیکھنے سام وزیر بیان جو دعا مولی
 شاہ کو تیغ بکف دیکھ کے ہنگام دعا
 روز میدان شہ والا نے ستم گار و کو
 چشم شیرین تمہارے ابھی ایسا
 کیا ہو شیریں زبان صفت تیغ اہل
 حق نے بخشے ہیں اسے جو ہر ذاتی کیا کیا
 فوج اعدا کی صفین درہم درہم کر دین
 سرکشوں کے کبھی سرین گئی مثل نخوت
 جب ذرا شکل پر ہی تیغ نے چھل بن کھلا
 خوف نشان دیکھ کے تلوار کو گنتی بھی قضا
 تہلکا پڑ گیا بچل بھی تلامس بر پا
 تیز زبان اپنی دکھا فکر سا پیک خیال
 نور کے سانچے میں ڈھالا ہر سہل سا

اور سے بھرتا ہر جو آفاق میں چرخ اخضر
 بڑھ گیا انکی سخاوت سے سخاوت کا جگر
 اٹھ گئے عالم خالی سے وہ عالم پرور
 تیزی طبع دکھا تیغ زبان کے جو ہر
 نام ملتے نہ شجاعت کا کبھی بار دگر
 خوف سے ترک ملک کا پتا تھا گرد و ق
 صاف دکھلا دیے شمشیر قضا کے جو ہر
 آنکھ ملتے ہی جو سے درہم درہم لشکر
 ناب میں برق تپان آب میں شکر گو ہر
 ہاتھ میں فتح اجل حکم میں قبضے میں ظفر
 چار سو ہو گیا ہنگامہ روز محشر
 مردم چشم سے نکلی کبھی مانند نطنز
 ذکر کیا تار یوں کا رہ گئے سائے جلگر
 بھل ہی یہ تیغ کا یا نخل شجاعت کا ثمر
 سن میں شکر تہ دبا لہ میں مضمین یزیر
 صفت اسب سکر و ہر مجھے نظر
 حور سے شکل سدا چال پر ہی سے بہتر

دل تہن کا ترپ برق کی شغلی کا مزاج
 دیکھے گرسو فلک آنکھ اٹھا کر راکب
 گرد ستم تک بھی نہ اس شوخ کے پیوچکا بھی
 غم راکب سے بھی پہلے یہ وہان تک پہنچے
 دیکھنے پائے نہ جی بھر کے مبصر اسکو
 کس خوشی سے شہ والا کے رفیق و نصا
 شہ بادہ جرات سے جھکے تھے غازی
 سر کیا نذر ہوے شاہ کے قد موہ فدا
 قید ہستی سے رہا ہو کے گئے سو خان
 خون ناحق کا شہید وں اثر باقی ہر
 دیکے سر اپنے کیا مرتبہ اعلیٰ پایا
 شہ بے دین نے ذرا بھی نہ کیا پاس لب
 رخ پر نور تھا اس طرح لموین تابان
 خون شیر دم دوزخ زمین پر نہ گرا
 واہ نیرنگ فلک یہ بھی ہر نصا کوئی
 غم حسین ابن علی کا ہر خدا کے گھر میں
 ارض و افلاک میں برپا ہے عز مولیٰ

نہایت

نہایت

نہایت

جست آہو کی نظر شیر کی چیتے کی کمر
 گذرے افلاک سے یہ راہ میں رہ جا نظر
 سیکڑوں ابلق ایام لگاے جگر
 غیر ممکن ہو جان پیک تھوڑا کا گذر
 ہو گیا آنکھوں سے او جھل یہ جھلا دابنگہ
 نشے میں جھومتے تھے جام شہادت پیکر
 سر فرو شوئے شہادت کا پیا تھا ساغر
 بھائی عباس دلاور سامو اکبر سا پس
 ملکیا غازیوں کو باغ شہادت کا ثمر
 آج تک ہر شفق پر فلک کی چادر
 اس شہادت کے قدم پر ہو فلاں کفر
 تھا گلوے شہ دین بوسہ گہ پیغمبر
 جیسے ہنگام شفق ہو رخ مہر اور
 خاک پر فرش تھے جبریل میں کے شہر
 قتل ہوں شہدہ دہن مالک حوض کوثر
 دیکھ لو کبھی کی پوشاک میں ماتم کا اثر
 روئے میں آج تلک حور و ملک جن و بشر

برقِ تیار ہر ماتم میں شہرِ بیکس کے
 اشکِ ریزانِ غمِ شاہِ شیدا میں سخا
 ناکِ بلبلِ شیدا میں ہر نوحے کی صدا
 ہر زمینِ خاکِ بعصرِ غم میں شہِ والا کے
 رحمِ آیانہ ذرا سنگد لوگو افسوس
 نہ رقم ہوں کبھی اوصافِ شہِ ہر دوسرا
 روکِ غم سے کو مناسب نہیں بٹولِ سخن
 عرض کر خالقِ عالم سے کہ اے بندہ نواز
 جنتک دہر میں ہر سلسلہ لیلِ نزار
 جنتک خلقِ میں ہر غلغلہ دینِ نبی
 موجِ گلشنِ جنت میں ہر جنتک تسنیم
 جنتک شاد میں گلشنِ میں جوانانِ چمن
 جنتک باغِ ہون باغِ نبین ہے فصلِ بہار
 جنتک بلبلِ شیدا کرے آہ و زاری
 جنتک پھر لو کی خوشبو سے معطر ہو باغ
 جنتک بزمِ میں ہر قفلِ مینا کی صدا
 جنتک وصلِ حسینان ہو نصیبِ عشاق

پھر تھی ہر خاک اڑاتی ہوئی بادِ صرصر
 نخلِ ماتم ہر ہر اک گلشنِ عالم کا شجر
 اتلاک چاکِ گریبانِ ہر چمن میں گل تر
 آسمان پھر تباہی اور سے ہو نیلی چادر
 دل سے پھر کے بھی اس غم میں نکلتے ہیں شہر
 عمر لکھیں کاتبِ اعمال ابد تک دفتر
 سننے والو کی نہ خاطر ہو ریشاں صفدر
 جنتک زینتِ افلاک رہیں شمس و قمر
 گردِ شِ چرخ سے جنتک ہر جہانِ یزدگر
 جنتک دہر میں ہر شہرہ تیغِ جبر
 بادِ صاف سے لبریز ہر جنتک کوثر
 جنتک بلبلِ شیدا کے ہر نالوں میں اثر
 جنتک نخلِ ہون اور نخلِ میں گل میں ثمر
 جنتک چاکِ گریبانِ میں چمن میں گل تر
 جنتک گلشنِ عالم میں چلے بادِ صحر
 جنتک نخلِ عشرت میں ہر دورِ ساغر
 جنتک ناز و کرشمے ہون باندہ از دگر

جنتک شانہ رہے زلف رسا کا ہدم نخل اقبال ہمیشہ ہو مرا بار آور زندگانی ہو نری یاد و عبادت میں بسر دل بیتاب کو مطلق نہ رہے اپنی خبر نہ جہان خویش و برادر نہ رفیق و یادار شائعِ حشر کا سایہ رہے میرے سر پر باغِ فردوس کی ہر دم ہو تھا پیش نظر	جنتک شانہ رہے زلف رسا کا ہدم نخل اقبال ہمیشہ ہو مرا بار آور زندگانی ہو نری یاد و عبادت میں بسر دل بیتاب کو مطلق نہ رہے اپنی خبر نہ جہان خویش و برادر نہ رفیق و یادار شائعِ حشر کا سایہ رہے میرے سر پر باغِ فردوس کی ہر دم ہو تھا پیش نظر
--	--

کوئی عالم میں گنہگار نہیں مجھ سے سوا

الحمد للہ العزیز اور روزِ محشر

قصیدہ ششم در منقبت چاروہ معصوم علیہ السلام ہادی و رہنما
خاص و عام سہمی برگنج شہیدان

خدا نے روزِ ازل دل کو جب کیا پیدا رجوعِ دل کی ہر یون کو عشق ہو شایا جہان میں خلق ہو میں یہ لازم و ملزوم محض عشق نہیں بسببِ کششِ دل کی کسی شکر کسی نعمت میں یہ نہیں لذت یہ دو مقام ہیں دو تفسیرِ حضرت عشق	دکھایا عالم وحدت میں عشق کا جلو کہ جیسے جانبِ قبلہ ہو روئے قبلہ نما فداے عشق جو دل ہو تو دل پر عشق فدا برنگِ کاہ ہو دل عشق مثلِ کاہِ ربا جو سورِ عشق میں حاصل ہو سیرِ دل کو فزا مکانِ خاص ہو دل عام عالم بالہ
---	--

<p> کینن ہر یہ دم عیسیٰ کینن ید بیضا ہوے جو طالب دیدار حضرت موسیٰ یہی ہر مہر سلیمان یہی ہر تخت ہوا یہی ہر خضر طریقت یہی ہر آبِ بستا یہی ہر روشنی قلب اہل صدق و صفا یہی رکوع یہی فاتحہ یہی سجد یہی ہر سجدہ خاصان حق یہی ہر دعا یہی ہر دار یہی دار پر ہر جلوہ نما یہی ہر درد یہی دردِ لادوا کی دوا کسی کے دل سے دوائی کا اٹھا دیا پردا کبھی ہر دہرین نافوس برہمن کی صدا کبھی یو د کبھی برہمن کبھی ترسا سبق ہر مدرسے میں خانقاہ میں ہر دعا اسی کا گہر و مسلمان میں کو بکو چرچا جلس مجلس سلطان انیس گنج گدا اسی سے یوسف کنعان کے حسن کا شہرا خوشا تصور یہی جسہر ہوئی نہ ذرا </p>	<p> عبان بن خلق میں مغز نایان اسکی یہی تھا وادی امین میں خضر نزل شوق یہی ہر ید ہر پیغام بر یہی بلقیس یہی ہر پردہ ظلمت یہی ہر اسکندر یہی ہر دیدہ ہر باب معرفت کا نور یہی صلوة یہی ہر اذان یہی تکبیر یہی ہر درد و وظائف یہی ہر نقش و عمل یہی صدائے انالقی ہر ادب یہی منصور یہی مریضِ محبت یہی سچ زمان کسی کو صورت و حد دکھائی کثرت میں کبھی ہر خانہ کعبہ میں نعرہ تکبیر کبھی ہر پیر طریقت کبھی ہر شیخِ حرم سب و ساغر و مینا شرا بخانے میں اسی کا دیر و حرم میں ہر جا بجا ند کو یہ بزم دہرین کس کا شریک حال نہیں اسی سے عشق زریخا ہر آج تک مشہور طیور نے سرِ مخنون پہ اشیان باندھے </p>
--	--

رہا یہ زانو سے شیرون پہ آئندہ نہ کر
 اہل و دین میں اُسی کے سب سے نام آور
 نہ ہے نصیب جو محمود ہو عیلام آیار
 بنائے آئنے زمانے میں سیکڑوں معشوق
 کبھی ہر کسی بلی نش کی زلف کا حشم
 کبھی ہر چشم فسوگر کبھی ہر سببِ دقن
 کبھی ہر آنکھ میں سہمہ کبھی ہر لب پہنسی
 چمک کمر میں تو چشم سیاہ میں جادو
 وہاں تنگ میں تنگی نگاہ قمر میں نہ رہر
 کبھی فراق میں فریاد و نالہ و زاری
 کبھی کسی کو رلایا کسی کی فرقت میں
 کسی کو صاحبِ عصمت بنا دیا آئنے
 کسی کی مجلسِ ماتم میں گرم آہ و فغان
 کسی کے دلیں جلہ پائی آرزو و بکر
 کسی کے غنچہ دل میں ہوا بوس و کنار
 اسی کی بو ہر براک بو میں آئنے دماغ
 چراغ و شمع پہ جلنے میں آکے پروانے

ہوا یہی سر فریاد کے لیے تیشا
 اسی کی وجہ سے مشہور وائق و غدر
 یہ وہ مقام ہر یکسان میں حسین شاہ و گدرا
 سکھائے آئنے حسینوں کو طرزِ تازہ دادا
 کبھی کسی رخ شیرین ادا کا ہر عشا را
 کبھی ہر عارضِ روشن کبھی ہر زلفِ رسا
 کبھی ہر ماتھے پہ نشان کبھی ہر رنگِ حنا
 فروغِ ردے حسین و بیچ و تابِ لہ و تا
 شکر گری میں شرارتِ فسوگری میں جیا
 کبھی وصال میں شونجی و شرم و ناز و ادا
 کبھی کسی کو کسی کا بسا دیا شیدا
 کسی کو کوچہ و بازار میں کیا رسوا
 کسی کی محفلِ عیش و طرب میں نغمہ سرا
 کسی کے چشمِ خماری سے خون ہو کے بہا
 کسی کی زگرےں مخمور میں ہر شرم و حیا
 اسی کا رنگ ہر اک رنگ میں ہر جلد و نہا
 فرہ یہ جانور دن تک کو بھی ہوا ہر عطا

کے عطا ہوا محبوب کبریا کا لقب
چلے یہ راہ طلب میں کہ بن گئے مطلوب
ازل سے آپ کے اعجاز کے ہیں سب قائل
یہی ہر سایہ نہو نیکی حجت روشن
یہی ہر آپ کی خواہش جو حکم رب جلیل
اے جو اشدان لا الہ الا اللہ
خلیفہ اُنکے وہی اُنکے جانشین اُنکے
امام اول و مشکک شاہ جن و بشر
بہر سپہر جلال آفتاب اوج کمال
لقب ملا ہر یہ اللہ روز اول سے
قمر ہر جلوہ نما آسمان اول پر
اتر کے چاہ میں نولاکھ جن کیے فی بنا
خدا کے گھر میں کیا چاک کلہ اژدر
اُحد میں بدر میں خیر میں خبک کی ایسی
انھیں کا لطف ہر مومن کی میں لطف الہ
جہان میں رتبہ عالی کو کوئی کیا جانے
جناب فاطمہ خاتون حشر نبی رسول

کسے نصیب ہوئی سیر عالم بالا
ہوئے محب تو جلیل خدا خطاب ملا
تحلیل دیوسف و یعقوب و عیسیٰ موسیٰ
عیان ہو نور انہی کا کس طرح سایا
وہی ہر آپ کی مرضی جو رضا خدا
تو اُنکے صل علی خیر خلق کی صدا
جناب حیدر صفدر علی شیر خدا
سخی و عادل و حاجت روا شاہ و گدا
نہنگ بحر شجاعت ہر برشت و غا
یہی ہیں اب ابد دستگیر خلق خدا
گیا ہر عرش تلک نور پاک کا جلوہ
پہاڑ ہل گئے جنبش میں اُنکے ارض و سما
یہ زور و دست تھا طفلی میں اہل علی
شجاع مان گئے ذوالنقتار کا لوہا
انھیں کا قہر ہر کافر کے حق میں قہر خدا
کہ مثل کنہ خدا ہی یہ فہم سے بالا
پناہ آسیہ و فخر مریم و حوا

انھیں کی شان میں نازل ہوا یہ تطہیر
 خط کینری زہرا اگر لکھے بلقیس
 نہ پائی عفت و عصمت نے دہرین حیات
 ہمیشہ است عاصی کی مغفرت چاہی
 خدا نے جملہ فضائل عطا کیے آنکو
 فصاحت و ادب و صبر و شکر و علم و عمل
 حسنِ امام دوم پیشوا کے ہر دو جہان
 انھیں ہوا احمد و خیر و سچے سچے نسبت
 ہمیشہ رہتے بین شتاق و دونوں عالم میں
 یہ دو انیس بن اول رضا و دم تسلیم
 اگر ہوا آنکھ کو تعلیم طرزِ آئینِ شش
 پسند خاطر اقدس نہو جو عسریانی
 ہوا چمن میں جو منع برہنگی کی چلے
 کلامِ آپ کا ہر نظم و اجابتِ حق
 سخی کا مطبخ عالی ہر وہ جہان پرورد
 حسن کے بعد امام سوم جناب حسین
 زمانے تین بن ماضی حالِ استقبالی

انھیں کی خالق جن بشر نے کی شہرستان
 تو اسپہ ہر سلیمان کی ثبت ہو برضا
 امان ملے تو تہ طفل دامن زہرا
 اٹھا کے دست دعا سے عالم بالا
 سخاوت و کرم و خلق و حلم و صدق و صفاء
 نماز و روزہ و تسبیح و ذکر و یادِ خدا
 مہرِ شرف آفتاب صدق و صفاء
 کہ دونوں آنکھوں سے جیسے ہوا ک نظر پیدا
 زمین پہ جن و بشر آسمان پر جو زرا
 یہ دو جلیس بن اول قدر دم ہر نصفا
 نظر نظر سے ہو ملکر بزرگ رشتہ دوتا
 برہنہ طفل کو مادر نہ کر سکے پسدا
 تو غنچے شاخ سے نکلیں ہیں پنکے قبا
 ہمیشہ لازم و ملزوم ہیں قبول و دعا
 جانِ خلیل بھی ہیں مہمانِ خوانِ عطا
 ہوے جو راہ خدا میں شہید تیغ جفا
 نہ تھا نہ ہو نہ کبھی ہو گا دوسرا ایسا

انھیں کے قبض سے تینوں بن تو بن قائم
سین جو کلہ توحید اسے نصرانی
ملے بن آپ کو درگاہ حق سے بن لقب
نجات امت عاصی کبھی نہ ممکن تھی
کیا نہ قصد دم جنگ اشقیا ورنہ
ہزار و ہصد و پنچاہ زخم تھے لیکن
وہ بھوک پیاس و غربت مگر رہے اعجاز
ہوے امام چہارم جناب زین عباد
تن بشر میں عناصر کا ربط ہر جنک
ہوئی بن چار کتا بن جو غرس سے نازل
وہ نامدار کہ چاروں حدین بن نگین
یہ شاہ ہر دو جہان بن شاہِ ہفت کلیم
الم وہ بدعت احمد سے کہ بلا میں سب
رہا انھیں سے امت کا سلسلہ قائم
امام خلق میں نبی محمد با تہ
نماز بن جیسی کہ بن پانچ وقت کی و آ
اصول خمسہ سلام آئندہ ہر اگر

انھیں سے ہر سہ موالید کو ہر نشو و نما
کبھی نہ بھوکے شلیت کا کرین دعوا
امام برحق و غازی و سید الشہدا
نہ کرتے آپ جو گھر بار راہ حق میں فدا
عدو کے قتل کو کافی تھی ضرب تیغ و غنا
جو تیغ کھینچی صفیں ہو گئیں تہ و بالا
بجالی کشتی تاجر سنی جو اسکی صدا
مسح چرخ چہارم پہ جیسے جلوہ نما
انھیں کا بھرتے بن دم آئے خاکِ ناز
خدا نے چاروں کا انکو کیا ہر علم عطا
وہ تاجور کہ سلیمان سے مرتبے بن سوا
وہان ہر سایہ ہر بیان ہر ظل ہما
جز اشاعت امت ہر جسکی روز جزا
یہی جان میں رہے یادگار آل عبا
فروع چشم حبیب خدا ارض و سما
ایسطح ہر مجنون پر سرض انکی ولا
محبت انکی ہر اُسی سننے کے حق میں جلا

وہ ذات پاک خمس میں حسین مصرعِ بانج
خطا سے جرم سے نسیان سے حرص و لوث پاک
یقین ہے اس تن پر نور سے اگر چھو جائے
بویضیاب ہو مولیٰ کی طرف عالی سے
جناب جعفر صادق ہوے امام ششم
خدا نے بخشے ہیں عالم میں چھ ثمرت انکو
یہ وہ جگہ ہے جہاں فہم و عقل ششدر ہیں
نبی نے سینہ بہ سینہ عطا کیے اعجاز
اگر ہو مد نظر آپ کو مسیحائی
کیا ہے آپ نے اس درجہ گنج دین تقسیم
سزا سے بادہ کشان گر ہو آپ کو منظور
جناب موسیٰ کاظم امام ہفتم ہیں
خیل کعبہ دین پیشواے ہفت اقلیم
اسی امید پہ پھرتے ہیں سبع بارہ
جو ہو رہا ہے تار و تن آسمان ہفت
وہی ہے گوش کہ جسکو ہے شتیاقِ کلام
لکھون جو آپ کے اوصاف خندہ پیشانی

سعادت ابدی علم و حلم وجود و عطا
درا یہ نچتن پاک سے نہیں ہیں جدا
تو پشتِ خار کا پنجرہ بنے یہ بیضا
بکھی شمع نہ چشمِ جناب میں دیر یا
کہ جسکے صدق و صفائی ہے شش جہت میں
عبادت و کرم و خلق و رحم و عدل و سخا
رقم کرے کوئی کس طرح مدحت مولا
خدا نے انکو دیا علم معرفت اپنا
زبان بلبیل تصویر ہوا بھی گویا
گدھے کو ہے دونوں جہاں سے استغنا
تو دور جام بنے طوق گردنِ مینا
کہ گر دبھرتے ہیں بہر ثواب ہفت سما
امام جن و ملک رہنماے ہر دوسرا
کہ سات بار کرین طوفِ مرقہ وال
یہ نور پاک کا بامِ فلک پہ ہے جلو
وہی ہے چشم کہ جسکو ہے شوق دید لقا
زمینِ شعر میں ہو کشت زعفران پیدا

ہوے ہیں دستِ سخاوت سے بحرِ وکانِ خالی
 امامِ ضامنِ ثامنِ مین رہنمائے جہان
 اگرچہ درپے ایذا تھے لوگ آٹھ پہر
 گناہگارِ زمین جسکی یہ مغفرت چاہیں
 اگر جو جسمِ عد و ہشت و صحت بڑھکر
 عجیب در کہ جہان ایک ہیں صغیر و کبیر
 بجائے سرِ حسین خاک در لگاتے ہیں
 جو فیضیاب ہوا روضہٴ مقدس میں
 ہیں اُنکے بعد محمد تقی امامِ ہمس
 جو مستفیض ہوں مولیٰ کے دستِ روشن سے
 قیامِ بطن ہو نواہ بطنِ مادر میں
 ہیں دونوں عارض پر نورِ غیرتِ مہر
 انھیں کے فیض سے قائم رہی محشر تک
 جو بے گل کبھی بنے اذنِ باغبانِ بجا
 گیا ہر زبرِ مین جو حکمِ اتساع سرود
 پناہِ خلقِ امامِ دہم علی نقی
 ہر اک بشر کو ملے دس حواسِ دواز

کے حکیموں کوئی نہیں محالِ خیلا
 جو خاص عام میں مشہور ہیں جنابِ رضا
 مگر بھی بخشش امت کی فکر صبحِ مسا
 خداے پاک کرے اسکو ہشتِ خلدِ عطا
 خیالِ ترکی طرح کاٹے اسکو تیغِ و غا
 نہ ہے جنابِ برابرِ جہان میں شاہ و گدا
 کہ بہرِ نرگس بیمار ہو یہ خاکِ شفا
 اُسے نصیب ہوئی سیرِ خبتِ المادا
 کہ نہ فلک میں درِ پاک پر چینِ فرسا
 تو سنگِ نیرِ زمین پیدا ہو نورِ تن کی ضیا
 نہ بھولی آپ کو دم بھرواں بھی یادِ خدا
 جو ایک بدرِ وجہی ہو تو ایک شمسِ ضحا
 بنائے طاعتِ دہرِ ہنرِ گارِ می و تقوا
 عدالتِ اسکی کرے قطعِ دستِ موجِ صبا
 گلوے زمین گرہ بنے رہی ہر صبرا
 کہ وہ عقول بھی ششدر ہیں قہرِ شمشیر
 مگر ہر قوتِ ادراک انکی سب سے سدا

و سون انال قدس میں مغفرت کی لیل
 کسی طرح نہیں کم عشرۂ محمد سے
 نہ ہے عروج کہ برتر ہو بام گرد و پایہ
 ہمیشہ آتے ہیں اہل صفایارت کو
 از تین تین ہوتی ہیں سدا راہِ نھن
 امام یازدہم عسکرِ نہی عالی قدر
 قلم کی کیا ہر حقیقت جو لکھ سکے اوصاف
 شرفِ حسین جس سے ہر اس طرح آنکو
 یہی ہر نذر یہی پیشکش یہی ہدیہ
 جو قول پکا ہو وہ کلام رب جلیل
 مراد مانگی در پاک پر کسی نے اگر
 جو انکے وصف لکھے ہیں قلم کو دعویٰ ہو
 امام مہدی ہادی جو ہیں دوازہم
 مگر نشان امامت ہیں خلق پر روشن
 دوازہ ہیں بروج فلک اگر دیکھو
 ہر ماہ پہلے بھی بارہ حجاب میں یہ نور
 یہی ہر کام یہی مشغلہ دوازہ ماہ

گواہ بیعت مومن ہیں رو بروئے خدا
 عزا کے واسطے ایام رحلت مولا
 زمین روضہ نورانی امام ہوا
 نہ خوفِ حدت گر مانہ دہشت سرا
 رکے نہ بحرِ جابون سے ہو کے آبلہ پا
 امام سبچہ خاصان بارگاہِ حبرا
 کہ وقتِ مدح شش و پنج میں ہر فکر رسا
 کہ دوائف سے ہو جنبِ یازدہ پیدا
 کہ صدق دل سے پڑھیں گیارہ باصل علیہ
 جو بات آپ کی ہو وہ حدیثِ خیرہ و را
 صدایہ عرش سے آئی ہوئی قبول دعا
 میں انصح انصی ہوں میں ابلغ ابلغا
 اگرچہ آنکے ہیں ایام غیبت کبرا
 فروغِ فہرہ ابر جیسے جلوہ نما
 ہر ایک برج میں ہر نور پاک کا جلوہ
 ہو اب بھی پردہ غیبت میں شل نور خدا
 دعا و حمد و ثنا یا د حقائق یکتا

ہر گل نوخیز اپنے رنگ میں ہمیشہ
 مژدہ فتنہ ہاری سسکے فرما شوق سے
 اندون گلشن میں ہر سدرہ رجبہ رنگ بازی
 ہر تیش رنگ چمن میں نام سوزش کا نہیں
 پتی پتی بوٹی بوٹی میں ہر رنگ تازی
 اور آیا بلبل یا سبرہ تازہ گل کھلے
 ایک جانمہ سرا ہر طوطی شیریں مقال
 اک طرف دھنپ ہر باغ و عین کیل کی صدا
 ایک جانب سرو ہر مشغول تو جید خدا
 ایک جانب نرگس شہلا ہر خوابا زمین
 واہ رہی قسمت خاکی ہر جگہ متنازع
 ہر روش پر بوٹی پھرتی ہر گلشن میں صبا
 باغ میں ہر گلشن فردوس کی آب ہوا
 بادہ شبنم کو پیکر جموتے ہیں باغ میں
 جو گیا گلشن میں ظلِ عافیت میں ہی جگہ
 فصل گل میں کیا محبت خیر جلتی ہو
 باغبان اگر جو گلشن میں لگا دچو خشک

ہر شگوفہ خوشنما ہر نکلت گل مشکبار
 پیر بن بدلے عروسان چمن نے ز رنگار
 پنجہ مرجان صفت رنگین ہر سرت چنار
 باغ ابراہیم سے کچھ کم نہیں فصل بہار
 بارش باران رحمت ہو کہ پرتی ہر بہار
 چشم نرگس سے تو پوچھو اب ہر کیسا انتظار
 اک طرف ہر شاخ گل پر زمرہ پیر ہزار
 بی کمان اک سمت کتا ہر پیمبا بار بار
 اک طرف سوسن ہر مقرر و تناسف کردگار
 اک طرف لہرائی ہو نیل کی زلف شیکار
 عطر میں بو باغ کی رونق حسینوں کا سنگار
 دیکھ کر آرایش حسن عروس نو بہار
 کو غم و تسنیم سے کچھ کم نہیں ہر آشار
 بادہ غبار دہلی صفت ہو یا مدحت کی قطار
 لوت میں مہمان نوازی پر درخت سایہ آ
 گل پہ بلبل مبتلا ہر سرو پر قمری نثار
 ایک دم میں نخل تازہ ہو سکے لا برگ و بار

دواہری نہ بہت خط گلزار بچا ہے ابھی
 موتیوں کی آب ہر دانے میں پیدا ہو گئی
 ہوسجائی طرح سرگرم جان بخشی نسیم
 باغبان سمجھا چین میں رالہ بازی دیکھ کر
 ہر خیابان میں ہر حسن صنعت خالق عیان
 ہر چین ہر آجکل گلہ مشہ بلوغت جان
 یہ فضا یہ جوش گل یہ رنگ گلشن دیکھ کر
 بزم عشرت ہو مقرر جمع ہو سامان عیش
 نہر پر فرش مکتف ہوشب متاب میں
 روشنی کی کچھ شب متاب میں حاجت نہو
 ہر تو متاب سے ہوتی تہی میں چمک
 ساقیان بہ نقا ہوں نے ساغر بکف
 آتش تر گرم کر دے میکشون کا جب غبار
 ہر گلہابی سے ہو کیفیت نمایاں پھول کی
 قاصد باد بہاری ہو روانہ ہر طرف
 در پہ میخانے کے جا کر پہلے یہ آواز دے
 پھر کہ صحبت بھی ایک ایسی ہو کی منتقد

کوئی کاتب باغ میں لکھے اگر خط غبار
 درج گوہر بنگیا ہر ایک برج کو کنبار
 بنکے جگنو آرگنی جب سنگ سے نکلے شرار
 چرخ کرتا ہر عروس باغ پر موتی تثار
 ہر گل و غنچہ میں ہر رنگ قدرت آشکار
 رنگ لائی ہو بہار قدرت پروردگار
 خواہش دل کا تقاضا ہر سی اب بار بار
 مطرب و ساتی طلب ہوں انتخاب و زگار
 تربت بزم طرب ہوں شاہدان گلزار
 جلوہ گر شل چراغان ہو چین میں لہ زار
 نور کا عالم دکھائے نو ہوا نو کی قطار
 بزم عشرت میں چلے دور شراب خوشگوار
 رال کے شعلے کی صورت صا آرز جاچار
 ہر گل سب کو سنگھائے نگہت عطر ہار
 برگہائے گل کے خط ہوں ہاتھ میں دین چار
 معیجہ آٹھو چلو گلشن میں آئی ہر بہار
 خستہ کہ جو باغ عالم میں رہیگی یادگار

ہر طلعت سامنے تھے ماہ بیکر ہم بے نعل
 نشہ مری کی ترنگین فصل گل عہد شباب
 جو تیں مستی میں کہاں لگو خیال عار و ننگ
 ہر طرف حور و نکاح جلود ہر طرف سامان عیش
 صحبت اجاب میں با ہم یہ ٹھہرا مشورہ
 جمع ہن اہل سخن ہو جا صحبت شعری
 سیر کے اشعار کی پہلے جو نوبت آگئی
 دوز کے اشعار سنکر جل گئے سب کے جگر
 بھٹھکی کے شعر پہ لوگوں کو حیرت ہو گئی
 شعر سودا سنکے پیدا ہو گیا جوش جنون
 جرأت و آتش کے سنکر شعر لوگوں نے کہا
 سنکے اشعار ہوں محفل پر عبرت چھا گئی
 ذوق کے اشعار سے پیدا ہوا شوق سخن
 شعر غالب میں چو پائین بختیان سب نے کہا
 ناسخ و آتش کو لوگوں نے کہا بالافتاق
 اہل محفل سنکے اشعار گہر بار آسیر
 فارسی غزلوں کی بھی جلسے میں نوبت آگئی

چاندنی میں خوب اٹھی لذت بوس کنا
 مہ جینوں کا لپٹ جاننا گلے سے بار بار
 ہر گھڑی دین میں بس بکھایا دین حار
 محفل عشرت تھی یا شان خدا تھی آشکار
 رات کم ہر صبح کوئی دم میں ہوگی آشکار
 باری باری گائے جائیں سب کے شعر آبدار
 دل پکڑ کر اہل دل روئے لگے بے اختیار
 درد کے شعروں کے اکثر ہو گئے دل بے قرار
 وجد میں آئے جو صاحب فہم تھے عالی وقار
 ہو گئے وحشت کے عالم میں گریبان تار تار
 خیر اپنے وقت کے یہ بھی ہیں دونوں یاد دار
 مٹ گئی دل سے ہوا کے ہستی ناپا بار
 خوش ہو سب سنکے مومن کا کلام آبدار
 کوہن کی طرح سے اچھے تراشے کوہ سار
 فی الحقیقت ہیں یہ دونوں انتخاب درکار
 ہو گئے آزاد قید فکر سے سب ایک بار
 خسرو و سعدی پہ ٹھہرا شکر کوئی کا دہار

نظم فردوسی نے نقشہ زرم کا دکھلادیا
 آگئی نظم نظامی اہل محفل کو پسند
 خوش ہوئے شکر کلام حافظ فرخندہ فال
 شعر قدسی کو کہا سب کہ یہ ہر پاک صاف
 سب ہو عرقی و فیضی کے سخن سے فیض یافتہ
 شعرا اہل دیہاتی سُنکے بولے قدر دان
 بیدل ناصر علی پر سر تو لوگوں کے ہلے
 ثمنوی سُنکر غلبت کی یہ بولے اہل فہم
 کچھ خیرین آرزو کے شعر بھی سُنکے سنے
 شعر صفدر کی جو سب کے بعد نوبت آگئی
 یہ فصاحت یہ بلاغت یہ بیان ایسی زبان
 صورت سب کسی نے دل پکڑ کر آہ کی
 چاک دہن تک گریا ہو گئے دس بیس کے
 خود سخن کہنے لگا اے آفرین صد آفرین
 چنچ پر ظاہر ہوئے اتنے میں آثارِ سحر
 وقتِ نصرتِ عطر میں ڈلے جو انانِ حسین
 اب قیصرِ ختم کر صفدر اٹھا دستِ دعا

پھر گئی آنکھوں کے آگے صاف شکل کا زرار
 جام جامی سے ہو مستِ طرب بادِ خواہ
 سمجھے خاقانی کو اربابِ سخن میں تاجدار
 شعر صاحبِ سب بخند انہیں ٹھہرے استوار
 انوری کے ہو گئے نورِ مضامین آشکار
 اہل یہ ہر چاند وہ بیشک ہیں دنوں تاجدار
 ایک عرصے تک مگر حیران رہے آئینہ دار
 ہاں غنیمت یہ بھی مین پانچون سوار و نین سوار
 آفرین بولا کوئی خاموش کوئی غنچہ دار
 غل ہوا اعجازِ ہر یا سحر اے پروردگار
 واہ کیا کہنا کہاں ایسے میں شاعرِ نامدار
 وجد میں کوئی ہوا مانند صوفی اشبکار
 سُنکے وارفتہ ہو اہل سخن و دین چار
 شاعری ہو لگی خود آ کے قدیون پر زشار
 اپنے اپنے گھر چلے محفل سے شبِ زندہ دار
 پان کھالے بدھیاں بہنیں جے گوٹیکے ہار
 عرض کر درگاہِ خاقانی میں بعجز و انکسار

یا آئی جیتلک ہر دور چرخ چنبرہ سی
 جیتلک ہر رنگ میں ہر تیری قدرت کا طور
 گلشن عالم میں جیتلک باغ میں باغوں میں نخل
 جیتلک ہوں بار آور نو نالان چمن
 جیتلک سنبھل پریشان ہر کسی کی یاد میں
 ناخستہ شمشاد پر جیتلک کئے حق سرور
 غنچہ گل جیتلک خندان ہیں عاشق سے
 جیتلک ہر دامن میں گلوں سے پر فضا
 جیتلک بارانِ رحمت ہر عالم فیضیاب
 جیتلک ہر غفران و زر غفران میں رنگ بو
 زلف میں بہان ہر جیتلک عارض لیکاشب
 شمع پر ہیں جیتلک محفل میں پروا خدا
 جیتلک ہر عشق کا سکھ دل عاشق پر
 نازنینوں کو ہر جیتلک حسن صورت پر غرور
 جیتلک عشاق کو ہر صفت مشوقان نصیب
 جیتلک خجائے عالم میں ہر دور شراب
 دولت و اقبال جاہ و غرت و محنت کو

جیتلک ہر جھنگ ہر گردش بیل و نہار
 جیتلک ہر یہ تماشا گاہ عالم برتہار
 نخل میں گل میں گلوں پر بلبل شیدائش
 جیتلک گلزار عالم میں چلے باد بہار
 جیتلک ہر چشم نرگس کو کسی کا انتظار
 شاخ گل پر زمرہ پر دراز ہو جیتلک ہزار
 جوش غم سے جیتلک گریبان ہر چشم آہستہ
 جیتلک ہر مخزن صل و زمرہ کو ہمار
 جیتلک میں سخن آفاق میں ساتون بجائے
 جیتلک ناز ہر اور ناز میں ہر شکستار
 صبح صادق کا ہر جیتلک رو روشن آشکار
 سر و گل پر جیتلک میں تری و بلبل شہار
 جیتلک ہر الفت صادق کا دلو اقباء
 عاشقان زار میں فرقت میں جیتلک بفرار
 جیتلک ہر وصل میں کیفیت دوس کنار
 جیتلک مخمور میں مہیا کشی سے بادہ خواہ
 ہمیشہ و عشرت میں بسر روز و گلیں و نہار

<p>آرزو کوئی نہ ہو تیری محبت کے سوا بعد مردن ڈامان مجھ کو فشار قبر سے واع عھسان چوں نجائیں جو رحمت ہو تری</p>	<p>محو دل سے ہو خیال ہستی نا پائدار حشر تک آرام سے سوتا رہوں زیرِ فرار یہ سراپا جرم دیکھے بلعِ جنت کی بہار</p>
<p>عفو کر یاد سے منہ را جو حکم ہو راضی ہو نہیں میرے عھسان پر ملاہن تیری رحمت آشکار</p>	
<p>قطعات تاریخ طبع قصائد کہ موسوم بہ سبغہ سیارہ است در سال یک ہزار و سہ صد و نہ ہجری طبع شدہ ہووند</p>	
<p>رباعی تاریخ از استادی جناب منشی امیر احمد صاحب امیر</p>	
<p>ہر کیسا سخن مصنف عالیجاہ تاریخ ہر اس نعت مناقب کی امیر</p>	<p>سبحان اللہ تم سبحان اللہ کیا صل علی کا سرِ طر شہور ہواہ</p>
<p>قطع تاریخ از منشی گوہر پریشا و صاحب صبا</p>	
<p>نواب ماضد علیخان بہادر کر عطا آراست از خلق نگو خوش گلشن پر رنگ بو طبعش کہ زیور بندہ الکار سخن با کمون چون بیت ابرو تباں فرد ہر یک شعر آن فرمود چون طبع آزا بہتر تاریخش صبا</p>	<p>خار و حسن حاجات را از سخن گیتی پاک رفت ہر سوز دیدہ باد از و صد غنچہ دل شکر گفت در ہا مکنون قصائد را بہ سلک نظم سفت بل طاق بیتا سد سان طاقت کا ز نیست این سبغہ سیارہ گشتہ زیب اوج طبع گفت</p>

	قطعه تاریخ از فیروز شاہ خان صاحب فیروز	
لے آئے کسی اور سخور کے قصیدے مجموعہ اسرار بن ہند کے قصیدے ۱۳۰۹ھ	بیشل ہی نظم جسے اسمن ہونکار فیروز نے یہ طبع کی تاریخ قسم کی	
قطعات تاریخ طبع دیوان نگارستان الفت کہ درجاط طبع شدہ قطعه تاریخ از جناب نشی مظفر علی صاحب اسیر		
مہ و نور شید کی رکھتا ہر ضو خط زہے محبوب دل معشوق نو خط ۱۳۹۵ھ	عجب دیوان کہ سترین گلستان مین ہوئی تاریخ اسیر اسکی چھا جب	
قطعه تاریخ از جناب نشی امیر احمد صاحب اسیر		
نہ پوچھیں گرد کو پران جنھیں شہرارت مین یہ وہی پوچھوں مین جہنی نہیں عمارت مین	دوسے عرایس انکار و شاہان خیال امیر شوخ سامع کھو پے تاریخ	
قطعه تاریخ از جناب سید محمد اسماعیل حسین منیر		
ہوے اہل دل اسکی خوبی سے ماہر کہ نریا و نایاب نعیم جو اہر	یہ دیوان فضل خدا سے چھا جب منیر اسکی تاریخ مین نے یہ پائی	
قطعه تاریخ از میر شمس علی صاحب مصلح سنگ		
کہ فرمود این چنین دلچسپ دیوان بلاغت جلوہ آرا سے بیانش ہمہ ہم پایہ نعیم نعمانی	زہے ذی مرتبہ صفہ رعلی خان نصاحت ناز بردار زبانش اد و حسن و الفاظ و معانی	

<p>بخط دلکش دآئین زیب کلام شاعر شیرین بیان گفت</p>	<p>چو شد مطبوع این دیوان والا بے تاریخ حشمت گوهری سفت</p>
<p>قطعه تاریخ از امرا و مرزا خلف آغامرزا صاحب شاعری برادرزاده و شاگرد تاریخ دہلوی</p>	
<p>کمان استدر آب و تاب سخن یہ دیوان ہر آفتاب سخن</p>	<p>زمانے کے ہنسنے بھی دیکھے کلام کہو اسکی تاریخ نادان تم</p>
<p>تقریظ نتیجہ فکر آغا علی نقی غنی شاگرد منیر</p>	
<p>شیشون سے آرہی ہر صدا قافہ</p>	<p>محفل میں گدگداتی ہر شوخی نگاہ کی</p>
<p>بان بان اے سیکدہ سخن کے بادہ خوار و آج یہ خمار کیسا لودھڑا تو ہم چھکا دین کیا تم کسی حریف کے کہے سننے میں آکر دست و پا لگ کر رہے ہو گئے نہیں نہیں اے میرے ہم مشرور بہت نہ ہارو ابھی اس مخمانہ میں شراب سی شراب بھری پڑی ہر ادرنرا بھی وہ شراب جبکہ ہر قطرے میں خم افلاطون سے زیادہ تروشن ہے پھر کیوں خمیازہ کشی اور آہ دوا دیا بھار کھی ہر اٹھو جو اس ٹھکانے رکھو دوہم نور کے بھونکے کا بھول جی سہیل کیے دیتے ہن مگر درازین بر نہ پکانا عرش پر قدسی منہ کھولے ہوئے ہیں سمجھو تو بادہ گویائی کی سرستی کیا ہر حد انہی اس مستی کا ترانہ کیا ہر نعت نختمی پناہی بس درود بھیجو اور آپ سے باہر ہو جاو یہ سب کچھ تو ہوا اگر غضب کیا بڑے سید مست کو سر و یاد دلایا غنی کے کان میں بھنگ پڑ گئی یہ بلا نوش</p>	

وہ حریص ہو جس نے عین بخودی میں اسی دوا آتش کے خم چڑھائے اور کبھی جھوٹوں
 منہ سے نہیں نہ کہا ساری عمر میں ایک ساعت ہوشیاری سے نہ کاٹی جب دوا
 پائے نعرش کو ثبات ہوا اور دوا کی چڑھا گیا آج بھی نشے میں تانا شاہ بنا ہوا ایک
 صبح خبت کی سی بیاض مٹھو لے اسی شراب کے شیشوں کی عینک چڑھائے آپسے
 گدرا ہوا اپنی موج میں بیٹھا ہوا جھوم رہا ہر سیکہ انقلاب کے پیر منان نے
 خرابات عالم میں خسرو نعرش کے خار شکن صبوحی کا سا غریبا سراپیل نے دھوم
 دھام سے اپنی شہنائی میں مصرع بشنو ازنی چون حکایت میکنہ کا نغمہ سنایا فلک
 بدست نے اپنا جام تو راز میں نے بخودی چھوڑ کر اپنا بوریا پیٹا نقل کو اکب
 و شک حسرت کی طح کر کر پائیدا ہوئے ابر بہاری مانند نہہ مینا نذر علاج فنا
 ہوا قطبین نے بیچس و حرکتی کی شراب سے اپنے خم خالی کیے مگر اس تیرہ مست
 نے اس نورانی بیاض سے آنکھ نہ اٹھائی اپنی سرخوشی کی ترنگ میں بولا بھی تو واہ
 سبحان اللہ کے سوا کچھ نہ بولا مست ہو تو ایسا ہو شراب ہو تو ایسی ہو ذوق ہو تو
 ایسا ہو کتاب ہو تو ایسی ہو خیر اس مہوش معاذ اللہ ہوشیار کی بخیر ہی استغفر اللہ
 خبر داری ایک طرف خیال تو کردہ بیاض کیا سرور انگیز بیاض تھی جس نے ان
 تہلکون کے بعد بھی حور و غلمان کی دلکش داؤن سے جام دینی پر پائے نگاہ
 کو سجادہ محویت سے نعرش مٹھو نے دی اندری بندہ سنجی و شکر گفتاری جسکے
 آگے حافظ شیراز عذاب بہاے شلخ نبات کو شمع خنفل تباہے خسرو شفتا و

عارض شیرین کو قصب الزریر تعبیر کرے الحق یہ دیوان فصاحت عنوان وہ
 گنجینہ مضامین ہر جسمین ہر شعر منتخب ہر توحید میں نعرہ عارف سوز و گداز میں نالہ
 عشاق عیش و نشاط میں نعرہ زہرہ سے آشامی میں ہاسے ہوئے سر بہ جوش بہار
 من جناح جنت درد انگیزی میں کہ ناتوان زخم و جراحت میں گریہ نو نشان غرض
 ہر رنگ میں جان فصاحت تاب و توان بلاغت ہر سہرا الحمد کہ یہ صحیفہ معجز طرازی
 بحسن سعی کا پر دازان کارخانہ بطبع نامی فشی تو کشور واقع لکھنؤ میں بعالی ہمتی
 جناب فشی پراگ نرلین صاحب دمام اقبالہ مالک بطبع موصوف ماہ جون سنہ ۱۳۰۶ء میں
 چھپکر لذت اقرائے مذاق اہل دانش ہوا اگر کوئی کہیں نقطہ یا شوشہ بجا ہو تو اور با
 نظر نظر فرمائیں معافی کا خط اطمینان فقط

تمت الکلام

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۲	لطف علیخان بریلوی - دیوان نیاز - کلام حضرت شاه نیاز احمد بریلوی - شرح یوسف دیوان حافظ - از مولوی محمد یوسف علی شاه چشتی نظامی -	۴	دیوان رشید شورش از نواب سید سلطان رحمت
۲	دیوان نعت سروری - از مفتی غلام سرور لاہوری -	۴	دیوان غالب - از مرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی -
۲	دیوان خجاریہ از مرزا حسین دیوان عاشق - از بیٹ	۴	دیوان مرغوب جہان کلام سید شمس حسین خان -
۲	کنعیا لال - دیوان واسطی - کلام حسن رسول خان قلعہ اٹک -	۸	دیوان امیر سوم بہارہ انجیب استاد بنظیر -
۲	دیوان حمایزومی - کلام مفتی غلام سرور لاہوری -	۱۱	دیوان خواجہ میر درد - دہلوی عارف ولی -
۲		۲	دیوان بہار عرب کلام مولی محمد نیر شمس بہ حافظہ بہارستان سخن عین استاد کلام ہمدانی دہمویف تاریخ و آتش و آباد از محمدی حنیف خان دیوان لطف - از حافظ